۷۸۶

محاربات تھیسلی

یعنی

کارزار روم و یونان ۱۸۹۷ء

تین حصون مین

جس مین ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کے مشہور مدبر و نویسندہ سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی کتاب محاربات تھیسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ حسب موقع بیشمار فٹ نوٹ اور حواشی اور متعدد دلچسپ اور کارآمد ضمیمے اور سرحدی محاربات تیراہ وغیرہ و محاربہ سوڈان کے حالات ایزاد کر دیئے گئے ہین۔ اور تمام نامور پاشاؤن اور چند یونانی افسرون کی نہایت درست تصویرین اور میدان کارزار اور مختلف لڑائیون کے نقشے درج کر دیئے گئے ہین

مترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد و جھار ضلع گوجرانوالہ ایڈیٹر وطن لاہور

حصہ اول

مطبع حمیدیہ لکھنؤ مین باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ طبع ہوا

قیمت فی حصہ (عہ)

تاریخ جنگ روم و یونان

دیباچہ

جرمن سٹاف افسر اپنی کتاب کا دیباچہ بالفاظ ذیل تحریر کرتا ہے:-

یونان اور ٹرکی کی باہمی سخت معرکہ آرائی جو کریٹ کی بغاوت اور وہاں کے جنگ و جدال مابعد کی وجہ سے معرض ظہور میں آئی۔ گو یورپ کی دول عظام کی مداخلت پر اچانک اور بسرعت ختم ہوگئی۔ تاہم قیام امن کے متعلق یوروپین اغراض کی یکجہتی کی بدولت ان دونوں اقوام کے محاربہ نے کل یوروپ کی توجہ کو حیرت انگیز حد تک اپنی طرف منعطف کر لیا تھا۔ اور ایک عام ہمدردی پیدا کر دی تھی۔ کیونکہ یہ ہر ایک کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ مشرق میں جو پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اون میں سے ہر ایک میں مزید معرکہ آرائی کا تخم موجود ہوتا ہے۔ اور اس مزید معرکہ آرائی کی نسبت کوئی شخص وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کا آخری انجام اور نتیجہ کیا ہوگا۔

جرمنی کو اگرچہ ان متضاد اغراض سے جو جزیرہ نما بلقان میں پائے جاتے ہیں۔ براہ راست کوئی تعلق نہیں۔ مگر پھر بھی وہ ان واقعات کی رفتار کو جو اپریل اور مئی ۱۸۹۷ء میں تھسلی اور اپائرس میں حادث ہوئے بڑی شتابی سے دلچسپی اور خاص وجوہات کے باعث اون پر نہایت توجہ سے غور کرتی رہی ہے۔ جرمنی کی آنکھیں محض اسی وجہ سے زیادہ خصوصیت کے ساتھ ٹرکی پر نہیں لگی رہیں کہ محاربہ کی رفتار اور اسکے انجام نے پہلے سے زیادہ پولیٹکل ہمدردی اور دلچسپی پیدا کر دی تھی۔ بلکہ اس لیئے بھی کہ جب سے جرمن افسر ترکی فوج کی اتالیقی پر مامور ہوئے۔ اور اونہوں نے اتالیقوں اور منتظموں کی حیثیت میں اپنے اقتدار کا اثر پیدا کیا۔ اب پہلی مرتبہ اس محاربہ میں یہ فوج ایک وسیع پیمانہ پر جنگی کارروائی میں مشغول ہوئی۔ اور جرمن تربیت کے نتائج کو پرکھنے کا موقعہ ملا۔

ترکی فوج کی شاندار جنگی فتوحات اور اوس کے اون متواتر و مستعدانہ حملوں اور ضربات کی جن سے غنیم کی فوجی قوت اور طاقت مدافعت بالکل پامال ہوگئی۔ جرمنی میں پوری پوری قدر کیگئی۔ اور اوس نے اس رائے کی تصدیق ہوگئی۔ کہ محاربہ کی کارروائیوں اور انتظام میں جو کمالیت اور قابل تعریف برجستگی پائی گئی۔ وہ زیادہ تر جرمن افسروں کی باقاعدہ اور بلند ذہن کی سرگرمی اور جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔ عثمانیہ فوج میں اس امر کا علی التواتر اعتراف کیا جا چکا ہے۔ جرمن افسر خاص امتیاز اور احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اہم کام اونہیں سپرد کئے جاتے ہیں۔ اونکی اقتدار کے دائرے بہت وسیع پائے جاتے ہیں۔ اور زمانہ حال کے سب حال اصلاحات کی بنیاد قائم کر بڑھکے اونکی نہجرشی تعلم ہائے کیجاتی ہے۔ اور ان سب باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ باسفورس کے سواحل پر (یعنی قسطنطنیہ اور یورپین علاقہ کل سلطنت عثمانیہ میں) جرمنوں کو

کو نہایت ہی معزز اور اہم مقدمات اور منزلت حاصل ہو گئی۔

گزشتہ محاربہ میں جو ابھی ختم ہوا ہے۔ اس منزلت کی بابت اچھی طرح سے کل دنیا کو تصدیق و تحقیق ہو گئی ہے۔ بطور مثال ایک واقعہ کا جسے ٹائمز کے نامہ نگار نے بیان کیا ہے ذکر کر دینا کافی ہوگا۔ یہ نامہ نگار ترکی فوج کے ساتھ رہا تھا۔ اور یہ واقعہ لاریسا پر ترکی افواج کے قابض ہونیکے وقت گذرا تھا۔ نامہ نگار مذکور (مسٹر بگھم) لکھتا ہے :-

"میں ایک شام جبکہ مجھ کو آخری سیر سے شہر کو واپس آتے کسی قدر دیر ہو گئی میرے ساتھ ایک چرکس سوار تھا۔ شہر کے پھاٹک بند ہو چکے تھے جب ہم دروازہ پر پہونچے۔ تو ترکی سنتری نے رات کے سناٹے میں حسب دستور آواز دی "کون جاتا ہے" میری اردلی نے بلا تامل جواب دیا "جرمن پاشا" چونکہ مجھے لفظ مقررہ[1] معلوم نہ تھا میں نے اندر داخل ہونیکے وقت تک جرمن پاشا کے خطاب کو بخاموشی قبول کر لیا۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی میں نے پکار کر کہدیا "میں انگریز ہوں" جب پھاٹک کھلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پہرہ کے سپاہی صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور سلامی کیلئے بندوقیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس کا سبب گارڈ کے افسر سے دریافت کیا اس نے جواب دیا "کیونکہ آپ جرمن افسر ہیں""

اس موقع پر جرمن اتالیقوں کے کام اور انکے کام کے حاصل شدہ نتائج کی مختصر کیفیت درج کر دینے کیلئے میں ناظرین سے کسی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں دیکھتا۔

موجودہ صدی کے ساتویں عشرہ کے انجام کے قریب جب سلطان نے قیصر ولیم اول سے یہ خواہش ظاہر کی کہ چند جرمن افسروں کی خدمات عثمانیہ فوج کی مکمل ترتیب جدید کیلئے ترکی گورنمنٹ کو سپرد کر دیجاویں۔ تو قیصر مرحوم نے اس کام کیلئے کرنیل کاہلر۔ میجر وان ہوب رسالہ[?] اور کپتان ریسٹو کو منتخب کیا۔ اس سے ایک سال پیشتر پروشین محکمہ کمسریٹ کا مشیر وان شلگن ترکی فوج کے صیغہ کمسریٹ میں ملازم ہو گیا ہوا تھا۔ سلطان نے ان سب افسروں کو پاشا[2] کے عہدہ پر فائز کیا۔ اور انہوں نے تین برس خدمت کرنیکا اقرار نامہ لکھدیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ اس میعاد کے ختم ہونے پر وہ پھر پروشین فوجمیں واپس چلے جائیں گے۔ سلطان نے ان سب کو شرف حضوری عطا فرما کر ہر ایک افسر کو جدا جدا صیغہ پر مامور فرمایا۔ اور اپنے اپنے صیغہ کے متعلق مفصل رپورٹ کرنے کا حکم دیا۔

جنرل کاہلر کو جنرل اسٹاف (ارکان حرب)[3] کے نظم و نسق پر رپورٹ کرنیکی ہدایت ہوئی۔ میجر کا مفوضہ کو دیگر فرائض و خدمات مفوضہ کے علاوہ فوج پیدل پر۔ میجر وان ہوب کو کیولری (فوج سواران) پر۔ کپتان ریسٹو کو آرٹلری (توپخانہ) پر۔ اور وان شلگن کو کمسریٹ پر رپورٹ کرنے کا

---

[1] انگریزی میں اسے واچ ورڈ کہتے ہیں۔ اردو میں اس کے واسطے قول کا لفظ ہے۔ بحالت صلح اور چھاونیوں میں سنتری کو پکارنے پر عموماً جواب میں دوست کہا جاتا ہے۔ مگر میدان جنگ میں ہر شام ایک خاص لفظ مقرر کیا جاتا ہے اور پہرہ کو سنتریوں اور کیمپ کے حدود سے باہر جانیوالوں کو بتادیا جاتا ہے اور اس کی خاص احتیاط کیجاتی ہے کہ دشمن کے کسی آدمی کو یہ لفظ معلوم نہ ہو سکے تا کہ دشمن اس کی طفیل جاسوسی میں آسانی نہ ہو جائے۔ درست جواب نہ ملنے پر سنتری گزرنے والے کو گرفتار کر لیتا ہے اور اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرے۔ تو اسے گولی مار دیتا ہے اور دوسروں کو اس کا تعاقب کرنیکے لئے آلارم سے خبردار کر دیتا ہے۔

[2] فوجی افسر یعنی کرنیل اور اس سے اوپر کے درجہ کے افسر پاشا کا خطاب رکھتے ہیں زیادہ توضیح کیلئے دیکھو کتاب ہمارا باب پہلا [illegible] جنرل اسٹاف جس میں کرنیل سے اوپر کے درجہ کے تمام افسر [illegible] انسپکٹر کا عہدہ ماسٹر جنرل کمسری جنرل افسران توپخانہ۔ چیف انجینئر۔ سگنل افسر۔ فوجی [illegible] تمام افسروں کی [illegible]

کام خاص طور پر سپرد کیا گیا۔ ان تمام افسروں کو وسیع اختیارات عطا کئے گئے۔ اور ہر ایک کے ماتحت ایک ایک ترک افسر بطور نائب مقرر کیا گیا تاکہ وہ اوسے تمام ضروری حالات و معلومات سے مطلع ہونے میں مدد دیا کرے۔

ان اتالیقوں نے اپنے اپنے کام کو جوش و خلوص سے شروع کر دیا۔ ہر ایک کی یہ کوشش و خواہش تھی۔ کہ وہ اپنے اپنے صیغہ کے متعلق ایسی واقفیت تامہ حاصل کرے۔ کہ عملی اصلاحات کو تجویز کرنے سے پیشتر وہ یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائے کہ کون کون سے تغیرات ضروری ہیں۔ جب ان افسروں نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں تو اونپر غور کرنے کے لئے دو کمیشن مقرر کئے گئیں۔ ایک کا یہ کام تھا کہ وہ تجویز کردہ اصلاحات پر جنگی لحاظ سے رائے قائم کرے۔ اور دوسری کا یہ تھا۔ کہ مالی لحاظ سے اپنی رائے دے۔ سلطان عبد الحمید نے کچھ عرصہ بعد اون اصلاحات میں سے اکثر کو جن کی فوجی کمیشن نے جو فوج کی ترتیب جدید کیلئے قائم ہوئی تھی۔ سفارش کی تھی منظور کر دیا۔ مجوزہ اصلاحات میں اوس فوجی انتظام کی بنیاد جو اس وقت نافذ العمل ہے۔ فوج کی آرمی کوروں (فیلق جیش) اور ڈویژنوں میں اور ملک کی بارہ فوجی اضلاع میں تقسیم جدید ہوئی۔ فوج کو بالکل وجوہ از سر نو جدید اسلحہ سے مسلح اور ریزرو فوج کا باقاعدہ طور پر قائم کیا جانا۔ اور اسی طرح کی دیگر اصلاحات شامل تھیں۔

۱۸۸۳ء میں پرشوی فوج کے ہیڈکوارٹرس کا افسر بیرن وان ڈر گولز بھی متذکرہ صدر جرمن افسروں سے آملا۔ یہ افسر عثمانیہ فوجی نظم و نسق کی مکمل تجدید میں راہنما کا کام دینے کیلئے بلایا گیا تھا۔ اس افسر نے ترکی ہیڈکوارٹرس سٹاف کی اصلاح و درستی میں حیرت انگیز کام دیئے۔ اور نیز اپنے تعلیمی کام کی بے نظیر اور دیر پا سود مندی اور مخصوص خوبی و قابلیت۔ اپنے علم و فضل اور لیاقت و معلومات کی ہفت رنگی و گوناگونی۔ اور مزید برآں اپنی دلفریب خوش اخلاقی اور معاشرتی اوصاف کی طفیل بہت جلد شہنشاہ کی نظر میں خاص عزت و وقعت اور قسطنطنیہ کے تمام فوجی دوائر اور حلقوں میں محبانہ ہمدردی حاصل کر لی۔

۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بیرن وان ڈر گولز نے اپنی توجہ بالخصوص فوجی مدارس کی درستی و اصلاح پر منعطف رکھی۔ سب سے اول اوس فرنچ طریقہ تعلیم اور نصاب کو جو پرانی طرز کے فرانسیسی نمونوں کے مطابق قائم کئے گئے تھے بدلنے کا کام شروع کیا اور اس تغیر کے ساتھ ہی تعلیم کے نئے طریقہ اور نصاب اور بالخصوص عملی مشق و قواعد کو کیطرف پہلے کبھی بھولے سے بھی توجہ نہیں کی جاتی تھی۔ بتدریج داخل کر دیا گیا۔ یہ مشق و قواعد ایسی رکھی گئی۔ جو ہیڈکوارٹر سٹاف کے افسروں کیلئے نہایت مفید ہو سکتی تھی۔ بالفاظ دیگر ایسے افسروں کو جو خدمات دینی پڑتی ہیں۔ اونکی طالب علمی کے زمانہ میں عملی مشق کرانیکا قاعدہ جاری کیا۔ یعنی اون کاموں کی مشق جو پیش آنے کے موقعہ پر جو میدان جنگ میں کرنے پڑتے ہیں۔ آزمائشی سفر زمین سواری پر جسکے ساتھ ہی طلبا کو متعدد سوالات حرب کے متعلق حل کرنیکے لئے دئے جاتے اسیطرح لمبے لمبے سفروں اور مسافتوں کے طے کرانے کی مشق وغیرہ۔ مستعدی و چالاکی کی عادات کو راسخ ہو جانے نے جیسا اچھا پھل دیا ہے وہ حال میں ختم شدہ محاربہ سے بخوبی واضح ہو گیا ہے۔ سیف اللہ پاشا اور انور پاشا جنکے نام اس محاربہ کے دوران میں بارہا عزت و نیک نامی کے ساتھ لئے گئے ہیں۔ اس جدید طریقہ تعلیم کے اولین شاگردوں میں سے ہیں۔ اور انہوں نے طالبعلمی کے زمانہ ہی میں اعلیٰ قابلیت اور دلی شوق کا ثبوت دیا تھا۔

بیرن وان گولز ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بارہ برس فوجی مدارس اور نیز اعلیٰ اور ابتدائی مکاتب کا انسپکٹر جنرل رہا۔ اس عرصہ میں فوجی مدارس نے قابل تعریف ترقی کی۔ اور ان کے طلباء کی تعداد چار ہزار سے پندرہ ہزار ہو گئی۔ ۱۸۹۲ء سے انسپکٹر جنرل کا عہدہ بھی وان گولز کو تفویض کر دیا گیا۔ آخر الذکر منصب پر جنرل کا آنار تا دم مرگ مامور رہا تھا۔ اس عہدہ کے ساتھ ہی سلطان المعظم نے گولز پاشا کو فوجی اصلاح کیلئے تجاویز مرتب کرنے کا کام سپرد کیا۔ اس نے اسی سال فوجی اصلاح کی تجویز تیار کر دی۔ سلطان المعظم نے اسے پسند فرمایا اور ۱۸۹۳ء کے ختم ہونے سے پہلے اس کے تمام ضروری حصوں پر عملدرآمد ہو گیا۔ یہ تجویز ترکی جنگی طاقت کے موجودہ نظام کی بنیاد کا کام دے رہی ہے اور منجملہ دیگر امور کے ان باتوں پر مشتمل ہے:۔

(۱) عام جبریہ فوجی خدمت کا قاعدہ تمام مسلمان آبادی پر نافذ کیا جاوے۔ اور اس غرض کیلئے بھرتی کرنے کے متعلق نیا قانون منظور کیا جاوے۔

(۲) نظامی ریزرو اور لینڈ وہر (ردیف و مستحفظ) کیلئے نیا ضابطہ قائم کیا جاوے۔ اور اس ضابطہ کے مطابق افواج ردیف و مستحفظ کو از سر نو مرتب کیا جاوے۔

(۳)۔ جدید ضوابط کے رو سے جنگ کے وقت کام دینے کیلئے ۲۰ لینڈ سٹرم ۱۲ اور نمبر ریزرو اور سوپرنومیریری بٹالین مرتب کی جائیں۔ اور مزید برآں جدید ریزرو فوج اور سوپرنومیریریوں کی دوسری قسم یا صنف نئی قائم کی جاوے۔

(۴) جنگی خدمات کیلئے افواج کی نقل و حرکت اور سریع اجتماع کا انتظام۔

(۵) کل سلطنت کی ۲۴ ڈویژنیں، ۴۸ بریگیڈیں، ۹۶ رجمنٹیں اور ۳۸۴ بٹالین اضلاع میں تقسیم جدید (یعنی ۲۴ بڑے ضلع جو فوج کی ایک ایک ڈویژن کا صدر مقام ہوں اور ۴۸ چھوٹے ضلع جو ایک ایک بریگیڈ کا صدر مقام ہوں) وقس علی ذالک۔ انہی اعداد سے ناظرین کو یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ ترکی فوج میں چار بٹالینوں کی ایک رجمنٹ، دو رجمنٹوں کا ایک بریگیڈ اور دو بریگیڈوں کا ایک ڈویژن ہوتا ہے۔

۱؎ بیرن وان گولز نے ترکی خدمت سے کنارہ کش ہو کر ترکی فوج کے متعلق جو رائے ظاہر کی تھی وہ بجنسہ لبنٹ سالہ عہد حکومت کے ایک ضمیمہ میں درج ہے۔ ۲؎ آسٹریا اور جرمنی میں فوج کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو مقررہ میعاد کیلئے نظام اور ردیف میں کام کر چکی ہو۔ اور کبھی کبھی قواعد کیلئے گھروں سے آئیں۔ سوا اس کی حالت میں فوجی خدمت سے معاف ہو۔ جنگ کے وقت فوج کی جو آخری قسم آخری وقت طلب کی جاتی ہے۔ ان ممالک میں لینڈ سٹرم کہتے ہیں جو ان لینڈ وہر کے رواج سے پہلے ترکی میں مستحفظ فوج اسکے مشابہ تھی۔ ۳؎ سوپرنومیریری ان فوجی سپاہیوں یا ملازموں کو کہتے ہیں جو ضرورت کے وقت کام دینے کیلئے تعداد مقررہ سے زائد رکھے جاتے ہیں۔ فوجی اصطلاح میں اسکے جو معنی ہیں وہ اس تشریح سے سمجھ میں آجائینگے جن ممالک میں جبریہ خدمت کا قاعدہ نافذ ہے۔ وہاں یہ نہیں ہوتا کہ ہر سال جس قدر آدمی جبریہ خدمت عائد ہونے کے سبب ہی فوج میں بھرتی کر لئے جاتے ہیں۔ بلکہ نئے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد مقرر ہوتی ہے۔ چنانچہ زیادہ آبادی رکھنے والے ممالک میں ان نوجوانوں کی تعداد جن پر خدمت عائد ہوتی ہے رنگروٹوں کی مطلوبہ تعداد سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں مطلوبہ تعداد قرعہ اندازی وغیرہ کے ذریعہ منتخب کر کے فوج نظام میں داخل کر لی جاتی ہے۔ اور فاضل تعداد کو چند مختصر قواعد سکھا کر یا یونہی گھروں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

(۶) نیا قانون محاصل کے جنس میں ادا کئے جانے کے متعلق نافذ کیا جائے - تاکہ جنگ کیوقت باربرداری کی فراہمی میں سہولت ہو

(۷) سنہ ۹۶ء میں یعنی حاضر افواج کیلئے جدید ضوابط مقرر کئے جائیں -

عثمانیہ قوم کی جنگی طاقت کے استحکام کے لیئے ان تمام بنیادی انتظامات اور اون میں سے ہر ایک کیلئے گولٹز پاشا نے تجاویز تیار کیں اور اپنی آنکھوں سے ان پر عملدرآمد ہوتا ہوا دیکھ لیا - ان تھک ہمت و کوشش سے وہ تمام مخالفتوں پر جو ہمیشہ اسکے راستہ میں مشکلات حائل کرتی رہتی تھیں غالب آگیا - ایک سے زیادہ مرتبہ اوسے اپنی کئی تجاویز پر اسطرح سے عملدرآمد کرانا پڑا کہ ملازمت کی تکمیلی میعاد کو ختم ہوجانے پر اوس نے تجویز مذکور کے نفاذ کو ملازمت کے معاہدہ کی تجدید کیلئے مقدم اور لازمی شرط قرار دیا -

اس سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ انتظام و ترتیب جدید جس کا اشد ضروری ہونا ترکی افواج کو اوس تجربہ سے جو ۱۸۹۷ء[۱] میں یونان کے مقابلہ کیلئے کیا گیا تھا اچھی طرح ثابت ہوگیا تھا - محض اس افسر کی مسلسل اور انتھک کوششوں اور جدوجہد کی طفیل معرض ظہور میں آیا - اور بہ سر تکمیل پہونچا -

مذکورہ صدر کام کے علاوہ جس کی تعمیل و تکمیل میں اوسے نہایت ہی سخت مشکلات پیش آئیں جنرل وان ڈر گولز نے ہیڈ کوارٹری سٹاف کی خدمات لازمہ کی مختلف شاخوں میں افسروں کی عملی تربیت پر بھی توجہ منعطف کی اور خود اس غرض کیلئے سٹافی خدمات کے متعلق لمبے لمبے سفر کیئے مصنوعی لڑائیاں کرائیں کھلے میدانوں میں سواروں کے رسالوں سے نمائشی جنگ و جدال کرائے - اور اسیطرح کی اور دیگر مشقیں کراتا رہتا - اس عملی جد و جہد کے دوش بدوش اوسنے مندرجہ ذیل کتابیں ترکی میں شائع کیں - جنکی بہت اشاعت ہوئی -

(۱) جنگی کاروائیوں کے متعلق افسروں کا راہنما (۲) فن صف آرائی کے متعلق مسائل و مثالیں (۳) ہیڈ کوارٹری سٹاف کی خدمات دو حصوں میں (۴) جنگ کیوقت قلعوں کی مدافعت اور اون پر حملہ کرنیکے متعلق راہنما ہدایات (۵) میدان جنگ کی خدمات کے متعلق راہنما - یہ پانچوں کتابیں تین ہزار مطبوعہ صفحے رکھتی ہیں - پہلی کتاب کے چار اور پانچویں کے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں - ان کتابوں کی آمدنی جنگی مدارس کے مطبع کو وقف کردیگئی ہے -

اس پرشوکت جرنیل کی مختلف الانواع اور دور رس اثر کرنیوالی مستعدی سے نہایت ہی نیک نتائج مترتب ہوئے ہیں - وہ ایک بیحد قیمتی ہیڈ کوارٹر ماسٹر جنرل[۲] فن صف آرائی کا اعلیٰ لائق سپہ سالار اعلیٰ انجینئر اور ساتھ ہی مورخ اور مجدد بھی تھا جنکی ترتیب جدید فوجی تعلیم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) یہ زاید از ضرورت نوجوان سوپرنیومیریری کہلاتے ہیں ترکی میں حالانکہ ابھی مسلمان آبادی کا بھی حصہ کثیر فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہے تعداد مطلوبہ یا مقررہ سے تقریباً دگنے آدمیوں پر ہر سال فوجی خدمت عائد ہوتی ہے جنکو بالعموم کچھ تو عرصہ سکھا کر گھر کو واپس کیا جاتا ہے - سالانہ تعداد مقررہ میں جنگی ضرورتوں اور مالی گنجائش کے لحاظ سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے -

---

[۱] اوس وقت حیرت انگیز سرعت سے ترکی نے تین لاکھ سے زائد فوج یونانی سرحد پر چپ چاپ باسانی تمام چند ہفتوں میں جمع کردی تھی - اوس کا مفصل ذکر [illegible] عہد حکومت کی ایک حاشیہ میں درج ہے - [۲] جنرل کوارٹر ماسٹر کا اعلیٰ افسر کوارٹر ماسٹر وہ افسر ہوتا ہے جسکے ذمہ فوج کیلئے مکان - سامان - گولہ بارود - سامان نشست و خواند اور باربرداری وغیرہ بہم پہنچانا اور رسد رسانی کی نگرانی کرنیکا کام سپرد ہوتا ہے -

اور شانی اصلاح کے متعلق اس افسر نے بے نظیر قابلیت اور لیاقت سے جو کام کیا تھا اوسکا اثر بصراحت تمام اون فوجی کارروائیوں کی تجویز کے
بتدریج عمل درآمد کے وقت ہی جو ترکوں نے ۱۸۹۷ء میں یونان کے برخلاف جبکہ لڑائی اٹل ہو رہی تھی۔کی تھیں۔واضح ہوگیا تھا
اور سلطان المعظم نے اوس کا نہایت ہی عزت بخش پیرایہ میں اعتراف کیا تھا۔ترکی فوج سے علیحدہ ہونے سے چند ماہ پیشتر جلالتمآب نے اپریل ۱۸۹۵ء
میں گولز پاشا کو فیلڈ مارشل (مشیر) کا ممتاز مرتبہ عطا فرماکر ایک بیش قیمت اعزازی تلوار بھی عطا فرمائی۔بالضابطہ الوداعی سلام کے موقعہ پر
خلیفۃ المسلمین نے گولز پاشا کو پرائیویٹ باریابی کا شرف عطا فرماکر اون ممتاز خدمات کا جو اس نے جلالتمآب اور اون کی فوج کی
کی تھیں۔شکریہ ادا کیا۔اور امید ظاہر کی کہ یہ علیحدگی اور جدائی آخری نہیں ہوگی۔اور کہ ترکی حکام صیغہ جنگ اوس کو پھر واپس آنے اور
اوس کی حوصلہ افزا نیک نظر اور مستعدی سے مزید فائدہ اوٹھانے کی توقع رکھنے میں غلطی پر نہیں ہونگے۔یہ جرنیل جس کی ایسی
شاندار عزت و توقیر کی گئی۔جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔اپنے وطن کی فوج میں واپس آگیا ہوا ہے۔جس میں وہ ایک ممتاز کمان
پر مامور ہے۔جرمن فوج اس قابل افسر کو پھر اپنی صفوں میں دیکھکر اور یہ جاننے سے کہ اوس کی قابلیتوں اور اوصاف و لیاقت خدا
داد سے پھر اوس کا ملک مستفید ہو رہا ہے۔جس قدر فخر کرے بجا ہے۔باقیماندہ جرمن افسر جو سب ترکی فوج میں بلند مراتب پر فائز ہیں
لفٹنٹ جنرل گرمیکو پاشا فوج توپخانہ کی تربیت کے علاوہ چند قیود کے ساتھ توپخانہ کے اسلحہ و گولہ بارود اور نیز اوس کے آدمیوں کی نگرانی کے کام
پر مامور کیا گیا تھا۔لاریسا کے برخلاف اوس کی مستعدانہ عمل اور اوسکی اوس بہادرانہ کارروائی کے طفیل جس سے وہ شہر مذکور پر قابض
ہوگیا سلطان المعظم کی خاص نظر عنایت مبذول ہوگئی ہے۔

جب ۱۸۸۳ء میں یہ جرمن معلمین ترکی ملازمت میں داخل ہوئے۔تو اونہوں نے ترکوں کو فوجی مہارت کے لحاظ سے اوسی حالت
میں پایا۔جس حالت میں کہ وہ چھ برس پیشتر ہمارے روس کے وقت تھے۔ان مسلمان سپاہیوں کیلئے جو فوج کیواسطے نہایت بیش قیمت مسالہ
ہیں قابل اور تربیت یافتہ افسر تقریباً مفقود تھے۔اور وہ بحالت اس فنون حربیہ میں باقاعدہ اور عملی طور پر مشاق بنائے جانے کے سخت محتاج تھے
انتظامی کل کے پرزے بیکار تھے۔اور اس کل کے ذمہ دار حصوں کے دندانوں میں کوئی گرفت نہ پائی جاتی تھی۔توکل قسمت کو کرامانہ
اعتقاد اور ہر وقت عام تصور میں محو رہنے اور ماہانہ تنخواہ کا جو کچھ اقتضا ہے اوسی کے حسب حال تمام کاروبار انصرام پاتا تھا جرمن
افسروں کی نئی روح پھونک دینے والی مستعدی کی بدولت جس نے پندرہ برسوں کے اندر عثمانیہ فوج پر ترتیب تیاری تربیت اجتماع
اور انتظام کے متعلق یورپین فوجی دستور العمل کے ضروری لوازمات اور اصولوں کا نقش قائم کر دیا ہے۔اور اوسے تمام اعظم یورپ کی دیگر
افواج کی سطح کے بہت کچھ نزدیک پہونچا دیا ہے۔سابقہ حالت بہت ہی بدل گئی ہے۔

ایسے ملک میں جہاں انفنٹری یا آرٹلری کی ایک کمپنی تک کو چاند ماری کی مشق کرانے کیلئے یا ایک رسالے کو اسکنستان مشق کیواسطے
باہر لیجانے کیلئے سلطانی اجازت کا حاصل کرلینا ضروری ہو۔اور یہ اجازت بہت وقت اور مشکل سے حاصل ہوتی ہو۔اور جہاں لوازمات فیلڈ ڈیوٹی
سادہ ترین اور بالکل صاف رپورٹوں کی پڑتال اور تصحیح میں بہت سا وقت خرچ کیا جاتا ہو ایسے ملک میں ہر ایک ترقی منفعت کا نتیجہ اس بات کا
بدیہی ثبوت ہے کہ اوسکے حصول کیلئے بے انتہا محنت استقلال عقلمندی اور تحمل سے کام لیا گیا ہے۔اس مشکل کام کو جرمن افسروں کی مخلصانہ

مستقل مزاج و ثابت قدم اور جفاکش ۔ جد و جہد نے ممکن بنا دیا ۔ جن افسروں نے ایک اجنبی گورنمنٹ کو کارآمد خدمت دیکر ایسا تجربہ ہی اپنے ملک کے لئے نیکنامی حاصل کی کہ اوس کے فرزندوں کی ہمت و کوشش سے ایک طاقتور اور دوست قوم کیلئے فوجی طاقت اور فوجی اسکے کام کا نیا دور شروع ہو گیا ہے ۔

اس تمہید کے بعد مصنف لکھتا ہے ۔ کہ اوس نے یہ صفحات تاریخی کتاب کا کام دینے کی بجائے تاریخی وقایع و حالات کا مختصر سا خاکہ کھینچ دینے کیلئے تحریر کئے ہیں ۔ جنگ مذکور پر مستند تاریخی کتاب لکھنے کا ابھی وقت نہیں آیا ۔ چشم دید شاہدوں کی شہادتیں اور فریقین کے افسروں کے بیانات ایک دوسرے سے بہت مختلف بلکہ متضاد ہیں ۔ اور مختلف معرکوں کے حالات و واقعات بھی ابھی تک بالتفصیل معلوم نہیں ہوئے بنا بریں تاریخی تحقیق و تدقیق اور باقاعدہ ترتیب کا کام ابھی شروع نہیں کیا جا سکتا ۔ بعد ازاں وہ جرمن اور انگریز نامہ نگاروں کے تحریر کردہ حالات اور یادداشتوں سے اس کتاب کو مرتب کرنیکا ذکر کر کے اون نامہ نگاروں کی جفاکشی ۔ تندہی سے اپنے فرائض کو سر انجام کرنے اور حتی الامکان بے نقصان کو مد نظر رکھنے کا اعتراف کرتا ہے ۔ اور پھر لکھتا ہے ۔ کہ اوس نے ان واقعات کو ایک رشتہ میں پرو دیا ہے ۔ تاکہ ناظرین کو محاربہ کا عام نقشہ اور اوس کے نمایاں پہلو معلوم ہو جائیں ۔ اگرچہ اکثر واقعات کو سر اشمیڈ نے بالتفصیل اپنی کتاب میں جس کا ترجمہ آگے مندرج ہے بیان کر دیا ہے ۔ تاہم اس جرمن مصنف کی کتاب کا پورا ترجمہ دیدیا گیا ہے ۔ تاکہ ناظرین کو حتی الامکان مکمل آگاہی اور واقفیت ترکی فوج کی کارناموں اور یورپین پالیسی کے متعلق ملیگی ۔ اس تمہید کے ساتھ ہی جس میں مصنف نے جرمنی کی ہمدردی کے چند وجوہات تحریر کئے ہیں ۔ ایک اور نامور جرمن مدبر کی رائے اس مسئلہ کے متعلق درج کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ۔

اس مدبر کا نام ہز ایکسیلنسی البرٹ وان شیفل ہے ۔ جو ۱۸۷۱ء میں آسٹریا کے صیغہ تجارت کا وزیر تھا ۔ اور اوس کے بعد وائنا اور تو بنگن کی یونیورسٹیوں میں پولیٹیکل اکانومی (سیاست مدن) کا پروفیسر رہا ہے ۔ اسنے لندن کے ماہواری رسالہ فورم بابت ماہ نومبر ۱۸۹۷ء میں جرمنی اور انگلستان کے باہمی تعلقات پر اوس عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا ہے ۔ کہ جرمنی انگلستان سے کیوں بیزار اور متنفر ہے ۔ اور پھر اس بیزاری کی علت متغیرہ یونانیوں وغیرہ کے برخلاف جرمنی کی ترکوں سے ہمدردی ہونیکا بہت کچھ باعث قرار دیتا ہے ۔ ناظرین کو یہ تو بتانے کی احتیاج نہیں معلوم ہوتی کہ انگلستان اور جرمنی کے تقریباً کل باشندے ایک ہی نسل سے ہیں ۔ لیکن [illegible] مذکور لکھتا ہے ۔ کہ جرمنی اس قومی قرابت اور دونوں ملکوں کے اغراض کی یکجہتی کو جن کا طبعی تقاضا یہ ہے ۔ کہ وہ قوم ہمیشہ آپس میں متحد و متفق رہیں ۔ تسلیم اور اونکا احترام کرتی ہے ۔ مگر انگلستان کی سردمہری بلکہ اوس کے اس سے [illegible] خود اس نے کبھی اتحاد نہ ہونے دیا ۔ جو عرصہ سے یگانگت وغیرہ کو بالائے طاق رکھکر جرمنی کی تخریب کے درپے ہو رہا ہے ۔ جرمنی اپنی چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے انگلستان سے ناراض نہیں ہے ۔ کہ دونوں ملکوں کے درباروں کے تعلقات اچھے نہیں ۔ انگلستان کے [illegible] جنگی اخبارات معاندانہ تحریریں لکھتے رہتے ہیں ۔ یا انگریز مدبر نامناسب تقریریں کرتے رہتے ہیں ۔ اور جرمنی [illegible] سے یاد کیا جاتا ہے ۔ جرمنی اس وجہ سے بھی ناراض نہیں ہے ۔ کہ انگریز جرمنی کی تجارتی ترقی پر [illegible] کو تجارت [illegible] کے اوس [illegible] بہت کچھ آزردگی پیدا ہوتی تھی ۔ جس [illegible]

اپنے جال سمندر میں پھیلا دے - اور شکار کی بے انتہا مقدار حاصل کرلے - انگلستان کا یہ عام رویہ ہو رہا ہے کہ وہ صلیب یعنی مذہب کی
آڑ میں اپنے پولیٹکل مطالب نکالا کرتا ہے - انگلستان کی چالوں پر شبہ اور کبھی کوئی شخص نہیں ہوا کہ آیا علانیہ زبان سے یہ سلسلہ [illegible]
کرتا رہا تھا - اور چونکہ ہر تعلیم یافتہ یورپین کو جب کہ انگلستان صلیب کی آڑ میں پولیٹکل کارروائی کرتا ہے ہمیشہ مذہبی ریاکاری کی بو
آجاتی ہے بمنذکرہ صدر یقین بآسانی بسرعت تمام دنیا میں پھیل گیا - مگر اس مرتبہ انگلستان کی چال خطا کر گئی - اور سلطنت جرمنی کی نکتہ رسی کا دخل
انداز نہ کیا - اور وہ یہ نہ سمجھا کہ سنہ ۱۸۷۱ء[1] سے بعد ایسی ملمع سازانہ چال کا کارگر ہونا ناممکن ہو گیا ہے - لیکن جب جرمنی نے دیکھا کہ باوجود اس کے انگلستان
اپنی ضد سے باز نہیں آیا - اور متواتر ناکامیابی سے شکستہ دل نہ ہو کر برابر تین سالوں سے اپنی چال پر قائم ہے - تو اوس کی آزردگی اس حد
تک پہونچ گئی کہ اوسنے جرمنی کے دل میں اوس شخص کی ہمدردی پیدا کر دی جسے گلیڈسٹون نے جو تمام انگریزی مدبروں کی نسبت جرمنی
میں بہت ہی کم ہر دلعزیز تھا - ایکدفعہ یلدز کوشک کا قاتل کہا تھا - اور جب ارمنیوں کو سلطان کی ذبح میں دھکیلنے کی متواتر ناکام
کوششوں کے بعد انگلستان آخرکار کریٹیوں اور یونانیوں کا حامی ہوا - تو جرمنی ان لوگوں سے بھی متنفر ہو گئی - اونکی قومیت کی وجہ سے نہیں ہے
بلکہ اس لئے کہ وہ انگلستان کی حمایت میں چلے گئے تھے - اور اوسکے فسادی مشغلوں کے اٹھانے والے بن گئے تھے۔"

ترکوں کے مشہور بہی خواہ اور منصف مزاج رحمدل اور عاقبت اندیش مدبر و ممبر پارلیمنٹ انگلستان سر ایشمیڈ بارٹلٹ جو اپنی کتاب
تجاربات تھسلی کو جس میں کہ واقعہ جنگ کے علاوہ اونکے ذاتی مشاہدات - چشم دید واقعات اور معلومات وسیعہ بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں
شجیع - بے نظیر منظم و با انتظام - صبور اور ثابت قدم و مستقل مزاج عساکر مظفرہ و قاہرہ عثمانیہ کو جس نے اپنی شجاعت و بہادری اور استقلال سے
اپنے ملک کی اوس کے اعدا سے بارہا مدافعت و حفاظت کی ہے - ڈیڈیکیٹ کرتے ہیں - بالفاظ ذیل کتاب مذکور کا دیباچہ اور ترکوں کی
اصل قدر و منزلت کی متعلق اپنی رائے ظاہر فرماتے ہیں :-

دیباچہ تحریر کردہ سر بارٹلٹ

سر موصوف اپنی کتاب کے مقاصد بایں الفاظ بیان کرتے ہیں :- اس کتاب کے تحریر
کرنے سے میرا زیادہ تر مدعا اون ذاتی تجربوں کی جو ہمارے تھسلی میں پھر اور نیز
پیش آئے - اور پھر بعد ازاں ایتھنز اور قسطنطنیہ جانے کے حالات کی داستان تحریر کرنا ہے - تھسلی میں ہم نے ترکی سپاہیوں کو کئی موقعوں
میں لڑائی کرتے دیکھا - اور ہر وقت سفر و قیام میں فوج کے ساتھ رہے - اور ہمیں کامل مشاہدہ اور تجربہ سے عثمانیہ افواج کی بہادری اور ثابت
قدمی کی ہی نہیں بلکہ اون کی رحمدلی - حسن اخلاق - عمدہ چلن اور قابل تعریف با انتظامی اور فرمانبرداری کی پوری پوری
قدر و منزلت اچھی طرح سے معلوم ہو گئی -

ہم تھسلی میں [illegible] سے [illegible] گذرتے اور سلسلہ کوہ اولمپس اور اوس کی برف پوش چوٹیوں - دریائے پینی اس کے خوبصورت
نظاروں - وادی ٹمپی کے بے نظیر منظر - زرخیز میدانوں کے لہلہاتے کھیتوں - اور شاندار کوہی پشتوں کو جو چاروں طرف سے تھسلی کو گھیرے
کھڑے ہوئے ہیں - دیکھکر حیرت زدہ ہوتے رہے -

---

[1] پہلے پہل پرشیا نے فرانس کو شکست دیکر جرمنی کے متفرق اجزا کو ایک جگہ باندھ دیا - اور جرمن سلطنت قائم کر لی۔

شہزادہ ہم پاشا۔ اوس کا کل شاف (ارکان حرب) اور کمتر درجہ کے افسر سب ہمارے ساتھ نہایت احترام اور شفقت و نوازش سے پیش آتے مسافر کیسے ساتھ ترکی فوج کے اونٹے واعلیٰ کل ایسا مسافر پرورانہ سلوک کرتے ہیں اور ایسی مہربانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ کہ عثمانیہ فوج کو ساتھ جانے اور اُس میں رہنے سے طبیعت ہر وقت باغ باغ رہتی ہے۔

یونانیوں سے ملنے جلنے کا ہمیں بہت کم اتفاق ہوا تاہم اون کے جنگی جہازوں پر ہمارا غیر اختیاری اور اضطراری طور پر پہونچنا نہایت ہی دلچسپ واقع تھا۔ اس کی بدولت ہمیں کئی خوش اخلاق یونانی افسروں سے شناسائی پیدا کرنے۔ ایتھنز کی شان و شوکت اور نوادرات کو دیکھنے اور شاہِ یونان کی آراء اور خیالات سننے کا موقعہ ملگیا۔ یونانیوں نے ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہ کیا جس سے ہمیں کسیطرح کی شکایت ہوسکتی۔

ایک لحاظ سے جو معاملہ ہمیں پیش آیا وہ غالباً عجیب و بے مثال تھا۔ واقعی رزم آرائی کے دوران میں اور تین دن کے عرصہ میں ہمیں دو فوجی جنگ کنندہ فریقوں کے فرمانرواؤں (سلطان المعظم اور شاہ یونان) کی خدمت میں حاضر ہونیکا شرف حاصل ہوا۔ علاوہ بریں دونوں ملکوں کے وزراء اعظم اور سربرآوردہ مدبرین سے بھی ہماری ملاقات اور گفتگو ہوئی۔

تھسلی، ایتھنز اور قسطنطنیہ تینوں جگہ ہم نے اپنی مختصر مگر پر ماجرا اقامت کی دوران میں جو کچھ دیکھا اور سنا۔ اوس سے میرا یقین مستحق ہو گیا۔ کہ سلطنتِ عثمانیہ کے متعلق انگلستان کی قدیمی پالیسی بالکل درست اور ضروری پالیسی ہے۔ دنیا کے مقتدر ترین اور اعظم آزاد اسلامی طاقت کے ساتھ دوستانہ روش کو چھوڑ کر مخالفت کی پالیسی اختیار کرنے سے انگریزی اغراض اور نیز ازدن اقوام کی حق لیے جنکی تائید و امداد کا انگلستان نے بیڑہ اوٹھایا۔ نقصان کے سوا، اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ ہمارے حق میں یورپ اور ایشیا دونوں جگہ اور سب سے بڑھ کر ہندوستان میں اس مضر جدید پالیسی کا یہی نتیجہ ہوا ہے۔ جو اوپر لکھا گیا ہے۔ سلطنت عثمانیہ کے ساتھ دوستی و رفاقت کا مسلک اختیار رکھنا اس ملک (انگلستان) کیلئے اشد لازمی ہے۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی یہی پالیسی تھی۔ عسکریہ، قومی، جنسی اور سیاسی ضرورت دائماً اسی مسلک کی مقتضی ہیں۔ اور اگر ہم سخت ترین خطرات اور فلاکتوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو اسی پالیسی کو پھر لازمی طور پر اختیار کرنا پڑیگا۔

میں دستہ انجینیریں (استحکام طابوری) کے لفٹنٹ کرنل تینک کا جنھے مجھے محاربوں کے نقشوں اور پلینوں کی ترتیب و تیاری میں مدد دی۔ اور مسٹر کلائیو بنگھم کی قابل تعریف کتاب "مع عساکر عثمانیہ کی ہمراہ ۱۸۹۷ء میں" اور نیز اخبار سٹینڈرڈ۔ ڈیلی نیوز اور رائٹر ایجنسی کے نامہ نگاروں کا مشکور ہوں۔ کہ انھوں نے مجھے اپنے خطوط و مراسلات سے کام لینے کی اجازت دی۔

اس کتاب کا بہت سا حصہ دو مہینے ہوئے لکھا جا چکا تھا۔ مگر بوجوہات چند در چند اس کی اشاعت میں توقف ہو گیا۔ جسکا مجھے افسوس ہے۔ اگست ۱۸۹۷ء۔ ایس۔ اشمیلڈ۔ بارٹلٹ ۔

محاربہ تھسلی کی حقیقی قدر و منزلت

کارزار روم و یونان کوئی بہت بڑا جنگ نہ تھا۔ معرکہ آرائی یکطرفہ سی رہی۔ اور کسیطرح پر سخت نہ تھی۔ شریک کارزار آدمیوں کی تعداد

چنداں زیادہ نہ تھی۔ اور طرفین کو کثیر نقصانات برداشت نہ کرنے پڑے

جنگ صرف ایک مہینہ تک رہی۔ اور اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانی تھیسلی سے نکال دیے گئے۔ اور تھیسلی کے تمام زرخیز علاقہ پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا۔ اپائرس کو صوبہ کی لڑائی کوئی ایسی اہم اور نتیجہ خیز نہ تھی۔ اس علاقہ میں فریقین اختتام جنگ پر قریباً قریباً انہیں مقامات پر قابض تھے جنپر کہ وہ لڑائی کے آغاز کے وقت تھے۔ بنابریں محاربہ روم و یونان جو ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ بلحاظ اپنے فوری نتائج اور معرکہ آرائی کے کچھ ایسا اہم اور وقیع نہ تھا۔ تاہم تھیسلی کے اس محاربہ کی حقیقی اہمیت اور اوس کی پولیٹکل نتائج اوس سے بدرجہا زیادہ اہم اور دور رس اثر ڈالنے والے ہیں جیسا کہ اونکی نسبت واقعی معرکہ آرائی سے قیاس کیا جا سکتا ہے ✤

اتحاد اسلامیہ

یہ محاربہ اوس دائمی مسئلہ مشرق کے نشو و نما کا ایک جزو ہے جس سے انگلستان کو نہایت گہرا تعلق ہے اہم واقعہ ہے سلطنت عثمانیہ کی تاریخ اور دول عظام کی اتحادی و اجتماعی تگ و دو و کارروائیوں میں محاربہ مذکور ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ جو شاید قطعی فیصلہ کن بھی ثابت ہو جائے۔ اس سے دنیا کو کروڑ ہا مسلمانوں کے طریق عمل اور خیالات و روش پر بہت گہرا اور نہایت ہی زبردست اثر پڑا ہے۔ اور ان واقعات سے جو حال میں ٹرکی میں ظہور پذیر ہوئے ہیں پیروان اسلام میں پھر اوسی یک جہتی اور اتحاد و ارتباط کا عام خیال پیدا ہو گیا ہے جو عرصہ مدید سے اونمیں ناپید اور مفقود چلی آتی ہے ٹرکی افواج کو تھیسلی میں جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں اونسے اوس خیال و خواہش میں جو اپنی طاقت کو مجتمع اور یکجا کرنے کیلئے مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہے نئی جان پڑ گئی اور اوسے بہت تقویت پہنچ گئی ہے۔ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کیلئے اس اسلامی بیداری و حیات نو کی مستقبل رفتار جیسی کچھ اہم اور غور طلب ہے اوسکا اندازہ اوس پوزیشن اور منزلت پر جو ہمیں ہندوستان میں اس وقت حاصل ہے۔ نہایت ہی کم اور سرسری نظر ڈالنے سے بآسانی ہو سکتا ہے۔ ہماری اوس مدبرانہ اور رحیمانہ حکومت کی حیرت انگیز اور عجیب و غریب عمارت اور ڈھانچ میں جو وہاں بیشمار مختلف المذہب اور مختلف اقوام پر قائم ہے۔ ملکہ معظمہ کی خالص رعیت نہایت ہی کارآمد اور سب سے زیادہ جنگی اوصاف رکھنے والی رعایا میں سے چھ کروڑ سے زیادہ مذہب اسلام کی تابع اور پیرو ہیں۔ یہی نہیں۔ وہ نامور اور بے نظیر مدبر فرمانروا جو ہندوستان کی شمالی مغربی پہاڑیوں پر قابض ہے وہ پہاڑ جن کے راستہ سے ہی ہندوستان کے تمام فاتحان عظیم اوس کے زرخیز و زرریز میدانوں میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ فرمانروا اوس بھی بڑا پکا اور راسخ القدم صادق مسلمان ہے۔ اور وہ کون ہے؟ عبد الرحمن خان[1] ✤

[1] ضیاء الملت والدین امیر عبد الرحمن خان والی دولت خداداد افغانستان و خراسان کی مستند و مسلم عمریاں ملک میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس لیے اونکے حالات یہاں تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ذکر کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ جیسا کہ پہلے بھی کئی مرتبہ حاسدوں نے مشہور کیا [illegible] ✤ مترجم و مولف

ترکی اتحاد کی ضرورت وقت

محاربہ تھیسلی اور اوسکے متعلقہ واقعات سو ایک اور قابل غور اور اہم نتیجہ یہ مترتب ہوا ہے کہ ٹرکی سے فوجی اتحاد کرنیکے لئے روس اور جرمنی میں زبردست رقابت پیدا ہوگئی ہے۔ اس محاربہ سے ایک یہ امر بھی واضح ہوگیا ہے کہ قسطنطنیہ میں انگلستان کا اقتدار بہت ہی کم ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہوسکتا کہ بالکل ہی زائل ہوگیا ہے۔ جرمنی نے دوراندیشی سے کام لیکر ترکی سلطنت تحفظ و تائید کا پہلو اختیار کرلیا۔ اور اس طرح اوسے اپنا دوست بنالیا۔ اس کے برعکس ہمارا شعار ترکوں اور ہر ایسی چیز کو جس سے اونکا تعلق ہو اندھا دھند سب و شتم اور طعن و تشنیع کرتے رہنا ہے۔ روس قسطنطنیہ میں جرمنی کے مقتدر ہوجانے کو بنظر رشک دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ روسی مدبر یہ سمجھنے لگ گئے تھے۔ کہ ٹرکی کا میدان خاص اونہی کیلئے وقف اور مخصوص ہوچکا ہے۔ اس شکارگاہ میں کوئی اور قدم رکھنے کا مجاز نہیں۔ بہرحال جرمنی نے ٹرکی سے ایسا تعلق پیدا کرلیا ہے کہ یورپ میں عالمگیر جنگ برپا ہوجانے کی صورت میں وہ شاندار عثمانیہ فوج کی تائید و امداد ملنے پر پورا پورا بھروسہ و اعتماد کرسکتی ہے اور اس اتحاد کا دوسرا لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ جنگی طاقت کے لحاظ سے جرمن سلطنتوں (آسٹریا و جرمنی) کو اپنے اہم رقیبوں روس و فرانس کے مقابلہ پر بہت فوقیت اور غلبہ حاصل ہوگیا ہے۔

ہمارے (یعنے انگلستان کیلئے) ترکوں کی جنگی طاقت اور سلطانوں کی دوستی اور نیک ظنی جیسی کچھ کارآمد فائدہ مند اور اہم ہے۔ اوس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ انہی وجوہات کے باعث اور نیز اوس بے بہا خدمت کی وجہ سے بھی جو سلطنت عثمانیہ قسطنطنیہ اور آبنائے باسفورس ڈاردانیلز کے محافظ کی حیثیت سے اس ملک (انگلستان) کی اغراض و مفاد کی کررہی ہے۔ اس کتاب کا نویسندہ ہمیشہ ٹرکی کے حکمراں اور ترکی حکومت کے طریق عمل پر نکتہ چینی کرنے وقت اعتدال و صداقت اور پوری پوری سچائی کو مدنظر رکھنے کی ضروریات پر اصرار کرتا رہا ہے۔ سلطان المعظم لاکھوں مردان جانباز اور سپاہ جان نثار کے ہی مالک نہیں ہیں۔ وہ **خلیفۃ المسلمین** بھی ہیں۔ ترکوں اور مذہب اسلام کے ساتھ انصاف کو مدنظر رکھنا اخلاقاً اور انصافاً ہی واجب و درست نہیں۔ انگریزوں کیلئے جو ایک وسیع اسلامی علاقہ پر حکمراں ہیں۔ ایسا کرنا قرین مصلحت اور اشد ضروری بھی ہے۔

جھوٹی ہمدردی

بدقسمتی سے اس ملک کے اخبارات اور مدبرین کے حصہ کثیر نے جن کی جماعت صرف ریڈیکل (اشد آزاد) فریق تک ہی محدود نہیں رکھی۔ حزم و احتیاط و مصلحت اور ساتھ ہی صداقت و درستی کے لوازمات اور ملحوظات کو برطاق رکھکر سلطان المعظم اور اونکے وزراء اور اہلکاروں کے برخلاف ایسی سفیہانہ طعن و تشنیع اور بدزبانی اختیار کرلی ہے۔ جس کی پہلے کوئی نظیر موجود نہیں۔ مگر اوس نے جھوٹی ہمدردی۔ اور مظالم فرضی ایک جسے تذکرہ صدہا برس اور اخبارات نے اپنا شعار بنا رکھا ہے کو میں ہمیشہ مطعون کرتا رہتا ہوں۔ لیکن اس سے میری مراد وہ واجب و معقول ناپسندیدگی نہیں۔ جو اون افعال قبیحہ پر جن کا ارتکاب ۱۸۹۵ء کی آخری تین مہینوں میں آرمینیا میں ہوا تھا۔ ظاہر کیگئی تھی۔ اس کا باعث دسمبر ۱۸۹۴ء کے بعد کے دس مہینوں میں بغاوت ساسون اور اوسکے انسداد کے متعلق بالکل فرضی اور اخباروں کی من گھڑت کہانیوں کی بنا پر نہایت ہی قبیح اور از حد ناجائز بدزبانی اور لعن و طعن سے کام لیا گیا۔ حالانکہ ان کہانیوں کی اول تو بالکل کچھ حقیقت ہی نہیں تھی۔ یا تھی۔ تو نہایت ہی خفیف اور کمزور

مظالم فروشی اور جھوٹی ہمدردی ورقت سے میری مراد یہ دو چیزیں ہیں۔ اول کسی قوم یا دولت پر ایسے مظالم کا الزام لگانا جن کا کوئی وجود نہو۔ اور دوم یہ کہ اس غلط جور وجفا سے اس ملک میں دو شرمندی کے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے کام لینا۔ تو مہینوں تک سلطان اعظم۔ ترکی گورنمنٹ۔ ترکی فوج اور عثمانی قوم پر اون موہومہ مظالم کی بدولت جنکی نسبت بیان کیا جاتا تھا کہ اونسے بغاوت پیشہ ارمنیوں کو انتقامًا کام لیا گیا۔ مگر درحقیقت اونکا مطلقًا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ انگلستان میں نہایت سختی اور درشت کلامی سے حملے کئے گئے۔ اور تیرے بھیجے گئے کل حالہ یہ تھا کہ آرمینیا میں بغاوت ہو گئی اور اوسکے فرو کرنے میں کچھہ ۲۶۲ آدمیوں کی۔ یا نہایت ہی مبالغہ آمیز روایات کے مطابق پانچ سو آدمیوں کی جانیں ضایع ہوئیں۔ اس معاملہ کو ٹرہا چڑہا کر مکروہ ترین قسم کے مظالم کے پیرایہ میں ظاہر کیا گیا مشہور کیا گیا کہ تیس ہزار ارمنی ان مظالم کی بھینٹ چڑہے۔ ان مہیب مظالم کا درحقیقت کہیں نام ونشان موجود نہ تھا۔ یہ روایتیں محض من گھڑت اور خیالی تھیں اور اوس دولتِ عظیمہ کو تنخواہ دار گماشتوں نے اونہیں مشہور کیا تھا۔ جو سلطنت عثمانیہ کی بربادی کے درپے سامان کرتی رہتی ہے۔ اور پھر اس بربادی سے انگلستان کی سلطنت کو مہلک ضرب وصدمہ پہونچانیکا عزم رکھتی ہے۔ افسیاء کو چک میں خوفناک کارروائیاں کیگئیں۔ مگر یہ آرمینیا کے متذکرہ صدر واقعات سے بعد میں کیگئی تھیں۔ اور اونکا باعث زیادہ تر وہ تحریک تھی جو انگلستان میں برپا ہو گئی تھی۔ اس جھوٹی ہمدردی اور رقیق القلبی نے ترکی کو تو جو نقصان پہونچایا سو پہونچایا۔ آرمینیوں کو ترکی سے زیادہ اور خود انگلستان اور اوس کے اغراض سے بڑھکر نقصان پہونچایا۔ اور یہی وہ جھوٹی اور نقصان رساں مظالم فروشی ہے جسے مطعون کرنا واجب ہے۔ اون مہیب واقعات پر جو ۱۸۹۶ء کو اخیر میں ایشیاء کوچک میں ظہور پذیر ہوئے۔ میں بھی دل سے متاسف ہوں۔ چنانچہ جب جنوری گذشتہ ۱۸۹۶ء میں مجھے سلطان اعظم کے حضور باریابی اور مکالمہ کا شرف حاصل ہوا۔ تو میں نے بیدریغ کر کے صاف صاف جلالتمآب کی خدمت میں عرض کر دیا۔ کہ ان افعال نامناسب سے انگلستان پر بہت برا اثر پڑا ہے اور مناسب ہے کہ ذاتِ ستودہ صفات شہنشاہی ایسے افعال کو پھر دوبارہ نہ ہونے دینے کیلئے سخت ترین وسائل سے کام لینے سے دریغ نہ فرمائے۔ یہ سنکر جلالتمآب نے وہ کل انتظامات وتدابیر مجھے بالتفصیل بتائیں۔ جنہیں اسی غرض کیلئے انہوں نے اس مکالمہ سے پہلے کام ہی عملدرآمد شروع بھی کر دیا ہوا تھا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ ان تدابیر سے کامل یقین ہے کہ امن وامان اور رعایا کی جان ومال کیحفاظت کے متعلق نتیجہ مطلوبہ مترتب ہو جائیگا ؛

مسلمانوں کو اشتعال پیشتر اس کے کہ ایسے الزامات کرنے کیلئے کوئی معقول وجہ موجود ہو سلطان اعظم اور اونکے عمال کی نسبت نامناسب اور بیجا بد زبانی شروع کر دیئے جانیکا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف سلطنت عثمانیہ کو

[illegible]

سرکاری حلقوں اور ملازموں کی جماعتوں ہی میں نہیں بلکہ مسلمان آبادی کے طبقۂ عامیان میں بھی نہایت سخت ناراضگی کا جوش پھیل گیا۔ اور عثمانلی قوم میں کچھ عرصے سے جو یہ خیال پیدا ہو گیا ہوا تھا۔ کہ عیسائی طاقتوں نے جنکا سرغنہ اور پیر مقدم انگلستان بنا ہوا ہے۔ عثمانیہ حکومت کی بربادی اور مذہب اسلام کی بیخکنی کیلئے خوب گہری اور عالمگیر سازش کر لی ہے۔ اوسے اور تقویت پہونچیگی یہ خیال انقلاب چاہنے والے ارمنی سازشیوں کی متواتر اشتعالدہیوں سے جو اونکے ذریعہ سے ترکون کو سختی کے ساتھ ترکی بترکی جواب دینے پر مجبور کرکے (باعانت دول اجنبیہ) پولیٹیکل آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور مشتعل ہو گیا۔ اور اس آگ پر جو پہلے ہی بھڑک اوٹھنے پر تیار تھی ہماری سفیر متعینہ قسطنطنیہ کی نامبارک غلطیوں۔ روس اور فرانس کے ہاتھ میں اوسکو کٹھ پتلی بنجانے اور بالآخر اوسکی ناقابل عمل اور ترکوں کے حق میں ناگوار اصلاحات سے جو اگست ۱۸۹۵ء میں مشتہر کیگئی تھیں اچھی طرح تیل پڑ گیا۔ ترکوں کی سرشت اور کیرکٹر اور مذہب اسلام کی نسبت خواہ کچھ ہی رائے کیوں نہ قائم کیجائے ایک باحمیت اور غالب وحکمران قوم آبادی کو سب سے بڑے عنصر یعنی مسلمانوں کو برافروختہ کرنے والی مجوزہ اصلاحات سے جو اگست ۱۸۹۵ء میں مشتہر کیگئی تھیں۔ ایسی توقع رکھنا کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے صدیوں کے نام اور فوقیت سے دست بردار ہو جائیگی خود انسانی فطرت اور سرشت کی نقیض ہے۔ ترکوں کے غیظ و غضب کو بیگزین میں ارمنیوں کی اوس بیہودہ اور سخت نقصان رساں حرکت سے جس کے ۲۶ ستمبر ۱۸۹۶ء کو وہ قسطنطنیہ میں مرتکب ہوئے چنگاری پڑ گئی۔ تاریخ مذکور دو ہزار مسلح ارمنوں نے بالبالی کیطرف بارادۂ بد بڑھنا شروع کیا۔ اور اوس پولیس افسر کو جس نے انہیں رکجانے کی آشتی و ملاطفت سے نصیحت کی قتل کر دیا۔ اور اوس کے بیس سے زیادہ ماتحتوں کو بھی گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔ خاص دار الخلافہ میں اپنے خلیفۃ المسلمین اور شہنشاہ کے برخلاف ایسی دلیری اور جسارت کا ارتکاب دیکھکر شہیا کہ تمام مسلمان باشندوں میں غیظ و غضب کی لہر برقی سرعت کے ساتھ دوڑ گئی۔ اور ۱۸۹۵ء کے باقیماندہ تین مہینوں میں ارمنی آبادی پر جو تباہی و مصیبت وارد ہوئی وہ اسی تمرد و عصیان کی جوابی کارروائی تھی۔

مشرقی مسئلہ جہاں تک انگلستان کا تعلق ہے۔ دو بڑے عناصر پر مشتمل ہے۔ انمیں سے ایک ہمدردی انسانی سے تعلق رکھنے والا عنصر ہے۔ اور اون مذہبی و قومی مخالفتوں اور عنادوں کے مشتعل اور بے قابو ہو جانے کے خوفناک خطرہ پر مبنی ہے جو سلطنت عثمانیہ کی مختلف الجنس و المذہب اقوام کے دلوں میں ایکدوسرے کیطرف سے راسخ ہیں۔ یہ خطرہ انگلستان کے گذشتہ مدبروں کے ہر وقت مدنظر رہتا تھا۔ اور اب سے کچھ عرصہ پہلے تک کے مدبرین اور اہل الرائے کے جم غفیر نے بھی اسے کبھی نظر انداز نہ کیا تھا۔ دوسرا عنصر وہ انتہا اہمیت ہے جو یورپین طاقتوں کے موازنۂ قوت اور بالخصوص انگلستان کی مشرقی سلطنت اور اوسکی بحری فوقیت قیام کی بابت قسطنطنیہ اور اوسکی آبناؤں کو حاصل ہے قسطنطنیہ اور آبناؤں کا روس کے قابو اور اقتدار میں ہونا بحیرہ روم میں انگلستان کے بحری غلبہ کی سریع منسوخی کے مرادف ہوگا۔ اور بحری اقتدار کے رخصت ہونیکے ساتھ ہی مصر اور نہر سویز لازمی طور پر اور باغلب وجہ مالٹا بھی ہمارے ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ روسی اقتدار کا تو یہ نتیجہ ہوگا۔ اور اگر قسطنطنیہ پر روس کا قبضہ ہو جائے تو اوس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ بیشمار اور شاندار فوجی ہتھیار (اور مواد) بیحد جس سے ترکی فوج تیار کیجاتی ہے روس کے تصرف میں چلا جائیگا۔ اور اوس کی بدولت روس کے پاس ایسی فوج ہو جاویگی کہ اگر یورپین مسلح اور منتظم ہوں تو اوسکی حملہ آوری پر ہم ہندوستان کو بچا سکنے کی پھر کوئی امید نہیں رکھ سکینگے +

گذشتہ تین برسوں سے ریڈیکل فریق نے ان دونوں نہایت اہم عناصر کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے صرف اسی فریق نے نہیں۔ بلکہ مزید افسوس اور خطرہ اس امر کا ہے۔ کہ یونینسٹ[51] (متحدہ فریق) کے حصہ کثیر کا بھی یہی طریق عمل رہا ہے +

میدانِ جنگ کو جانے کی وجوہات

ایسٹر[52] کے تیوہار کی تقریب پر جب پارلیمنٹ کا اجلاس حسب معمول ملتوی ہوا تو ان تعطیلوں نے مجھے میدان کارزار کو جو ٹرکی اور یونان میں گرم ہو رہا تھا جانے کا موقعہ ملگیا۔ اور میں نے اوس سے باشتیاق تمام فائدہ اوٹھایا۔ میرے جانے کی چار وجوہات تہیں۔ میں عثمانیہ فوج کی اصلی حالت۔ اوسکی جنگی طاقت و انتظام اور اوسکے افسروں کی سپہ گرانہ قابلیت اور لیاقت کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ اور یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ ترکوں کا طریق عمل دشمن کے ملک میں کیسا رہتا ہے۔ اور وہ اپنے مغلوب عدو سے کیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ میرے دل میں یہ خواہش وتمنا بھی زور شور سے موجزن تھی۔ کہ جہانتک میرے مقدور میں ہے میں اس لڑائی کو مختصر اور دونوں ملکوں اور قوموں میں جن کی ذاتی بہتری و منفعت کا ہر ایک پہلو اس بات کا مقتضی ہے کہ وہ دشمن بنکر نہیں بلکہ آپس میں دوست ہو کر رہیں۔ صلح کرا دینے کی کوشش کروں۔ چوتھی وجہ جو میری نگاہوں میں سب سے زیادہ موثر اور باوقعت تھی یہ زبردست تمنا تھی۔ کہ محاربہ میں جو علم و تجربہ جمع ہوگا اوس کی بنا پر میں شاید سلطنت عثمانیہ سے دوستی و رفاقت کی قدیمی اور لازمی مسلک کی تائید اپنے ملک میں پہلے سے زیادہ عمدگی اور قابلیت سے کر سکوں۔ مخالفانہ دباؤ کی بجائے ٹرکی کو دوستانہ فہمایش کرتے رہنے کی پالیسی کی میں ہمیشہ سے تائید کرتا رہا ہوں۔ انگلستان کے مدبروں کی قدیم الایام سے یہی[53] پالیسی چلی آتی ہے۔ پچھلے تین برسوں سے مخالفانہ دباؤ کی جو پالیسی اختیار کیگئی ہے اوسسے ٹرکی میں کسی قوم یا مقصد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ برعکس ازیں اس نے بے انتہا نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے ٹرکی میں بہتسی تباہی اور ہلاکت برپا کی۔ انگلستان اور ٹرکی میں منافرت پیدا کر دی اور انگلستان کے اقتدار اور رسوخ کو بہت گھٹا دیا

---

[51] یہ فریق لبرل اور کنسرویٹو مدبرین کے اتحاد سے جو کئی باتوں میں متفق تھے پیدا ہوا ہے۔ اس کی بنا آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری عطا کرنے کے مسودہ قانون سے ہے جسے مسٹر گلیڈ اسٹون نے پیش کیا قائم ہوئی۔ کنسرویٹو فریق تو اس تجویز کا لازمی طور پر مخالف تھا۔ کئی لبرل بھی اس مخالفت میں اون سے ہمراے ہو گئے۔ اور ۱۸۹۵ء سے یہ ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا۔ اس وقت وزارت اسی فریق کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے رکن مسٹر چیمبرلین و مسٹر گوشین وغیرہ لبرل یونینسٹ اور لارڈ سالسبری وغیرہ کنسرویٹو یونینسٹ ہیں +

[52] عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ اس دن مسیح علیہ السلام قبر سے زندہ ہو کر آسمان پر گئے تھے۔ اس دن کی تعیین قمری حساب سے اس طرح کیجاتی ہے۔ کہ جو قمری مہینہ ۲۱ مارچ کو یا اوس سے بعد شروع ہو۔ اوسکی چودہویں تاریخ سے بعد جو پہلا اتوار آتا ہو وہ ایسٹر کا دن ہوتا ہے۔ عیسائیوں کے ہاں ایسے تمام تیوہاروں کی تعیین چونکہ قمری حساب سے ہے تاریخیں معین نہیں۔ اسی ایسٹر سنڈے کی تاریخ بدلجاتی ہے +

[53] مگر کسی یہ پالیسی قدیم الایام سے بلا غرض چلی آتی ہے۔ اور اوس میں کوئی ذاتی منفعت مدنظر نہیں رکھی گئی تھی۔ اس پر سیاست نامہ عہد حکومت اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں جابجا مفصل بحث کیگئی ہے +

(مولف)

فصل دوم

محاربہ کی اصل وجہ اور اوس کا سبب

بقول برن افسر جنگ روم و یونان کا پیش خیمہ جس نے کئی برسوں کے بعد پھر ایکدفعہ یوروپ کے امن میں خلل ڈالا۔ کریٹ کی بغاوت تھی اس بغاوت سے ترکی اور یونان میں وہ آتش عناد پھر بھڑک اوٹھی۔ جو اگرچہ دس برسوں سے زیادہ عرصہ سے بظاہر سوئی ہوئی تھی مگر ۱۸۷۸ء کی معاہدہ صلح کے انعقاد کیوقت سے بیرونی سطح کے نیچے ہی نیچے برابر سلگ رہی تھی۔ اس معاہدہ کی شرائط کے رو سے تھیسلی اور اپائرس پر یونان کے دعاوی کو ایک حد تک تسلیم کیا گیا تھا۔ مگر ان صوبوں کی بوقتی حوالگی کا کوئی اشارہ نہیں کیا گیا تھا۔

۱۸۸۰ء میں ترکی یونانی مسئلہ پھر تازہ ہوا۔ اور ثالث دول عظام اور باب عالی میں کسیقدر طویل نامہ و پیام کے بعد قسطنطنیہ میں کانفرنس منعقد کیگئیں۔ ان کانفرنسوں میں طول طویل مباحثے ہوئے۔ جن میں ترکی کی یہ کوشش تھی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو کم سے کم علاقہ دیدے۔ اور یونان کی یہ تھی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ لے۔ حتی کہ آخر الذکر اپنے مطالبات کی تائید اور اون کو زبردستی منوانے کیلئے اور اون اضلاع کو جو دریا سالامبریا کے جنوب میں صوبہ تھیسلی میں اور دریا آرٹا سے بجانب جنوب اپائرس میں تھے لینے کے لئے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ دول نے ان اضلاع کی حوالگی کا فیصلہ کرکے قرار دیا انتقال کی کارروائی دول کے وکلاء کی مشترکہ کمیٹی کی نگرانی میں کیجائے۔ اور اوس کی تکمیل کے بعد ایک اور مشترکہ کمیشن کی معرفت درست سرحد کی تعیین کیجائے۔ ترکوں کے سپاہ مقررہ کے اندر علاقہ مفوضہ کو خالی کردیا۔ اور نومبر ۱۸۸۱ء میں یونانیوں نے اوس پر قابض ہو کر ریاست یونان میں اوسکے انتظامی۔ فوجی اور پارلیمنٹری الحاق کیلئے فی الفور باضابطہ کارروائی شروع کردی[1]۔

[1] اس یونانی تنازع اور اوس کے تصفیہ کی تاریخ کسی قدر مشرح و بسط سے بیان کر دینا غالباً نامناسب نہ ہوگا۔ ۱۸۷۸ء کے معاہدہ روم و روس سے بلقان کی دوسری مسیحی اقوام کیطرح یونانیوں کے سر پر بھی حرص ملک گیری کا جن سوار ہو گیا۔ اور یونان کے ملحقہ ترکی صوبوں کے یونانیوں اور جزیرہ کریت کے عیسائیوں نے فتنہ و فساد شروع کر دیا۔ جن کو فرو کرنے اور عیسائیوں کو باشی بزوقوں کے جور و ظلم سے محفوظ رکھنے کے بہانہ سے یونان نے دس ہزار فوج یکم فروری ۱۸۹۷ء کو تھیسلی میں بھیجدی۔ مگر ترکی گورنمنٹ روس سے شکست یاب ہونیکے باوجود ایسی بے سکت نہیں ہوگئی تھی۔ کہ وہ اس ریاست کی گوشمالی نہ کر سکے۔ اوس نے فوراً ایک زبردست جنگی بیڑا یونانی سواحل کو بھیجنے کے علاوہ کئی ہزار فوج براہ سمندر تھیسلی میں اور اسیقدر فوج کریٹ میں بھیجدی۔ ادہر دیگر دول یورپ اور بالخصوص روس نے جسپر یونان کو بہت بھروسہ تھا۔ اوس کی کوئی حمایت نہ کی۔ کیونکہ انگلستان تو پھر آتش جنگ کے شعلے بھڑک اوٹھنے سے محوف تھا۔ اور روس اوس وقت یونانیوں کی رقیب قوم

جونہی ٹرکی کو اس تنازعہ کے با امن تصفیہ سے فراغت ہوگئی۔ اوس نے البانیا کی بغاوت کی سرکوبی کیلئے بارہ ہزار فوج

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) بلغاریہ کا سرپرست اور مربی بن رہا تھا۔ چہرہ بہادر یونان نے ساتویں دن ہی اپنی فوج ترکی علاقہ سے واپس منگالی۔ یونانی رعایا کچھ عرصہ اور برسر فساد رہی۔ مگر آخر ترکی افواج نے اوسے بھی فرو کر دیا۔ اتنے میں عہدنامہ سین سٹی فانو شائع ہوگیا۔ جس کے رو سے بلغاریہ قوم کو آزادی دیکر کئی ایسے اضلاع بھی نئے صوبہ میں شامل کر دیئے گئے۔ جن میں یونانیوں کی آبادی بلغاریوں سے بہت زیادہ تھی۔ اس سے یونانیوں کے جوش و غضب کا دریا پھر موجزن ہوگیا۔ کیونکہ جزیرہ نما بلقان کی مختلف عیسائی اقوام میں صدیوں سے سخت رشک اور بغض چلا آتا ہے۔ اور اون کو ترکوں سے ایسا عناد نہیں جسقدر کہ ایک دوسرے سے رکھتے ہیں۔ یونانی پھر جنگی تیاریاں کرنے لگ گئے۔ اور اس امر کے درپے ہوگئے۔ کہ اوّل تو بلگیریا کا اسقدر رقبہ نہ رکھا جائے۔ دوسرے موازنہ طاقت قائم رکھنے اور نیز یونانی ترکی علاقوں کے مظلوم یونانی پناہ گزینوں کی پرورش اور امداد کرتے رہنے کی دائمی زیر باری سے بچانے کے لیئے جزیرہ کریٹ اور تھسلی یونان کے حوالہ کر دیئے جائیں۔ برلن کانگرس میں یونان کے وکلاء کو انگلستان کی سفارش پر اپنے متذکرہ صدر دعاوی پیش کرنے کی اجازت دیگئی۔ اور کانگرس مذکور نے عہدنامہ برلن کی ۲۴ ویں دفعہ میں سلطان سے سفارش کی کہ وہ یونانی ترکی سرحد کی درستی منظور فرمالیں اگر دونوں فریق باہمی رضامندی سے تصفیہ نکرسکیں۔ تو ہر شش دول عظام ثالث بن کر فیصلہ کرا دینے پر آمادہ ہیں۔

برلن کانگرس کے اختتام پر یونان نے اس سفارش پر عملدرآمد ہونیکا تقاضا شروع کیا۔ مگر ترک دول یورپ کی اس عجیب منصفانہ سفارش پر بھی حیران تھے۔ بلکہ اُن کو یہ اندیشہ تھا۔ کہ اگر اب یونان کو کچھ علاقہ دیدیا گیا۔ تو اوس پر قناعت کرنے کی بجائے اوس کی آتش حرص و طمع اور تیز ہو جائیگی۔ ادہر سلطان المعظم کو جو محاربہ روم و روس کی ناکامی اور بوسنیا کا تقریباً خالص اسلامی علاقہ آسٹریا کے حوالہ کر دینے سے پہلے ہی بابت کچھ نا مرغوب پر پیچ تھے۔ یہ اندیشہ تھا۔ کہ اگر اب اور اسلامی علاقہ (کیونکہ تھسلی وغیرہ میں مسلمانوں کی آبادی عیسائیوں سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہ تھی) یونانی عیسائیوں کو دیدیا گیا۔ تو مسلمانوں کے غیظ و غضب کو روکنا مشکل ہو جائیگا۔ دوسری طرف علماء زور دے رہے تھے۔ کہ خلیفۃ المسلمین اسلامی شریعت کے مطابق کوئی علاقہ جنگ میں شکست اوٹھائے بغیر غیر قوم کو حوالہ نہیں کر سکتے۔ یونان کل تھسلی اور یانینا مع صوبہ ایپائرس کا خواستگار تھا۔ باب عالی نے اس نئی مصیبت سے بچنے کیلئے بہتیرا پہلو بچانا چاہا۔ مگر سنت ژاج اور اپنا دوسری طاقتیں جو ایک طرف بلغاریہ کا بحیرہ ڈلسنکنو کا بندرگاہ مانٹی نیگرو کو دلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اس اسلامی سلطنت کو خواہ وہ کیسی حق بجانب ہو کب چین لینے دے سکتی تھیں۔ بالآخر تنگ ہو کر سلطان نے خلیج وولو کا تیسرا حصہ یونان کو دینا منظور کر لیا جسے یونان نے لائق توجہ نہ سمجھا۔ بلکہ یونان نے حقارت سے مسترد کر دیا۔ اور لارڈ سالسبری وزیر خارجہ انگلستان نے عہدنامہ برلن کے فیصلہ کے مطابق دیگر دول کو کانفرنس منعقد کرنیکا پیغام بھیجا۔ اور جون ۱۸۸۰ء میں ایک کانفرنس برلن میں منعقد ہوگئی جس نے بعدالت پرنس بسمارک تجویز پیش کی۔ گویا کہ ٹرکی تھسلی اور ایپائرس کا حصہ کثیر جس میں لاریسا یانینا اور میٹزو وغیرہ شامل ہوں یونان کو حوالہ کر دے۔ بعض دول نے ۱۱ جولائی ۱۸۸۰ء کو ٹرکی اور یونان کو اس فیصلہ سے مطلع کیا۔ جسے یونان نے تو بخوشی منظور کر لیا۔ مگر باب عالی نے صاف انکار کر دیا۔ اس اثنا میں یونان اور ٹرکی کے وکلاء شامل نہیں کیئے گئے تھے۔ باب عالی کا سبب بڑا عذر یہ تھا۔ کہ ایک تو ان شہروں اور دیہات کے چھین لینے سے یونانیوں کو ٹرکی پر حملہ کرنے کے لیئے

ملہ یہ بندرگاہ بہت عرصہ کے بعد کسی طرح مانٹی نیگرو کو دیا گیا ۔

درویش پاشا کے زیرکمان صوبۂ مذکور میں بھیجدی گئی۔ ۲۰ اپریل ۱۸۸۱ء کو درویش پاشا نے بمقام ورنی سورک علی پاشا سرغنہ مفسد کو مغلوب کیا۔ اور اس فتح کے بعد نارضامندوں کے مرکز قصبہ پرسرند پر قابض ہو گیا۔ جسپر کچھ عرصہ کیلئے جزیرہ نما بلقان میں پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) آسان راستے مل جائینگے۔ دوسرے ان علاقوں کے باشندے زیادہ تر مسلمان ہیں۔ دول یوروپ نے دوبارا اس فیصلہ کو مان لیے جانے کی تحریک کی۔ باب عالی نے پھر انکار کر دیا۔ اور قصبات لاریسا ترنو اور یانینا کو چھوڑنا منظور نہ کیا۔ آخر الذکر دونوں قصبوں کے چھوڑ دینے سے بحیرہ اڈریاٹک کے ساحل پر سلطانی اقتدار محض برائے نام رہ جاتا تھا۔ اسپر یونان نے جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور کہا کہ وہ بزور شمشیر برلن کانفرنس کا فیصلہ ٹرکی سے منظور کرالیگا۔ مگر ٹرکی نے بھی اس نپٹنے سے بہادر کو ہوش میں لانیکے لئے کافی انتظام کر لیا ہوا تھا۔ دول یوروپ نے یونان کو بربادی سے بچانے کیلئے اور نیز اس خوف سے کہ کہیں شعلہ حرب کی ایک دفعہ بھڑک اٹھنے سے اوس کی چنگاریاں کل یوروپ میں نہ پھیل جائیں۔ فریقین کو لڑائی سے روکدیا اور مصالحت سے فیصلہ کر لینے کی تاکید مزید کی۔ دریں اثنا فرانس نے تجویز پیش کی کہ دول یوروپ کسی ایک طاقت کو اس تنازعہ کے تصفیہ کیلئے ثالث مقرر کر دیں۔ اس پر باب عالی نے تجویز کیا کہ برلن کانفرنس کے فیصلہ کو منسوخ کر کے نئی کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد کیجائے۔ اور اس میں یونان و ٹرکی کے وکلاء کو بھی داخل کیا جائے۔ دول نے یہ مان لیا۔ اور کانفرنس جمع ہو گئی۔ جس کے بعض ممبروں کی رائے تھی کہ جزیرہ کریٹ اور تھیسلی کا کچھ حصہ۔ اور بعض کی رائے تھی بلکہ کل تھیسلی اور اپائرس کا کچھ حصہ یونان کو دیا جائے۔ آخر یوروپین وکلاء نے یہ فیصلہ کیا کہ کل تھیسلی اور دریا آرٹا تک صوبہ اپائرس یونان کے حوالہ کیا جائے۔ بندر پریویزا ٹرکی کے پاس رہے مگر اسکے قلعے گرا دیئے جائیں۔ یونان نے ۲۶ اپریل ۱۸۸۱ء کو یہ فیصلہ بھی منظور کر لیا۔ مگر باب عالی نے اس کے مقابل پر یہ شرائط پیش کیں۔ اول مفتوحہ علاقہ کے مسلمان جب تک کہ ٹرکی کے یونانی باشندے ترکی فوجوں میں داخل نہ کئے جائیں۔ یونانی فوجوں میں بھرتی نہ ہوں۔ دوم دونوں کے قلعے مسمار کر دیئے جائیں۔ سوم یونانیوں کی امتیازات منسوخ سمجھے جائیں۔ اور جو یونانی رعایا ٹرکی میں مقیم ہو انکے مقدمات یونانی قونصلوں کی بجائے ترکی عدالتوں میں پیش ہوا کریں۔ ایماندار مسیحی طاقتوں کے مذہبی تعصب نے یہ نہایت ہی مناسب اور عادلانہ شرائط بھی منظور نہ کرنے دیں۔ اور انہوں نے ۱۲ مئی کو باہم فیصلہ کر لیا۔ کہ اگر ٹرکی انکار پر مصر رہے تو جبراً اوس سے یہ قسطنطنیہ کی کانفرنس کا فیصلہ منوایا جائے۔ جسپر ترکی گورنمنٹ کو متعدد زبردست اعدا یا معاندوں کے مقابل صرف یکہ و تنہا تھی۔ مجبوراً یہ فیصلہ مان لینا پڑا۔ اور پانچ مہینہ کے اندر علاقجات مذکورہ بالا خالی کر کے یونان کے حوالہ کر دیئے ✤

۱؎ معاہدہ برلن کی رو سے مونٹی نیگرو اور سرویا کو خاص البانیا کے علاقہ کا کچھ کچھ حصہ ملنا تھا جسے شمالی البانیا کے عیسائی مسلمان دونوں مذاہب کے باشندے محض قومی حمیت سے اپنے وطن کو صحیح و سالم رکھنے کا قابل تعریف عزم کر کے برسر بغاوت ہو گئے تھے۔ اس کے برعکس جنوبی البانیا (علاقہ یانینا) کے یونانی عیسائی حسب معمول کو نیکی سے کام لیکر تھیسلی کے عیسائیوں کے دوش بدوش یونان کے ساتھ ملحق ہونے کیلئے باغی ہو رہے تھے۔ آخر الذکر دونوں علاقوں کی بغاوت تو جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ ترکی افواج نے تھوڑے ہی عرصہ میں فرو کر دی۔ مگر شمالی البانیا کی بغاوت جو اسلئے سلطانی حکومت کے برخلاف نہ تھی۔ بلکہ معاہدہ کے فیصلہ کے برخلاف تھی روز بروز زیادہ زور پکڑتی گئی۔ جسکے فرو کرنے کیلئے محمود پاشا [illegible] ۱۸۸۱ء میں کریٹ بھیجا گیا تھا۔ مگر باغی [illegible] ✤

باغی شہر اسکاڈری پر ... کے بعد بھی ٹرکی کیطرف سے پیش کی گئی تھی۔ ان امتیازات کی وجہ سے ترکی کو نقصان پہنچ رہا ہے اسکا مفصل ذکر تاریخ خاندان آل عثمان جلد دوم میں کیا گیا

امن و امان قائم اور آتش فتنہ و فساد فرو ہوگئی لیکن یہ امن زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا ۱۸۸۵ء میں شہزادہ اسکندر والی بلگیریا نے صوبہ مشرقی رومیلیا کو جو براہ راست سلطان کے ماتحت ایک عیسائی گورنر کے زیر حکومت رکھا گیا تھا۔ عیسائی رعایا کی سازش سے کسی جنگ و جدال کے بغیر اپنی ریاست میں شامل کر لیا۔ اس انقلاب و الحاق سے جزیرہ نما کی دیگر آزاد اقوام کو موازنۂ طاقت کو یکساں کرنیکے بہانہ سے مزید علاقوں کے مطالبہ کرنے کا موقع مل گیا۔ اس دفعہ سرویا نے اس موازنہ کو یکساں کرنے کا سب سے اول بیڑہ اوٹھایا۔ اور یہ پہلی مرتبہ ایک عیسائی ریاست نے ٹرکی کی قطع برید کی بجائے ہمسایہ عیسائی ریاست ہی پر ہاتھ صاف کرنیکا عزم کیا جسکی ایک وجہ تو یہ تھی کہ ٹرکی کی سرحد ایسی مضبوط اور اوس کا فوجی انتظام ایسا مکمل تھا کہ کامیابی کی امید تو درکنار وہ سخت نقصان اوٹھانے کے خدشہ کے بغیر اوسپر چڑھائی بھی نہیں کر سکتی تھی۔ دوم قومی بغض و کینہ جو سرویوں کو بلغاریوں سے ہے مذہبی تعصب پر غالب آگیا۔ اور اوس نے سرویوں کو ترکوں کی بجائے بلغاریوں سے بھڑا دیا) میلان شاہ سرویا نے اس الحاق سے چند ہی ہفتہ بعد ۱۸۸۵ء میں بلگیریا پر حملہ کر دیا۔ جس طرح اب یہ تیزی کو یونان نے اپنی تمام سابقہ خواہشوں کے پورا کرنے کیلئے غنیمت سمجھکر جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ دول یورپ نے جو الحاق مشرقی رومیلیا اور پھر سرویا کے یکبارگی خلاف توقع ظہور پذیر ہو جانیکے باعث سے کچھ گھبرائی ہوئی تھیں۔ اور مشرقی مسئلہ کو پھر چھیڑنے کیلئے تیار نہ تھیں یونان کو ان تیاریوں سے باز آجانیکی فہمائش کی۔ اور چونکہ عدم اطمینان میں جنگ ہو جانے سے یونانیوں کی تائید میں روس یا فرانس کے بھی شامل کارزار ہو جانیکا احتمال تھا یوروپین دول نے بالجبر یونانیوں کو باز رکھنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر یونانی وزیر اعظم نے یوروپین دھمکیوں اور فہمائشوں کے علی الرغم صاف طور پر کہدیا۔ کہ خواہ اوسے کتنا نقصان اوٹھانا پڑے۔ یونان اپنے مطالبات و دعاوے کی تکمیل و اپنے حقوق پر مصر رہنے کو تیار ہے۔ اور بشرط ضرورت اونکو پورا کرنیکے لئے فی الفور جنگ کرنے کو بھی آمادہ ہے۔

یونان کو فتح کا کامل یقین تھا۔ اوسے خیال تھا کہ ترکی فوج کی پہلی ہی حرکت پر البانیہ اور مقدونیہ میں بغاوت ہو جائیگی۔ اور جب معاملہ اس طرح طول پکڑ گیا۔ تو یوروپ خاموش نہیں رہیگا۔ دول یوروپ کو بھی اس امر کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ ۲۳ جنوری ۱۸۸۶ء کو ہر شش دول عظام نے یونان کو مشترکہ مراسلہ بھیجکر چند دن بعد یہ دہمکی دی کہ چونکہ یونان کے پاس ٹرکی کے برخلاف جنگ کرنیکے لئے کوئی معقول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) اوس کی بادشاہی تکا۔ ٹرکی اپنے پیچھے پلیٹوں نے ہی بغاوت کیکے ۱۳ ستمبر ۱۸۶۶ء کو استقلال کر دیا۔ لعدہ یہ فساد برابر ۱۸۶۹ء تک جاری رہا جسکے دوران میں صوبہ کے عیسائی مسلمانوں نے صوبہ میں ایک طرح کی خود مختار حکومت قائم کر لی تھی۔ مگر اوس کا شہنشاہ برابر سلطان کو تسلیم کرتے رہے تھے۔ کریٹ کی بغاوت بھی بہ نسبت پہلے سے پر رہی تھی۔ جس کو بہ صلح و آشتی فرو کرنیکے لئے ستمبر ۱۸۹۶ء میں غازی عثمان پاشا جزیرہ میں بھیجے گئے۔ اور انہوں نے اوسی مہینہ میں تمام عیسائی باغیوں کے اکثر مطالبات کو دو تین ہفتوں کی بحث کے بعد منظور کر کے امن قائم کر دیا لیکن ان نوازشات و مراحم خسروانہ کا ان احسان فراموشوں نے باغوائے دیگراں۔ یا اپنے کورباطن جذبات نفسانی کی تحریک سے سنیں جامعہ میں جو عوض دیا۔ وہ اب کسی اخبار بین سے پوشیدہ نہیں رہ گیا۔ جس ابلہیانہ گمراہی اور اوس نفرت انگیز ظلم و ستم کے باوجود جو مسلمان باشندوں پر کیا گیا۔ اپنے ہم مذہب اقوام یوروپ کی امداد و اعانت سے آخر اونکا ۱۸۹۷ء میں اپنے مدعا میں کامیاب ہونا بھی کل کی بات ہے۔ جو سلسلہ شروع کیا گیا وہ مسلمانوں کو بے دریغ لوٹنے اور تباہی پر رہا۔ اور آخر دول یوروپ نے بیچ بچاؤ کر کے فریقین میں صلح کرا دی۔ کسی فریق کو کوئی تاوان وغیرہ نہ دینا پڑا۔

درجہ نہیں ہے۔ اور نیز چونکہ ایسا محاربہ دنیا کے امن اور تجارت کے حق میں بہت مضر ہوگا۔ اس لیئے دول یونان کو ٹرکی پر کبھی بحری حملہ نہیں کرنے دینگی[1]۔ یونان نے ۲ر فروری کو اوس کے جواب میں لکھا کہ "اس کو اپنی افواج سے حسب مرضی کام لینے سے روکنا اوس کی آزادی میں دست اندازی کرنا ہے۔ جسے یونان کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ لڑائی سے محترز رہنے کا ذمہ اوٹھاتا ہے"۔

چنانچہ وہ اپنی ضد پر برابر قائم رہا۔ اور کچھ عرصہ بعد انگلستان کی وزارت بدل جانے سے اوسکا حوصلہ اور بڑھ گیا۔ اوسے یقین ہو گیا کہ لبرل وزارت جو اب قائم ہوئی ہے۔ اور اوس کا سرغنہ گلیڈسٹون جو ترکوں کا جانی دشمن ہے۔ صرف اتحاد یورپ ہی جو یونان پر زور ڈال رہا ہے الگ نہ ہو جائیگا۔ بلکہ یونان کی طرفداری کریگا۔ اوس کا یہ یقین باطل ثابت ہوا۔ لارڈ روزبری جدید وزیر خارجیہ اپنے متقدم کی پالیسی پر عامل رہا۔ ودیدولا شاہ یونان نے ۴ر دسمبر ۱۸۸۵ء کو فرمان شاہی صادر کرکے بارہ ہزار فوج کی مشق و قواعد کے لیئے کیمپ قائم کیئے جانے اور متعدد دیگر فوجی تیاریوں کا حکم دیدیا تھا۔ مالک میں بھی (جس کے باشندوں اور حکمرانوں نے آزادی سے بعد جو نیز اونہیں محض حامیوں کی طفیل ملی تھی پھر کبھی ترکوں کا منہ نہیں دیکھا تھا۔ اور شجاعت اور بسالت کے بڑے لمبے چوڑے دعوے رکھتے تھے) لڑائی کا اسقدر اشتیاق پھیلا ہوا تھا کہ پارلیمنٹ کا مخالف فریق بھی اس معاملہ میں حکمران فریق یعنی موجود الوقت گورنمنٹ کے ساتھ متفق الرائے ہو گیا تھا۔ اور دارالوکلا نے باتفاق رائے گورنمنٹ کی پالیسی کے حق میں پسندیدگی کی رائے ظاہر کردی تھی۔ اس عام جوش و اشتیاق سے فائدہ اوٹھا کر بتاریخ ۱۷ دسمبر ۱۸۸۵ء ڈلیانیس وزیر اعظم نے بمقام تھیبس مشقی کیمپ قائم کرنے پر بعد فوج کے دو اقسام یا صنفوں کو گھروں سے بلائے جانے اور گھوڑوں کی خریداری کیلیئے ۱۴ لاکھ درہم (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) قرض لینے کی اجازت ملنے کی پارلیمنٹ سے باضابطہ درخواست کردی۔ یہ وزیر جو اب ایکطرح سے یونانی فوجکے عام اجتماع کا بندوبست کر رہا تھا۔ وہی ڈلیانیس تھا جسنے ۱۸۸۰ء میں دوسروں کے علاقہ کے حصول کیلیئے کل ملک میں بیفائدہ[2] عام قومی جوش پھیلا کر اوسکی بدولت اپنے پچیس لاکھ ابنائے ملک کو ۲۰ ملین درہم[3] کاغذی اور ۵۵ ملین درہم طلائی قرضہ کے کمر شکن بوجھ کے نیچے دبا دیا تھا۔

دریں اثنا ترکی نے کئی لاکھ جرار فوج یونان کی سرحد پر جمع کردی ہوئی تھی۔ اور اوس نے ایک دو معرکوں میں یونانی قزاقوں کو شکست دی

[1] اللہ اکبر! آٹھ برسوں میں ہی فریقین کی بحری طاقتوں میں اسقدر فرق ہو گیا تھا کہ ۱۸۹۷ء کے شروع میں ترکی بیڑہ یونان کے سواحل پر حملہ کرنے کیلیئے یونانی سمندروں میں داخل ہوا۔ اور یونانی جہاز بندروں میں چھپ گئے۔ اور آٹھ برس بعد یونانیوں کو ترکی پر بحری حملہ کرنیکی دہمکی دینے کی جرأت ہو گئی۔ مگر ترکوں کے جنگی انتظام اور فوجی مستعدی نے اس بحری کمزوری کی اوسوقت بھی کافی تلافی کردی تھی۔

[2] بیفائدہ اس لیئے کہ یونانیوں کو جوش و خروش ظاہر کرنے اور فوجی تیاریوں پر اسقدر روپیہ خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی دول یورپ جیسا کہ اونہوں نے کیا خود بخود اونہیں ٹرکی سے علاقہ مطلوبہ دلا دیتی۔ جس کی امداد کے بغیر وہ تنہا یا کسی کا تابع نہیں لے سکتی۔

[3] کاغذی قرضہ سے سرکار کے جاری کردہ کرنسی نوٹ مراد ہوتے ہیں۔ اور طلائی قرضہ وہ جو پرامیسری نوٹوں کے عوض ساہوکاروں وغیرہ سے برداشت کیا جائے۔

اور نظام فوج کو بھی جو بلا اطلاع سرحد عبور کر آئی ہوئی تھی۔ مار کر پیچھے ہٹا دیا تھا۔ ان یورشوں سے تنگ آ کر باب عالی نے دول یوروپ کو لکھا۔ کہ یا تو وہ خود یونان کو سمجھا دیں کہ سرحد سے فوجیں واپس منگا لے۔ یا ٹرکی کو اوسے سیدھا کرنے کی اجازت دیدیں چنانچہ دول یوروپ نے (محض یونان کی بہتری اور بچاؤ کیلئے) ۲۶ اپریل ۱۸۸۶ء کو اوسے الٹی میٹم بھیجدیا۔ کہ آٹھ دنوں کے اندر فوجوں کو واپس بلا کر منتشر کر دے۔ ورنہ بصورت انکار وہ اپنی حرکات کا خود ذمہ وار ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی اوس سے قطعی جواب مانگا گیا۔ ڈیلیانیس نے ۲۸ اپریل کو اس کا جو جواب دیا۔ سفراء دول نے اوسے صریح انکار کے مساوی سمجھا۔ اور فرانس کے سوا باقی تمام ممالک کے سفراء ۶ مئی کو ایتھنز سے رخصت ہو گئے۔ اور ۸ مئی کو اُن کے قائم مقاموں نے جو پیچھے چھوڑ گئے تھے ڈیلیانیس کو اطلاع دی کہ یونانی سواحل کو بحری محاصرہ میں کر دیا گیا ہے۔ اس کارروائی کا جو یونانی تجارت کے حق میں سخت نقصان رساں تھی۔ یہ نتیجہ ہوا کہ ڈیلیانیس نے ۱۹ مئی کو استعفا داخل کر دیا۔

ایسی حالت میں نئی وزارت قائم کرنے کی کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی۔ تمام یونانی مدبر جانتے تھے کہ نئی وزارت کا سب سے پہلے کام یہ ہوگا۔ کہ دول کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔ اور اس خفت کو جھوٹی حمیت کی وجہ سے کوئی برداشت کرنا نہیں چاہتا تھا۔ آخر ۲۱ مئی کو ترکوپیس نے حوصلہ کر کے نئی وزارت قائم کر لی۔ اور دول کے فیصلہ کو قبول کرنے سے پیشتر یہ چال چلا کہ کچھ یونانی فوج کو ترکی فوج پر اول پر سرحد عبور کر کے حملہ کرنے کا خفیہ حکم بھیجدیا۔ اور پھر یہ مشہور کر دیا۔ کہ ترکی فوج نے پیش قدمی کی ہے۔ اوسے خیال تھا۔ کہ دول یوروپ اس حکمت عملی سے آخر ترکی کے برخلاف یونان کی طرفدار ہو جائیں گی۔ اور بحری محاصرہ کو اوٹھا دینگی۔ مگر یہ حیلہ کارگر نہ ہوا۔ جس پر اوس نے فوراً ریزرو سپاہیوں کو گھروں کو واپس کر کے فوج کو ترکی سرحد سے واپس بلا لیا۔ اور پھر باب عالی سے براہ راست نامہ و پیام کر کے صلح صفائی کر لینے کے بعد بتاریخ ۳۱ مئی ۱۸۸۶ء جرمنی۔ آسٹریا۔ انگلستان۔ روس اور اٹلی کو اطلاع کر دی۔ کہ یونان نے بتعمیل ارشاد ہتھیار ڈال دئے ہیں۔ جس پر دول یوروپ کے سفراء نے دوسرے ہی دن ترکوپیس کو محاصرہ کے اوٹھا دئے جانے کی خبر دیدی۔ اور اسطرح سے کچھ عرصہ کیلئے لڑائی پھر ملتوی ہو گئی۔ اور ترکوپیس کو یونانیوں کو ہوش میں لانیکا موقعہ نہ ملا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ یوروپ کی طفیل سخت ذلت بخش شکست سے بچ جانیکے لئے خدا کا شکریہ بجالانے اور آیندہ کے لئے حزم و احتیاط سے کام لینے کی بجائے یونانیوں کے دلوں میں قومی و مذہبی تعصب و بغض کی آگ دن بدن زیادہ تیز ہوتی گئی اور اپنی جوانمردی اور شہ زوری کی نسبت اون کے زعم باطل میں اضافہ ہوتا گیا (اس لحاظ سے ۱۸۹۷ء کا محاربہ اونکے حق میں شافی دوا کا کام کر گیا ہے۔ اور اوس نے اونکے غرور باطل کو توڑ کر اونپر اونکی حقیقت اچھی طرح سے واضح کر دی ہے۔ مگر چونکہ یہ مرض اونکی طبیعت میں راسخ ہو چکی ہے اور مذہبی و قومی عداوت بہت زور پکڑ گئی ہوئی ہے۔ اس سے پوری شفا ہو جانیکی توقع رکھنا درست نہیں ہوگا۔ تاہم ادہم پاشا کی فتوحات یونانیوں کو عرصہ دراز تک جیسا کہ اون کے وزراء کی تقریروں سے بھی واضح ہو رہا ہے

سلہ دسمبر ۱۸۹۷ء میں یونانی وزیر اعظم نے اپنے ملک کیلئے تعلیمی۔ تجارتی۔ زراعتی۔ انتظامی اور فوجی اصلاحات مجوزہ کے مسودہ میں اس امر پر بھی بڑا زور دیا تھا۔ کہ "کم از کم ان اصلاحات کو معرض عمل میں لانیکے لئے سلطان المعظم سے برسر صلح رہنا نہایت ضروری ہے" اس حیثیت سے یہ فقرہ جو یونانیوں کو اپنی کامیابی [illegible] کی خبر دے رہا ہے۔ وہاں اوسکے ساتھ اوسکے الفاظ "کم از کم" قطعی ازالہ مرض کے نہ ہونے کا پتہ بتا رہے ہیں۔ مترجم

کریٹ کو بالآخر عملی طور پر کامل اندرونی آزادی مل جانیکے باوجود بھی جادۂ اعتدال سے منحرف نہیں ہونے دیں گی۔ کیونکہ کریٹ کو یونانیوں کی کسی بہادری یا کوشش سے نہیں، کہ محض فرانس، انگلستان اور روس و اٹلی کے متفقہ دباؤ کی وجہ سے آزادی نصیب ہوئی ہے۔ مترجم}

اسی دلی بغض و عناد نے ۱۸۹۶ء کے موسم بہار میں پھر نیا فساد برپا کرا دیا۔ جو اس مرتبہ کریٹ کے جزیرہ میں ہوا۔ وہاں کی مسیحی المذہب یونانی آبادی جو کل آبادی کے دو تہائی کے قریب ہے۔ رحمدل گورنر ظفر خان پاشا کی عام معافی کا اشتہار دیدینے کے باوجود ترکی افواج مقیمہ کریٹ سے کھلم کھلا مشغول پیکار ہو گئی۔ اور فریقین میں سخت بیرحمی اور سنگدلی کے ساتھ متفرق و بیقاعدہ لڑائی شروع

ﻟﮧ ان چاروں کی بجائے اگر اکیلے انگلستان کو دباؤ ڈالنے والا کہا جائے۔ تو شاید زیادہ درست ہوگا۔ کیونکہ قرائن اور حالات مابعد سے واضح ہو رہا ہے۔ کہ انگلستان اپنی بحری طاقت کے گھمنڈ میں کریٹ کو سلطانی افواج کے تخلیہ سے چلے جانے پر سلطانی حکومت سے آزاد کرانیکا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔ جس ارادہ میں وہ کسی دوسرے کی امداد کے بغیر بلکہ اوروں کے علی الرغم بحری طاقت کی طفیل بآسانی کامیاب ہو سکتا تھا۔ اس لیے دیگر تینوں طاقتیں مسئلہ آرمینیا کی طرح جسمیں انگلستان کا ساتھ دینے کو تیار نہیں۔ بلکہ دراصل اوسکی حرکات اور چالوں کی نگرانی کرتے رہنے کیلئے اوس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ مسئلہ کریٹ میں بھی اوس کے ساتھ شامل ہوئیں۔ اور جب ان کو اس ارادہ کا پتہ ملا تو اس خوف سے کہ کہیں مصر کی طرح اس جزیرہ پر بھی اکیلے انگلستان کا تسلط نہ ہو جائے۔ اونہوں نے انگلستان کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہنے دینے کیلئے سلطان کو کریٹ خالی کر دینے پر رضامند کر لیا۔ اور پھر انگلستان کی چالوں کی نگرانی اور اونکا کلہ بکلہ جواب دیتے رہنے کیلئے خود بھی جزیرہ میں ڈیرے ڈال دئیے۔ اس مسئلہ پر میں تاریخ خلافت عثمانیہ جلد دوم میں مفصل بحث کر چکا ہوں۔

ﻟﮧ اس فساد کے ابتدائی واقعات ہشت سالہ عہد حکومت کے ضمیمہ میں بالتفصیل درج ہیں۔

ﻟﮧ عیسائی باغیوں کے شیطانی ظلم و ستم اور سفاکی کا کچھ اندازہ ناظرین کو ایک انگریز وقائع نگار کی مندرجہ ذیل تحریر سے جو لنڈن کے ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سنچری میں شائع ہوئی تھی معلوم ہو جائیگا۔ تحریر نگار کے ایڈیٹوریل تمہیدی ریمارک کے ساتھ حسب ذیل ہے۔

"کریٹ کے مسلمانوں پر عیسائیوں کیطرف سے طرح طرح کے جور و ستم ہونیکے باوجود انگلستان کے اکثر اخبارات میں مسلمانوں کو ہی ظالم اور عیسائی باشندوں کو مظلوم اور بیکس بتایا جا رہا ہے۔ اس خلاف بیانی سے برافروختہ ہو کر ایک منصف مزاج انگریز مسٹر [illegible] نے جو انگلستان کا مشہور معتبر نامہ نگار ہے۔ کریٹ کے عیسائیوں کی وحشیانہ حرکات کے چشم دید حالات لنڈن کے نہایت ہی معتبر اور مستند ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سنچری [illegible] صدی بابت ماہ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر کے انگریزی اخبارات کے جھوٹے نامہ نگاروں اور متعصب مدبرین اور مفسدہ پرداز پادریوں کی غلط بیانیوں کی پوست کندہ قلعی کھول دی ہے۔ صاحب موصوف نے اپنے آرٹیکل کا عنوان "بغاوت کریٹ کے متعلق امر واقع کا تھوڑا سا اظہار" رکھا ہے۔ ہم اس مضمون کا ترجمہ یہیں درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ایک تو خود ہندوستان میں بعض شکی طبیعتوں کو مسلمانان کریٹ کی دردناک بیکسی اور درماندگی کی روایتوں کی نسبت جو مبالغہ آمیز ہونیکا شبہ ہے۔ وہ اس انگریز کی تحریر پڑھ کر رفع ہو جائیگا۔ دوسرے شاید ان لوگوں کو جو [illegible] ہمارے ہمدرد [illegible] نیست ملی دولت و ثروت [illegible] انسانی [illegible] اور برادرانہ حقوق و فرائض کی

ہو گئی جس میں گو فریقین ظالمانہ جبر و تعدی کے مرتکب ہوتے رہے۔ مگر تقریبًا ہر موقعہ پر ترکون اور مسلمانون کو نقصان کثیر اٹھانا
پڑتا رہا۔ ۴ جولائی کو سفرائے دول متعینہ آتھنز نے یونانی گورنمنٹ کو دوستانہ نصیحت کی کہ وہ کریٹیون کو باب عالی کی پیشکردہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) تعمیل سے غافل بیٹھے ہین۔ ایک غیر قوم کے آدمی کی زبانی اپنے مذہبی بھائیون کی عاجزی دیکھکے حالات سنکر
اونکی دستگیری کرنیکا کچھ خیال پیدا ہو جائے لیکن اگر اب بھی اُن کو ذاتی تن پروری اور عیش پرستی یا خود غرضانہ چالون نے اسطرف
متوجہ ہونے نہ دیا۔ تو مجبورًا یہ کہنا پڑیگا کہ اگر اسلام کی مقدس جماعت اور ہندوستان کی پاک سرزمین ایسے غافلون کے وجود سے خالی
ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ تاکہ ہمدردانِ قوم و ملت کو تاسف پر تاسف اور رنج پر رنج نہ اوٹھانا پڑتا۔

مسٹر نیٹ نے اصلی وجوہات کے منکشف اور عیسائی باغیون اور اونکے معاونون کی سیکاریون اور مفسدانہ کارروائیون کو واضح کرنے
مین حتی الامکان کوئی کوتاہی نہین کی۔ مگر پوری بارہ صفحے ٹائپ کے لکھ چکنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ قومی تعصب اور جوش نے اوس
نیکنفس پر بھی استیلا کر لیا۔ اپنے مضمون کے خاتمہ پر آخری چار پانچ سطرون مین وہ ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہے جس سے صاف ظاہر کر دیا ہے
کہ مسلمان غیر قوم کے منصف مزاج سے منصف مزاج اور نہایت ایماندار شخص سے بھی پوری انصاف اور حق شناسی کی توقع نہین کر سکتے۔ قوم
پرستی و حب الوطنی ایسے شخص کو بھی مسلمانون کا معاملہ درپیش آجانے پر کچھ دیر کیلیے جادہ مستقیم سے ہٹا دیتی ہے۔ مسلمانون سے یہ تو امید توقع نہین
ہو سکتی کہ وہ عیسائیون سے سبق حاصل کر کے اونکے ساتھ بھی اسیطرح معاملہ کرنا سیکھ جائین لیکن اسمین کچھ بھی شک نہین کیا گیا کہ اگر وہ اپنے وجود کو قائم رکھنا چاہتے ہین تو
اونکو دوسرون کی منصفانہ برتاؤ و ایمانداری و صفت خیر خواہی پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود اپنی ہمت و قوت ارادہ اور اتفاق و اخوت پر تکیہ کرنا لازمی ہے۔ حسب ذیل مضمون
ذیل ہے۔ پچھلے دنون انگریزی اخبارات اور رسالون مین مسئلہ کریٹ کے متعلق تقریرون مضامین اور خطوط کی بھرمار ہو رہی ہے۔ عوام نے ناراضگی
کے اظہار کیلیے عام جلسے کرکے ٹرکی کے جور و ظلم اور یورپ کی ناقابلیت پر نہایت ہی سخت الفاظ مین لعن طعن کیا ہے۔ نن کنفرمسٹ (وہ
عیسائی جو کلیسیائے انگلستان کے پابند نہین یہ لوگ انگلستان کی آبادی کے نصف حصہ سے زیادہ ہین) اور انگریزی چرچون کے پادریون نے
جن کی بڑی دلیل یہ ہے کہ عیسائی ہونے کی حیثیت سے دیگر عیسائیون کی امداد اور اُن سے ہمدردی کرنا خواہ اونکی پولیٹیکل اغراض و مقاصد کی حیثیت
کچھ ہی ہو ہمارا فرض عین ہے۔ اس مسئلہ کو مذہبی رنگ پہنا دیا ہے۔

اِن پر جوش تقریرون و تحریرون کی جب یہ حالت ہو جہان بعض یکجا وہ تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ کسقدر تو محض بادی النظری قیاسات پر
مبنی ہین اور زیادہ تر نامہ نگارون کے پیغامات تار برقی پر۔ اگر کریٹ سے چند گمنام شخصون نے اس مضمون کا پیغام بھیجدیا کہ مسلمانون نے
فلان گرجا کو مسمار کر دیا ہے۔ یا انگریزی جہاز کے گولہ سے بقدر باغی مارے گئے ہین تو اودھر ہو گیا یا پادریون نے شہیدون کے لیے خاص دعا کرنیکا
وقت مقرر کر دیا۔ یا کسی جنرل نے اپنی پولیٹیکل جماعت سے علیحدہ ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ یورپ کے بعض سربرآوردہ اخبارات
کے ناظرین بے شک حیران ہوتے ہون گے۔ کہ اون کے لیڈنگ آرٹیکلون مین تو کریٹی معاملات پر منصف مزاجی اور متانت
بردباری کے ساتھ بحث ہو رہی ہے۔ اور انہی اخبارات مین دوسری جگہ تار کے پیغام درج ہین جو بالکل یکطرفہ
ہین۔ اور جن سے پایا جاتا ہے کہ اس معاملہ کا کوئی دوسرا پہلو ہو ہی نہین سکتا۔ چند دن گذرے ہین کہ مسٹر گلیڈسٹون

اصلاحات قبول کر لینے کی ترغیب دلانے کی کوشش کرے۔ اسکا گورنمنٹ مذکور نے جواب دیا کہ اوسے جزیرہ کے معاملات سے کوئی دخل نہیں ہے وہ وہانکے واقعات کی ذمہ دار ہے۔ اسپر فرانسے دول متعینہ قسطنطنیہ نے کریٹیون کی کمیٹی یا جماعت مصلحین (یا مفسدین) کو [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵)۔ اپنی طبعی تیزی فہم سے کام لیکر دارالعوام میں اس خلاف پر بڑا زور دیا تھا۔ کریٹ سے یونانی قونصلین اور نامہ نگارونکی بہ جبر نکالے جانے پر سخت ناراضی پیدا ہو گئی تھی۔ جو لوگ یونانی اخبار نویسونکے رویہ سے واقف ہین ان پر اسکی برائی کی اشد ضرورت نہ ہوبی واضح ہو گئی ہو گی۔ مشہور لاطینی قدیم شاعر جووی نل (جسکو قدیم زمانہ کا سودا سمجھنا چاہیئے۔ نوی برس کی عمر بیچ ۱۲۹ء مین فوت ہوا) نے یونانیون کی رہت بازی کا جو اندازہ لگایا تھا۔ وہ اس وقت بھی ویسا ہی درست ہے جیسا کہ اسکے ہمعصر حواری سینٹ پال یعنی پولوس) کا اندازہ کریٹیون کی نسبت تھا۔ یورپ بین طاقتون کی قائمقام (یعنی امیر البحر) کریٹ مین امن قائم کرنیکے لئے جو عمدہ عمدہ کوششیں کرتے ہین انکے اثر کو یہ تار ہین جو از سر تا پا غلط بیانی اور مبالغہ کا مجموعہ ہوتی تھین بہت کچھ کمزور کر دیتی تھین یونانی اخبارون اور انسے بڑھکر ایتھنز کی تارونکے جو یونان مین بتعداد کثیر دہلیز دہلیز کو بکتی ہین۔ سرسری نظر سے دیکھنے پر بیان مندرجہ بالا کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ ہمارے نیایندہ قونصل متعینہ خانیا مسٹر [illegible] بلیوٹی اس بغاوت کے دوران مین ترکون اور باغیون دونون کے ساتھ کامل انصاف سے کارروائی کرتے رہے ہین جسکی وجہ سے تمام یونانی جو کریٹ مین موجود ہین کرنیل واسوس سے لیکر ادنے ترین آدمی تک اُن پر الزام لگاتے ہین کہ وہ برٹش گورنمنٹ کو عمداً غلط رپورٹین بھیجتے ہین اور ترکون سے رشوت لیکر اون کے طرفدار ہو گئے ہین۔

افسوس ہے کہ ان یونانی اخبار نویسون کے چلے جانے کے بعد بھی اُن مراسلات کے حصہ کثیر مین جو کریٹ سے روانہ کی جاتی ہین یکرخی اور طرفداری کی بو پائی جاتی ہے۔ یورپین اخبارونکے نامہ نگار قصبون مین رہتے ہین سوا معدودے چند مستثنیات کے وہ یونانی اور ترکی زبان بول نہین سکتے۔ ترکی حکام سے حالات معلوم کرنے کی بہت کم کوشش کرتے ہین اور زیادہ تر عیسائیون کی بتائی ہوئی خبرون پر بھروسہ کرتے ہین جن کی فطرتی دروغ بیانی اونکی جایدادون کی تباہی سے کچھ کم نہین ہو گئی۔ نامہ نگار کریٹ مین جو ترجمان مقرر کرتے ہین وہ تقریباً عیسائی ہوتے ہین پس یہ یقینی امر ہے کہ جہانتک ممکن ہو۔ وہ کوئی امر باغیون کے برخلاف ظاہر نہین کرینگے۔ علاوہ برین کریٹ مین جو نامہ نگار ہین اونکا زیادہ حصہ پہلے ہی سے یونانیونکا طرفدار ہے۔ خانیا کی ایک مشہور تار بھیجنے کی ایجنسی ایک کریٹی عیسائی کے کامل اقتدار مین ہے جو ظاہر ہے کہ طبعی طور سے ہی طرفداران یونان کی جماعت کی اغراض و مقاصد کا پورا موید ہے۔ ایسے لوگون مین طرفداری کا وجود پایا جانا ایک فطرتی امر ہے۔ مگر یورپین نامہ نگارون کو ہتک سے بچانے کی غرض سے ترکی اور دول یورپ کے مخالف تار روانہ کرنے دیکھکر سخت تعجب ہوتا ہے۔ ایسے واقعات جن کے معلوم ہونے پر دنیا باغیون سے متنفر ہو جائے جان بوجھکر فروگذاشت کر دیئے جاتے ہین۔ لیکن بعض اوقات فرضی سوانح کی خبر باوجودیکہ اندرون جزیرہ سے معتبر اطلاع اُن کے برخلاف موصول ہو چکی ہو۔ یورپ کو بذریعہ تار بھیجدی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عیسائی ایسی بات بتائے جس کی بنیاد پر ایک رد انگیز پیغام تار برقی گھڑا جا سکتا ہو۔ تو ذاتی طور پر اوسکی تصدیق کرنے کی کوئی کوشش کرنے کے بغیر عیسائی کے بیان کو فوراً روانہ کر دیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ترکی جور و ظلم۔ بدعہدی اور ستمگاری کی اُن داستانون کو لیجئے جو اُن حضرات کی تقریرون مین جو گورنمنٹ کے

بہیجکر رہائی سے دست بردار ہوجانے اور دائمی صلح کرلینے نامہ و پیام اور گفتگو شروع کرنے کی صلاح دی۔ اس صلح کیلئے بنیادی اصول یہ قرار دیا گیا کہ جزیرہ کو عیسائی گورنر کے زیر فرمان مالی لحاظ سے آزادی ملجائے۔ اور سے محاصل پرمٹ کی آمدنی اپنے پاس رکھنے کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) طریق عمل پر معترض ہوتے رہتے ہیں۔ بافراط پائی جاتی ہیں۔ دار العوام اور دیگر مقامات میں کرنیل واسوس کو اس الزام پر بہت زور دیا گیا کہ ترکی حکام نے اپنے قول و قسم کی صریح خلاف ورزی کرکے قصبہ بیلینو کے مہاجر مسلمانوں کو دوبارہ مسلح کردیا ہے یہ داستان بلا کسی تحقیقات یا تصدیق کی فی الفور یوروپ میں مشتہر کیگئی۔ مگر بعد میں یوروپین افسروں کی کمیشن نے اوسکو بالکل بے بنیاد ثابت کرکے ترکی افسروں کو تمام الزامات سے جو ان پر لگائے گئے۔ بالطرحت مبرا کردیا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ ایک خبر شائع ہوئی کہ ترکوں نے قصبہ کیسامو کسٹلی میں چند عیسائیوں کے گہروں کو منہدم کردیا ہے۔ اور یوروپین قریب کھڑے تماشا دیکھتے رہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان مکانوں کا گرایا جانا اشد ضروری تھا کیونکہ باغی ان مکانات کی آڑ میں قلعہ کی دیواروں کو سرنگ سے اڑانیکی کوشش کررہے تھے

۲۔ اپریل کو ایک کریٹی بشپ (بڑا پادری) صاحب مسیحی المذہب یوروپ کے مہذب باشندوں کے پاس اپیل کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرماتے ہیں: "مقدس گرجون اور ظروف کی تاخت و تاراج معصوم عیسائی عورتوں اور بچوں کا کشت و خون عیسائیوں کی جایداد و املاک کی بے انتہا بربادی اور لوٹ مار جو اب تک بے لگام ترکی سپاہی اور عوام کررہے ہیں۔ وہ ناگفتہ ہے"

اس فقرہ میں اسقدر مبالغہ سے کام لیا گیا ہے کہ وہ فی الحقیقت اول سے آخر تک افتراؤں کا مجموعہ ہے۔ ادہم ہم وہ اصلی واقعات بتاتے ہیں۔ جن کو ایماندار بشپ صاحب نے نہایت احتیاط کے ساتھ نظر انداز کردیا ہے (اٹلی کی) امیر البحر کانی وارو نے کامل تفتیش کرکے اچھی طرح ثابت کردیا ہے کہ کنیڈیا کے متہولک گرجہ کو ترکی سپاہیوں کے لوٹ لینے اور خراب کرنے کی کہانی بالکل غلط ہے۔ ایک نے لکھا تار دیا ہے کہ خانیا کے قریب قصبہ آلیاماس کے گرجہ کو ترکوں نے ناپاک کردیا ہے۔ اوس پادری نے اس روایت کی صدق و کذب کی خود کوئی تحقیقات نہ کی آخر میں وہ بہت مبالغہ آمیز پائی گئی ہیں۔ کنیڈیا میں سب سے پرانے یونانی گرجا کو دیکھنے گیا۔ اوس میں فقط ایک پادری باقی رہ گیا تھا۔ باقی تمام نیک بخت پادری اپنی شامت اعمال سے ڈر کر سچے عیسائیوں کیطرح شہر سے دم دبا کر بہاگ گئے ہوئے تھے۔ اس شہر میں ہزاروں مسلمان مہاجرین پناہ گزین تھے۔ گرجہ کے پادری بھاگ چکے تھے۔ وہ بالکل خالی پڑا تھا۔ اور کوئی اوسکا محافظ نہ تھا۔ آپ خیال کرو کہ کسی نہ کسی رات میں اس کو آگ لگا دینا کیسا آسان امر تھا۔ مگر عمارت کو ذرہ بھر نقصان نہیں پہونچایا گیا حتی کہ کھڑکیوں کا ایک شیشہ تک بھی نہیں توڑا گیا۔ اب عیسائی نیک بخت ہی بتائیں کہ کنیڈیا، خانیا اور ریتمو کے شہروں سے باہر مسلمانوں کی کتنی مسجدیں قائم و استادہ رہنے دیگئی ہیں؟ ۔ ایک بھی نہیں!!! خیر یہ تو غیر مہذب کریٹی عیسائیوں کی کرتوت ہے ایرلینڈ کے صوبہ آلسٹر کے جہاں تقریبًا تمام باشندے پروٹسٹنٹ مذہب کے ہیں اور اعلی درجہ کے مہذب ہیں آیرلینڈ کے باقی تین صوبوں میں زیادہ کیتہولک آبادی ہے) کسی موضع میں اگر رومن کیتہولک گرجہ کے معتقدین اوسکو خالی چھوڑ جائیں تو بتاؤ اوسکی کواڑ اور کھڑکیاں کتنی مدت صحیح سالم رہنے پائیں گی؟ یہ کہنا کہ عیسائی عورتوں و بچوں کو بے لگام ترک قتل کررہے ہیں محض مجذوبانہ بکواس ہے۔ اس قسم کی کوئی حرکت ترکوں سے سرزد نہیں ہوئی۔ پچھلے دنوں کنیڈیا میں عیسائیوں نے جسکو اطلاع دی

استحقاق رہیگا۔ اور ترکی افواج جزیرہ کے قصبات سے واپس بلالی جائینگی سفراء نے کمیٹی کو ساتھ ہی متنبہ کردیا کہ اگر یہ تجاویز مسترد کیگئیں تو پھر یورپ کو کریٹیوں سے کوئی ہمدردی نہیں رہجائیگی۔ مگر معاملہ مصالحت کی حد سے گذر چکا تھا۔ اور دریں اثنا آمد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷) کہ باشی بزوقوں کی ایک جماعت موضع ایلیا پر دھاوا کرکے ابھی واپس آئی۔ اور دو عیسائیوں کے سر نیزے ساتھ لائی ہے۔ میں نے ان سروں کے لئے کونہ کونہ شہر کا چھان مارا۔ پر وہ کہیں نہ ملے۔ اور آخرکار مخبرین پر چند جرح کے سوالات کرنے سے واضح ہوگیا کہ انکی روایت خارج از قیاس گھڑت تھی۔ باقی رہی لوٹ مار سو کسی عیسائی کے مکان کو جو قصبہ کے باہر ہو لوٹنا اوسقدر فائدہ بخش ہی تھا کہ لکڑیوں کے جل گئے ہوئے ڈھیر کو لوٹنا۔ عیسائی اگر اپنے مکانوں میں خاک بھی باقی چھوڑکر اندرونی مقامات جزیرہ کو بھاگ گئے ہوں تو ترکوں نے انہیں سکر لوٹنا کیا تھا۔ میں نے ان مکانوں کے سوختہ ملبہ پر گاہ بگاہ چند مردوں و عورتوں کو خاک چھانتے دیکھا ہے جس سے ان کو لوہے کی پرانی میخوں اور کیل کانٹوں کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ شہروں میں عیسائیوں کے جو مکان کھڑے رہگئے ہیں ما بعد انکی کما حقہ حفاظت یوروپین افواج کے پہرہ دار کرتے ہیں کیونکہ پولیس کے فرائض ان فوجوں کو تفویض کردیے گئے ہیں۔ لیکن اس سے یہ قیاس کرلیا جاوے کہ یوروپین فوجوں کی آنیسے پہلے ترک ان مکانوں کو لوٹتے رہتے تھے۔ انگریزی فوج کے داخلہ سے پہلے میں کینڈیا میں دو راتیں مقیم رہا جس کی نسبت عیسائیوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ مسلمان ہر رات عیسائیوں کے خالی مکانات کو لوٹا کرتے ہیں۔ مگر میں نے اس تاخت و تاراج کی کوئی علامت نہ دیکھی۔ گو میں گھنٹوں گلیوں میں پھرتا رہتا تھا۔ عیسائیوں کو بھاگ جانے کے لیئے کافی وقت ملگیا تھا۔ اور وہ کوئی قیمتی چیز پیچھے نہ چھوڑ گئے۔ شہر ہزاروں مسلمان مہاجرین سے بھرا پڑا ہے۔ جو مال اسباب سب کچھ چھوڑکر صرف اپنی جانیں عیسائیوں سے بچاکر جنہوں نے انکے گھروں کو خاک سیاہ اور ان کے اعزہ و اقربا کو بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالا ہے۔ بھاگ آئے ہیں۔ یہ قسمت مہاجرین ہر وقت فاقہ کشی کے کنارے پر رہتے ہیں۔ گورنمنٹ کے لئے اتنے ہزار بھوکوں کے واسطے کھانا بہم پہونچانا ناممکن ہے۔ مارچ تک ان لوگوں کو جو مقدار غذا کی ملی ہے وہ فی کس تین پاؤ یومیہ ہے۔

مسٹر سینٹ نے اس اندازہ میں غالباً سخت غلطی کھائی ہے ہم کیل میں وقتاً فوقتاً ٹرکی سے مہاجرین کی امداد کیلئے کئی ہزار بوری آٹا پہونچنے کی خبر درج کرتے رہے ہیں۔ مگر پھر بھی ظاہر ہے کہ ان بیچاروں کی حالت واقعی بہت قابل رحم ہوگی کیونکہ جب برٹش گورنمنٹ جیسی متمول حکومت چند لاکھ فاقہ کشوں کو مفت کھانا نہیں دے سکتی۔ اور اسے مجبوراً چندہ کی درخواست کرنی پڑی تو ٹرکی کئی لاکھ خانمان برباد گردگان کو دو وقت کب شکم سیر کرسکتی ہے (اڈیٹر) یہ فاقہ کش اگر کبھی کبھار عیسائیوں کے خالی شدہ گھروں سے کوئی بالکل بے قیمت اور ناکارہ سی چیز اوٹھا لیں۔ تو بتاؤ کہ کونسی اچنبے کی بات ہوگی۔ یا اسکو کون تاخت و تاراج تصور کریگا۔ باغیوں نے جیسا کہ خود ان کے ایک سرگروہ نے مجھسے بیان کیا عرصہ دراز سے مسلمانوں کی کوئی جایداد کسی قسم کی بھی باقی نہ چھوڑنے کا مصمم ارادہ ٹھان لیا ہوا ہے۔ اور جزیرہ کے اندروں میں سرسری طور پر گذرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے ارادہ کی کیسی کامل تعمیل کردی ہے۔

راقم الحروف مسٹر ولین (یہ شخص برٹش جماعت کا عضو اور بیکار سفیر ہے۔ ایڈیٹر) اور دیگر اشخاص باشی بزوقوں کو جنکو غلطی سے عموماً ترکی باقاعدہ سپاہیوں سے تمیز نہیں کیا جاتا یعنی انکو بھی نظام فوج کے سپاہی سمجھا جاتا ہے خونخوار بدمعاش بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

کئی خونریز معرکہ الزیان ہوچکی تھین ترکون کو تاریخ ۲۳ جولائی ۱۸۹۷ء بمقام ریتمی مو اور پھر ۷ اگست کو بمقام کینیا (خانیان) شکست ملی۔ اِس فتح کے حصول پر جزیرہ کے تمام ضلاع کے (عیسائی) نائیون نے جماعت مصلحین کی جگہہ اپنی عارضی گورنمنٹ قائم

(بقیہ حاشیہ ۲) کشت و خون اور لوٹ مار کے لئے یہ ہر وقت قصبون سے باہر نکلکر دھاوے کرتے رہتے ہین لیکن امر واقع یہ ہے کہ ترکی نگرانی کی چوکیون (جو قصبون کے باہر ہین) اور باغیون کی لینون کے درمیان جو قصبات کے گرد محاصرہ کئے پڑے ہین۔ کوئی چیز موجود نہین جسکی بابت یہ حق ہو کہ لوٹ سکین۔ اور نہ کوئی انسان پایا جاتا ہے جسے وہ قتل کرین یہ بالکل درست ہے کہ یہ ترکی بے قاعدہ سپاہی بعض اوقات شہر سے باہر نکلا وسکے مضافات مین ایک آدھ زیتون کا درخت جو عیسائی کی ملکیت ہو جلا دیتے ہین یا ایندھن کیلئے اسے کاٹ لیتے ہین۔ مگر ایسے واقعات بہت شاذ و نادر ہوتے ہین۔ مین کئی دفعہ ترکی چوکیون سے پرے تک گیا ہون۔ اور ذاتی مشاہدے سے یہ امر بیان کرتا ہون۔ اِسکے ساتھ ہی یہ کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ مسلمان آبادی کی حصہ کثیر کی فصلین و انگورون کے باغ اسوقت انکے دشمنون (عیسائیون) کے قبضہ مین ہین۔ باقی رہا بندوقون کی باڑ مین چلانا۔ اسبارہ مین ہمیشہ ابتدا عیسائیون کیطرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت ترکون پر گولہ باری کرتے رہتے ہین۔ مگر ترک شاذ و نادر جواب دیتے کیونکہ ایک تو طاقتون نے انکو سخت تاکید کی ہے کہ حتی الامکان وہ آتشباری سے پرہیز کرتے رہین۔ دوسرے کریٹی چٹانون کی اوٹ مین چھپکر جس جگہ سے گولہ چلاتے ہین۔ اسپر بندوق داغ دیتے ہین۔ اور خود ایسے محفوظ ہوتے ہین کہ انکو گولی کا لگنا قریباً ناممکن ہوتا ہے۔

قصبہ سیروکوری مین مسٹر ملٹن پرائیس مین اور ایک ترکی افسر ایک مکان کی چھت پر چڑھے ہی تو فوراً ہی تین گولیان ہمارے سرون پر سے سرسراتی ہوئی گذر گئین جن کو باغیون نے مقابل کی پہاڑی کی چوٹی سے سر کیا۔ باغی بندوقون نے باغیون اور یورپینون کی ایک جماعت پر جو صلح کے سفید جھنڈے کی پناہ مین جارہی تھی بندوقین چلائی تھین۔ اسپر مسٹر لیوشر (مالک ایڈیٹر اخبار ٹیرورتھ) نے پارلیمنٹ مین بڑا ادھم مچایا تھا کہ الامان مین ان باغی بندوقون کیطرف سے کوئی وکالت تو نہین کرتا۔ مگر اپنے ذاتی تجربہ سے سمجھدار ہاتا ہون کہ سفید جھنڈا عیسائی بندوقچیون کی گولیون سے مطلقاً کوئی حفاظت نہین کر سکتا۔

. پچھلے دنون مین چند واقعے ہوئے ہین۔ تقریباً ان مین باغیون نے ابتدا کی چند ہفتے گذرے ہین انہون نے آسٹریا کے جنگی جہاز سیبینکو پر جان بوجھکر بندوقین چلائین۔ اور چالیس سے زیادہ گولیان جہاز کو لگین۔ مین کشتی پر سوار ہوکر مقام ترو ہیتیا کو جہان یہ واقعہ گذرا گیا۔ اور عیسائی سرغنون سے دریافت کیا کہ انہون نے یہ اشتعال دلانے والی حرکت کیون کی؟ جواب ملا کہ ہم نے جہاز سیبینکو کو ترکی کروزر سمجھا تھا۔ یہ انکا بدیہی جھوٹ ہے......وہ ترکی نشان کو بخوبی جانتے ہین اور آسٹریا کا نشان جہاز پر صاف دکھائی دیتا تھا مقام ملاکسا کیا الطیدی عزالدین اور کستاسلی پر جسقدر حملے ہوئے ہین وہ سب عیسائیون نے بلا وجہ اور خود بخود کئے۔ امیر البحرون نے باغیون کو اطلاع دی کہ مقام ملاکسا کے اردگرد جو ترکی گڑھیان ہین ان باغی ضرور سیدہ پہونچ جانے دین۔ اسکی تعمیل یہ ہوئی کہ کرنیل واسوس نے اطلاع ملتے ہی تین سپاہی توپین علی کمیا نو سے کو نطوپولو بھیجدین تاکہ دوسرے دن ملاکسا پر حملہ کرنیکے لئے تیار رہین۔ کلی نامہ نگار ون نے بڑی کڑوی سے باغیون کیطرف سے یہ عذر پیش کیا ہے کہ ان کو امیر البحرون کے مشترکہ مراسلہ کے مضمون سے آگاہی نہ ہوتی تھی۔ یہ محض غلط ہے۔ باغیون کے

کری جب معاملہ اس انتہائی حد تک پہونچگیا تو ۲۹ اگست کو سلطان اعظم نے باغیون کو سفرائے دول کی تجویز کردہ رعایات عطا کردین اور ۵ ستمبر کو ادہنین باغیون کے نائبون نے بہی قبول کرلیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹) کم از کم تین شخصون سعادی کلو جلیبل و ربانوسی کو پورا علم تہا۔ کیونکہ جسوقت توپ خانہ پہونچا ہین ان کے پاس تہا اور انہون نے مجہکو اوسکی اچانک موجودگی کی وجہ بتادی تہی۔ اگر بفرض محال عیسائی باغیون کے سپاہیون اور دیگر فہرمان کو امیر البحرون کے مراسلہ کا علم ہوا تو اوسکی ذمہ داری کرنیل واسوس اور عنہ باغیون پر ہے۔ ملاکسا کی لڑائی سے دوسرے دن کیراطیدی پر حملہ کرنے کی تجویز تہی۔ مگر صبح کے تین بجے بمقام کونطوپولو مین یہ خبر سنا کر بیدار کیا گیا کہ ترکی سپاہی گڑہی کو چہوڑ گئے ہین قلعہ عز الدین اور کیستلی پر اس کے بعد باغیون نے حملے کیے۔

یوروپئین امیر البحر نہایت ہی سخت مشکل مین گرفتار رہین۔ وہ تا تصفیہ مسئلہ کریٹ امن قائم رکہنے کے مشترکہ کام پر مامور کیے گئے مگر جس کام کو وہ اپنی اپنی گورنمنٹون کی غیر مستقل مزاجی اور باہمی رشک و حسد کیوجہ سے باحسن وجوہ پورا نہین کرسکتے تاہم کوئی منصف مزاج باشندہ کریٹ اسکا انکار نہین کرسکتا۔ کہ یوروپین بیڑون کے کمانڈر غایت احتیاط اور اعتدال سے کام فرما رہے ہین۔ اسپر بہی یوروپین اخبار نگاران کو ایسا ناقابل فہم سمجہتے ہین اور انپر الزام لگاتے ہین کہ وہ عیسائیون پر بلاوجہ گولہ باری کرتے ہین اور باغیون کے ساتہ کبہی کامیابی سے مصالحت کی گفتگو نہین کرسکتے۔ کیونکہ یہ کام صرف قونصلون کا ہے جس کو خواہ مخواہ وہ اپنے ہاتہ مین لیے ہوئے ہین۔ لیکن جس شخص کی آنکہون کو تعصب نے اندہا نہ کردیا ہو وہ کنڈالزن کی سڑک پر باغیون پر گولہ باری کیے جانے پر کبہی حرف نہین رکہ سکتا جنگی جہاز سے فقط ایک ہی گولہ چلایا گیا اور لی سلے فورڈر انفلیون کی باڑہ ماری گئی تہی جس سے ان بدمعاشون مین سے جو بے پناہ اور بیکس مسلمان مہاجرین اور ان کے محافظ سپاہیون پر جہپٹ پڑتے تہے۔ پندرہ ہلاک ہوئے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یہ بدبخت بیکڑون بیگناہ مسلمانون کا خون کر ڈالتے۔ دوسری گولہ باری باغیون پر بمقام خانیا کی گئی تہی۔ شہر کو ان چشمون سے پانی بہم پہونچتا ہے جو فصیل سے باہر بیرونی مورچون کے احاطہ مین واقع ہین۔ باغی ان مورچون پر قابض ہونا چاہتے تہے۔ قابلترین جنگی و بحری اہل الرائے نے صاف کہدیا کہ اگر باغی قابض ہوگئے تو شہر پیاسا مر جائیگا۔ چنانچہ امیر البحرون نے باغیون کو متنبہ کردیا کہ شہر کے بیرونی مورچون پر ان کو حملہ آور نہین ہونے دیا جائیگا۔ ایسا کرنے کے بعد یہ کس طرح سے ممکن تہا کہ وہ باغیون کے ہاتہون شہر کی سلامتی کو معرض خطر مین پڑنے دیتے۔ وہ بیرونی قلعون اور مورچون کے سپاہیون کی سلامتی کو اخلاقاً ذمہ دار ہوچکے تہے۔ باینہمہ بمقام ملاکسا باغیون پر گولہ باری کیے جانے پر بڑی سخت نکتہ چینی کیگئی ہے۔ ایک سربرآوردہ انگریزی اخبار مین تو شائع ہوا کہ "یہ باغی یوروپین جہازون کی اچانک گولہ باری کی مطلقاً کوئی وجہ نہ سمجہ سکے"

لیکن مین اوپر بتا چکا ہون کہ کرنیل واسوس نے مشترکہ مراسلہ کا جواب قلعہ ملاکسا پر حملہ کرنیکی صورت مین دیا۔ جس مراسلہ کا مضمون باغی شخصون کو بخوبی معلوم تہا کیونکہ لڑائی سے ماقبل کی رات جب مین اونکے ساتہ کہانا کہا رہا تہا تو انمین سے ایک نے مجہہ سے کہا "ہم سنتے ہین کہ کل ہم کو تمہارے چند گولے دیکہنے پڑین گے" اس گولہ باری کا مدعا عیسائیون کو قتل کرنا نہ تہا۔ بلکہ اونپر صرف یہ واضح کردینا تہا کہ ان کو قلعہ ملاکسا پر قابض نہین ہونے دیا جائیگا۔ اس لیے پہٹنے والے اور دہار دار گولون کی بجائے جو باغیون مین تباہی برپا کردیتے فقط معمولی گولے چلائے گئے۔

مگر اس فساد کی حرارت جزیرہ سے باہر تک سرایت کر چکی تھی۔ اس سے یونانیون کی قومی و مذہبی پر جوشی پھر تازہ ہو گئی تھی۔ کل یونانیون کو
ایک سلطنت کے ماتحت متحد و متفق کرنے کا خیال ہر کس و ناکس کے دلمین پھر بشدت رائج ہو گیا تھا۔ اور یونانی اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰)۔ اور کل معرکہ مین جو ساڑھے پانچ بجے صبح سے چار بجے شام تک گرم رہا۔ اور جسمین یورپین جہازون
نے صرف دس منٹ گولہ باری کی عیسائیون کے زیادہ سے زیادہ تین آدمی ہلاک ہوئے۔

یونانیون کے طرفدارون کی تقریرون مین جن سے ہمارے اخبار اور رسالے لبریز ہو رہے ہین۔ اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ باغیون کو فاقہ
مارنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پارلیمنٹ مین گورنمنٹ پر الزام لگایا گیا کہ وہ اب باغیون کو بھوکا مار کر مطیع کرنے کی غرض سے بحری محاصرہ کر رہی ہے۔
اسیطرح تھوڑا عرصہ ہوا۔ لنڈن کے ایک عام جلسہ مین ایک مشہور ممبر پارلیمنٹ نے بیان کیا۔ کہ لارڈ سالسبری کا ایسا کرنا انسانیت پر ایک سخت
نفرت انگیز حملہ ہے۔ یہی دول یورپ کریٹ والے محاصرہ پر کر رہے ہین۔ الغرض اس مفروضہ فاقہ دہی کو دول کے طریق عمل کے مخالف خفگی آمیز تقریرون
اور تحریرون مین سخت کراہیت انگیز اصرار سے استعمال کیا گیا ہے۔ مگر امر واقع یہ ہے کہ عیسائیون مین کسی جگہہ بھی فاقہ کشی نہین پائی جاتی نہ
غالباً آیندہ پائی جائیگی۔ جزیرہ کے اندر جس طرف جاؤ سامان خوراک بافراط موجود پاؤگے۔ گوشت بسکٹ ترکاری پھل دشراب سب جگہہ
بکثرت اور گیہون روٹی کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ کو نطو پولو علی کیانو۔ اور تمام دوسرے مقامات مین جہان یونانی یا باغی جمع ہین شرابخانے
اور نانبائیون کی دوکانین خوب رونق پر ہین۔

علی کیانو مین میرے اور میرے چار دوستون کے کھانے پر جس مین اعلےٰ قسم کا گوشت۔ شراب و میوہ جات موجود تھے۔ چار فرنیک سے کچھ زیادہ
(ڈہائی) خرچ آئے۔ دودہ پر یہان کچھہ خرچ ہی نہین آتا۔ اور بڑا مرغ فرنیک سے کچھہ زیادہ پر ملجاتا ہے۔ بھائی ایسا قحط تو کل یورپ مین ہو!!۔
علاوہ برین ان بدبختون نے مسلمانون کے گھرون کو توڑی باقاعدگی سے لوٹا۔ اور جلایا۔ مگر ان کی فصلون اور ان کے گودامون کو آیندہ کے
استعمال کے لئے بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا۔ باغیون کا خود اپنا بیان ہے کہ اگر محاصرہ ایسا کامل و سخت ہو کہ باہر سے کوئی چیز نہ آنے پائے تو
بھی ہم دو برس کے لئے کافی سامان خوراک رکھتے ہین لیکن دراصل کریٹ جیسے جزیرہ کا محاصرہ ایسا مشکل ہے۔ کہ لاکھہ نگرانی کرو۔ پہونچنے والے
ہر وقت پہونچتے رہینگے۔ چند ہفتون کی بات ہے کہ جنوبی ساحل پر پانسو والینٹر۔ ایک سو دس صندوق کارتوسون کے۔ اور بسکٹون۔ مٹر دال
اور آلوؤن کی سو بورے کامیابی کے ساتھہ اتار دیئے گئے۔ اور ۲۷ مارچ کو بسکٹون کی پچاس یا چھپن جانیہ سے چھہ سات میل کے اندر علی کیانو
کے قریب خشکی پر اتارے گئے۔

قصہ مختصر یونانیون کے پر جوش حامیتون کی یہ خوفناک کہانیان کہ کریٹ کے عیسائی دول یورپ کے جور و ظلم سے فاقہ کشی کی حد تک
پہونچ گئے ہین عجیب مضحکہ خیز اور ساتھہ ہی نقصان رسان بھی ہین۔ بغرض محال کریٹ کے اندرونی حصہ مین اگر گرانی موجود بھی ہو تو اوسکے
ذمہ وار کرنیل واسوس اور یونانی گورنمنٹ ہوگی۔ جب تک کہ دول جزیرہ کو خالی کئے جانیکا مطالبہ کرتی رہین وہ کسیطرح بھی سامان جنگ کو علا
جزیرہ مین داخل نہین ہونے دیسکتین۔ اس مین کلام نہین کہ بحری محاصرہ باغی اور یونانی دونون کو ناگوار ہے۔ مگر اس سے اون کو فقط خیالی تکالیف
پہونچتی ہین۔ نہ کہ واقعی جسمانی۔ جہان تک مجھے علم ہے۔ علی کیانو کے کیمپ مین سامان آسایش و آرام اور ضرورت

قومی غرور وعزم کو بہلانے کیلئے طرح طرح کی طفلانہ حرکات اور باغیون کی تحریک ہورہی تھی (اسی پر جرمنی سے ناراض ہوکر یا اٹلی کو گئی
یونانی گورنمنٹ (جو علیحدہ سابق اپنی صاف دلیت ہی باغیون کی دربردہ امداد کرتی رہی تھی) ایکدم کھلا ایک فوجی دستہ کرنیل واسوس
کے زیر کمان اور ایک جنگی بیڑہ پرنس جارج کے ماتحت کریٹ کو بھیجدیا۔ مترجم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱) - کی کوئی چیز ایسی نہین جو موجود ہو۔ ڈاک کا انتظام البتہ وہ بصورت موجودہ یونان کے ساتھ ٹھیک اور باقاعدہ
نہین کرسکتے تاہم کرنیل واسوس کی آدمیون کے ذریعہ سے راہ جزیرہ سیرو گواتیھنز سے بآسانی خط وکتابت کرسکتا ہے۔ انگلو ان کی
بابت جو یہ لکھا ہے ایک ناسور خبار مین پایہ رجوا سے علی کیا تو سے بہیجی گئی تھی بڑے تعجب کے ساتھ پڑہی کہ محاصرہ کی وجہ سے باغی مجروحین ڈاکٹری سامان
اور ادویات سے بہی محروم ہین اور ان بیچارون کو اپنی صحت یابی وقت اور طبیعت پر چہوڑنی پڑی ہے" حالانکہ خود ایک یونانی فوجی ڈاکٹر نے مجہ
سے ذکر کیا کہ علیکیانو کے ہسپتال مین آلات جراحی اور تمام سامان ہر قسم کا مکمل موجود ہے۔ امر حق یہ ہے کہ جو لوگ گرانی غلہ کی مصیبتین
برداشت کررہے ہین۔ اور جو حکام سے مدد نہ ملنے کی صورت مین عنقریب فاقہ کشی کی نوبت تک پہونچ جائینگے۔ وہ یونانی اور عیسائی
نہین ہین۔ بلکہ وہ مسلمان مہاجرین ہین جو اپنے تباہ شدہ گہرون سے شہرون مین بہاگ آئے ہین۔ اب تک ترکی حکام ان بدبخت پناہ
گزینون کی تا بمقدور دستگیری کررہے ہین۔ مگر ان کا بیان ہے کہ ہم ان کو زیادہ کہانا نہین دے سکتے کیونکہ اس غرض کیلئے ہمارے پاس
کوئی روپیہ نہین (ای مسلمانان ہند مظلومان کریٹ کی مفلوک الحالی کیا تم کو بہی اس سے بڑہکر تصدیق چاہتے ہو۔ ایڈیٹر) کیا اچہا
ہوا اگر اوس ہمدردی کا جو ان نیک بخت عیسائیون کی خیالی مصائب پر ضائع کی جارہی ہے کچہ تہوڑا سا بہی حصہ نامراد وتباہ
مسلمانان کریٹ کی طرف منعطف کردیا جاوے۔ جو اپنا کل خانہ سامان برباد اور کل اثاثہ غارت کرچکے ہین اور ہر روز فاقہ کشی کی بہیانک
دیو کو اپنی طرف بڑہتا ہوا دیکہ رہے ہین۔

باشندگان انگلستان کے دلون مین ہمدردی پیدا کرنے اور ان سے امداد حاصل کرنے کی غرض سے یونانیون اور باغیان کریٹ نے
ہم مذہبی کا واسطہ ڈالکر بیشمار اپیلین کی ہین۔ انگلستان مین بغاوت کریٹ کے متعلق مباحثون مین فقرہ "مظلوم عیسائیان" نفرت
انگیز تکرار سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ مین عیسویت کے مضمون کا کسیطرح بہی داخل ہوجانا نہایت قابل افسوس ہے۔ کیونکہ
علاوہ دیگر وجوہات کے دوسرے لوگون مین ہمدردی پیدا کرنیکا ذریعہ بنانے کی غرض سے کریٹیون کو عیسائی کے نام سے پکارنا لفظ "عیسائی" کو ناپاک
کرنا ہے۔ ایسے "عیسائی" عاجز ومعصوم عورتون وبچون کو ابلیسانہ خونخواری کے ساتہہ نہایت ٹہنڈے دل سے قتل کرتے ہین۔ ودیگر کل
ناگفتہ بہ افعال ان سے اوسکے پادری کراتے ہین جو فی الواقع بہیڑون کے لباس مین بہیڑیے ہین۔ اس بہانہ پر کہ وہ ایمان جنگ کو کہاں کہلا نیکی
گنجایش نہین رکہتے۔ اونہون نے مسلمانون کی جایداد ونیز جانون کے باقی نہ چہوڑنیکا قطعی فیصلہ کردیا ہے جو کچہہ جور وظلم ہمارے ان ہم
مذہبون نے (طنزاً) اپنے تعصب وحشیانہ وشقی کی بنیاد مسلمانون پر توڑے ہین۔ اوسکو بیان کرنیکا قلم کو یارا نہین مختصر کیفیت یہ ہے کہ سطلنا
کے عیسائیون نے وہان کے مسلمانون کو ہتہیار دیدینے کیلئے کہا۔ مسلمانون نے (اور یہ بالکل طبعی امر تہا) اپنی بندوقین دینے سے انکار کردیا
پاس صرف یہی ایسی چیز تہی جس سے وہ اپنی اور اپنی قبائل کی حفاظت کرسکتے تہے۔ اسپر عیسائیون نے اونپر حملہ کیا۔ اور مسلمانون نے جو تعداد مین

یہ رنگ دیکھکر دول یورپ نے باتفاق رائے یونانی گورنمنٹ کو مراسلہ بھیجا کہ سلطان اعظم نے عیسائیوں کو مساوی
حقوق حاصل ہونے کے اصول پر کریٹ کو اندرونی خود مختاری عطا کرنا منظور کر لیا ہے! وہ یہ تقریب بلکل درآمد ہو [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) [illegible] ہزار مرد اور بچے تھے - مجبور ہو کر مسجد میں پناہ جالی - عیسائیوں نے باہر کھڑکیوں اور دروازوں سے
گولیاں چلائیں اور مسجد کو آگ لگا کر انکو باہر نکلنے پر مجبور کرنے کیلئے لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں تب مسلمانوں نے چار نفلیں سپاہیوں کو دیں
لیکر وہ رہی نہ بچے - اور اور زیادہ تیزی سے محصورین پر حملہ کیا - انہوں نے مسجد کی چھت میں سوراخ کر لیا - اور اس میں سے مسلمانوں پر گندھک
مٹی کا تیل اور جلتی ہوئی لکڑیاں پھینکیں - اسوقت عورتیں چلا اٹھیں - ہماری جانیں نہ لو - ہم سب کچھ کرنیکو تیار ہیں اور جس قسم کی
حکومت تمہیں منظور ہے -

مگر کسی شقی کو رحم نہ آیا - اور انکی التجاؤں کی کوئی پروا نہ کیگئی بہت سے دم گھٹ کر مر گئے - اور باقیماندوں نے آگ سے آہستہ آہستہ
مرنے پر عیسائیوں کی خنجروں اور گولیوں سے ہلاک ہونیکو ترجیح دیکر مسجد سے باہر نکلنے کی ٹھان لی جب باہر آئے تو قتل عام شروع ہو گیا - پھر بھی
سخت جان بچ رہے انہیں سے بعض نے ایک غار میں پناہ جالی جسکا پتہ بارہ دنوں کے بعد دشمن کو لگ گیا - عیسائی بہادروں نے ان باقیماندہ
مسلمانوں کو بھی غار کے اندر ہی جلا دینے کی نیت سے پھر لکڑیاں جمع کر لیں چنانچہ ایک کو دھوئیں اور آگ سے ہلاک کر دینے میں کامیاب ہوئے تین دن بعد تین
باغی [illegible] ایک یا دو ایک [illegible] وہاں پہنچ گئے - اور اپنے ساتھیوں کو آگ بجھا دینے اور بچے ہوئے مسلمانوں کو باہر نکال دینے پر آمادہ
کر لیا چنانچہ تیرہ کس بطور یرغمال رکھ لئے گئے - اور مجھے تحقیقی طور پر معلوم ہوا ہے کہ عیسائیوں نے گرفتار شدہ مسلمانوں کی عورتوں اور لڑکیوں تک
بعض کی عصمت بگاڑی - کینڈیا کے ہسپتال میں جہاں زخمی مہاجرین کی ایک جماعت زیر علاج ہے میں نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا کہ عیسائی
ایک مجنونانہ غالب آجانے پر بے پناہ عورتوں اور بچوں سے کیا سلوک کرتے ہیں - ایک بیمار خوبصورت لڑکی کو چاقو کے نہایت خوفناک تین زخم
پہنچے تھے - دو سر پر تھے - اور ایک پہلو پر - ایک دوسری عورت کے کان کاٹ لئے گئے ہوئے تھے - اور ایک بیچارہ معصوم بچہ کو بھی سنگدلی سے زخمی
کیا ہوا تھا - کہ وہ مر گیا جب بعد میں میں نے باغیوں کو ان مظالم پر ملامت کی - تو جواب ملا کہ دول یورپ کو یہ یقین دلانے کیلئے کہ باغیوں
نے ایسا کیا ہے - خود مسلمانوں ہی نے اپنی بیویوں اور اولاد کو زخمی کیا ہے!!!

میں تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے کیا سمجھا اس توقع سے کہا تھا کہ میں اسپر یقین کر لونگا - مگر یہاں وہ تمام مستورات نے جن میں سے بعض
ایسی تھیں کہ کل خاندان میں صرف وہی باقی بچی تھیں جو حالات مجھکو سنائے انہیں اکثر کو سنکر کلیجہ پھٹ جاتا تھا - کینڈیا کی عدالت
فوجداری کے حاکم اعلے نے مجھسے ذکر کیا کہ ڈفنی و رسیٹیا کے قتل عام میں اکیلے میرے ہی رشتہ دار ناحق قتل کئے گئے ہیں - ایک یونانی افسر
کی جد وجہد کی بدولت لاکسا کے بہادر ترک محافظین کی جانیں بچ گئیں - لیکن اگر اطالین اور یونانی سپاہی جنگ کی [illegible]
[illegible] کرتے رہتے تو کر کیا کہاں شقاوت قلبی سے ایک ایک کو چن کر گولیوں سے مار دیتے - پھر بھی اگر دول عظام مشکلات [illegible]
یونان کی بھی بیچی کی اجازت نہ دیتی تو بڑی محاصرہ والے سپاہی قید ہو کر قتل کیلئے [illegible] گرفتار ہوں [illegible]
خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اسیران جنگ اور دیگر قیدیوں کو قتل کر دیتے رہتے ہیں - اور یہ حالات [illegible]

یونان کو وہاں سے اپنی فوج اور بیڑہ واپس منگوالینا ہم دو واجب ہے۔ اس واپسی کیلئے کوئی تاریخ معین نہ کی گئی۔ کیونکہ سفرا کو

اپنی اپنی گورنمنٹوں سے جو ہدایات موصول ہوئی تھیں۔ وہ اس بارہ میں مختلف تھیں۔ تاہم اسپر سب کا اتفاق ہوگیا تھا کہ یونان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰) شامت اعمال سے بمقام کونلوپولوس چند ترکی قیدیوں کو سنگسار اور ملکتر دے بیٹھا جس سے عیسائی نیا نادان کو بعیرت کرنے اور بطور قیدی زیر حراست کردینے کیلئے حجت ملگئی۔ بعدازاں تیکر سر پر دو گولیاں اس بیہودہ بنیاد پر کہ میں نے بھاگنے کی کوشش کی ہے چلائی گئیں۔ میرے بھاگ جانیکا نتیجہ اس سے نکالا گیا کہ جس یونانی سپاہی کی حراست میں تھا اسنے ان گولیوں سے بچنے کے لئے جو ہمارے اردگرد پڑ رہی تھیں بچے گالوں سے تقریباً پچاس گز پرے لیجانے پر اصرار کیا تھا۔ المختصر کریٹ میں بلحاظ ہیکل عنصر عیسویت کی نسبت جسقدر تھوڑا کہا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

جو ترکی فوج باغیوں سے معرکہ آرائی کر رہی ہے۔ اسکو تعداد میں ان سے وہی نسبت ہے جو ایک کو تین سے مگر مجھے یقین ہے کہ اگر متخاصمین کریٹ کو آپس میں نبٹ لینے دیا جائے تو عیسائی اس سے زیادہ کامیابی حاصل کرسکیں جو انکو اب تک ہو چکی ہے یعنے بڑی سے بڑی کامیابی انکو یہ ہو کہ شہروں کا محاصرہ کریں۔ ان کریٹی محبان وطن کی بہادری کی تعریفیں ہم نے سنی تو بہت ہیں۔ لیکن جزیرہ میں جب کبھی کوئی فی الواقع لڑائی ہوتی ہے۔ تو ان میں یہ بہادری بہت ہی کم مقدار میں دیکھنے میں آتی ہے۔ کریٹی باغی غنیم کے ساتھ دست بدست لڑائی کبھی نہیں کرتے مگر اس صورت میں جبکہ انکی تعداد دشمن سے بہت ہی زیادہ ہو۔ اسی لئے سنگینیں نہیں رکھتا اپنا خاص طریقہ لڑائی کا چٹانوں کی اوٹ سے رنفل چلانا ہے۔ نظیر کے طور پر ملاکسا کی لڑائی کو ہی لیلو۔ اخبار ڈیلی گرافک کے نامہ نگار جب واقعات لڑائی کو صرف خلیج سودا سے ملاحظہ کیا تحریر فرماتے ہیں کہ: "چار بجے کے قریب باغیوں نے عمارت (ملاکسا کی گڑھی یا چھوٹا قلعہ) پر واقعی شاندار انداز سے دھاوا کیا"

مگر یہ بیان بالکل غلط ہے میں میدان جنگ میں موجود تھا اور میں نے لڑائی کو ابتدا سے آخر تک اچھی طرح دیکھا۔ ۱۸۸ ترک جو گڑھی میں پیچھے رہ گئے تھے ملی فوج سے الگ ہو چکے کئی سو باغیوں کے مقابل اپنی گڑھی کی نہایت بہادری سے حفاظت کی تین دن سے انہوں نے پانی کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ اور غذا بھی انکو بہت کم ملی تھی۔ اس سے انکے جسموں کی نحافت اور کمزوری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ وہ حملہ آوروں کی متواتر گولہ باری اور رائفلوں کی باڑھوں کا جواب دینے کے مشکل قابل رہ گئے تھے۔ لیکن بایں ہمہ انہوں نے اس ٹوٹی پھوٹی گڑھی کی اس وقت تک حفاظت کی جبتک انہیں کچھ سکت باقی رہی۔ اور جب وہ اور زیادہ حفاظت نہ کرسکے۔ تو سفید جھنڈا لہرا کر انہوں نے کریٹیوں کو گڑھی میں داخل ہو جانے دیا۔ باغیوں نے عمارت پر مطلقاً کوئی دھاوا نہیں کیا تھا۔ برخلاف اسکے ترک جونکہ ہتھیار رکھدینے سے پیشتر وہ کئی گھنٹوں تک چٹانوں میں ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے تو اسیطرح کتے اوس بچی شکار کے گرد جسکو چھونے کی وہ جرات نہیں کرسکتے غراتے رہتے ہیں۔ اسیطرح یہ وہ بیتاوانے کرتے رہے "ہم نے اب تمکو قابو کر لیا ہے" رات پڑنے تک صبر کرو۔ جیسا اندھیرا ہو جائیگا ہم ڈائنامیٹ لیکر وہاں آئیں گے اور تمکو اڑا دینگے" باغی فی الحقیقت غیر باقاعدہ بلوائیوں کا ایک گروہ ہیں۔ وہ اگرچہ جسمانی طاقت کے لحاظ سے ترکی باقاعدہ سپاہیوں کے مقابلہ میں تو ایک پل بھی نہیں ٹھہر سکتے [illegible] جنہوں نے [illegible] واقعہ [illegible] کی [illegible]

یا کم از کم یونانی گورنمنٹ کو بھیجا جانا چاہئے۔ ورنہ اولا روس نے جرمنی آسٹریا اور فرانس کی رضامندی سے اس سے زیادہ مضبوط کارروائی
کی۔ روسی سفیر متعینہ ایتھنز کی معرفت ۲۵ فروری ۱۸۹۷ء کو صاف صاف دو ٹوک مطالبہ کیا گیا کہ یونان تین دن کے اندر کریٹ سے اپنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) ۔تیرہ جان توڑ حملے کئے تھے (نامہ نگار ۱۸۷۷ء کے جنگ عظیم روس میں سلیمان پاشا نے روسی فوج پر درہ شپکا کی بلندیوں
پر جو حملے کئے تھے انکی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر) اگر ذکافی تعداد میں ہوں اور ساتھ ہی انکو آزادی بھی دیدی جائے تو طرفۃ العین میں کریٹ
کی پہاڑیوں سے ان کریٹی کتوں کی جماعت کو نیست و نابود کر دیں۔

اسکے بعد نامہ نگار موصوف نے ذاتی مشاہدہ و تجربہ اور واقعات سے ثابت کیا ہے کہ کریٹی ایسے جاہل مطلق ہیں کہ الکو فی الحقیقت معلوم نہیں
کہ وہ کیسلئے ٹرکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ اکثر دہقانی تو محض اسلیئے لڑ رہے ہیں کہ انکے آباؤ اجداد ترکوں سے لڑتے چلے آئے ہیں۔ اور اسکو اپنا فرض
سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ تمام فتنہ و فساد اصل میں یونانیوں نے بھڑکایا ہوا ہے کریٹی الحاق اور خود مختاری میں بھی کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ یونانی اور
لاطینی مفسد جس پہلو پر چاہتے ہیں ان کو چلا رہے ہیں۔ ان لوگوں کو ایسا بہکایا گیا ہے کہ جب ان سے پوچھو کہ کیا چاہتے ہو تو طوطے کی طرح
فوراً جواب دینگے کہ کریٹ کو یونان سے الحاق کر دیا جائے۔ اور جبتک ہمارا ایک فرد بھی رہے آٹونومی (اندرونی خود مختاری) تسلیم نہ کریں گے
انکی سفاہت اسی جواب سے مترشح ہو رہی ہے۔ یہ لوگ آزادی کیلئے نہیں بلکہ اپنی جہالت سے یونان کی حرص ملک گیری کو پورا کرنیکے لئے اپنی
جانیں ضائع اور جزیرہ کو برباد کر رہے ہیں مگر یونان کو بھی ان لوگوں سے کوئی دلی الفت نہیں۔

اس بحث کو ختم کر کے مسٹر [illegible] دول یورپ کی باہمی شک و رقابت کی وجہ سے مسئلہ کریٹ کی اب تک غیر منفصل رہنے کا مجملاً ذکر کرنیکے بعد تحریر
فرماتے ہیں کہ جزیرہ پر ٹرکی کی کامل حکومت تو ختم ہو چکی ہے اور اسکا دانشمند ترکوں کو چنداں افسوس بھی نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ سلطان المعظم کو
جزیرہ سے کبھی فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ کا دردسر اور خرچ کا مصالحہ ہے مگر یہ مشکل درپیش ہے کہ کریٹ میں کیا کسی طرح کی آٹونامی چل بھی سکتی ہے
کیونکہ سلف گورنمنٹ کیلئے باشندگان کریٹ سے پیدا کرنا قابل آبادی کا دنیا پر لانا مشکل ہے۔ یونان کے ساتھ الحاق کرنا آٹونومی سے بھی بدتر تجویز ہے
یونان بالکل دیوالیہ ہے۔ اگر پرائیویٹ اشخاص امداد نہ کرتے تو سرحد تھسلی پر یقیناً سے فوجیں تک نہ جا سکتیں جو شخص یونان میں رہ کر اسکی انتظامی
اور بدنظمی کو دیکھ چکا ہے وہ کبھی توقع نہیں کر سکتا کہ یونان کے ماتحت کریٹ کی تمدنی و ملکی حالت سدھر سکیگی۔

علاوہ بریں جب الحاق کی خوشی ختم ہو جائے گی تو ان خواہشمند ان الحاق کریٹیوں کو وہ محاصل اور ٹیکس دا کرنے پڑیں گے جو ترکوں کے عطا
سے جو خواہ وہ ادا کئے جاتے ہیں یا نہ پانچ گنا سے بھی زیادہ ہونگے۔ اور انکی وصولی کیلئے یونان کو کریٹ میں کثیر التعداد فوج رکھنی پڑیگی
کیونکہ کریٹی سیدھے ہاتھوں کوڑی دینا جانتے نہیں اور اتنی فوج رکھنے کی یونان کو وسعت نہیں اور جب معقول فوجی انتظام نہ ہو تو وصولی تو
درکنار مسلمانوں کی جان و مال کا بھی خدا حافظ ہوگا

آخر میں صاحب موصوف کو اسکا چارہ نظر آتا ہے کہ کریٹ دول عظام میں سے کسی ایک کے حوالہ کیا جاوے۔ وہ سخت افسوس کرتے ہیں کہ لارڈ بیکنسفیلڈ
نے ۱۸۷۸ء میں قبرص کے فضول جزیرہ کی جگہ کریٹ کو کیوں سلطان سے مانگ لیا۔ مگر دول کے باہمی رشک و حسد سے اس تجویز کے پورا ہونے کی
امید بہت کم ہے اسلئے دول عظام سے مکرر التماس کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے میں سے کسی ایک کو کریٹ دینا پسند نہ کریں۔ تو [illegible]

مگر وہ تین گولے ہی چلانے پایا تھا کہ دول اجنبیہ کے امیر البحر نے اوسے روکدیا۔ وہ آتشباری سے باز آگیا۔ اور مسلمان سامان رسد لیکر جھٹ پٹ شہر کو واپس چلے گئے۔ اسی دن باغیوں نے قصبات نکلا ریا اور بیرو کو رد کو آگ لگا کر تودہ خاک بنا دیا۔

جب روس کی دھمکی بھی بے اثر رہی تو ٹرکی نے بسرعت تمام جنگ کی تیاریاں شروع کر دیئیں۔ یونان کئی ہفتوں (بلکہ برسوں سے) یہ تیاریاں کر رہا تھا۔ باب عالی نے سالونیکا حکم بھیجدیا کہ فوج ردیف کی ۲۲ پلٹنیں یونانی سرحد کو روانہ کردیجاویں۔ ان پلٹنوں نے

بلہ امیر المومنین مد اسواقعہ سے ..... یکچھ عرصہ پیشتر کل ہی خواہان سلطنت وخادمان خلافت عظمی کو سلطنت نے آکام ملکی ذخیرہ کا موقعہ بخشنے کیلئے فوجی درستی واستحکام کیلئے اعانت عسکریہ کے نام سے ایک فنڈ کھول دیا تھا جسمیں اب تک تقریباً ڈیڑھ کروڑ جمع ہو چکا ہے فرمان سلطانی کا خلاصہ منشا وکیل نے حسب ذیل شائع کیا تھا۔

"باب عالی نے جدید پالٹیکس (دفتر بیچو دسیہ) کے علاوہ تحریک اعانہ کیلئے چندہ کی فہرست کھولی ہے۔ یہ گو علانیہ نہیں مگر بالکل قسماً بنام بی قرار دیا گیا ہے کیونکہ اسکے اعلان میں زیادہ کیا گیا ہے کہ عیسائیوں کیلئے یہ چندہ دینا اختیاری ہے۔ اس کیلئے ۵۔۱۰۔۲۰۔۴۰۔۵۰۔ پیاسٹر کے ٹکٹ جاری کئے گئے ہیں کہ حسب توفیق جس مالیت کا کوئی چاہے ٹکٹ خرید لے۔ مگر یہ کوئی حد مقرر نہیں کہ اس سے زیادہ چندہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ جسقدر کوئی زیادہ دے اسیقدر زیادہ مشکوری سے قبول کیا جاویگا۔ دو ہزار پیاسٹر چندہ دینے والیکو خلیفۃ المومنین کی بارگاہ سے تمغہ عطا ہوگا جسپر اسکا نام بھی کندہ ہوگا۔ سو پیاسٹر کا ایک ترکی پونڈ ہوتا ہے۔ اس حساب سے ایک پیاسٹر ڈھائی آنہ کا ہوتا ہے۔ ممالک محروسہ اور مصر کے مسلمان اس فنڈ میں بڑی مستعدی سے چندہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ المؤید مصری سے جو پچھلی ڈاک میں موصول ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے مشہور شہر منصورہ کے قبیلہ آل عبد اللطیف نے اپنے سردار شیخ مصطفیٰ کی معرفت پانچسو پونڈ (آٹھ ہزار روپیہ) اس میں ارسال کئے ہیں۔"

ہم مانتے ہیں کہ ہندوستان اسوقت قحط کی خوفناک مصیبت میں گرفتار ہے جس سے مسلمان اپنی مفلسی و قلاش ہونیکی وجہ سے زیادہ سرگردان و پریشان ہو رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی خاص ہندوستان میں متعدد تعلیمی و خیراتی چندوں کا خرچ اون کے سر پر پڑا ہوا ہے۔ مگر اون کو اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے جو ممالک عثمانیہ میں آباد ہیں نظیر پکڑنی چاہیئے۔ ہماری طرح وہ بھی قحط کی بلا میں گرفتار ہیں۔ اگر یہاں امساک بارش اسکا باعث ہوا ہے۔ تو وہاں کثرت باران۔ ہماری طرح اونپر بھی چندوں کی بھرمار ہے۔ ہم میں سے تو بہت تھوڑے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور وہ برابر ہر کام میں حسب مقدور دریغ نہیں کرتے۔ آرمینیا۔ ایشیائے کوچک اور کریٹ کے فلاکت زدہ اور عیسائیوں کے دست ظلم سے ظلم رسیدہ مسلمان بھائیوں کو بھی وہ بڑی فراخ حوصلگی سے لاکھوں روپیہ کی امداد دے رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم [illegible] اور وہ اسلام اور خلیفۃ الاسلام کی خدمت و حفاظت میں اپنی جانوں کو بھی قربان کر رہے ہیں۔ اور اپنی عمر کے کار آمد اور گرانمایہ [illegible] کو (یعنی بیس برس کی عمر سے چالیس کی عمر تک) وقف کئے ہوئے ہیں۔ تو کیا یہ ہندوستانیوں کیلئے باعث شرم و ننگ نہ ہوگا کہ وہ چند آنوں اور روپیوں سے بھی خلافت اسلامیہ کی خدمت کرنے سے پہلو تہی کریں۔ دو پیاسٹر ہمارے سکے میں ساڑھے بارہ آنہ ہوتے ہیں۔ جسے ہم کو قحط زدہ سے قحط زدہ مسلمان بھی دینے کی استطاعت رکھتا ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اول تو مسلمانوں کو تیاری ترغیبات اور کسیقدر دیگر بواعث

ایشیائی علاقہ سے زیادہ اور اسکے یورپین ساحل کے بندرگاہ) روڈوسٹو کے راستہ (سالونیکا قسطنطنیہ ریلوے کے اسٹیشن) اسکو بو
پہونچکر وہاں سے یکے بعد دیگرے ایک سو ریلوے ٹرینوں (قطاروں) پر سالونیکا جمع ہوتے جاتے تھے - اور پھر وہاں سے ہیڈکوارٹر میں
پہنچا تھا - ہیڈکوارٹر اور فوج کے قیام کرنیکے لئے کمپ بمقام کیلا رتائم کیا گیا - یہ قصبہ سالونیکا - مناسطر ریلوے کی اسٹیشن سوروویچ سے ۲ میل
کے فاصلہ پر ہے - دوسری طرف (اس امر کے حفظ ما تقدم کے لئے کہ کہیں بلگیریا بھی ٹرکی کو یونان کیطرف مشغول دیکھکر برسر فساد
نہ ہو جائے) توپ خانہ - رائفلوں اور سامان حرب کی ایک سو ریلوے گاڑیاں (قسطنطنیہ سے) ایڈریانوپل بھیجدی گئیں - ان احتیاطوں
کے جواب میں یونانی گورنمنٹ نے بتاریخ ۲۷ فروری ۱۸۹۱ء ودسمبر ۱۸۹۲ء کے ریزرو سپاہیوں کی طلبی کا حکم صادر کردیا

یونان نے کئی دنوں کے بعد دول یورپ کے مراسلہ کا جواب نفی میں دیا - اور کہا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرنیکے لئے جدید مقبوضات
میں مداخلت کرنا اوس پر فرض عین ہے - مزید برآں مجوزہ خود مختاری سے اس مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہو سکتا - کیونکہ اس تجویز کی کامیابی
کیلئے مقدم شرط یہ ہے کہ کریٹی بھی اوسے منظور کریں - اور چونکہ اونہوں نے اسے نامنظور کیا ہے - یونان اونکے فیصلہ کے ساتھ اتفاق کرنے
پر پابند ہے - یونان نے اس جواب میں یہ بھی لکھا کہ بیڑہ اور فوج کے واپس بلا لینے پر یقیناً مزید برپا ہو جائینگے - جن کو یونانی
کبھی بچے نہیں رہ سکیں گے -

یونان کی اس سفیہانہ کم ظرفی کے برعکس ٹرکی نے دول کی مشترکہ یادداشت کو صورت حال کی اہمیت پر لحاظ کرکے بلا حجت
بتاریخ ۴ مارچ قبول کرلیا - اور اس قبولیت کے ساتھ صرف یہ اضافہ کرنے پر اکتفا کیا کہ اوسے امید ہے کہ کریٹ کی مجوزہ اندرونی خود مختاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷) - اپنی ذات کا سوا دنیا و مافیہا کی خبر تک نہیں - اور جن معدودے چند کو ہوش آئی ہے تو وہ زبانی ہمدردی ہی
کافی سمجھتے ہیں - عوام الناس تو علیحدہ رہے ہندوستان میں کم از کم چار سو مسلمان اخبارات ہونگے جنمیں سے سوائے کیل کے شاید ایک نے بھی اس
خالص قومی ہمدردی بلکہ محض انسانی ہمدردی کے معاملہ پر ایک سطر بھی نہیں لکھی ہوگی - ترغیب و تحریص تو بالائے طاق رہی - حتی کہ جب ایک
نیکدل صوفی مشرب ہندو اخبار نے نہ صرف پوری ہمدردی بلکہ معقول رقم زر چندہ میں عطا کرنے پر بھی مستعدی ظاہر کی - گو اسوقت بھی
کسی کی رگ حمیت مشتعل نہ ہوئی - آج کے اخبار میں اسی بارہ میں ہمارا ایک محب قوم نامہ نگار قوم اور اخبارات کی خدمت میں اپیل کرتا ہے - دیکھیں اسکا
اثر قوم پر صرف وہ پیرکسا تنگ پڑتا ہے - اور کیا اسکی خود غرضیاں اور تن پروریاں اسکو اسطرف متوجہ ہونے دیتی ہیں یا نہیں -
اگر قوم اور اخبارات خواب غفلت یا نشہ خود غرضی سے بیدار ہوگئے (جسکی امید نہیں ہے) تو اسوقت بھی گو امر کار خیر کو با حسن وجوہ تکمیل
تک پہنچانے کیلئے شہر بشہر اور دہ بدہ باقاعدہ چندہ کی فہرستیں کھولی جائیں اور مجالس قائم ہونیکی ضرورت ہوگی جس امر کا قوم کی بیداری سے
پہلے وقوع میں آنا ممکن ہی نہیں ہے تاہم اگر کوئی عالی حوصلہ اس نیک کام میں شریک ہوکر بہرہ اندوز سعادت دنیوی و اخروی ہونا چاہتا ہے
تو اسکے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ کسی انجمن یا مجلس کے انعقاد کا انتظار کرتا رہے - وہ جسقدر رقم اس فنڈ میں دینا چاہے اسکو ترکی قونصل جنرل
متعینہ بمبئی کی خدمت میں بھیج سکتا ہے - اور انکا یہ فرض منصبی ہوگا کہ جو رقم انکو اسطرح سے وصول ہو اسے انکے آستانہ علیہ میں پہنچا دیں - مذکورہ
ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ جسطرح مہذب ممالک میں قاعدہ ہے - عالی حوصلہ اصحاب اخبارات کو جنہیں اعتبار ہو چندہ بھیجتے ہیں اور وہ اخبارات
بالتفصیل رسید شائع کرتے رہیں - یا سب ایک معقول رقم جمع ہوجائے اسکو براہ راست یا توسط ترکی قونصل قسطنطنیہ کی سنٹرل کمیٹی کے
پاس بھیجدیں -

کے متعلق دولِ یورپ کیساتھ اسکا عنقریب تصفیہ ہوسکیگا۔ دریں اثنا یونان اور ٹرکی میں فوجی تیاریاں بھی بدستور سرگرمی کیساتھ جاری تھیں۔ فوجی آراستگی کیلیئے باربردار سٹیمر لگاتار سامان حرب رسد اور اسلحہ تھیسلی کو پہنچا رہے تھے۔ اور ترکی سرحد پر یونانی فوج متواتر کیساتھ جمع ہورہی تھی۔ یونانیوں کی جوشش کمال کو پہنچ گئی ہوئی تھی۔ فرانسیسی مجاہدین کا جو لڑائی میں شامل ہونیکے لیئے آئے تھے اتھنز میں ایسی جوش و خروش سے استقبال کیا گیا جو جنون کی حد تک پہنچ گیا ہوا تھا۔

ادھر ترکوں نے اسوقت تک جنوبی البانیا اور ضلع یَنِم کی چھاونیوں کی فوج کا حصہ کثیر سرحد تھیسلی پر بھیجا ہوا تھا۔ اور سرکاری طور پر یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ ۲۰ مارچ تک چالیس ہزار فوج پیدل۔ سولہ میدانی باتریاں اور ۲۴ رسالے یونانی سرحد پر جمع ہوجائیں گے۔ جنوبی البانیا کی تین ولائیتوں کے باشی بزوقوں کا جو تعداد میں چھ سات ہزار کے درمیان تھے مستقل بالذات علیحدہ دستہ بنایا گیا۔ اور ان تمام افواج کی اعلے کمان مشیر ادھم پاشا کو تفویض کیگئی۔ دول یورپ بھی اپنے کام میں برابر مصروف تھیں۔ انہوں نے یونان کی بجائے اب کریٹ کے بحری محاصرہ کا عزم بالجزم کرکے ٹرکی کو اس فیصلہ سے مطلع کیا جس پر یونانی گورنمنٹ نے اپنے جنگی جہاز موسومہ الفیدیس اور نیپوس کریٹ سے واپس منگوالیئے۔ یونانی کروزر موسومہ ویکالی ۱۸ مارچ کی رات کو اس سے پیشتر پائریس کو واپس چلا گیا ہوا تھا۔ بعدازان فریق اطالین افسر نے یونانی کیمپ میں جاکر کرنیل واسوس کو ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنی فوج کو لیکر جزیرہ سے چلے جانیکا پیغام پہنچایا۔ مگر اس امر کا ابھی کوئی فیصلہ نہوا تھا کہ یونانیوں کے چلے جانیکے بعد کریٹ پر کسکا قبضہ رہے۔ کوئی طاقت یہ دردسر خریدنے پر بظاہر تیار نہ دکھائی دیتی تھی۔ اٹلی اور فرانس نے تو اپنی اپنی ملک کی عام رائے کے لحاظ سے اس بات سے بالکل کنارہ کشی کر لی تھی۔ اور روس انگلستان سے ہی کوئی آگے بڑھنے پر رضامند نظر نہ آتا تھا۔ نہ گورنر کی تقرری کیلیئے ابھی کوئی باضابطہ تجویز سوچی گئی تھی۔ اور بدامنی کا یہ عالم ہورہا تھا کہ کینیا کے جرمن نائب قونصل نے شکایت کی کہ قونصلخانہ کے عام نشان جھنڈا پارہ پارہ کر دیئے گئے ہیں۔ تصفیہ تنازعہ کے متعلق گفتگو کرنیکے لیئے ۱۹ مارچ کو سرغنہ باغی طالبین امیر البحر کے جہاز پر گئے مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اور انہوں نے اندرونی خودمختاری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس انکار کے باوجود امیر البحر نے دوسرے دن بازاروں میں اشتہار چسپاں کرکے کینیا میں اس مختاری کا اعلان کر دیا کسامو س۔ ریتی مو، ہیر اکلیان اور سٹیا سے باغیوں کی سبقدستی پر لڑائی ہونیکی خبریں پے درپے موصول ہورہی تھیں۔ ۱۹ مارچ کی رات کو کینیا کے قریب جوار میں پھر لڑائی ہوئی جس میں ۵۰ زخمی اور ۱۸ قتل ہوئے۔ ۱۸ مارچ کو آسٹریا کے تارپیڈو (نساف) دار کروزر سبی نیکو نے ایک یونانی جنگی جہاز کو جس نے کریٹ کے ساحل کے قریب مفسدین جہاز پر گولہ باری کی تھی سمندر میں غرق کر دیا مگر اہل جہاز تیر کر ساحل پر پہنچ گئے اور جانبر ہوگئے۔

یونان کو جب کریٹ کے بحری محاصرہ کے عزم کی باضابطہ اطلاع دیگئی تو یونانی گورنمنٹ نے سفراء دول متعینہ اتھنز کے پاس اسکے برخلاف عذر خواہی مراسلہ بھیجا کہ محاصرہ سے جزیرہ میں سخت قحط پڑجائیگا۔ کیونکہ فسادات کے باعث خود جزیرہ میں کوئی پیداوار نہیں ہوئی اور باشندوں کا دارومدار صرف باہر کی اجناس پر ہے جن کی درآمد محاصرہ سے رک جائیگی۔ مگر [illegible] ہوگیا کہ محاصرہ کے باوجود باغیوں کے عزم میں کچھ فرق نہ پڑا۔ اور لڑائی برابر جاری رہی۔ ۲۵ مارچ کو انہوں نے کینیا کی قریب سے ترکی

بمبئی چوکیوں پر حملہ کرکے بالخصوص گڑھی لاکساپر بڑی سختی سے دھاوا کیا۔ اور اسپر گولہ باری بھی کی جسپر گڑھی کے قلیل التعداد
گیریسن (مقیمہ وقت) کو ۳۰ آدمیوں کی شہید و مجروح ہو جانیکے بعد اوسے خالی کر دینا پڑا۔ آخر دوپہر کے ۲ بجے اجنبی جنگی جہازوں کو بھی جو خلیج
سودا میں موجود تھے باغیوں کی پیشقدمی کو روکنے کیلئے آتشباری کرنی پڑی۔ اور تقریباً ایک سو گولے چلائے گئے۔

اس گولہ باری میں انگریزی جہاز بھی شریک تھے۔ بلکہ پہلا گولہ ایک انگریزی جہاز سے ہی چلایا تھا جسپر انگلستان کے متعصبین اور
پادریوں میں سخت جوش پھیل گیا تھا کہ عیسائی طاقتوں نے عیسائیوں پر کیوں گولہ باری کی ہے مگر ان عیسائیوں کی بد اطواری اور خباثت ہی ایسی بڑھ
گئی تھی کہ طاقتیں باہم ہم مذہبی کے باوجود اور زیادہ درگذر نہ کر سکتی تھیں۔ اسواقعہ سے کچھ عرصہ پہلے جبکہ کریٹ کے ستم رسیدگان مسلمانوں کی
مظلومیت اور ہلاکت انتہائی درجہ کو پہنچ گئی تو جناب امیر المومنین کے حسب الارشاد انکی امداد کیلئے قسطنطنیہ میں چندہ کی فہرست
کھولی گئی۔ اور اس کام کی نگرانی کیلئے ایک خاص کمیشن قایم کی گئی جو اتک لاکھوں من آٹا اور ہزاروں روپیہ کے پارچات کریٹ
بھیج چکی ہے۔ اسیوقت مسلمانوں کے اکثر یتیم لڑکے سلطان المعظم نے قسطنطنیہ منگوا لئے۔ اور اپنے خرچ سے انکی پرورش اور تعلیم کا انتظام
کرکے انکو سلطنت کے مختلف صنعتی اور دیگر مدارس میں داخل کر دیا۔ متذکرہ صدر انجمن کے قیام سے ہندوستان میں بھی چند عالی ہمتوں نے
اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کیلئے تحریک کی جس نے پنجاب میں ابتدا کرنے اور اپنی کوششوں کو لگاتار قایم رکھنے کا کریڈٹ اخبار وکیل امرتسر
کو حاصل ہے جس کے بعد سب سے نمایاں کارروائی مدراس کے مسلمانوں، پیسہ اخبار لاہور اور ملا عبد القیوم صاحب ڈپٹی کمشنر انعامیات
حیدرآباد دکن نے کی۔ مگر افسوس انگلستان اور ٹرکی کے پولیٹیکل تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے اس خیراتی کام میں جو کسی حیثیت گورنمنٹ کو بھی ناگوار
نہیں گذر سکتا۔ ویسی کامیابی نہ ہوئی جیسی کہ محاربہ روس و روم کے وقت ہوئی تھی۔ اسوقت ہندوستان سے تقریباً چالیس پچاس لاکھ روپیہ
بھیجا گیا تھا۔ اور کوئی شہر بلکہ معمولی قصبہ بھی ایسا نہ تھا جہاں چندہ کی تھوڑی بہت مقدار جمع نہ ہوئی ہو۔ اسکے برعکس اس دفعہ جو چندہ
ہوا۔ اسکی مجموعی مقدار کا اندازہ چاروں زبردست تحریکوں کی وصول کردہ رقموں سے ہو سکتا ہے۔ اخبار وکیل اپنے سٹاف کی معقول
رقم چندہ سمیت تقریباً ایک ہزار روپیہ، پیسہ اخبار تخمیناً نو سو روپیہ اور ملا عبد القیوم صاحب چھ ہزار کچھ سو اور مسلمانان مدراس تقریباً
پندرہ ہزار روپیہ جمع کر سکے۔ وکیل نے مارچ ۱۸۹۷ء کے شروع میں فراہمی چندہ کی دوبارہ باقاعدہ تحریک کرتے وقت ابنائے ملک سے
جو اپیل کیا تھا اسکو یہاں بجنسہ نقل کر دینا نامناسب نہ ہوگا:۔

اپیل مسلمانان ہند کی خدمت میں از مظلوم مسلمانان دولت عثمانیہ روم کی امداد کیواسطے۔ کوئی قوم قوم کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتی
جبتک کہ تمدنی حالت میں اسکے ہر فرد کو ایک دوسرے سے ہمدردی نہ ہو کوئی مذہب مذہب کی تعریف میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ اسکے
ماننے والوں کے دلوں میں باہمی اخوت کا خیال جاگزین نہ ہو کوئی شخص انسان کے لقب سے ملقب ہونیکا دعویٰ نہیں کر سکتا جبتک کہ وہ
ان اوصاف سے موصوف نہ بنا ہو۔ غیرت۔ دیانت۔ راستبازی۔ انسانی ہمدردی اور حمیت قومی و دینی کا اثر نہ ہو۔

مسلمان جو بحیثیت القوم کل روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں آمد و رفت کی سہولتوں اور خبر رسانی کے ذریعوں نے ایک ملک کے مسلمان
کی حالت سے آگاہ رکھنے میں اسقدر آسانی پیدا کر دی ہے کہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی اگر وہ قوم کے ایک فرد ہونیکا دعویدار ہو (باقی اگلے صفحہ)

دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہو گئی اور سارا دن ہوتی رہی ترکی نائب امیر البحر سامی پاشا نے آمیدان ایک ترکی جہاز بار بردار جسکو خشکی پر
اتارکر جہاز سے جنگی سامان اور گولہ بارود کی بہی کچھ مقدار اتار لی - امراء بحر نے باغیوں کے سرغناؤں کو دول کی مجوزہ خود مختاری کی بھی اطلاع دی مگر انہوں نے

تسلیم یا تنفیہ حاشا ... ایسا کبھی انکار نہیں کر سکتا کہ وہ دنیا کے مسلمانوں کی حالت اور کیفیت سے اگر وہ خواہش کرے بے خبر نہیں رہ سکتا اور
اپنے ہمدردی کے اظہار کے فرض سے عدم واقفیت کے عذر کو پیش کرنے کا مستحق نہیں ہو سکتا +

من حیث المذہب کوئی مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں پڑا ہو تمام دوسرے مسلمانوں کو جب تک وہ اپنا بھائی نہ سمجھے مسلمان نہیں کہلا سکتا
اسلام نے مسلمانوں کو اگر وہ سچے مسلمان ہوں ایسا جامہ انسانیت پہنا دیا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس سے بڑھ کر پاک اور صاف خلعت
نظروں کے سامنے پیش نہیں کر سکتی +

ہم اہل اسلامیان ہند کی خدمت میں نہایت ادب سے اس اپیل کو اون مسلمان بھائیوں کی امداد کی غرض سے پیش کرتے ہیں جو خلیفۃ المسلمین
حافظ الحرمین شریفین کی مملکت میں رہتے ہیں اور جن پر اسی ملک کی عیسائی رعایا کی بغاوت کی وجہ سے وہ مصائب نازل ہوئے ہیں جو کسی دشمن کے
ملک کے حملہ کرنے سے وقوع پذیر ہو سکتے تھے ابھی آدمیوں کی شورش فرو نہیں ہوئی تھی کہ کریٹ کے مسلمانوں پر وہاں کے عیسائیوں نے دوبارہ ستم ڈھانا
شروع کر دیا کئی قصبے اور قریے جہاں مسلمان رہتے تھے پھونک کر خاک سیاہ کر دیے مسلمان خاتون عفت مآب مسلمانوں کی معصوم بچیاں خانماں برباد ادہر ادہر
پھرتے ہیں ... بیابان میں اونکو اتنا بھی سہارا نہیں کہ کہیں سر چھپا سکیں کریٹ کے مسلمانوں کی حالت واقعی قابل رحم ہے یونان
کی خود سری اور عیسائی باغیان کریٹ کی حمایت اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ ہماری برٹش جہاز نے یونانیوں کی فوج پر جبکہ وہ مسلمانوں کے
کشت و خون پر ہاتھ ... پھیلا گولہ چلایا - اور جبتک کہ ہماری برٹش گورنمنٹ اور دول یورپ کی توپوں نے گولے نہ چلائے یونانی فوج اپنی اس خونریزی سے باز نہ آئی
ولایت کے اخبارات تسلیم کرتے ہیں کہ ... شرقی کریٹ کے قریب عیسائیوں نے ... مسلمانوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بارہ سو کے
قریب مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا - باشندگان ... صرف سو مسلمان بمشکل جانبر ہو سکے الغرض وہی اخبارات ... ہیں کہ ... کے لئے بیس ہفتہ
بیس ہزار سے زیادہ مسلمان عورتیں بچے اور مرد کریٹ کے متفرق مقامات میں تہ تیغ کئے گئے عیسائی باغیوں کی اس جبر دستی اور ظلم شعاری کے باوجود انکے
ہم مذہب اور ہم وطن جس مستعدی اور سرگرمی سے اونکو مالی جسمانی الغرض ہر طرح کی امداد پہونچانے کی کوشش کر رہے ہیں اوسکا ایک شمہ
اسلامی خبروں کے کالم سے معلوم ہو جائیگا ایسی صورت میں حمیت انسانیت اور قومیت ہندوستان کے مسلمانوں ... ہند ... جس زور سے
ساتھ مظلوم مسلمانان سلطنت عثمانیہ کی امداد کا تقاضا کرتی ہیں وہ کسی زیادہ تشریح و توضیح کا محتاج نہیں +

مذہبی جوش اور متعصبانہ دیوانگی کی وجہ سے گو عام عیسائی ... متفق ہو رہے ہیں مختلف عیسائی سلطنتوں کا گو کچھ ہی خیال ہو
مگر پولیٹکل حالت آجکل ایسی ہے کہ مسلمانان ہند برٹش گورنمنٹ اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد ... غرض نہیں ہو سکتی مسلمانان ہند اور
... اپنے عثمانی بھائیوں کے ساتھ جو ہمدردی جنگ روم و روس کے وقت دکھائی تھی اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ باوجود قحط
و افلاس کے ہمارے ہم وطن بھائی اپنے عثمانی دینی بھائی اور بہنوں اور اونکے یتیم و بیکس بچوں اور مصیبت زدہ بیواؤں کے ساتھ جو ہمدردی
آجکل کر کے ثواب دارین حاصل کر سکتے ہیں ... طریق یہ ہو سکتی ہے کہ ہر ایک شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں چندہ بغرض امداد مصیبت زدگان فراہم ہو

کہ ہم مقابل کو ترکی (یونان) کی مفروضہ پیش دستی کو بہانہ بنا کر باضابطہ اعلان جنگ بھیجا ہے۔ اطلاع دینے کے بعد اوس نے بیان کیا کہ "ترکی کا یہ بیان خلاف واقع ہے حقیقت الامر یہ ہے کہ ترکی نے حملہ میں سبقت کی اور اوسکی افواج نے ایک طرف یونانی افواج پر جو ترکی سرحد کے متصل نیوٹرل علاقہ میں مقیم تھین حملہ کیا اور دوسری طرف خلیج آرتا کے دہانہ میں ہمارا اسٹیمر غرق کر دیا بہر حال ترکی نے اعلان جنگ کر دیا ہے اور یونان نے اوسے قبول کر لیا ہے" اسکے بعد اوس نے سرحدی واقعات کے متعلق تار خبریں پڑھ کر سنائین۔

مگر یونانی وزیر اعظم نے ترکی پر سبقت دستی کا اتہام غلط لگایا تھا یونانیون کی متواتر یورشون سے تنگ آ جانے پر ہی ترکی وزراء نے غیر معمولی اجلاس کر کے یونان کے برخلاف اعلان جنگ کا فیصلہ کیا تھا جس فیصلہ سے یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ پرنس ماورو کورڈاٹو کو مطلع کر دیا گیا اسپر وہ مع سکرٹری یونانی سفارت خانہ سے یونانی علم اور نشان اوتار کر چلے گئے۔ اور پرنس مذکور ترکی گورنمنٹ سے سفارتانہ تعلقات منقطع کر کے ۱۹ اپریل کو قسطنطنیہ سے چلا گیا۔ اسیطرح ترکی سفیر اتھینز سے روانہ ہو گیا۔ اوسیوقت دونون ملکون نے فریق مخالف کی رعایا کو جو دونون کے اندر تھی اپنے ملک سے نکل جانیکی اطلاع دیدی۔ یونانی وزیر خارجہ نے ترکی اعلان جنگ کا جواب ایک مراسلہ لکھا تھا وہ کئی پہلوؤن سے دلچسپ ہے اوسکو درج کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ حسب ذیل تھا۔ "ہز مجسٹی بادشاہ یونان کے وزیر خارجہ کو اوس مراسلہ کے وصول ہونیکا فخر حاصل ہوا جو ترکی سفیر متعینہ اتھینز نے جنگی تاریخ ثبت کر کے اوسے بھیجا۔ اور اوس میں اطلاع دی کہ ترکی کے برخلاف معاندانہ کارروائی کے آغاز میں یونان کیطرف سے ابتدا ہونے کیوجہ سے دونون ملکون میں سفارتانہ تعلقات منقطع ہو گئے معلوم ہوتے ہیں ترکی کی شہنشاہی گورنمنٹ یونان پر انقطاع تعلقات کی مسئولیت ڈالنے کی کوشش میں ہے مگر واقعات کی کرگٹی دکھائی دیتی ہے کہ ترکی کے خلاف معاندانہ کارروائی شروع کرنا تو درکنار الٹا یونان کو چند دنون میں کئی مقامات پر بالخصوص بمقام ... الیاس بتاریخ ۲۸ مارچ (طرز قدیم) مطابق ۱۰ اپریل ترکی افواج کے متواتر حملون سے نقصان اوٹھانا پڑا چنانچہ یونان کی شاہی گورنمنٹ نے زبانی پیغام کے ذریعہ عثمانیہ افواج کے طریق عمل کیطرف شہنشاہی گورنمنٹ کو توجہ دلانا ضروری تصور کیا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ توقع ظاہر کی تھی کہ باب عالی ایسا سریع و موثر انتظام کریگی جس سے پھر نہ ہونیگا جو ایسے افعال کا مکرر ارتکاب ہونے دے مگر شہنشاہی گورنمنٹ نے شاہی گورنمنٹ کی اس اعتدال پسندی میں اوسکی رفاقت کرنے کی بجائے ایسی کارروائی کی جس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ معاملہ کو طول دینے پر مائل ہے چنانچہ ابھی پرسون کی بات ہے کہ ترکی فوج نے ایک سرحدی مقام ... پر جو برضامندی فریقین نیوٹرل تصور کیا جاتا تھا قبضہ کرنے کی کوشش کی یہ کوشش شاہی افواج کیطرف سے کسیطرح کا اشتعال دلائے جانیکے بغیر کی گئی اور صرف اسوجہ سے اوس میں کامیابی نہ ہوئی کہ شاہی افواج نے مزاحمت کر کے نیوٹرل علاقہ کی بے حرمتی نہ ہونے دی اسکے ساتھ ہی شاہی گورنمنٹ اس معاملہ کو بالاتر ازہ نہایت حیرت سے دیکھ رہی ہے کہ پریلیپانٹ کے قلعون سے پانچ بجے صبح سے یعنی امپیریل ترکی سفیر کے یونانی گورنمنٹ کو انقطاع تعلقات کی باضابطہ اطلاع دینے سے کئی گھنٹے پیشتر اور درانحالیکہ شاہی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو مذکورہ صدر اطلاع بہت رات گئی ملی (مقابل کے یونانی بندرگاہ) ایگٹی ایم کی چوکیون پر گولہ باری شروع کر دی اور ایک یونانی کمپنی کے جہاز سونوفیدونیہ کو جو خلیج آرتا سے واپس آ رہا تھا غرق کر دیا ان واقعات کو مد نظر رکھنے سے جو باب عالی کے بیان کی بے بنیادی بخوبی ثابت

ہ ایسا علاقہ جو فریقین کے قبضہ سے بتراضی فریقین خارج رکھا گیا ہو۔ اگر نیوٹرل کسی سلطنت یا فرد کے لئے استعمال کیا جائے تو اوس سے یہ مراد ہوگی کہ وہ سلطنت یا فرد متخاصمین سے الگ تھلگ ہے ۔

کر رہی ہیں کہ یونان ٹرکی کے برخلاف معاندانہ سبقت کرنیکا مرتکب ہوا۔ شاہ یونان کی گورنمنٹ اون تاریخ کی کبھی ذمہ وار قرار نہیں
دیجا سکتی جبکہ معاملات کی ایسی اہم صورت سے نتیجہ منتج ہونا اغلب ہے +

اسباب و موجبات جنگ و موجودہ یونانیوں کا کیرکٹر

مسٹر لشمیلڈ اسباب و موجبات جنگ۔ آسٹریا کی پوزیشن و تعلقات اور اپنی روانگی بجانب سرحد یونان کے متعلق اپنی
کتاب کی فصل دوم و سوم و چہارم میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

محاربہ روم و یونان کا اصلی سبب دریافت کرنا آسان نہیں ہے ہمارے مخالف ان ترک معاصرین کی رائے میں اکثر ترکی مشکلات کا باعث
ترکی بدنسقی یا سلطانی حکومت کی کوئی نہ کوئی بے ترتیبی اور کمینہ خوئی ہی ہوتی ہے۔ مگر اس محاربہ کو کسیطرح ان امور کیطرف منسوب نہیں کیا جا سکتا
ہاں اسے یونانی قوم کی اور بالخصوص اتھنز کے پولیٹکل لیڈروں کی نخوت و سرشاری اور بلند پروازی کیطرف ایک حد تک بیشک ذرا منسوب
کیا جا سکتا ہے غالباً کسی ملک کی حکومت کی عنان ایسی ہی مغرور و شیخی خورا اور ناعاقبت اندیش مدبروں کی جماعت کے ہاتھ میں نہیں
جیسے کہ موجودہ یونانی ریاست کے مدبرین ہیں اونکے کیرکٹر کی غلطی ایک ایسے نویسندہ نے جو یونانیوں کا بہت بڑا خیرخواہ ہے نہ زیادہ عرصہ ہوا اچھی طرح
کھولی ہے یہ نویسندہ مسٹر بیرنٹ ہیں جو مشہور جنگی نامہ نگار ہے۔ یونانیوں کے کیرکٹر کی نسبت جو کچھ اوسکی رائے ہے وہ ذیل میں درج ہے۔ وہ تمام محاذ
میں یونانیوں کے ساتھ رہا۔ اور شروع سے پہلے یونانیوں کا بڑا حامی اور اونکی کاز اور مدعا کا بڑا ممد و معاون تھا۔ مگر ذاتی تجربہ اور مشاہدہ نے
اوسکی غلط فہمی اور خوش خیالات کو کامل طور پر دور کر دیا اسکی تصدیق اوسکے ایک مضمون سے مندرجہ ذیل خلاصہ جو جولائی ۹۷ء
کے رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو میں شائع ہوا بخوبی ہو رہی ہے اپنے تجارب جدیدہ اور وسیعہ میں میں کسی ایسی قوم سے واقف نہیں ہوا جسکی
مصالح عمومیہ سیاسی امور اور کاروباری ربط و ضبط اور معاملات کا انصرام باقاعدہ دھوکہ ہی اور بے ایمانی کی بنا پر ایسے عامیانہ طور پر
ہوتا ہے جیسے کہ یونان میں ہو رہا ہے جو قوم اس وقت ہیلاس یا یونان کا پرانا نام رکھتی ہے آج دنیا میں قدیم یونانیوں کے جیسے کامل موجود ہیں وصف ہیں
اونکی حیلہ بازی اور اہمال و سست الوجودی نے تجارت کا ستیاناس کر دیا اور ملک کی ترقی میں رکاوٹ ڈال رکھی ہے تمام انگریز
سوداگروں اور تاجروں کا متفقہ بیان ہے کہ یونان کے محکمہ پوسٹ کا انتظام ایسا ابتر و غیر مرتب ہے اور باشندوں کی ناجائز ایمانداری ایسی کمزور اور
بودی ہے کہ یونانیوں کے ساتھ بیوپار کرنا تقریباً ناممکن ہے ممالک اجنبیہ کے جسقدر نامہ نگار اس محاربہ کے وقت یونان میں تھے۔ وہ بلا استثنا یا
معدودے چند مستثنیات کے علاوہ سب کے سب شروع میں یونانیوں کے بہت طرفدار تھے مگر اونہیں جلد ہی یونانی بہادروں کی حقیقت معلوم ہو گئی
اونہیں جو پہلے یونانیوں پر تحسین کرتے تھے بجز ہمدردی کے اب تبرے بھیجنے لگ گئے۔ وہ صرف یونانی افسروں کے عدم تدبیر کی بزدلی شیخی خوری اور نالائقی
یا تمام اہلکاروں کی حیرت انگیز بیباکانہ بدکرداری اور بے ایمانی یا فوج کو ازسرتا پا بلا ترتیب و بد انتظام پاتے ہی سخت بیزار ہو گئے۔ بلکہ
عوام الناس کو بھی سخت پاجی پایا جو ملک پر ایسی سخت و نازک حالت وارد ہونے کے دوران میں بھی جو غیر ملکی آئے کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں
دیتے تھے۔ علیحدہ جنہوں کی بے ایمانی اور دغابازی کے سخت شکار اجنبی اور مسافر لوگ تھے۔ ان ہیبت ناک مصیبتوں کو اسباب کی کچھ پرواہ نہ تھی کہ الخ

سلہ یونانیوں کے کیرکٹر اور عادات پر تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بحث کی گئی ہے

بین نیا تیرہ مجاہدین ہیں جو یونان پر اپنا جان و مال قربان کرتے اور اوسکی حمایت میں ٹوٹے کو لیکر آئے ہیں یہ الزام واقعی نہایت ہی سخت اور
سنگین ہے مگر اوسکی دشمنی میں ہمسر فرق نہیں ہے اور اگر ضرورت ہو تو اوسکی پوری پوری تصدیق ہو سکتی ہے - اجنبی یونانیوں سے اونکی قدر
اسی سفاہت کیوجہ سے متنفر نہیں ہو گئے تھے اونکو متنفر کرنے اور بھی اسباب تھے اونکی تنگ ظرف و تکمینگی کو تو نظر انداز بھی کر دیا جا سکتا ہے مگر یونانیو
اور بالخصوص اونکی فوجی افسروں کی ان نالائقیوں اور بدعنوانیوں سے کبھی چشم پوشی نہیں کیجا سکتی کہ انہوں نے مجاہدین سے نہایت بیدردی
کے معاملہ سلوک کیا - اور بارہا وعلی التواتر کمال بزدلی سے عورتوں بچوں اور مجروحین کو دشمن کے رحم پر چھوڑ دیا اور خود چلتے بنے قیدیوں کو بے حرمت
کرنا اور ستانا اونکی مشکیں کسنا اور گلے میں رسی ڈالکر اونہیں بازاروں میں پھرانا بہت سے خطوط اور ٹیلیگرافوں کو تلف کر دینا
یا انہیں رد و بدل کر دینا تاکہ دنیا کو واقعی حالات معلوم نہ ہو سکیں ایسے کام ہیں کہ مہذب گورنمنٹوں کے اہلکار بالعموم اونکے مرتکب نہیں
ہو سکتے یونان میں محاربہ سے پہلے اور اوسکے دوران میں تمام اہلکاروں کا یہ معمولی وطیرہ تھا۔

موجودہ یونان کی حالت اور یونانیوں کے کیرکٹر کے متعلق ایک اور قابل غور اور دلچسپ رائے کا درج کر دینا بے محل نہ ہوگا۔

یونانیوں کی حب الوطنی کی تعریف و توضیح

مشہور محب یونان و خیرخواہ یونانیاں مسٹر ای جے ڈلن ممبر پارلیمنٹ جو محاربے کے دوران میں اور اوس سے پہلے کچھ عرصہ یونان میں رہا - یونان کے پالٹیکس نظام ملکی
معاملات کشوری کی موجودہ حالت کے متعلق جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ کنٹمپوریری ریویو میں حسب ذیل تحریر کرتا ہے -

جب کوئی یونانی وزیر اعظم ہو جاتا ہے تو گویا کل حکومت کی روح و روان بنجاتا ہے اور تا بقائے منصب ملک کا خود مختار مالک بن جاتا ہے
اور یہ منصب اوسکا بحال رہتا ہے جبتک کہ وہ اپنی پارلیمنٹری ربیت ممبران پارلیمنٹ دوستوں کی خواہش حب الوطنی کو جو وہ اپنے ملک کی
خدمت کر کے بکثرت تنخواہ اور عہدے عطا کر کے پورا کرتا رہے اور بادشاہ کے ساتھ موافقت رکھ سکے جبتک ایسی صورت رہے وزراء اپنے بنائے رہتے
ہیں باقی رہتا ہے - وہ خدا کے حوالہ ہوتا ہے اوسکی بھی خاص ہی فرشتے نگہبانی کرتے ہیں جیسے بیکس بچوں اور مجبور انسانوں کی کیا کرتے ہیں رکر
صاحب منصب ہو کر وسالتہی اوسکی متعدی اور تابعین بھی منصب دار ہو جاتے ہیں - اور ان تابعین کی تعداد لشکر جرار سے کم نہیں ہوتی متعصب
اور معقول تا اعلیٰ آسامی وغیرہ والی اسامی - ہر ذمہ داری کا عہدہ حکومت و اختیار کے تمام منصب الغرض حکومت کی مشین کے ہر پرزے پر انہیں
لوگوں کا دخل ہو جاتا ہے ان محبان ملک کے لئے جگہ بنانے کو ریاست کے تمام پہلے ملازمین ان کیلئے برطرف کر دیئے جاتے ہیں اونکی پیرانی خدمات
تجربہ لیاقت کی کچھ پروا نہیں کیجاتی یہ سب اوصاف وزیر کے رفقا کی پولیٹکل وفاداری وصداقت اور ایمان کے مقابلہ میں پرکاہ کی
وقعت نہیں رکھتے کیونکہ مذہب کی طرح پالیٹکس میں بھی ایمان و عقیدہ کو نجات اصل زندگی بخش شے ہے اچھے افعال محض لاشے ہیں اگر ایسے اچھے کام کرنیوالے
منکر ہیں انگلستان اور جنگی ملک میں انتظامی مشین کو پولیٹکل مشین اور نیز نقشہ حکومت کے تغیر و تبدل سے کوئی واسطہ نہیں اور قائم رہتا ہے انقلاب عظیم کی
نوبت آ جاتی ہے یونان میں ہر نئی وزارت کہ قائم ہو جو یونان میں ظہور پذیر ہوتا ہے نیا فریق برسر حکومت ہوتے ہی کل ملازموں کو چھٹی دیتا ہے
اور بہتوں بلکہ ملازمت اور چار روپیہ ماہوار تک کو بھی یکبارگی سرسری حکم سے موقوف کر کے اونکی جگہ اپنے آدمیوں کو جو ہر دل سے پالٹیکس
میں شریک ان تقرروں میں یونانیوں کی حب وطن کا سخت امتحان ہو رہا ہے ناظرین کو یہ بتانا کچھ حاجت نہیں کہ وہ یہ تقرری کیا اوسکا نتیجہ ہیں ؛

سکے عہدہ میں ان ظلم کا ایسا منتظر بیٹھے ہوئے جو انکو مقرر کرونیا ہو جج جو ایسے ہیں کہ وہ صریح بد اعمالی کے مرتکب ہوں ۔ قانوناً موقوف نہیں کئے جا سکتے
مگر جدید وزارت انکو بھی نہیں چھوڑتی انکو جلد جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرتے رہکر انکا دم ایسا ناک میں کر دیا جاتا ہے کہ علاوہ
انکی پیچھے وبال جان ہو جاتی ہے اور وہ خود بخود استعفا داخل کر دیتے ہیں لیکن اگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو اور کوئی جج ثابت قدم رہے تو بالآخر معطل
کو پنشن پر نکال دیا جاتا ہے ۔

جبتک کوئی فریق عنان حکومت پر متصرف رہے ۔ اوس فریق کے ممبران پارلیمنٹ کو اخفیہ رفقا اور آشنا بلا تو کہہ چکا کبھی قسمت کے
پورے کئے ہوئے لاڈلے رہتے ہیں اور کوئی امر نہیں جو انکے لئے ناممکن ہو بہتر قسم کے آئینی بادشاہوں[1] کی طرح اون سے کوئی برا یا نامناسب فعل سرزد بھی
نہیں ہو سکتا ۔ یا کم از کم ایسا کوئی فعل جسکی پاداش میں عدالتیں سزا دے سکتی ہیں ۔ کچھ عرصہ ہوا اپنے ایک یونانی دوست سے بتعجب سوال کیا
کیا تم سچ کہہ رہے ہو کہ زید کے بر خلاف جو تمنے فلان نہایت ہی مزیل حیثیت مضمون شائع کیا تھا اوسکی پاداش میں تم قید نہیں کئے گئے تھے ۔
جو اٹلی والوں میں قید نہیں کیا گیا تھا ۔ مگر ازالہ حیثیت عرفی تو کیا تھا ۔ یونانی ۔ اوہ بیشک ۔ میں اور تمنے اقبال کیا تھا ۔ یونانی ٹھیک
ہیں ۔ تو پھر تم سزا سے کسطرح بچے ۔ یونانی ۔ میں اپنے دوست وزیر اعظم کے پاس گیا ۔ اور اوسنے عدالت کو کہدیا کہ پرائیوٹ (غیر ملازم سرکاری)
مستغیث کا دعوی خارج کر دے یہ کوئی بڑی بات نہیں ۔

جو لوگ پولیٹیکل[2] ایمان و عقیدت پر راسخ القدم ہوں اونکے عیوب صاف ہو جاتے ہیں اونکے جرائم قابل عفو و نسیان سمجھے جاتے ہیں اون سے انصاف[3]
جب سے اونکے بر خلاف چارہ جوئی کیجائے تو اپنی آنکھوں سے پٹیوں کو کھول دیتا اور رحم کی دیوی کا روپ دھار لیتا ہے اونکے لڑکوں کو فوجی خدمت
معاف کر دیجاتی ہے ۔ اور اونکی لڑکیاں مدرسوں میں معلمات مقرر کیجاتی ہیں ۔ ڈاک اور تار کے محکمے اون کے غلام حلقہ بگوش ہیں وہ کوئی
امر اون سے خفیہ نہیں رکھ سکتے ۔ اور چونگی خانہ کے ملازم کبھی ایسی گستاخی نہیں کر سکتے کہ اون کے مال و اسباب کی پڑتال کریں ۔ قصہ مختصر کل محاصل
اونکی ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں فیصلے اونکے واسطے بحق جمع کیجاتی ہیں اور سورج تک بھی گویا محض اونہی کے فائدہ کیلئے چمکتا ہے ۔

یہ لوگ سب کے سب ملک کی آمدنی پر بسر اوقات کرتے ہیں مگر اکیلے یہی نہیں ۔ زمانہ امن ملک کو ۲۷۴۲۱ سپاہیوں اور ۷۰۰۸ بحری ملازمون
کی تنخواہیں دینی پڑتی ہیں ۔ گو انہیں پیشہ کے فرائض کی درست تعلیم و تربیت پانے کیلئے کوئی موقعہ نہیں دیا جاتا علاوہ بریں ۱۶۲۳۵ ملازمان
سول کا گذارہ ملک کی آمدنی پر منحصر ہے ۔

لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اسقدر آدمی بیکار بیٹھے اپنی نوبت کے منتظر رہتے ہیں کہ اونکا فریق برسر حکومت ہو اور وہ پھر
سرکاری اسامیوں پر قابض ہو جائیں ۔ سنہ ۱۸۸۰ء سے لیکر ۱۸۹۲ء تک ملک و قوم کی پیداوار اور آمدنی میں بمشکل پچاس فیصدی کا اضافہ ہوا مگر سرکاری
محاصل بتدریج دوگنے سے بھی زیادہ بڑھ گئے ۔

عدالتوں کی حالت بھی ایسی ہی ابتر اور ناگفتہ بہ ہے حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ سلطنت کا قیام منصفانہ عدل گستری پر ہی موقوف و منحصر ہے

---

[1] جن ملکوں میں آئینی حکومت ہے وہاں کے باشندوں کا خیال ہے کہ قانون نے اون کے بادشاہوں کو کسی نامناسب
کام کے کرنے کے قابل ہی نہیں رہنے دیا ہے اور اس لئے عدالتوں کو ان پر کوئی اختیار نہیں دیا گیا ۔ [2] یعنی جو برسر حکومت فریق کے
معاون اور طرفدار ہوں [3] انصاف کی دیوی کو بوقت انصاف اندھا تصور کیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی کی رعایت نہ کرے جو کچھ شہادت اور ثبوت ملے اوسی پر عمل کرے

۲۱ کو پھر خود ہی اسے منسوخ کردیا - اور پھر ۲۴ کو یہی عہدہ دار بیٹرو کو اعلیٰ افسر ساختوریس کو فرہ و پر فرہ پر گولہ باری کرنے ایک چالیس میل تک محاصرہ بندی میں گشت کرکے تمام ترکی جہازات باربرداری اور دیگر اجنبی جہازوں کو جو ممنوعہ اسباب حرب بار ہو گرفتار کرنے اور ترکی بیڑہ کو ڈاردنلیز سے نکلنے نہ دینے کا حکم صادر کرتا ہے - وزیر نے ترکوں پر یہ الزام لگایا کہ ابھی ادمیرل کو لگی نا شہ قسطنطنیہ بھی فتح کرنے کا حکم دیا - ۲۵ اپریل کو اسی فرزانہ وزیر نے اس امیر البحر کو ایک عجیب و غریب تار ارسال کیا جس کا کچھ حصہ یہ ہے - ایسے بیہودہ اور گو شمالی ملتوی میں یہ بھی کبھی گوارا نہیں کرسکتا کہ تم سے کوئی شخص بھی میرے احکام کی تعمیل سے پس و پیش کرے یا کسی اور شخص سے خواہ وہ کوئی ہو اونکی منظوری منگوالے جیسا کہ تم نے اوسوقت کیا تھا جبکہ میں نے تمہیں قسرہ پر گولہ باری کرنیکا حکم دیا تھا - صاحب کیا تمہیں بمقام پولاس اپنے پرنسپل انتخاب کے متعلقہ حالات یاد نہیں جبکہ تم سخت خطرہ میں تھے اور میں نے ہی تمہیں بچایا تھا (یعنی ممبر منتخب کرادیا تھا) بس تم پر واجب ہے کہ آنکھیں بند کر کے بلا چون و چرا میری متابعت کرتے رہو ......"

یونانی ہمیشہ یہی بات کہتے ہیں حاسد بھی اول درجے کے ہیں جزیرہ نما بلقان میں یونانی النسل آبادی کی طاقت میں کچھ بھی اضافہ ہو فوراً آتش حسد و رشک بھڑک اٹھتی ہے غیظ و غضب کے سینوں میں فی الفور بھڑک اٹھتا ہے - یونانیوں کو یہ ابتک فراموش نہیں ہوا کہ وہ گیارہ صدیوں تک مشرقی روم سلطنت کے مالک و قابض رہ چکے ہیں اور ایتھنز نظیم اور قسطنطنیہ کی سابقہ شان و شوکت اور حکومت کی باتیں اونہیں رہ رہ کر یاد آتی ہیں - ۱۸۶۲ء میں جب بلغاریہ کی خود مختار ریاست بنائی جانے لگی ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا کو اسکے ساتھ ملحق ہوجانے دیا اور سرویا اور رومانیہ اور مانٹی نیگرو کو مزید علاقے مل جانے پر موقعہ پر یونانیوں کی آتش حسد قابو سے باہر ہو گئی اور اونکی اشتعال انگیزیاں ازسرنو متحرک ہوتی رہیں - ایسا ہونا خلاف فطرت اور عقل نہیں ہے

بقیہ صفحہ (۴۷) کیطرف سے آکر پرورزہ شہر پر حملہ کیا تھا جسکا حال اول عرض کیا گیا ہے جبکہ پرورزہ کے قلعہ پر گولہ باری کیگئی تو حمیدیہ اور رشیدیہ بوڑن کی توپوں نے جو پندرہ سنٹی میٹر والی توپیں تھیں دبا ہوئے سخت گولوں سے یونان کے دو آگبوٹوں کو ضرب پہنچایا مگر تحقیق نہیں ہوسکا کہ نقصان کی مقدار کسقدر ہے اسکی وجہ سے یونانیونکا بیڑہ ہٹ کر چلا گیا - اس خبر کے متعلق صباح اخبار نے یوں لکھا ہے پرورزہ اور اوسکے قلعوں اور مورچوں کو جلا کر دینے کے لئے یونان کے بیڑہ نے جس میں چار آہن پوش اور تین لکڑی کے آگبوٹ تھے دس گز کا فاصلہ آپسمیں دیکر دو اسکوئیڈرن بنالئے اور قلعہ اور چند مورچوں پر گولہ باری شروع کی جن میں حمیدیہ مورچہ کے خارج میں (۱) اور اوسکے اندر (۲) اور قلعہ کے خارج میں (۳) اور اوسکے اندر (۵) گولے لگے مگر کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکے - یونانی آہن پوش ایک آگبوٹ جبکہ حمیدیہ قلعہ کے آگے سے گذر رہا تھا - تو اوسکے اگلے حصہ میں پندرہ سنٹی میٹر والی توپ کا ایک گولہ مذکورہ مورچہ اور اوسکے پچھلے حصہ میں بھی قلعہ کی توپ کا ایک گولہ لگا جسکے سبب سے آگبوٹ ایکطرف کو جھک گیا - اور ایک دوسرے آہن پوش آگبوٹ کے اندر جاکر ایک گولہ پھٹا جسکے سبب سے یہ بیڑہ ہٹ گیا - علاوہ اسکے واصلی مورچہ اور خضر قلعہ سے پندرہ اور گیارہ سنٹی میٹر والی توپوں کے گولوں نے ایک چوبی آگبوٹ کو رخنہ دار کردیا جسکو دو آہن پوش آگبوٹ گھسیٹ لے گئے - غرض یہ کہ یونانی بیڑہ نقصان اٹھاکر ناکامیاب رہا -

۲۲ اپریل کو اسی شرقی طرف کو ایک چوبی جنگی جہاز اور دو یونانی تارپیڈو کشتیوں نے افطاریہ کے بندرگاہ میں آکر جمع شدہ سامان کمیسریٹ کو جلانے کے لئے گولہ باری شروع کی اور دوسری طرف بحری سپاہی کشتیوں پر سوار کرکے خشکی کی طرف روانہ کردئیے - مگر ترکی دستہ نے ایسی باڑھیں ماریں کہ وہ بے نیل مرام واپس لوٹ گئے اور شام کو جہاز مذکور بھی اپنا سا موقعہ لیکر رخصت ہوگیا -

انگریزوں کے سوا جنوب مشرقی یورپ میں دوسری غیر مسلم قوم صرف یونانیوں کی ہے اور سلطنت ٹرکی کی اقتدار میں یونانیوں کے حق میں بھی ویسی ہی خطرناک ہو گئی تھا انہوں نے کھلی حقیقت میں بے تکلیف کمسنی کی۔ ایک عجیب مثال ہے کہ ہم لوگ میں موجودہ یونان کا جو سب سے بڑا حامی تھا وہ اس نے جنوب مشرقی یورپ میں یونانی حکومت اقتدار اعلیٰ قائم ہونیکی امید دل کو ہمیشہ کیلئے ملیا میٹ کر دیئے ہیں نمایاں حصہ لیا جزیرہ نما بلقان کے تقریباً ایک سمندر کے دوسرے سرے تک متعدد ملکوں اگر حقیقتی دیدہ نفسانی بلغاریوں کی ایک عظیم و خود مختار ریاست کو قائم ہو جانے دیا گیا ہے۔ اس میں یونانی اقتدار و تسلط کو قائم ہونیکی امید ہمیشہ کیلئے بالکل معدوم ہو گئی۔ اتحاد بلغاریاں بالکل نیپی یونانی سلطنت کو قیام جدید کے راستہ میں جو شئے زبردست اور مہلک رکاوٹ ہے جس اتحاد بلغاریا کی بنا پر کلیسیاؤں کی تحریک کوشش سے ہی قائم ہوئی۔ بلغاریوں اور یونانی قوم میں ایسا ولی عناد ہے کہ اگر کبھی مقدونیہ ترکوں کی حکومت سے نکلا تو غالباً وجوہ وہ یونان کے ماتحت ہونیکی بجائے بلغاری ریاست کے ماتحت ہو گا۔ پس یونان کو وجہ بغض آمیدان جنگ میں اترنے سے پہلے وہ اس علاقہ کو ہٹا نیکا بندوبست کر لیتا۔ اوسنے ایسا کیا۔ اور بتایئں اوسکا مشغول ہو چکا ہونا قبل از وقت تھا۔

یونان کی داؤں گھاتیں

یونانی گورنمنٹ نے جولائی ۹۶ سنہ میں بقیمت پس پارہ ہزار سپاہ کی قواعد جنگ اور ترتیب کیلئے کیمپ قائم کیا علاوہ ازیں کریٹ میں فساد برپا کرا نیکو سرکاری اور غیر سرکاری ہر طریقہ کی کوشش عمل میں لائی گئی۔ اور اسلحہ کثیر مقدار میں پہنچایا گیا اور جزیرہ میں پہلے پہل ڈالنلیس اور مفسدوں کو ہر طرح کی اعانت بلکہ ترغیب دی گئی اور جب بصاف ظاہر ہو گیا کہ کل دول عظام ہر اونکا خاص حصہ کثیر مصرف بہت سی قیام امن کا خواہاں اور کریٹ کو فساد کو رکھنا کا متمنی ہے۔ تو اس سے ہوش پکڑنے کی بجائے یونانی اپنی مفسدانہ کاروائی میں اور زیادہ مستعدی اور تیزی سے مصروف ہو گئی۔ کریٹی عیسائیوں کو اپنے مسلمان ہمسایوں پر حملہ کرنے اور انہیں بے حرمت کر کے گھروں سے نکالنے کی ہر ممکن طریق سے تحریص و ترغیب دلائی گئی کل یورپ کی مرضی کو بالائے طاق رکھدیا گیا۔ اور یونان نے دول عظام کے سامنے وہی کھوکھلی دغابازی اختیار بنی چوڑی باتیں بنانا اور چشم پوشی کرتے رہنے کی باقاعدہ پالیسی اختیار کر لی اوسی پورا پورا یقین تھا کہ وہ عالمگیر جنگ کے اندیشے سے بچنے رہنے اور دنیا کے امن کے قائم رکھنے کی خواہش میں جسے دول عظام علانیہ ظاہر کر رہی ہیں جعلی انداز و دھمکیاں دیکر اور بہیں سے اوسکی اپنے نامعقول اور ناواجب مطالبات کی تسلیم کرانے پر مجبور کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ دول یورپ نے کریٹ کو خود مختاری دلانے کی تجویز پیش کرنے اور سلطان المعظم کے اسی منظور کر لینے سے معاملہ اور بھی نازک ہو گیا۔ یونانیوں کو کبھی گوارا نہیں کہ کریٹ کو خود مختار بنا دیا جائے وہ کریٹ کو یونانی جزیرہ بنانا چاہتے ہیں کہ خود مختار اونکو اندیشہ ہے کہ اگر ایکدفعہ کریٹیوں نے خود مختاری اور مساعی گورنمنٹ کی لذتوں کو چکھ لیا تو پھر اتحاد یونانیاں کی تمام خواہشیں اونکے دلوں سے کافور ہو جائیں گی۔

چنانچہ اوسنے کریٹ پر حملہ کر دیا۔ اور دل میں سوچ لیا کہ دول یورپ عالمگیر جنگ کے خطرہ میں پڑنے کی بجائے یونان کے ساتھ جزیرہ مذکور کا الحاق ہو جانا منظور کر لینگی۔ اس قزاقانہ کوشش میں اوسے دول عظام کی اتحاد و استقبال اور ٹرکی کی بے نظیر بیداری کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی تب پیر اوسنے سرحد تھسلی پر لڑائی برپا کر دینے کا عزم کر لیا۔

یونان کی حالت کچھ عرصہ سے نہایت ابتر ہو رہی تھی سلطنت کا حصہ کثیر کی زمین زرخیز نہیں اور انتظام حکومت بہت ناقص ہے اصل بات یہ ہے کہ یونانیوں میں وہ اوصاف ہی نہیں پائے گئے جو ہم علاقوں پر حکمرانی کرنیوالی قوم کیلئے ضروری ہیں معقول و جہتہ حکمرانی کی قابلیت نہ

نکالتا ہے ایسی صورت میں موجودہ شاہ یونان[1] کے عہد حکومت میں ہی وزارتوں کا پچاس سے زیادہ مرتبہ بدلنا کوئی حیرت انگیز امر نہیں ہو سکتا۔

جنوبی ریاستیں جزیرہ نما بلقان کی اکثر ریاستوں کی طرح یونان کی بھی یہ سخت بدنصیبی ہے کہ ملک میں کوئی مستقل جماعت منظم یا امیر و شریف اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کی نہیں ہے کہ ملک کو ان سے بے غرض اور محب وطن لیڈر بہم پہنچ سکیں۔ بس ان کل چھوٹی چھوٹی بلقانی ریاستوں اور بادشاہتوں کے اندرونی پالیٹکس اور انتظام کی حالت نہایت ابتر متذبذب اور پست ہے سرویا کی حالت ویسی ہی ابتر ہے جیسی کہ یونان کی بلگیریا کی حالت بھی کچھ تھوڑی سی نسبتاً بہتر ہے کیونکہ بلغاری یونانیوں اور سربیوں کی نسبت زیادہ مستقل مزاج اور منتظم ہیں رومانیا کی حالت سب سے اچھی ہے کیونکہ ایک تو وہاں زبردست جماعت امراء موجود ہے اور دوسری وہاں جرمن خاندان ہوہنزولرن کا ایک شاہزادہ حکمران ہے جنسے وہاں بھی جرمن انتظام و سلیقہ اور استقامت کا اثر ڈالا ہے بلغاریہ بھی زیر بحث ہے اور اخیر قطعی فیصلہ نہیں ہوا اگر زیادہ جنوب کی جنوب میں ان چھوٹی چھوٹی آزاد یا نیم آزاد ریاستوں کا قائم کیا جانا خود ان ریاستوں اور تمام نوع انسان کے حق میں مفید ہونے کی بجائے الٹا نقصان بخش تو ثابت نہیں ہوا تاہم یہ قطعی فیصلہ امر ہے کہ اس ملک کی اس جماعت کو جو ہمدردی اخوت مذہبی اور رقیق قلبی کی بڑی شیدا و مفتون یا مدعی ہے اور جس نے ان ریاستوں کے قائم ہونے پر محض اسلئے کہ وہ مسیحی کہلانے کی دعویدار ہیں۔ بڑا زور دیا تھا شروع شروع میں ان ریاستوں کے متعلق جو لمبی چوڑی اور شاندار امیدیں تھیں وہ باطل اور موہوم ثابت ہوئی ہیں سوا چند مستثنیات کے عام یونانی سرلی یا بلغاری نام کے سوا اور کسی بات میں عیسائی نہیں اندرونی شورشوں اور انقلابات کے علاوہ ان ریاستوں کے وزرا اور سیاسیون ایسے بد اصول خائن مرتشی ہیں اور دیگر اقوام جو اونکی حدود کے اندر آباد ہیں پر ریاستیں ایسا صریح اور نالائق ظلم و ستم کرتی ہیں کہ دنیا کے امن کے حق میں وہ شیطان صفت پولیٹیکل خرمن سوزوں سے کم نہیں وہ ہمیشہ مزید علاقہ اور ایسی اقوام اور ایسے اغراض و مقاصد کو غصب کرنے کو مزید موقعوں کی تلاش و تمنا میں رہتی ہیں جنسے اونہیں کسیطرح کا تعلق و واسطہ نہیں۔ یونان کے ترکی پر حملہ آور ہونیکی بڑی وجوہات بھی یہی طمع ملک اور تمنائے ناحق و تاراج نہیں اگر یہ سوال اس قوم پر کیا جائے کہ کیا ترکی حکومت یونانی حکومت سے بہتر نہیں تو نامناسب نہ ہوگا میری رائے میں اگر تھسلی کے عیسائی مسلمان دونوں مذاہب کے باشندوں کی رائے لیجائے اور اونکو اسطرف سے اطمینان ہو کہ آزادی اور سچائی سے اپنا دلی منشا ظاہر کردینے کا نتیجہ اونکے حق میں مضر نہ ہوگا اور نہ اون پر کسیطرح کا دباؤ یا رعب ڈالا جائیگا تو یا غالباً ہیجا بیجا بھی (حصہ کثیر) یونانی گورنمنٹ پر سلطانی حکومت کو ترجیح دیکر اوسکے حق میں رائے دیگی اور یہ تو یقینی امر ہے کہ غیر یونانی (عیسائی ہوں یا مسلم) بلا اختلاف اکثر یا سر ترکی حکومت کو ترجیح دیتے اور پسند کرتے ہیں۔

عیسائیوں اور مسلمانوں میں مقابلہ جو ناواقف یورپین لوگ ترکی سلطنت کی قطع و برید اور ان نام نہاد عیسائی ریاستوں کے قیام پر بیحد مسرور و مبتہج ہو کر بغلیں بجا رہے ہیں سو وہ اس امر کو قطعاً نظر انداز کر رہے ہیں کہ ان کے قیام کا بطور قاعدہ کلیہ پہلا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب و اقوام نہایت ہی ظالمانہ جبر و تعدی اور تیغ ستم کی آماجگاہ اور تختہ مشق بنائی جاتی ہیں بلکہ اکثر صورتوں میں یہ قیام قطعی جنگی کا باعث ہوا ہے کیا اونکو بلگیریا کے مسلمانوں کے رقت انگیز حالات فراموش ہو گئے ہیں اور کیا اونکو یاد نہیں رہا کہ روسی حملہ کے بعد بلغاری عیسائیوں نے کس بیدردی سے بلگیریا اور مشرقی   کے کل امن پسند اور بے پناہ مسلمانوں کی تین چوتھائی حصہ کو گھروں سے بیدخل اور ۔

[1] شاہ جارج جو شاہ ڈنمارک کا دوسرا لڑکا ہے ۱۸۶۳ء میں اوتھو اول کی معزولی پر یونان کا بادشاہ ہوا ہے۔

صلاح و مشورہ کرکے یورپ اور ایشیا کے معاملات کا خود ہی فیصلہ کر دیا کیونکہ ان تجربوں اور اس تحقیق و تفتیش سے بلطف خدا جرمن لوگوں پر
ملیں نتیجہ اور دلیل یہ پیدا ہو گئی کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جبتک یورپ ایسے مساوی پلیوں میں منقسم ہے جیسے کہ اسوقت ایک طرف روسی۔۔ کا
اتحاد ہے اور دوسری طرف تین سلطنتوں کا اتحاد ہے تب تک انگلستان کا اتحاد لازمی ہے اور یہ نہایت قیمتی عنصر ہے اور جس فریق کے ساتھ وہ متحد ہو جائیگا
اوسے فریق ثانی پر پہلے انتہا غلبہ اور فوقیت حاصل ہو جاتی ہے اور یہی دیکھ ہے کہ جب اس امر کی کچھ بھی علامت دکھائی دیتی ہے کہ انگلستان دوسرے
فریق کی طرف جھک رہا ہے تو جرمنی میں فی الفور سخت تشویش اور بے چینی ناشی ہو جاتی ہے سنہ ۱۸۹۳ء میں [illegible] انگریزی اخبارات
کی طرز تحریر اور وضع سے جرمنی میں بڑا بالا تشویش شروع ہوئی اور جب جرمنی نے دیکھا کہ انگریزی پالیسی علانیہ روس اور فرانس کے ساتھ
ملکر قسطنطنیہ میں کام کر رہی ہے تو اوسکی تشویش میں اور اضافہ ہو گیا پریسیڈنٹ کروگر کو جرمن قیصر نے جو تار بھیجا تھا اس تار مبارک کا فقرہ
کا کسیقدر موجب بھی رنجیدگی تھی۔

مزید برآں جرمن گورنمنٹ نے بخوبی محسوس کر لیا کہ ٹرکی کی معدومیت سے یورپ میں موازنہ طاقت بالکل درہم برہم ہو جائیگا بر اعظم
کی امن میں خلل پڑ جائیگا۔ اور جرمن سلطنتوں کی سلامتی معرض خطر میں پڑ جائیگی آسٹریا کی فرزانہ اور عقلمند مدبروں کی بھی اس کر
بھی رائے ہے اسی احساس پر جرمنی گورنمنٹ نے اون سازشوں کو بے اثر کرنے کے لیے جو ٹرکی کی معدومیت یا اوسکی آزادی کو برباد کر کے سلطنت
عثمانیہ کو روسی علاقہ تابع بنا دینے کیواسطے کیجا رہی تھیں مستعدی کے ساتھ بالمقابل کارروائی شروع کر دی اس امر باور کرنے کی
وجہ موجود ہے کہ پرنس لوبانوف کی بیوقت موت پر (جس واقعہ پر مسٹر گلیڈسٹون نے افسوس کا بڑا اظہار فرمایا جس سے انتہا مسرت ظاہر
کی تھی) خواہان جنگ فریق کو روسی بار میں غلبہ حاصل ہو گیا اور باسفورس پر روس کا عنقریب حملہ آور ہو جانا یقینی سا ہو گیا تھا فی الحقیقت
جنگ کا چند گذشتہ برسوں سے یہ خیال ہو رہا ہے کہ علاقہ ٹفلیس کے شمال مشرقی گوشہ میں یکبارگی فوج کثیر جہازوں سے اتار کر اوڈیسا سے جہاں سے
قسطنطنیہ گویا تین ہم پہونچایا جاتا ہے قبضہ کر لیا جائیگا۔ اور اون قلعوں پر جو باسفورس کی حفاظت کیلئے موجود ہیں عقب سے دھاوا کیا جائیگا
اس ارادہ کی اطلاع ملنے پر جرمنی اور آسٹریا نے روس کو متنبہ کر دیا کہ وہ ٹرکی کی معدومیت کی پرزور شمشیر مزاحمت کرینگے تب جنگجو
خواہان جنگ فریق کی بے تو جوان اور شریف النفس زار کی شریفانہ مخالفت آپہنچی انکی بہت ہی کم گئیں اور قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکا
ارادہ ترک یا ملتوی کر دیا گیا۔ اور اوسوقت سے جرمنی اور روس میں یہ دوڑ شروع ہو گئی کہ عثمانیوں کی فوجی طاقت سے
فایدہ اٹھانیکے لئے ترکی گورنمنٹ کو متحد بنانے کی بازی کون سلطنت جیتتی ہے۔

روسی سفیر کی ناکامی

یہ بازی جرمنی نے جیت لی ہے۔ روسی سفیر کی کسی کوتاہی یا نا قابلیت کیوجہ سے نہیں بلکہ محض
اسلئے کہ روسی سفیر کے برخلاف بہت سے اسباب ایسے نہایت زبردست تھے جو حایل ہو گئے تو کون

سلہ پرنس لوبانوف ۳۰ اگست سنہ ۱۸۹۶ء کو زار اور زارینہ کے ہمراہ روس سے آسٹریا کو جاتا تھا اور راستہ میں ٹرین پر دفعتاً فوت ہو گیا زار اور زارینہ نے بعد کلی
کلی یاحت اور فرانس کے ساتھ اپنے تعلقات کی پختگی کو ظاہر کرنے کے لئے اپنے ملک سے روانہ ہوئے تھے اور کئی ماہ کے بعد آسٹریا جرمنی ڈنمارک انگلستان
اور فرانس کی سیاحت کر کے واپس گئے تو کچھ عرصہ سے ملاقات کی جو اسکے فرانس کا پریسیڈنٹ فار جو فروری سنہ ۱۸۹۹ء میں یکبارگی ناگہاں فوت ہو گیا روس گیا تھا

ہیں جسکی سیاست کیطرف سے بدظنی اور بے اعتباری ہو وہ غرضمند ہی نہیں ہوسکتی بلکہ معقول وجہ معلوم ہوتی ہے کہ روس قدیم الایام سے ٹرکی کا دشمن اور بدخواہ چلا آتا ہے اور بہت عرصہ ہوا کہ اوسکا بہلا روسی پادری موجود تھا جنہیں یورپ کے افواج ترکی مسلمانوں کی خونریزی اور بیحرمتی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تہی کسی قسم کا خیال ظلم و ستم ایسا نہ تہا جو ان بیچاروں پر نہ کیا گیا تھا اب تک ہمکو انکو بخوبی یاد ہیں۔ ان زبردست اور بالکل بیجا تعصبات پر ایم نیلیڈوف کی اعلیٰ قابلیت اور مدبرانہ فراست گو وہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ہیں کبہی غالب نہیں آسکتی نہیں مزید برآں یہ بخوبی معلوم ہے کہ جرمنی روس کے برعکس ٹرکی کو نقصان پہونچا کر کوئی اراضی حاصل کرنا تو درکنار پولیٹیکل اقتدار کی بلاواسطہ توقع تک کی بہی مطلق خواہش نہیں رکہتی جرمنی کو قسطنطنیہ کے قبضہ کی آرزو تو کجا ایشیا کو چک کا کچھ حصہ دبا لینے یا آبنائے ڈاڈنیلز و باسفورس پر قبضہ کر لینے کی کوئی تمنا نہیں ہے جرمنی کی بڑی سے بڑی خواہش ٹرکی کا فوجی استحکام اور چند تجارتی مراعات ہیں اور چونکہ یہ مراعات ٹرکی کیلئے بہی ویسی ہی مفید ہیں جیسی کہ جرمنی کے لئے ٹرکی اونکو عطا کرنیکے لئے دل و جان سے تیار ہے الغرض ایم نیلیڈوف کو جلد منکشف ہوگیا کہ جرمن اثر کو دبانا محال ہے اور بالمقابل سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ دونوں جگہ پر اوسکو ایک غلبہ حاصل ہے اسکے تہوڑا ہی عرصہ بعد وہ ملازمت سے علیحدہ ہوگیا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ بمنشاء خود کنارہ کش ہوا یا حکماً لیکن باعلیحدگی اوسکا باعث اوس ناکامی کی حقیقت تہی جو کریٹ اور اوس نازک موقعہ کے دوران میں جو محاربہ روم و یونان کے پیشتر حادث ہو رہا تہا جرمنی نے اپنے کل اقتدار سے ترکی کی حمایت میں بالکل خوب سا جانب اور برسر انصاف بھی کام لیا۔ روس نے بہی یونانیوں کی عملی مداخلت کے وقت سے معقول حد تک ٹرکی کی تائید کی اور محاربہ کو بند کرنیکی درخواست جن الفاظ میں بذریعہ تار سلطان المعظم سے کی تہی اوس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روسی گورنمنٹ کو اس امر کا بڑا خیال تہا کہ سلطان المعظم کو کسیطرح آشفتہ خاطر ہونیکا موقعہ نہ ملے زار نے از مقام سارسکوسیلو بتاریخ ۲۰ مئی ۱۸۹۷ء جو تار سلطان المعظم کی خدمت میں ارسال کیا اوسکی عبارت جو سرکاری طور پر شائع کیگئی تہی حسب ذیل ہے:۔

"اگرچہ کہ دوستی کے تعلقات اور ارتباط جو ہم دونوں میں موجود ہیں مجہکو ذات شوکت مآب شہنشاہی کے نہایت ہی شریفانہ خیالات کے پاس یہ التجا کرنیکی تحریک کرتے ہیں اور مجھے دل میں اس امر کی پختہ امید ہے کہ اب جنگ و جدال میں جو فتوحات حاصل کیگئی ہیں آپ ان فتوحات کی شان و شوکت کو اون امن پسند اور معتدل ارادوں پر صادقانہ قائم رہنے سے جو حضور نے آغاز محاربہ میں ظاہر کئے تہے فرماوینگے تو ذات شوکت سمات میری اس التجا اور امید کو بنظر استحسان دیکہینگے یونان میں اپنی افواج کی حرکت اور پیشقدمی کو فی الفور روکدینے اور قیام امن و انعقاد صلح کیلئے دول عظام کے بیچ بچاو اور ثالثی کو منظور فرمالینے سے جنابکی اعلیٰ عزت و وقعت میں جو اسوقت آپکو حاصل ہے اور بہی اضافہ ہوجائیگا اور ایسا کرنے سے آپ اپنی کامل عقلمندی کا کام کرینگے جسکو میں ذاتی طور پر ہمیشہ یاد رکہونگا آخر میں میں ذات شوکت سمات شہنشاہی سے التجا کرتا ہوں کہ میری کبہی نہ بدلنے والی اور دائمی دوستی پر یقین رکہیں۔ نکولس"

اس تار سے ہمارے ہموطن ترکوں کی دشمنی اور عداوت میں اسقدر غرق ہیں مبہوت ہوگئے اور ایکی متعصب طبیعتوں کو ایک عیسائی بادشاہ کا ایک مسلمان فرمانروا کو ایسے الفاظ میں مخاطب کرنا سخت ناگوار گذریگا وہ یہ سمجھے کہ بین الاقوامی پیام اور بالخصوص

ترکی فوج کی حالت اور طرز عمل دیکھنے کی بڑی تمنا تھی میں قسطنطنیہ کو روانہ ہو گیا میں اپنے سب سے بڑے بیٹے کو جو سولہ برس کا ہے ساتھ لیکر ۱۴ اپریل انگلستان سے روانہ ہوا۔ اور ارادہ تھا کہ براہ جرمنی و آسٹریا سالونیکا کو جو عثمانیہ افواج کا مرکز حرکات تھا جاؤں۔ راستہ میں ایک دن وانا ٹھیرا اس وہاں کونٹ گولوخوسکی وزیر خارجیہ آسٹریا و ہنگری سے ملاقات ہوئی نہایت دلچسپ گفتگو ہوئی۔ مشرقی مسئلہ کے ساتھ آسٹریا کو جیسا گہرا تعلق ہے۔ ویسا کسی اور یورپین طاقت کو نہیں قسطنطنیہ کا روس کے قبضہ میں چلا جانا آسٹریا ہنگری کی تباہی و بربادی کے مرادف ہوگا۔ یہ درست ہے کہ آسٹریا میں ایک ایسا فریق بھی موجود ہے۔ جو سالونیکا اور بوسینا و سالونیکا کے درمیانی ممالک کو قسطنطنیہ پر روسی قبضہ ہو جانیکے مقابلہ میں آسٹریا کیلئے کافی معاوضہ تصور کرتا ہے۔ مگر اُسے شاید یہ سوچنے کی کبھی تکلیف گوارا نہیں کی کہ سالونیکا تک بڑھنے کیلئے آسٹریا کو صرف مقدونیہ ہی نہیں بلکہ البانیا کو بھی فتح کرنا پڑیگا۔ اور یہ مسلم امر ہے کہ جو کوئی طاقت ان دونوں کو جو دنیا کی نہایت ہی جنگجو اور تند خو اقوام ہیں محکوم و مغلوب کرنے کی کوشش کریگی۔ وہ اس کام کو نہایت کٹھن بلکہ ناممکن پائیگی +

آسٹریا کے خطرات روس اگر قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے تو آسٹریا کی سلطنت اُس وقت تقریباً ہر طرف سے ترقی کنندہ قوم سے گھر جائیگی۔ اور روس کیلئے پہلے آسٹریا ہنگری کو ایذا پہنچانے کیلئے اور پھر اُس پر حملہ کرنے کیلئے بلغاریوں اور سربیوں سے کام لینا مشکل امر نہیں ہوگا۔ قبضہ قسطنطنیہ سے بحر و بر دونوں جگہ روس کی طاقت اسقدر بڑھ جائیگی کہ پھر وہ ہم اور پھر جزیرہ نما بلقان میں آسٹریا کے ہاتھ پاؤں بالکل بندھ جائینگے +

مزید برآں آسٹریا کا منتظرہ صدر فریق جو قسطنطنیہ کے بدلے میں سالونیکا حاصل کرنا فی تصور کرتا ہے۔ اور نیز انگلستان کے مہربان روس اہل پولیٹیکل پارٹی سے ایک اور بڑے حصہ کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ قسطنطنیہ کے قبضہ سے کل عثمانیہ فوج پر بھی اُس کا تصرف ہو جائیگا اور اسکے یہ معنے ہیں کہ تجربہ آزمائی اور اوصاف جنگی میں ترکی سپاہی کل دنیا میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اور کوئی قوم اس بارہ میں اُن کی برابری نہیں کر سکتی اگر یہ سپاہی اول درجہ کے یورپین افسروں کے زیر کمان ہوں تو اُن کو مغلوب کرنا ایک طرح سے قطعاً ناممکن ہے پس اُس پولیٹیکل و بحری اقتدار اور طاقت و استحکام کے علاوہ جو روس کو قسطنطنیہ کے قبضہ سے حاصل ہو جائیگا۔ اُسکی فوجی طاقت میں بھی اس قدر اضافہ ہو جائیگا کہ آسٹرین سلطنت کی زندگی بالکل اُسکے رحم و کرم پر منحصر ہو جائیگی اور اسیطرح ہندوستان کو متفقہ روسی و ترکی حملہ سے بچانا قریباً قطعی ناممکن ہو جائیگا +

گو چند نو عمر اور کم واقف شخص اس کی ایک جماعت اب تبادلہ کی پالیسی کی طرفدار ہے مگر آسٹریا کے حقیقی اور دوراندیش مدبر اُن منذکرہ صدر اندیشے اور خطرات کبھی ایک لحظہ کیلئے فراموش نہیں کرتے یہ درست ہے کہ ۱۸۷۶ء میں روس نے بوسینا اور ہرزیگوینا کا قبضہ دیکر آسٹریا سے ترکی پر حملہ کرنیکی اجازت حاصل کر لی تھی مگر قسطنطنیہ کے حصول کا مسئلہ پیش ہوا۔ تو آسٹریا نے اس بےنظیر دلاوری فوج کو اُس روسی فوج کی چنگل سے محفوظ رکھنے کیلئے جو ۱۸۷۸ء میں بمقام سان سٹیفانو خیمہ زن تھی۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی جسکی یہی خواہش تمنا تھی بڑے زور سے تائید کی +

۱۸۷۸ء اور ۱۸۷۹ء کے درمیان روس اور آسٹریا کے جو تعلقات آپس میں تھے اُنکی داستان ڈپلیسی کی تاریخ میں نہایت ہی عجیب و غریب

اور عجیب تحقیق ہے پرنس بسمارک نے حال میں جو راز اور سازشیں منکشف کی تھیں اُنمیں ایک ایسی پولیٹیکل سازش کا بھی پردہ فاش کیا۔ جو نہایت ہی بالیسانہ اور اس قابل ہے کہ ہمیشہ یاد رکھی جائے ۱۸۶۶ء میں جرمن چانسلر کو زار اسکندر ثانی کی طرف سے ایک خفیہ دستِ خاص لکھا ہوا خط موصول ہوا جسمیں زار نے گورنمنٹ آسٹریا پر متفقہ حملہ کر کے اسکی تقسیم باہمی کی یہ تجویز پیش کی کہ روس کو صوبجات گلیشیا آسٹرین پولینڈ اور کچھ مزید علاقہ ملے۔ اسکے بدل میں جرمنی جو علاقہ چاہتی ہے۔ اُسکی اطلاع دے۔ اس قدر اقتصاد کیلئے حجت یہ پیش کی گئی کہ جنگ کریمیا کو بس برس ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں روسی فوج کو کوئی جنگ نہیں کرنا پڑا۔ وہ بیکاری سے سخت اُکتا گئی ہے اور کام ملنے کیلئے کمال بیتابی ظاہر کر رہی ہے ٹھیک یہی حجت اور دلیل جنوبی افریقہ کو وحشی علاقہ) و قوم متابلی کے بادشاہ کسی بیچارہ اور امن پسند قبیلہ پر فوجکشی کرنیکیلئے پیش کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے نوجوان بہادر اپنی تیغوں کو خون سے رنگنے کیلئے بیچین ہو رہے ہیں۔

جرمن چانسلر کو خط بھیجنے کے علاوہ جرمن سفیر متعینہ سینٹ پیٹرزبرگ پرنس ریوس کی معرفت باضابطہ طور پر بھی یہ تجویز جرمن گورنمنٹ کے سامنے پیش کی گئی۔ پرنس بسمارک نے اس شیطانی تجویز میں شامل ہونے سے انکار کر کے پرنس ریوس کو جسنے اسکی تائید کی تھی۔ واپس بلا لیا۔ اسکے بعد تین سال تک پھر اس معاندانہ سکیم کے متعلق کچھ نہ سنا گیا اُسوقت پرنس بسمارک کو معلوم ہوا کہ روس نے آسٹریا سے سلسلہ جنبانی کر کے اُس سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ اور کہ اب روس آسٹریا کی تیاری سے ترکی پر حملہ کریگا۔ اس سازش کا کچھ علم غالباً لارڈ ڈربی وزیر خارجہ انگلستان کو بھی ہو گیا تھا۔ اور اسی علم کی وجہ سے اُس نے عام مشہور مراسلہ برلن سے جو ترکی کے نام لکھا گیا تھا۔ کچھ بھی تعلق رکھنے اور اُس میں دخل دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ترکوں کو بھی غالباً علم ہو چکا تھا کہ روس بہر حال لڑائی کرنیکا عزم بالجزم کر چکا ہے۔ اور وہ ضرور لڑائی کریگا۔ اور اغلب وجہ اسی علم کی وجہ سے ترکوں نے یورپین کانفرنس کی تجاویز کو مسترد کر دیا تھا اور لارڈ سالسبری جو ۱۸۷۷ء کے شروع میں اپنے مشن پر جسپر وہ قسطنطنیہ بھیجے گئے تھے۔ ناکام واپس لوٹے تھے۔

مظالم بلگیریا

متذکرہ صدر سازش اور قرارداد کے مطابق روسی ایجنٹوں نے بلگیریا میں فساد کرانیکا انتظام کیا۔ مگر چونکہ بلگیریا والوں کو حکومت سے کوئی شکایت نہ تھی۔ نظم ونسق عادلانہ اور ملک خوشحال تھا۔ یہ ایجنٹ بڑی مشکلوں سے فلپوپلی کے قریب ایک جگہ بلغاریوں سے بغاوت برپا کرا سکے۔ اس کے دوران میں عیسائیوں نے اپنے مسلمان ہمسایوں بالخصوص مسلمان عورتوں پر خوفناک اور مہیب مظالم توڑے جنکا لازمی طور پر کچھ عرصہ بعد ترکوں کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب ملا اور یہی روسیوں کی تمنا تھی چالاک روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ جنرل اگناٹیف نے سلطان عبدالعزیز شہید کو مشورہ دیا کہ بلغاری بغاوت فرو کرنے کیلئے مقامی ملیشیا طلب کیجائے اور فوج نظام کو بھیجنا فضول ہے سلطان نے اس بے بدلے مشورہ کو قبول کر لیا۔ اس سے زیادہ نامناسب اور بُری کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ مقامی ملیشیا میں زیادہ مسلمان بلغاری شامل تھے۔ اور عیسائی اور مسلمان بلغاریوں میں

سلہ یہ مشہور آفاق جرمن مدبر ۸۳ برس کی عمر میں ۳۰ جولائی ۱۸۹۸ء کو فوت ہو گیا اسکے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ کی دوسری جلد میں درج ہیں اور آسٹریا اور روس کی متذکرہ بالا سازش کی کیفیت بالوضاحت درج کر دیگئی ہے جو مترجم مؤلف سے لندن کا اخبار سٹینڈرڈ مورخہ نومبر ۱۸۹۸ء جس میں اخبار نو فرائی پریس کا اقتباس کیا گیا ہے ۔ مصنف

ویسی ہی سخت قسمی تھی جیسی کہ کریٹ کے عیسائی و مسلمان مقیم باشندوں میں مرتبہ ہو۔ اور اس قدیمی عناد کی حرارت ان مظالم سے جو
باغیوں نے ۱۸۷۵ء کے شروع میں مسلمان باشندوں پر توڑے اور زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

مسلمانوں نے شیطان سیرت و جفاکار باغیوں سے بدلہ لینا شروع کر دیا۔ جو بعض صورتوں میں بیشک ظالمانہ اور حد مناسب سے متجاوز تھا۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ وہ اُن مبالغہ آمیز بیانات سے جو انگریزی اخبارات نے مشتہر کئے بدرجہا کم تھا۔ ان اخبارات کے اکثر نامہ نگار نطیعہ روس کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ ان شخصوں نے بیان کیا کہ تیس ہزار بلغاری ہلاک ہوئے ہیں۔ حالانکہ کل تعداد دو ہزار کے قریب تھی۔ ان مبالغہ آمیز روایات سے ایک عظیم انگریزی فریق اپنی ناعاقبت اندیش اور کوتاہ بین فصیح و بلیغ سرغنہ اور گمراہ کنندہ رہنما یعنے مسٹر گلیڈسٹون کی بدولت انگلستان کے دشمنوں کے فریب میں آگیا۔ یہ محقق امر ہے کہ اس کل معاملہ کا بانی مبانی منصرم اور اس کے اخراجات کا متحمل روس ہی تھا۔

روسی مظالم وحشیانہ

مسٹر گلیڈسٹون اور اس کے رفقاء روس پر ایسے فریفتہ ہو رہے تھے کہ انہیں اُن کے جو انمردانہ جہاد اور اُس کی مہذبانہ مشن کی تعریف و توصیف کیلئے کافی الفاظ نہ مل سکتے تھے۔ اور شمال کی مقدس مہاتما صورت کی مدح و ثنا کیلئے اُن کو تعریفی جملے بکفایت دستیاب نہیں ہو سکتے تھے وہ دن رات اسی کا گیت گا رہے تھے اور زار کو خاص اوتار سمجھ رہے تھے۔ حالانکہ یہی زار اسکندر ثانی اپنی وزراء اور مشیروں کی اُن مدتہائے بیدار ظلم ناگفتہ و عام خونریزی سفاکی اور کشت و خون اور نہب و احراق اور انسانی مصیبت و تباہی کے عالمگیر جہنم کا جسمیں روسی حملہ پرٹکی نے جزیرۂ نما بلقان کو مبتلا کیا۔ باعث و بانی مبانی تھا۔ یہ تمام مصائب و مظالم اسلئے برپا کئے گئے کہ روس کے تشنہ خون انسان و حریص شہرت و ملوث سپاہیوں کو مطلوبہ فوجی شوق ناموری حاصل کرنے کا موقعہ ملے۔ یہی رنج جماعت اب رحمدل و نوعمر زار نکلس ثانی کو اسلئے ملعون کر رہی ہے کہ وہ اُن کو خوش کرنے کیلئے یورپ کو درہم برہم کرنے پر رضامند نہیں ہوتا۔

اس روسی جہاد سے امن دوست معصوم بندگان خدا پر جو تباہی۔ فلاکت خونریزی اور مظالم قبیحہ وارد ہوئے زمانہ حال کے کسی اور محاربہ میں اُس کا عشر عشیر وقوع میں نہیں آیا۔ جنگ سے پہلے بلگیریا اور مشرقی رومیلیا میں بیس لاکھ سے زیادہ مسلمان آباد تھے۔ اب صرف ساڑھے پانچ لاکھ ہیں۔ باقیماندہ تلوار کی گھاٹ اتار دئے گئے یا دوران مہاجرت و سفر سردی اور فاقہ کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ محاربہ کو لقمۂ سیف کا مل بیکسی کی حالت میں باقی ایشیا کوچک کیطرف دھکیل دئے گئے تھے۔ سلطنت روما کی تباہی یا ہون قوم کی نصف یورپ کی پامالی کے بعد اس براعظم کو ساکنین پر اتنک جسقدر مصیبتیں وارد ہوئی ہیں انمیں سے کوئی بھی کیا بلحاظ کمیت اور کیا بلحاظ کیفیت ان وحشیانہ مظالم کے مقابلہ پر کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ جو روسیوں اور بلغاریوں نے اُن مسلمانوں پر جو قابو آئے توڑے۔ سالم کے سالم دیہات مع باشندوں کے جلا کر خاکستر کر دئے گئے۔ اور اکثر صورتوں میں دہشت زدہ اور سراسیمہ بھاگتے ہوئے مسلمان مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو نوک سنگین آگ کے شعلوں میں دھکیل دیا گیا۔ صرف ایک جگہ کی یہ کیفیت ہے کہ ایک لاکھ مسلمان پناہ گزین قصبہ ہرمانلی کے قریب دریا مرتزا پر واقع ہے۔ جنوری ۱۸۷۸ء میں مقیم تھے جنکو بیاوف کی فوج سواران اور توپخانہ نے ان بیکسوں کو سلسلہ کوہ رہوڈوپ کے بیچ لبستہ وادیوں

کیطرح تکمیل پا گئیں یہ پانچ ہزار بھی جانبر نہو سکے۔ تاکہ ان بیانات کو مبالغہ آمیز نہ سمجھا جائے میں چند شہادتیں اثبوت ذیل میں درج کر دیتا ہوں اگر جگہ کی قلت نہ ہوتی تو میں ان سے کہیں زیادہ ثبوت درج کر سکتا تھا۔ مسلمان عورتوں کے ساتھ بالخصوص کمال وحشیانہ اور بہیمانہ سلوک کیا گیا۔ ہزاروں عورتیں دیہات سے جبراً لیجائی جا کر ان سفری چکلوں میں جو روسی فوج کے ساتھ تھے داخل کر دی گئیں۔

دوسرے مظالم جنرل سکوبلاف نے جنوری ۱۸۸۱ء میں شہر گوک تپہ کو تسخیر کرنے کے بعد ہر بالغ کو قریب تقریباً ایک لاکھ بے پناہ و ہر مان نصیب ترکی عورتیں اور بچے ایک وسیع کیمپ میں مقیم پاتا اس کے سوا اور توپخانہ کی گھڑ چڑھی فوج نے بعینہ اسیطرح جسطرح کہ چار برس بعد بمقام گوک تپہ روسیوں نے بارہ ہزار ترکمانی عورتوں اور بچوں کو کمال سنگدلی سے پختہ کھیت کیطرح کاٹ کر ڈھیر کر دیا تھا۔ ان بیکس بے یار بندگان خدا پر ٹوٹ پڑے۔ اور انکو تہ تیغ کی

سلوک گوک تپہ کی فتح اور تکی ترکمانوں کے کچھ حالات یہاں درج کر دینا نامناسب ہوگا۔ ان کے متعلق ایک انگریز سیاح جسنے ۱۸۹۰ء کے اخیر میں ترکستان کا سفر کیا حسب ذیل لکھتا ہے ہم ۲۲ دسمبر کو باکو سے روانہ ہو کر [illegible] اسی دن ۸ بجے شام کو اسٹیشن ٹرین پر سوار ہو گئے جو دن کو ۹ بجے گوک تپہ پہنچی۔ یہاں کے اسٹیشن پر ٹرین نے ایک گھنٹہ قیام کیا اور اس اثنا میں ہمنے شہر کی گشت کی۔ روسیوں کی فتح سے پہلے تکی ترکمانوں کے علاقہ کا صدر مقام تھا جسے روسیوں نے سخت معرکہ آرائی اور محاصرہ کے بعد جو موجودہ زمانہ کے مشہور واقعات میں شمار ہوتا ہے ۲۴ جولائی ۱۸۸۱ء کو فتح کیا۔ ترکمان یہاں سے نکلکر ایرانی علاقہ پر یورشیں کرتے رہتے تھے اور وہاں سے مرد وزن پکڑ لایا کرتے تھے۔ مرد بیچدوں کو پانی پر لگا دیتے جاتے۔ اور عورتیں حرم سراؤں میں داخل کی جاتی تھیں۔ جنرل سکوبلاف نے اسی ایک مہینہ کے سخت محاصرہ کے بعد فتح کیا تھا۔ ترکمانوں کا قلعہ اب تک موجود ہے۔ وہ ریلوے لائن سے کچھ فاصلہ پر شمال کی طرف واقع ہے اور بیقاعدہ مستطیل شکل کا بنا ہوا ہے۔ بیرونی دیواریں جو کہ چوڑی ہیں مٹی کی ہیں۔ اندر کیطرف سے انکی بلندی [illegible] فٹ اور باہر کیطرف حسب موقع ۱۵ سے لیکر ۲۰ فٹ تک ہیں۔ بیرونی دیوار کی بلندی میں ثابت قدم فصیل کی اونچائی بھی شامل ہے۔ خندق کے نشان اب تک کہیں کہیں موجود ہیں۔ جسے پایا جاتا ہے کہ وہ چار فٹ سے زیادہ گہری نہ تھی۔ بدوران محاصرہ ان دیواروں کے اندر ترکمان [illegible] کے خیموں میں رہتے تھے۔ انکا شمار معہ زن و بچہ سو ہزار تھا اور فوج نو ہزار کے قریب تھی۔ محصورین کو پانی ایک آبپاشی کی نہر کے ذریعہ قلعہ کے اندر پہنچتا تھا۔ یہ شمالی مشرقی گوشہ سے قلعہ میں داخل ہوتی تھی۔ روسیوں نے اسکو کاٹ کر محصورین کو پیاسا مارنا نہ چاہا کبھی کوشش نہ کی کیونکہ اس صورت میں وہ قلعہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے اور اسطرح سے روسی دلپذیر سزا دینے سے معذور رہ جاتے۔ ایام غدر کی محاصرہ دہلی کیطرح یہاں بھی حملہ آوروں کی تعداد محافظین سے کم تھی۔ روسی افسر کی ماتحت صرف تین ہزار فوج تھی اور محصورین کے پاس کم از کم اس سے چھ گنا زیادہ [illegible] کرنا پاتا اگر محصورین بھاگنے کی کوشش کرتے تو روسیوں کو ان کو باز رکھنا بالکل محال تھا۔ مگر اس کمی کے مقابلہ میں روسیوں کے پاس توپخانہ بہت تھا۔ روسیوں کی موجودگی سے ۵۶ توپیں اور تیرہ خمبارے قلعہ پر گولہ باری کرتے تھے۔ اور محصورین کے پاس صرف ایک پرانی ایرانی توپ تھی جو شمال مغربی دروازہ پر نصب کیگئی تھی۔ بنا بریں روسیوں نے گولہ باری کرنے سے اور جنوب مشرقی دیوار کو سرنگوں سے اڑا دینے پر انحصار کیا۔ پھٹنے والے گولوں کے کئی ٹکڑے ابھی تک قلعہ میں موجود ہیں۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ بہت سے [illegible] گولہ باری سے ترکمانوں کو سخت نقصان پہنچا۔ مگر انہوں نے حوصلہ بالکل نہ ہارا۔ محصورین نے تین دفعہ [illegible] روسیوں پر شب خون مارا۔ ۹ جنوری کی شبخون میں ترکمانوں نے روسیوں کی خندقوں ہی کو نہیں۔ بلکہ ایک مورچہ کو بھی جس پر تین توپیں نصب تھیں ان کے جھنڈوں سمیت لے لیا۔

ڈیلی نیوز کے نامہ نگار ہنگ کی طرف سے - ادرانہ - ٹوپل مورخہ ۳ جنوری ۱۸۷۸ء

فلپ پولی سے چورلی ستر میل ہے۔ ان ستر میلوں پر کامل تباہی پائی جاتی ہے۔ یہ ستر میل ہزاروں خاندانوں کو اسباب خانہ داری سے چھٹا ہوئے ہیں۔ یہ دہشت انگیز ستر میل ہر ایک قسم کی موت کے نظارہ اور کمال رقت انگیز وضع و ہیئت میں پڑی ہوئی مردوں کا مسلسل اور سخت ڈراؤنا منظر ہیں۔ ان بلغاریوں نے ایسا نہ اور ناقابل بیان ظلم و ستم کا ارتکاب کیا ہے کہ اُسکی ہیبت کے عشر عشیر کو بھی وہ لوگ جنہوں نے آنکھ سے نہیں دیکھا قیاس نہیں کر سکتے ۔

ترکی آبادی کی بھاگڑ روسیوں کو قریب پہنچے پر بلغاری دیہات سے جو مسلمان خاندان بتعداد کثیر جان بچا کر بھاگ گئے تھے - وہ اس جگہ جمع تھے۔ پلیونا سے لیکر فلپ پولی تک کے کل علاقہ کے مسلمان ہفتوں بلکہ مہینوں سے روسیوں کے جبر و ظلم سے بچنے کیلئے قسطنطنیہ کے محفوظ مامن میں پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اب اس نظارہ کو دیکھکر ہم پہلی مرتبہ ان خانہ ویران مسلمانوں کے مصائب کا کچھ قدر معلوم کرنے اور ان پناہ گزینوں کی کثیر التعداد کا جو سراسیمہ و ہراساں روسیوں کے آگے آگے بھاگے چلے جا رہے تھے۔ درست اندازہ کرنے کے قابل ہوئے ۔

کامل تباہی کا منظر فلپ پولی سے روانہ ہوتے ہی ہمیں نہ سے قبیلے ہوئے دہقانوں کی لاشیں دکھائی دینی شروع ہو گئیں۔ جن میں سے کئی دو دو تین تین ہفتوں کی معلوم ہوتی تھیں۔ اور بعض کے کپڑوں پر خون کے دھبے بالکل تازہ تھے سینکڑوں ایسے ترک پیر و جوان شہر کے رونق میں گرے ہوئے تھے جن کا کوئی والی وارث نہ تھا۔ برف پر جا بجا اس بات کے نشان موجود تھے کہ وہاں قیام کیا ہے۔ یہ نشان جوں جوں ہم آگے بڑھے گو زیادہ ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ تھوڑی دیر کے بعد سڑک اور اس کے متصلہ راستے اور پگڈنڈیاں اسباب و سامان سے بالکل مستور و مستور پائی گئیں۔ اور ہم کو پہاڑوں کی تمام مسافت پورے ۲۰ میل انسانی لاشوں چیتھڑوں اور پھٹے ہوئے کپڑوں کے بقچوں شکستہ ارابوں اور مردہ حیوانوں کی قطار در قطار میں سے گذرنا پڑا۔ عورتیں اور شیر خوار معصوم۔ بڈھے اور بچے سڑک کے کنارہ کنارہ برف میں نیم مدفون یا پانی کی ڈابروں میں نیم غرق کھیتوں میں پڑے ہوئے تھے۔ تقریباً تمام کے جسموں پر سبب گھاؤ اور ظلم و سفاکی کے نشان موجود تھے۔ اکثر عورتوں اور بچوں کے چہروں پر زندگی کی سرخی اور اُن کے ہاتھ پاؤں کے چمڑے پر گلابی رنگت ابھی تک موجود تھی۔ موت کی سفیدی ابھی چھائی نہ تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ سردی سے ٹھٹھر کر مری ہیں۔ وہ برف پر اس طرح خوشی سے لیٹے تھے کہ گویا خواب راحت میں ہیں۔ ان عورتوں اور بچوں کے دوش بدوش بیشمار پیر مردوں کی لاشیں تھیں جن کے

(بقیہ صفحہ ۶۹) اور ترکی میں بالکل ہندوستان کی پٹھانوں کی طرح ہیں ان کے نمبردار بیگ خان کہلاتے تھے جب سے روسیوں کا قبضہ ہوا ہے شاہ شینا کہلاتے ہیں۔ ترکمانوں اور اُن کے علاقہ نے اور توسیعات نے ترقی کی ہے مگر ایک امر میں وہ بہت متنزل ہو گیا ہے۔ زمانہ قدیم میں یہاں کے گھوڑے بہت مشہور تھے۔ اور جنوبی ہند میں اُن کی بڑی قدر ہوتی تھی۔ اور ہر سال وہاں یہ بتعداد کثیر بھیجے جاتے تھے۔ مگر اب ان گھوڑوں کی نسل تقریباً معدوم ہو گئی ہے کیونکہ تاخت و تاراج کیلئے انکی ضرورت ہوتی تھی جب ترکمانوں نے پیشہ چھوڑ دیا تو اُن کو گھوڑوں کی بھی احتیاج نہ رہی چنانچہ روسی فوج کیلئے بھی اب کوہ قاف و دریا وان کے علاقوں سے گھوڑے لائے جاتے ہیں ۔

چہروں پر موت کی حالت میں بھی وقار اور جلال ٹپک رہا تھا۔ وہ بالکل برہنہ لب سڑک پڑی تھی۔ اُنکی سفید ڈاڑھیوں پر خون کے لوتھڑے جمے ہوئے اور بیجان ماتھے چھاتیوں پر پڑے ہوئے تھے خندقوں کے گل آلود پانی سے چھپے چھپٹے ہاتھ پاؤں باہر نکلے ہوئے تھے۔ اور معصوموں کے پیارے پیارے چہرہ پر برف سی کچھ چپکی چپکی رہ گئی ہے۔ وہ ان کی طرف معصومانہ ادا اور حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اُن کسی طرح کا ملال یا افسردگی کے آثار نہ دکھائی دیتے تھے۔ وہ اُن کی شکلوں سے معلوم ہوتا تھا کہ ماؤں کی چھاتیوں پر ہی سردی سے اُن کی روح عالم بالا کو چلی گئی جن پر ستم رسیدہ ماؤں نے بحالم یاس و ہراس پاؤں گھسیٹتی چلی جا رہی تھیں بوجھ ہلکا کرنے کیلئے اپنے پیارے بچوں کی بیجان لاشوں کو برف میں پھینک دیا۔

جلاوطنی۔ فاقہ مستی۔ نہب و غارت اور قتل و خون

یہ بدبخت دہقان اپنے ٹوٹے پھٹے لباسوں میں جن کے پاؤں میں بھی چلنے کی سکت نہ رہ گئی تھی بھوکے پیاسے اور نیم برہنہ سفر کر رہے تھے۔ میلوں تک جہاں سڑک پر ان ارابوں کی ہی قطاریں جن پر انسان اور اسباب کچا پکچا بھرے ہوئے تھے۔ دکھائی دیتی رہیں۔ گاڑیوں پر بستر اور برتن چنے ہوئے تھے۔ عورتیں اور بچے گدھوں اور دوسرے جانوروں پر سوار ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ اور گاڑیوں کے پیچھے میلوں تک بدبخت بے اوسان اور نیم فاقہ مست ہزاروں خانماں برباد لڑکھڑاتے جا رہے تھے۔ خمیدہ پشت بیمرد اور بڑھیا عورتیں لاٹھیوں اور بیساکھیوں کے سہارے قدم ٹیک ٹیک کر چل رہی تھیں۔ مائیں شیرخوار بچوں کو چھاتی سے لگائے جس طرح بن پڑتا قدم اٹھاتی جا رہی تھیں۔ مگر مہینوں کی جلاوطنی۔ دن رات کے سفر۔ سردی کے غلبہ اور شیطانی سیرت بلغاریوں اور روسیوں کی تاخت کے دائمی خوف سے اُن میں ایک قدم چلنے کی سکت باقی نہ رہنے دی ہوئی تھی۔ میں اس اتم فلاکت کا سماں دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ مدد کروں تو کس کی۔ ایک سے ایک کی حالت واجب الرحم ہو رہی تھی۔ اور اُن کا شمار حد و حساب سے باہر تھا۔ دلیا عاجز اور شکستہ دل میں پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ میں ایک قطار کے پیچھے میل سوا میل تک ایک عورت کو دیکھتا رہا۔ جو اپنی دس سالہ مریض و نزار لڑکی کو سہارا دیکر لئے جا رہی تھی۔ لڑکی جو بالکل برہنہ پا تھی اور جس کے پاؤں برفباری سے متورم ہو گئے تھے۔ اپنے آپ کو سنبھالنے کے بھی قابل نہ رہ گئی تھی۔ رات قریب آچکی تھی۔ اور خنک ہوا جو ہمارے گرم کپڑوں میں سے بھی گذر کر ہمارے جسموں کو یخ بنا رہی تھی۔ اُس مظلوم و ستم رسیدہ لڑکی کے چیتھڑوں کو اڑاتی ہوئی اُس کے اعضائے جسم کو جو صرف مشت استخواں رہ گیا تھا برہنہ کر رہی تھی۔ اس وقت ماں کے دل پر جو صدمہ گذر رہا تھا اُس کا اندازہ کچھ وہی ٹھیک کر سکتی تھی نہ خوراک نہ شبانہ نہ کپڑے۔ ایسی حالتیں میں کہ یہ رات بسر کرنا کیا اِن نصیبوں جلی ماں بیٹی کیلئے یقینی موت نہ تھا۔ یہ ایک نظیر ہے اسی طرح کے بیشمار واقعات و مناظر کی جو ہماری آنکھوں کے سامنے گذرے۔"

ترکوں کے ساتھ ناقابل ضبط ہمدردی

کیا ایسی صورت میں درانحالیکہ میں کسی طرح کی مدد کر سکنے سے اتم مایوس اور قلق ما جرا تھا۔ میرے دل میں ترک سپاہیوں اور دہقانوں وغیرہ کے لئے نہایت ہی محبت و ہمدردی کا موجزن ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات تھی۔ دوسری صبح ہم موضع قرہ چشمہ سے روانہ ہوئے ہی تھے کہ پناہ گزین ترکوں کی خانماں بربادی کی ایک طویل قطار کا سہرا گاؤں کے بڑے بازار میں داخل ہو گیا۔

بلغاری خونخواری

اور تھوڑی دیر بعد وہاں ایسا نظارہ دیکھا جسے بیان کرتے ہوئے بھی دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ بلغاری بازار کو ایک طرف تین تین چار چار کی ٹولیوں میں جمع ہو گئے۔ اور جب تک کل قافلہ گاؤں میں داخل نہ ہو گیا۔ چپکے کھڑے رہے جب شکار انکے پھندے میں اچھی طرح پھنس گیا تو گولیاں شروع ہوئیں۔ سکتہ زدہ بدنصیبوں پر شکاری کتوں کی طرح جھپٹ پڑے اور اُن کا اسباب بلکہ گاڑیوں سے بیل بھی کھول کر لیجانا شروع کر دئے۔ ایک بڑھیا گدھا کھینچے جا رہی تھی اُس پر بستر لدے ہوئے تھے اور اوپر ایک خورد سال لڑکا بیٹھا تھا پانچ چھ شقیوں نے فوراً اُسکو آ پکڑا اور گرا کر بستر اُٹھا لئے۔ اور چشم زدن میں اُن کو آپس میں تقسیم کر لیا بوڑھے مرد اور عورتیں اپنے مال و اسباب کو کہ انکی ساری کائنات وہی تھی چھڑانے کو لپکے لیکن بے رحم بلغاری اُن کو ادھر اُدھر دھکیل کر سب کچھ اُڑا لیگئے بیچاروں نے خوف و دہشت سے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ اور عجب ہڑبونگ مچ گئی۔ قافلہ والوں نے جو پہلے آہستہ آہستہ چل رہے تھے قدم تیز کر دئے۔ اور بصد مشکل ان حرامیوں سے خلاصی کرا سکے۔ جب یہ کارروائی ہوئی اُس وقت جنرل گرہ کو بھی قصبہ کے پاس ہی موجود تھا۔

چیرہ دست شدہ لاشیں

لاشوں کی کوئی بھی کوئی کمی نہ تھی مگر اس گاؤں سے خاصکوئی تک تو اُن کا کوئی حساب و شمار ہی نہ رہا تھا جس گاؤں سے ہم گذرے وہ مردہ ترکوں کی لاشوں سے بھرا ہوا تھا جب ہم نے بلغاریوں سے دریافت کیا انکو کس نے قتل کیا ہے تو نہایت گرمجوشی اور بلبلانہ فخر و مباہات سے جواب دیا "ہم نے ہم اور ہمارے دوستوں نے"۔ خاصکوئی کے بازاروں میں ہم نے ترکی سپاہیوں کی جتنی کتنی لاشیں پتھروں اور اینٹوں کے ڈھیروں کے نیچے دبی ہوئی دیکھیں زخمی کرنے اور چلنے کو ناقابل بنا دینے کو بعد بلغاریوں نے اُن کو سنگسار کیا تھا۔

میں نے ایک ترکی خاندان سے دریافت کیا کہ تم کہاں سے آتے ہو۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمیں بلیونا چھوڑے پانچ مہینے ہو گئے ہیں تب سے ہم برابر سفر کر رہے ہیں۔ اور چونکہ گذشتہ ہفتہ حرمنلی کے قریب ایک بڑے کیمپ میں مقیم رہے تھے کئی ہفتوں سے ہمیں روٹی بلکہ کچھ بھی نہیں ملی اور صرف جانوروں کے گوشت پر جو بے سکت ہو کر سڑک پر گر پڑتے ہیں گذارہ کرتے ہیں پچھلے گاؤں سے جسقدر روٹی مل سکی میں نے خرید کر انکو دی جسے دیکھ کر انکی باچھیں کھل گئیں۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اس طرح کھانے لگے کہ گویا برسوں کے بھوکے ہیں اس خاندان میں پانچ متنفس تھے۔ ایک عمر رسیدہ باپ۔ ماں۔ ایک دس سالہ لڑکا اور ایک شیرخوار جو کسی کی پاس بھی تھی۔ اور انکے اسباب کی کل کائنات چند بوسیدہ لحاف اور ایک دیگچی گوشت ابالنے کی تھی۔

خاصکوئی سے پرے قدم قدم پر ہمیں پہلے سے زیادہ مہیب اور وحشت انگیز نظارے دکھائی دئے کہیں میاں بیوی ایک ہی کمبل میں دوش بدوش لیٹے ہوئے ہیں۔ اور قریب دو بچے برف پر گیند بنے ہوئے ہیں۔ اور سب کے سب بیجان ہیں۔ کہیں ۔۔ ضعیف بوڑھے پڑے ہیں اور اُنکے سر آدھے کٹے ہوئے ہیں۔ سڑک کے دونوں طرف جا بجا قافلوں کے مقام کرنے کے نشان دکھائی دیتے تھے جن سے اتنے ہی یہ بھی ثابت ہوتا تھا کہ مقام کرنیوالے بڑی جلدی اور افراتفری کے ساتھ روانہ ہوئے ہیں۔ ہر جگہ پڑا ہوا اسباب خانہ داری بکھرا ہوا تھا۔

تھیلوں تک ہم قالینوں بستروں، کپڑوں پر جو کیچڑ میں پڑے ہوئے تھے گذرے۔ حتّٰے کہ ہم سڑک کے ایسے حصہ پر پہنچ گئے جہاں پیچھوں، تکیوں، کمبلوں اور ہر قسم کے سامان خانہ داری کا سچ مچ فرش ہو رہا تھا۔ رفتہ رفتہ شکستہ ارابوں کی بھی کثرت شروع ہو گئی۔ اور جب ہم ترالی کے چھوٹے سے موضع میں پہنچے تو ہمیں اپنے سامنے سڑک کے دونوں طرف چھپڑ کا دامنی ایک جنگل دکھائی دیا جو دائیں ہاتھ دریا تک اور بائیں جانب دامن کوہ تک پھیلا ہوا تھا۔ ہم اس وسیع پڑاؤ کے وسط میں پہنچ گئے۔ بڑے بڑے بیش قیمت قالین اور نفیس پارچات کیچڑ میں سڑتے ہوئے اور روندے ہوئے پڑے تھے۔

تباہی جس کی نظیر نہیں

اس پڑاؤ کا نظارہ ایسا رقت انگیز اور اندوہناک اور ہیبت ناک حال سے پرُ تھا، اور مصیبت زدہ پناہ گزینوں کی مصائب تباہی کے حالات وہ ایسے موجب تھے کہ میں اُسے بیان کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہ پڑاؤ ایک رقبہ پر اسباب خانہ داری بکھرا ہوا تھا۔ یہ پڑاؤ دریا کے کنارے تین میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا تھا۔ عرض کہیں کم کہیں زیادہ تھا۔ اس وسیع رقبہ پہ بالکل پاس پاس کہ اس سے زیادہ قریب ہو نہیں سکتا تھا۔ ہزاروں گاڑیاں کھڑی تھیں اور ان کے بیل پاس بندھے ہوئے تھے۔ بیمار مویشی گاڑیوں میں ادھر اُدھر گشت کر رہے تھے ہر گاڑی کے قریب مردوں عورتوں اور بچوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ کل سطح پارچات، برتنوں، کتابوں اور بستروں سے مستور تھی۔ ایک سفید ریش معمر ترک بے جان لیٹا ہوا تھا۔ قرآن شریف اُس کے قریب کھلا پڑا تھا۔ اور اُس کا کل جسم خون سے چور گردن حلق کے زخموں سے بھرا ہوا تھا۔ منظر اتنا بُرا ہوا تھا یہ نظارہ دیکھ کر ہمارے جگر میں سوراخ سا ہو گیا۔ تقریباً چیتھڑوں اور کپڑوں کے تمام بقچوں میں شیرخوار معصوموں کی لاشیں لپٹی ہوئی تھیں یہ وسیع مرگھٹ اور میدان ہلاکت بلغاریوں کے گرد ہی اللہ پھرا ہوا تھا۔ جو عمداً گاڑیوں کو منتخب کرتے تھے اور سوتوں اور کل لحاف بستروں کو اُٹھا لیجا بے تھے یہ متن باہر اٹھے ہوئے تھے اور بستروں سے مردوں کو ٹھوکریں لگا کر پرے پھینک دیا جاتا تھا۔ یہ حرامی بدذات ایسے سپاہی تھے کہ گاڑیوں کے مردوں عورتوں اور بچوں کے سروں سے کھینچے ہوئے لیجاتے تھے اور ان لاشوں سے کچھ بھی توجہ نہیں کرتے تھے۔ تقریباً پانچ سو لاشیں علاوہ بیکسی کی حالت میں پڑی تھیں کی اس پڑاؤ میں پڑی تھیں گاڑیاں ۱۵ ہزار سے کم نہ تھیں۔ اور کم از کم ۵ ہزار معلوم ہوا ان چھکڑوں کے جن کو وہ سروں پر اُٹھا لیجا سکے کل مال و اسباب وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے گھنٹوں تک اسی ہیبت ناک نظارہ کے دیکھنے سے ہماری طبیعتیں سخت پریشان ہو گئیں اور ہم نے گھوڑوں کو تیز کر دیا کہ کسی طرح حرمنلی جلد جا پہنچیں مگر گاؤں کی دیواروں تک ہمیں برابر بے حرمت شدہ لاشیں ملتی رہیں۔

مسلمانوں کی معدومیت

یہ لوگ اپنے قیام گاہ سے سکوبیلاف کے سواروں کو سامنے کی وادی میں تیزا بیس وائیل پہنچتے دیکھ کر فرار ہوئے تھے۔ اس فرار کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہزار دو ہزار مسلمان دہقان ہلاک ہو گئے اور جو قدرے قلیل باقی ہیں۔ وہ پہاڑوں میں برہنہ تن و خالی شکم فاقہ و سردی کے مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ قریب و جوار کے باشندے بھی خوب مالا مال ہو گئے کیونکہ روسی سواروں کی پہلی باڑھ کا ابھی دھواں بھی صاف نہ ہوا تھا کہ وہ درندہ صفت انسان نما حیوان جس قدر بھی لیجا سکتے تھے لوٹ چکے۔ اور مال و اسباب سے سینکڑوں گاڑیاں بھر کر لے گئے۔

مسلمانوں کی اس کامل تباہی کو بیان کرنا فضول ہے ان کا واستہ تنگ کیا جاتا ہے۔ ۵ ہزار میں سے صرف چند ہزار اپنے اہل و عیال لیکر اپنے گھروں کو واپس ہوئے معلوم نہیں ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ لیکن تباہی سوائے بآسانی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ فلپ پولی انفرمنٹی کی سڑک پر دشت پہنچا دینے والے حالات کہلاتی ہیں گی۔

مجھے یہ خیال کرتے ہوئے سخت صدمہ پہنچتا ہے کہ خدا نہ کرے کہیں قسطنطنیہ کو جاتے ہوئے بھی مجھے راستہ میں ایسے ہی منظر دیکھنے پڑیں کیونکہ کچھ عرصہ ہوا بعض بے کس مسلمان پناہ گزینوں کی گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں ایڈریانوپل کے راستہ دن رات قسطنطنیہ کو جاتی رہی تھیں۔ ان لوگوں کو خوف و ہراس اور فلاکت نے ایسا بدحواس کر دیا ہوا تھا کہ جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم کہاں جا رہے ہو تو نوبت ہی نہ ہوتی کہ کچھ جواب دے سکتے۔ وہ صرف یہی جانتے تھے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سکے آگے بڑھ جائیں وحشت نے ان کو ایسا بے کس کیا تھا کہ اگر ایڈریانوپل کے بازاروں میں کبھی کسی کی گاڑی ٹوٹ جاتی تو وہ اُسے مع سامان وہیں خود آگے چلا جاتا تھا۔ اس وقت بھی جبکہ میں یہ لکھ رہا ہوں بازاروں سے بھرا ہوا ہے جو سردی بارش اور تاریکی میں بھی برابر لگاتار حرکت کئے چلے جاتے ہیں۔ اکثر تو بہت ننگے پاؤں پیدل ہیں۔ اور ہر ایک متنفس سر سے پاؤں تک بھیگا ہوا نیم کرختہ نیم مردہ بالکل بے سکت ہو رہا ہے۔ آندھی کا شور بجلی کی چمک اور بچوں کی چیخ کے ساتھ مل کر عجب وحشت خیز سماں بنا رہا ہے۔ افسوس ان بدنصیبوں کیلئے کسی طرح کی دستگیری اور امداد کی توقع نہیں"۔

ترکی آبادی کی بیخ کنی

اس امر کی یہ کہ ترکی آبادی ۱۸۷۷ء میں روسیوں کے قریب پہنچ جانے پر کیوں گھروں سے بھاگ جاتی تھی۔ اور روسیوں مدبلغاریوں کے ناہ آنے پر سردی اور بھوک کی سخت سے سخت تکلیف کو ترجیح دیتی تھی ناظرین کو مندرجہ ذیل چند واقعات کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگی۔

ترکی دہقانوں کا قتل عام

مسٹر ڈیوڈ کالورٹ (انگریزی قونصل متعینہ فلپ پولی) نے اپنے اعلیٰ افسروں کے حکم کی تعمیل میں موضع بٹوان اور سلوک کے متعلق خود ترکی پناہ گزینوں کی زبانی کل حالات قلمبند کئے تھے۔ ترکی کے متعلق جو بیضا جو انگلستان نے بہ سرکاری خط و کتابت شائع کی تھی۔ اُس میں قونصل بلنٹ کا بھی ایک خط مورخہ ۲۸ جولائی ۱۸۷۷ء مندرج ہے جس میں ترکی دہقانوں کی ناقابل اعتبار بےرحمی و سفاکی سے قتل کئے جانیکی شہادت دیتا ہے۔ یہ خط بکانزان تک پیو لکھا گیا تھا۔ موضع بٹوان کے تین پناہ گزین باشندہ خلیل ابوالحسین مصطفیٰ ابو عبداللہ و سلیمان ابو مصطفیٰ کے بیانات مسٹر کالورٹ نے حسب ذیل تحریر کئے۔

"پچھلے ہفتے ۲۰ جولائی کی صبح کو کاسکوں کے دو رسالے بٹوان میں پہنچے گاؤں کے اکابر روسیوں کی آمد کی خبر سنکر استقبال کو گئے۔ ہر با ضابطہ طور پر اطاعت گزینی کا اظہار کیا۔ کاسکوں نے گاؤں کا احاطہ کر کے باشندوں کو ہتھیار حوالہ کر دینے کا حکم دیا دوسرے دن دو اور رسالے کاسکوں کے پہنچے۔ وہ انہوں نے پھر گاؤں کا احاطہ کر لیا اس مرتبہ بیات ملحقہ کے دو تین ہزار

سلہ یہ موضع بٹوان دو سو گھروں کی آبادی ہے۔ باگیر پائیں سلوسی کی طرف جیٹر لوڈ سے تین گھنٹوں کی مسافت پر واقع ہے۔

سٹینڈرڈ کا نامہ نگار جو کرنیل ڈیوکس کی فوج کے ہمراہ تھا اور بلقان سے شمال کی طرف کے کل علاقوں میں اس گشت کو بھی شریک تھا، خوش اطوار عیسائیوں کی بدذاتی کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:

"میں دیگر حالات پر اسقدر لکھتا چلا گیا ہوں کہ "مظالم" کے متعلق لکھنے کیلئے بہت تھوڑی جگہ رہ گئی ہے۔ ناظرین "مظالم" کا لفظ سنکر چونک پڑیں۔ میں نے بطریق مبالغہ یہ لفظ نہیں لکھا۔ دنیا میں آج تک کسی قوم نے کہ امریکہ کے سرخ اندام وحشیوں نے بھی بے پناہ اور بھاگتی جاتی آبادی سے کبھی ایسا قبیح ظالمانہ برتاؤ نہیں کیا۔ جیسا کہ بلغاریوں نے ترکوں سے کیا ہے۔ یہ شقی القلب علانیہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ بلغاریوں نے وہ حرکات کیں جن کی مثال پہلے کبھی عنقا موجود نہ تھا۔ عیسائیوں نے صرف خونریزی کے شوق اور لوٹ کھسوٹ کی طمع سے بے بس ہو کر اپنے ہمسائیوں پر حملے کئے تھے۔ جن کو انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ اب بالکل بے پناہ ہیں۔ اور اپنا کچھ بچاؤ نہیں کر سکتے۔ اس گاؤں کے ایک شراب خانہ میں جب میرا قیام ہو گیا۔ تو وہاں ایک بلغاری اپنا شمشیر دوسروں کو دکھا رہا تھا۔ اور یہ کہہ رہا تھا "پچھلے دنوں میں بندوق لیکر باہر پھرا کرتا تھا۔ مگر یہ اس سے بہتر ثابت ہوا ہے۔ میں دس مسلمان قتل کر چکا ہوں۔ میں نے انہیں بکروں کی طرح ذبح کر ڈالا"۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی سفاکی اور درندگی ہو سکتی ہے۔ شمالی بلگیریا کے مسلمان بیشک بکروں کی طرح ذبح کئے گئے تھے۔ مگر انہوں نے عیسائیوں پر کسی طرح کا ظلم نہ کیا۔ بلکہ جب گئے اور فرار کے وقت بھی جیسا کہ خود بلغاری تسلیم کرتے ہیں ہر ایک چیز کی قیمت ادا کر دیتے تھے۔ روسیوں کو بلغاریا میں داخل ہوئے دو مہینے ہو چکے ہیں۔ اور اب تک کسی ترک کی طرف سے کوئی زیادتی ہونے کی ایک بھی شکایت نہیں سنی گئی۔ ایک روسی افسر نے ایک راہگذر بلغاری دہقان سے دو فیل مرغ چار آنوں کو خرید کئے پھر اس سے دریافت کیا "کیا تم اپنے ہم مذہب بھائیوں کے آنے سے خوش نہیں"۔ بلغاری نے بلا رو رعایت صاف صاف جواب دیا "ہم ابھی یہ دیکھ رہے ہیں کہ آیا تمہارا برتاؤ بھی ہم سے ویسا ہی اچھا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ترکوں کا تھا"۔"

ٹائمز کے نامہ نگار نے جو اس اپریشن میں گورکو کے ساتھ رہا تھا۔ بتاریخ ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء گورکو کے کمپ جو بلقان کے جنوبی علاقہ میں نصب تھا حسب ذیل تحریر کیا:-

"اس محاربے کو تہذیب سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ ابتدا تا انتہا مظالم کا مجموعہ ہے۔ روسی سپاہی ترکوں کو ناپاک ترین حیوان تصور کرتے اور انہیں قتل و ہلاک کرنا ثواب میں داخل سمجھتے ہیں۔ بلغاری بھی جہاں تک ان کا بس چلتا ہے فرق نہیں کرتے۔ پرنس ویک ٹینسٹن جب میدان جنگ کی گشت کرتا ہے۔ تو یہی پکارتا واپس آتا ہے "بلغاری مجروح ترکوں کو قتل کر رہے ہیں"۔ بعد ازاں جب میں میدان صاف ہو گیا تو بلغاریوں کو مقتول ترکوں کی لاشوں سے کپڑے وغیرہ اتارتے دیکھا۔ نیک بخت رحیم مزاج عیسائی خاتونیں جب سنتی ہیں۔ کہ کچھ ترک اسیر کئے گئے ہیں۔ تو وہ کمال متانت کے ساتھ اپنی گردنوں پر ہاتھ پھیرتی ہیں۔ اس اشارہ کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اسیروں کو قتل کر دو۔ بھلا بتاؤ ایسی شریف خاتونوں کو دیکھ کر کسی انسان کے بدن پر جس میں کچھ بھی خوف خدا اور انسانیت کا ایک ذرہ بھی ہو کیوں لرزہ نہ چھا جائے۔ اور ایسے مردوں کو شجاع

ایسا ہی سلوک کریں۔ تاکہ انگلستان میں مظالم ترکی کا جو غلغلہ مشغول ہو رہا تھا اور جس نے روسی طرح دھوم کو خوب کام دیا تھا۔
جو بیتابانہ ہے۔ اکتوبر۔ نومبر اور دسمبر ۱۸۹۵ء کے مظالم آرمینیا وحشت انگیزی اور تعداد دونوں لحاظ سے ان مظالم کے
سامنے جو عیسائی سپاہیوں نے ۱۸۷۶ء میں جزیرہ نما بلقان کے مسلمانوں پر کئے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ تاہم یہ بھی
سرکاری مراسلات اور کاغذات مظہر ہیں کہ بعض بعض مقامات میں ارمنی مظالم "بلغاری مسلمانوں" اور "چرکسوں" نے شروع
کئے تھے۔ اگر ایسا ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ کیونکہ روسی جور و ستم اور ظلم و جفا کے انہی دونوں قوموں کے مسلمان آماجگاہ بنے تھے
نیرنگی قسمت سے دونوں واقعات میں بیگناہ اور معصوم مظالم جفاکاری کا برابر نشانہ بنتے ہیں۔ بلقان میں پہلے مسلمان
پھر عیسائی اور بالآخر مسلمان۔ ایسا ہی جور و جفا اور کشت و خون کا آماجگاہ بنے۔ گو ہمارا آرمینیا میں پہلے مسلمان اور پھر عیسائی
بہت بڑے پیمانہ پر قومی و مذہبی تعصب کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر دونوں صورتوں میں اصلی محرک اور باعث یکساں تھے۔
یعنی اسی مقدس ملکی جنگی حکومت روسیہ کی خواہش۔ اور یہ اصول اور مستقل عزم طمع و حرص جو ایک طرف قسطنطنیہ کی طرف اور دوسری طرف
ہندوستان کی طرف جانا چاہتا ہے [illegible] بن پڑے لگاتار پیشقدمی کرتے رہنے کی پالیسی کو کبھی ایک لحظہ کیلئے نظر انداز نہیں کرتی۔ دونوں
صورتوں میں اپنا کام کر رہی تھی۔

روسی ڈھنگ

بلغیریا اور آرمینیا میں روس نے جو ڈھنگ اختیار کئے اُن میں اور نیز اس تدبیر میں جس سے
دونوں صورتوں میں انگلستان کی عام رائے کو دھوکہ و فریب دیا گیا ہے۔ عجب مشابہت تام
پائی جاتی ہے۔ مگر خوش قسمتی سے آخر الذکر صورت میں دیگر بدمست اقتدار [illegible] نے حائل ہو کر ٹرکی کو بلا واسطہ اور براہ راست
روسی فتح کشتی سے بچا لیا۔ اور اس طرح سے انگریزی قوم کے تعصبات اور انگریزی پالیسی کی بے توفیقیوں کے اثر بد کی چیرہ دستی [illegible]

اور بچوں کی لاشیں ایک کوئیں میں دیکھیں۔ ان کی تعداد ہم درست نہیں بتا سکتے۔ کیونکہ ہم نے انہیں نکلوا کر نہ گنا تاہم وہ بالضرور
بہت سی تھیں۔ اور میری رائے میں اس [illegible] کا بیان بالکل درست تھا۔ جو کوئیں تک ہمارے ساتھ
آئی تھی۔ اُس نے بتایا کہ یہاں بارہ یا پندرہ عورتوں کی لاشیں پھینکی گئی تھیں۔ واپسی کے وقت ہم نے سوا سو سے زیادہ لڑکوں
کی لاشیں دیکھیں۔ یہ سب کے سب سنگین و تلوار یا یکبارگی گولی مار دینے سے ہلاک کئے گئے تھے ان کے متعدد ڈھیر لگے ہوئے تھے۔
ایک ڈھیر میں چالیس اور ایک میں پچاس لاشیں تھیں۔ وہ تین چھوٹے چھوٹے ڈھیروں سے علاوہ تھے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ کمال بےدردی
اور سفاکی کے ساتھ قتل کئے گئے تھے۔ ان میں کئی نہایت ہی بوڑھے بھی تھے۔ شب گذشتہ ترکی سواروں کی ایک جماعت کل علاقہ میں کامیابی کا گشت
کر کے واپس آئی۔ وادی [illegible] کے موضع [illegible] میں انہیں [illegible] ملے۔ جنکو بلغاری جو ترکی سواروں کے قدم دبا کر بھاگ گئے تھے
زندہ چھوڑ گئے۔ مگر [illegible] سب کی سب کٹ گئے [illegible] وہاں اُس نے دو ہزار سے زیادہ ترکی عورتیں اور بچے پائے۔ ان سب نے بزبان بیان
کیا۔ کہ گذشتہ دس پندرہ دنوں میں یعنی جب کہ شہر بلغاریوں کے تصرف میں آیا ان عورتوں نے ایک جوان عورت یا لڑکی کو ہمراہ سلامت نہ چھوڑا اور باقی [illegible]
کو پہاڑ [illegible] ساتھ لیکے کل شہر میں ایک سر تک [illegible] کر روانہ [illegible] منتقل کر دئے گئے تھے۔

تلافی ہو گئی۔ اور یہی نہیں کہ ٹرکی کی سلامتی ہی مخدوش نہ ہونے پائی۔ بلکہ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کے مقبوضات ایشیا بھی معرض خطر میں پڑنے سے سلامت رہے۔

مندرجہ بالا سطور میں میں نے اصل مطلب سے بہت گریز کیا ہے۔ مگر ناظرین کو واقعات کی حقیقی رفتار اور اُن کے اثر کا درست اندازہ کر سکنے کے قابل بنانے کیلئے یہ گریز ناگزیر تھا۔ اب میں پھر آسٹریا کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ۱۸۷۶ء میں روس نے بوسینا اور ہرزیگوینا کے وعدہ سے آسٹریا کو متفق کر لیا تھا۔ اور اس سے ٹرکی پر حملہ کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ رومانیا نے اس حملہ کے برخلاف مدد ملنے کے لئے آسٹریا سے فضول التجائیں کیں۔ آسٹریا کی حسِ انصاف پر طمع غالب آ چکا تھا۔ اس نے شنوائی نہ کی اور غریب رومانیا کو مجبور و ششدر کر کے روس کو اپنے علاقہ سے گذرنے ہی کی اجازت نہ دینی پڑی۔ بلکہ جب بمقام پلیونا پہلی مرتبہ ہی اسلامی پہلوان عثمان پاشا سے منہ کی کھانے پر روسیوں کے چھکے چھوٹے اور اُن کی حالت نہایت نازک ہو گئی تو اُسے اپنی کل فوج بھی اسی ظالم کے حوالہ کر دینی پڑی۔[1] روسی سلسلہ ہائے آمد و رفت اور اس کی فوج کا جناح یسار بیسارابیا سے لیکر رومانیا۔ بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کے بیچوں بیچ سان سٹیفانو تک پھیلا ہوا تھا۔ اور آسٹریا بآسانی تمام جس موقعہ پر چاہتی وہیں اس پر مہلک حملہ کر سکتی تھی۔ مگر قرار داد باہمی کے مطابق وہ خاموش رہی۔ اور اُس نے کوئی مخالفانہ حرکت بھی نہ کی لیکن جب قسطنطنیہ کے دروازہ پہنچ گئے۔ اس وقت آسٹریا سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور اُس نے روس کو مزید پیشقدمی سے باز آ جانیکی اطلاع کر دی۔

روسیوں کی دوسروں کو اندھا اور احمق بنانے کی کوششیں

جون ۱۸۷۸ء میں بمقام برلن تمام پیچ فاش اور کل راز منکشف ہو گئے۔ کل مشرقی رومیلیا کی سیاحت کرنے۔ اور ایڈریانوپل۔ فلپ پولیس۔ صوفیا۔ اور سلسلہ رہوڈوپ کے ساتھ ساتھ جسقدر روسی افواج مقیم تھیں اُن کی بیچ کمزوری کو بچشم خود مشاہدہ کرنے کے بعد میں فلپ پولیس اور صوفیا کو روسی تصرف میں نہ جانے دینے کی حتی الامکان کوشش کرنے کیلئے برلن گیا۔ روسی کل دنیا کو احمق اور اندھا بنانے کی چال کمال بیباکی اور جسارت کے ساتھ چلے۔ انہوں نے فوج امپیریل گارڈ اور تقریباً ہر ایک سپاہی اور توپ جس کی گنجایش نکل سکتی تھی۔ سان سٹیفانو کو جو قسطنطنیہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے بھیج دی۔ اور پھر تمام یورپین سفارتوں کے جنگی اتاشیوں کو روسی "فوج ہراول"!!! کے پریڈ اور جائزہ دیکھنے کے لئے مدعو کیا۔ یہ ہراولی فوج بے شک بڑی شاندار تھی۔ اس میں نفیس و عمدہ توپخانہ کے علاوہ پچاس ہزار چیدہ روسی فوج موجود تھی۔ مگر در حقیقت ہراولی فوج ہی کل روسی فوج تھی۔

[1] روسیوں نے پہلے سفارت تمام پرنس چارلس رومانیا کے پیشکش کو مسترد کر دیا تھا۔ مگر جب عثمان نے چھکے چھڑا دیئے۔ تو خود پرنس مذکور سے بالحاح تمام امداد کی تاکید سے التجا کی۔ مفصل حالات کے لئے دیکھو محاربات پلیونا۔

اور یہی کل عساکر روسیہ کی کائنات تھی۔ انڈیا نوپل میں کل چار ہزار اور فلپ پولیس میں تین ہزار سے بھی کم روسی سپاہی موجود تھے۔

ابتدا ہی سے روسی افواج کی قلت تعداد کو مخفی رکھنے کی بڑے اہتمام سے کوشش کی جاتی تھی۔ پرنس گورچاکاف (متوفی وزیر خارجہ روس) کے داماد کونٹ سٹولوپن نے جو رومیلیا کا گورنر جنرل بنایا گیا ہوا تھا۔ خود اپنی زبانی مجھے بتایا کہ بلغاریہ کی اہم چوکی میں جو سلسلہ رہوڈوپ کے کنارہ پر واقع تھی۔ تین پلٹنیں مقیم ہیں۔ مگر درحقیقت وہاں صرف دو کمپنیاں موجود تھیں۔ فساد رہوڈوپ کی تحقیقات کے لئے ایک مشترکہ دول کی کمیشن مقرر ہوگئی تھی میں نے وہاں اس کمیشن کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ میز پر صرف تین روسی افسر موجود تھے۔ میں نے پریسیڈنٹ سے کہا "میرے خیال میں تمہارے اکثر ساتھی بعد ہی چوکی کے فرائض کی تعمیل پر گئے ہوئے ہیں" اُس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا "نہیں صرف ایک غیر حاضر ہے"۔ اس کے معنے یہ تھے کہ وہاں صرف دو کمپنیاں موجود ہیں۔ کمیشن ایک روسی میجر کے زیر اہتمام تھی۔ اس نے میز کے نیچے سے اپنے ساتھی کو ٹھوکر لگائی۔ مگر سکوت کے پریسیڈنٹ کی بجائے وہ ٹھوکر مجھ کو لگی میں یا تو بلند نفس ہوں اور جہاں تک میری ذات کا تعلق تھا۔ تمام اعداد وار ہی کا علم ہوگیا۔ اور پھر مجھ سے کسی بات کے چھپانے کی کوشش نہ کی گئی۔

لارڈ بیکنسفیلڈ کو روسیوں کی کمزوری بخوبی معلوم تھی اور وہ جانتا تھا کہ روسی فوج مقیم یورپین ترکی پر نہایت آسانی سے مہلک حملہ ہوسکتا ہے۔ بنا بریں اس کی بڑی خواہش تھی کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ہیچ کاری ضرب لگائے اس ضرب سے روس کم از کم پچاس برس کیلئے بے دست و پا ہو جاتا۔ اور غالب یہ تھی کہ ہمیں آدمیوں اور روپیہ کا چنداں نقصان اُٹھانا پڑتا۔ مگر بدقسمتی سے اسی کے ساتھی وزراء کے حصہ کثیر نے جنگ کرنا دانائی نہیں اور نہ ہی مناسب اُن اغراض و مفاد کی نگہداشت جو معرض خطر میں تھے۔ اس نادر مثال موقعہ کی لا انتہا قدر و منزلت اور توقف و درنگ کے خطرات کے سمجھنے کی قابلیت نہیں دیا ہوا تھا۔ اس اتفاق رائے نہ کیا اور اُسے اپنے عزم سے دست بردار ہونا پڑا۔

محمد علی[1]

برلن کانگریس میں اعلیٰ ترکی نائب السفیر محمد علی تھا۔ وہ ایک قابل انسان تھا جنرل ... اور واقفیت اور وسعت معلومات میں اس زمانہ کے اکثر ترکی پاشاؤں سے بہت افضل تھا۔ وہ وادی لعم کی فوج کا کمانڈر رہا تھا۔ اور وہاں اُس نے روسی فوج کو جو زارویچ (ولی عہد) کے زیر کمان تھی۔ تین پے در پے شکستیں دیں۔ قراحسن کوئی اور ... کوئی کی لڑائیوں میں محمد علی نے روسیوں کا خرگوش کی طرح تعاقب کیا۔ وہ زارویچ کی فوج کا تو کام تمام کرنے ہی والا تھا کہ محمود داماد پاشا سلطان کے بہنوئی کی مصلحت بینی سے جو اس محاربہ کے دوران میں ترکی کے حق میں فرشتہ رحمت کا کام دیتا رہا تھا واپس بلا لیا گیا۔ میں محمد علی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کی تربیت

---

[1] یہ بعد میں ... شہادت ہوا

غالیپولی اور پیرس کے سامنے لنگر انداز ہوجاتے۔ اور اس وقت جبکہ یونانی بچشم خود ان جہازوں کو ایتھنز کی بلندیوں سے مشاہدہ کررہے ہوتے۔ بادشاہ سلامت یوں نغمہ سنج ہوتے "میں نے اپنی طرف سے تمہاری مدد کیلئے پوری کوشش کی۔ میں بذات خود مدد کو جانے کو تیار تھا۔ اور اگر ہمارا دشمن یورپ حائل نہ ہوجاتا جو وحشی و ظالم ترکوں کی حفاظت کررہا ہے۔ تو آج ہم قسطنطنیہ کی سڑک پر سوار ہوتے۔"

انگریزی جہالت کا سبب

انگریزی وزراء نے مناسب اور بروقت کارروائی کرنے کے دو اور بہترین موقعے بھی ہاتھ سے کھو دئے۔ پہلا موقع یہ تھا کہ کرنیل واسوس کی فوج کو جزیرہ میں اترنے سے پہلے راستہ میں روک دیا جاتا۔ دوسرا یہ تھا کہ یونان کا کامل بحری محاصرہ کرلیا جاتا۔ جس وقت یونانی گورنمنٹ نے اپنی فوجیں جمع کرنی شروع کیں۔ تو آسٹریا نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ ایتھنز کے بندرگاہ پائرس اور تھیسلی کے بندرگاہ وولو کا محاصرہ یونانیوں کو تھیسلی میں فراہمی و اجتماع افواج سے روکنے کیلئے کافی تھا۔ کیونکہ ایتھنز سے تھیسلی کو جو خشکی کے راستے جاتے ہیں وہ طویل اور دشوار گذار ہیں۔ مگر ان موقعوں کو وقت بھی وہی تذبذب دامنگیر ہوگیا انگریزی پبلک نے اور یہ مستقل بحثی جس نے اس سے پہلے بھی مکمل کرنی کارروائی بند کرادی تھی۔

ہماری اس بدیہی کمزوری اور بلا اشتباہ تذبذب سے یورپین گورنمنٹوں کو سخت آزردگی ہوتی جس آزردگی کا اس طرح سے اظہار کیا گیا کہ براعظمی[۱] اخبارات کے حصہ کثیر نے انگریزی وزارت کی پالیسی پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کی۔ اور وزارت انگلشیہ کے اس شش و پنج اور اہمال کو جس سے ممالک غیر سخت متعجب ہورہے تھے۔ خود لارڈ سالسبری کی بجائے اس کے رفیق وزرا کی طرف منسوب کیا۔ ہم انگریز ممالک غیر کی ایسی نکتہ چینیوں کو عموماً غیر منصفانہ بلکہ بے بنیاد قرار دے کر ان پر بہت خفگی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ہماری غلطی ہے۔ ہمیں یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ کہ انگریزی قوم کی نسبت براعظمی اقوام جنگ وجدال کے خطرات اور مصائب سے بدرجہا زیادہ واقف ہیں۔ اور بنابریں وہ کسی ایسی کمزوری یا تذبذب یا لیت ولعل سے جو آتش جنگ مشتعل کرادینے کا باعث ہوسکتا ہے بہت فوری اور اسپر خفگی ظاہر کرتی ہیں۔ تعلقات بین الاقوامی کی وسیع وقعت اور معاملات خارجیہ سے انگریزی اخبارات اور انگریزی مدبرین و سیاسیوں کے حصہ کثیر کی حیرت انگیز ناواقفیت کا باعث بھی یہی لاعلمی اور ناتجربہ کاری ہے۔ براعظمی اقوام کو تلخ تجربہ سے بخوبی معلوم ہوچکا ہے۔ کہ خارجیہ معاملات ان کے لئے کیسی اہمیت اور ضروری منزلت رکھتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ زمانہ رفتہ اور لسانی ہمدردی و انسانی براعظمی اخبارات اور براعظمی پبلک پر ویسا اثر نہیں ڈال سکتیں جیسا کہ انگریزی خیالات اور حلقہ عام پر۔ ہالی فرانس و جرمنی و آسٹریا کے احساسات کی رہنمائی ان ملکوں کے مادی اغراض و مفاد اس سے بدرجہا زیادہ کرتے ہیں جتنی کہ انگلستان کے خلقی اغراض وہاں کے باشندوں کے

۱؎ یعنی براعظم یورپ کے ان ممالک کے اخبارات جو چاروں طرف سے پانی سے نہیں گھرے ہوئے اور ان کی کوئی نہ کوئی جانب دوسرے ملک سے ملتی ہے۔ بالفاظ دیگر برطانیہ کلاں اور آئرلینڈ کے سوا جو دونوں جزیرے ہیں۔ باقی تمام ملک یورپ کو براعظمی ملک کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

اہالی جزیرہ نے اس وقت یہ سمجھ لیا کہ یورپ سچے دل سے ان کی بہتری کا خواہاں ہے تو وہ سلطنت گورنمنٹ سے بالکل مطمئن ہو جائینگے۔
کونٹ نے مجھے یورپین پالٹیکس اور اس کی موجودہ سیاسی حالت کا نہایت دلچسپ خاکہ کھینچ کر بتایا۔ سیاسی معاملات میں اس کے خیالات وسیع ہیں۔ ان میں وہ پوری دستگاہ رکھتا ہے اس کی باتوں سے پایا جاتا تھا کہ وہ حالت موجودہ کو تشویشناک نہیں کرتا۔ اور ٹرکی کی بہتری [illegible] خیالی سے محفوظ ہے۔ آسٹریا کی نسبت کہا کہ یہاں کی عام رائے انگلستان کے حق میں نہایت ہی دوستانہ ہے اور اگر انگلستان کی پالیسی صاف اور غیر متذبذب ہو تو آسٹریا بخوشی تمام ہر معاملہ میں انگلستان کے ساتھ شریک ہے۔ ان دونوں ملکوں کے اغراض جیسے کچھ آپس میں متشابہ ہیں [illegible] پوشیدہ نہیں۔ جرمنی کے متعلق کونٹ جیسا کہ طبعی طور پر ہونا بھی چاہیئے تھا ساکت رہا۔ لیکن مجھے اس سے کبھی [illegible] صاف مقولہ سے نہیں بلکہ اس کے انداز گفتگو سے مستحق ہو گیا کہ روس جرمنی اور آسٹریا کے قیاصرہ میں اتحاد موجود ہے۔ اور کو غرض حقیقت بالکل منفرد ہے شروع سے لیکر آخر تک تمام ملاقات میں کونٹ نہایت خوش اخلاقی اور نوازش مروت سے پیش آیا۔ پیلس سے اُس نے اس قسم کے کئی سوال کئے کہ تمہیں استعمال [illegible] کہاں تک علم ہے اور [illegible] رخصت ہونے کے وقت آپ انگریزی میں گڈ بائی (الوداع) کہا اور دعا کی کہ سفر میں خوش قسمتی ہماری رفیق ہے اور ہم خوب سیر کر کے تماشا کریں۔

پروفیسر آرمینی اس ومبیری

سولہ [illegible] ہم لوگ انگریزی سفیر متعینہ وائنا سے ملاقات کرنے کے بعد ہم ڈینیوب کے راستے [illegible] وائنا سے بوداپسٹ کو روانہ ہوئے [illegible]

یہ راستہ نہایت ہی خوشگوار اور دلفریب ہے۔ جا بجا گونا گوں مناظر اور مختلف الالوان نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ جہاز بھی بہت ہی آرام دہ تھا۔ یہ دریائی راستہ وقت کے سوا اور ہر معاملہ میں ریلوے سفر پر فوقیت رکھتا ہے۔ جہاز صبح کے سات بجے وائنا سے چل کر شام کے سات بجے بوداپسٹ پہنچتا ہے۔ پس جو شخص ایک سالم دن کی گنجایش نکال سکتے ہوں۔ انہیں ہر طرح دریائی راستہ کو ترجیح دینا واجب ہے۔ ہنگری کے لاٹ پادری کے مسکن کا نظارہ جس کا درخشاں قلعہ میں برلب ڈینیوب ایک بلند چٹان پر واقع ہے نہایت ہی دلکش اور حیرت انگیز ہے۔ اس کے ماسوا اور ہزاروں خوشگوار اور شاندار نظارے آنکھوں کو طراوت اور روح کو تازگی و فرحت بخشتے ہیں۔ رات ہم نے بوداپسٹ میں بسر کی۔ اور اپنے قدیمی دوست بوداپسٹ کے مشہور آفاق پروفیسر آرمینی اس ومبیری سے طویل اور کمال دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ کل یورپ میں کسی شخص کو

١ اس خالص محب اسلام و مسلمین کی اکثر تقریریں بیست سالہ عہد حکومت میں صحیح ہیں۔ اہالی ہنگری کو ترکوں سے باوجود مغائرت مذہب ہم قوم و ہم نسل ہونے کی وجہ سے خاص الفت اور اصلی تعلق ہے۔ اس کی مفصل کیفیت تاریخ خاندان عثمانیہ میں تحریر کر چکا ہوں لیکن پھر بھی اس موقع پر اس قوم اور اس کے سربرآوردہ افراد کو [illegible] اور بالخصوص ترکوں سے جو سچی محبت اور کمال دلسوزی ہے اس کی ایک تازہ تحریری شہادت ذیل میں درج کر دینا بیجا نہ ہوگا۔

ایک اجنبی ہمدرد کی بے نظیر دلسوزی اور بے مثال مروت۔ کچھ عرصہ ہوا قسطنطنیہ کی مجلس [illegible] کا طالب [illegible]

کارکن فوج بزمانہ امن تین تین پلٹنوں کی دس انفنٹری (پیدل) رجمنٹوں تین کیولری (سوار) رجمنٹوں تین آرٹلری (توپخانہ) رجمنٹوں اور ایک رجمنٹ انجنیئران پر مشتمل ہوتی ہے یعنی کل ۳۰ پلٹنیں بارہ سکویڈرن (رسالے) ۱۱ میدانی اور ۱۲ کوہی باتریاں اور دس کمپنیاں انجنیئروں کی جو کلہم ۲۵ ہزار آدمی اسمیں لگتے ہیں سیاسی تعداد میں ۹ سلاف بھی شامل ہیں گھوڑوں اور خچروں کی تعداد دو سو کے قریب تھی جنگی مقاصد کیلئے یہ فوج تین آرمی کوروں (جیوش) میں منقسم کیگئی ہے۔ ہر جیش میں اسکے محل وقوع کے لحاظ سے بارہ سو لیکر چھ تک پلٹنیں چار رسالے اور چھ یا سات باتریاں ہیں برے صدر المیدان جنگ کی فیصلی کمک اور پشت پناہی کیلئے تو بیجا کہ یہ فوج ہیں ۹۰۔ انفنٹری پلٹنیں چار یا سات تک یا لگل بڑے مردوں کی پلٹنیں ۳۲ سے چھ تک رسالے ۲۶ سے ۲۸ تک میدانی باتریاں اور تین سو ٹک انجنیئروں کی کمپنیاں تیار ہونی چاہئیں کل یہ وہ تعداد جو کارکن فوج کے ساتھ خدمت دینے کیلئے پا سکتی ہیں تقریباً سوا لاکھ ہے۔ مگر چونکہ نہ توان کے لئے شاف افسروں کا انتظام ہوا ہے نہ اسلحہ و سامان ہی موجود ہے اسکی نسبت کچھ بھی تصور نہیں کیا جاسکتا کہ ملک کی حفاظت کیلئے ان سے کچھ مستعد مدد مل سکتی ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء سے یونانی فوج پیدل گراس قسم کی رائفلوں سے مسلح ہے۔ مگر شاسپو[1] کے ہتھیار ناموں اور غفلت لاپروائی کی وجہ سے ان رائفلوں میں سے اکثر کو مشکل کارآمد سمجھا جاسکتا ہے۔ عام خیال ہے کہ یونان کے ذخیرہ حربی میں کلہم ایک لاکھ بیس ہزار شاسپو اور ۲۰ ہزار دیگر مختلف ساخت کی رائفلیں ہیں۔

یونانی فوجی سسٹم کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ فوج سواران کیلئے گھوڑے کافی اور عمدہ بہم نہیں پہنچائے جاتے زمانہ امن میں اس فوج کو بھی جسقدر گھوڑے درکار رہتے ہیں۔ انمیں ہمیشہ ایک ثلث کی کمی رہتی ہے۔ اور باقیماندہ دو ثلث میں بھی تقریباً نصف ہی فوجی خدمت کیلئے قطعی ناکارہ ہوتے ہیں۔ ملکی گھوڑے جنگی مقاصد کیلئے بہت ہی نامناسب ہیں بنابریں فوج سواران کے گھوڑوں کیلئے یونان تقریباً بالکل دوسرے ملکوں کا محتاج ہے۔

فوج توپخانہ تین رجمنٹوں پر منقسم ہے دو میں سات سات اور ایک میں چھ باتریاں ہیں۔ ان باتریوں میں سے چند میں ۸۷ ملی میٹر (۳ء۴ انچ قطر کی نال) کی کھلنے والی توپ ہے۔ اور چند ۷۵ ملی میٹر (تقریباً تین انچ قطر) کی توپوں سے مسلح ہیں۔ کوہی باتریوں میں سے ایک یا دو کی توپیں آخرالذکر ساخت کی ہیں۔ ان باتریوں کے علاوہ ایک کمپنی صناعان توپخانہ کی اور ایک کمپنی قلعدار توپخانہ کی ہے۔ کل توپخانہ میں کلہم ۹۲ میدانی اور ۳۵ کوہی توپیں ہیں۔ جسقدر اول الذکر ضروری تعداد سے کم اور آخرالذکر کم ہیں۔ بر ضابطہ فوج کے آدمیوں کو سال میں چالیس دن وہ لیفٹنٹ ہر کہ ان مشق و قواعد کیلئے جمع ہونا چاہئے مگر اس ضابطہ پر کبھی پورا پورا عملدرآمد نہیں ہوا۔

چند برسوں سے فوج کی عملی تربیت قواعد میں زیادہ غفلت کیجارہی ہے۔ اس کی وجہ کچھ تو قلت تعداد ہے اور کچھ

[1] شاسپو ایک فرنچ صاحب کا نام ہے جس نے اس رائفل کو ایجاد کیا تھا یہ ایک قسم کی پیچ (ونگ) دکار توسی اسٹر خانہ
A. A. Chassepot
رائفل ہے۔ مترجم

یہ کہ فوج سے سرحد پہ خدمات پولیس قزاقی کی بیخ کنی اور ہمچون قسم مختلف الانواع کام لئے جاتے ہیں جنکی وجہ سے اسے قواعد وغیرہ کیلئے فرصت نہیں ملتی۔ افسروں کو پہلے ہی سپاہ کی تربیت کے کام سے چنداں دلچسپی نہ تھی اور جو تھوڑی بہت تھی اس میں بھی ملک کے پولیٹکل واقعات بالخصوص ممبروں کے انتخاب کی کارروائیوں و نیز وزارتوں کے تغیرات اور نیز مالی و پولیٹکل مشکلات کی وجہ سے جو ہمیشہ ملک کو گھیرے رہتی ہیں اور بھی کمی ہو گئی ہے۔ نوعمر اور ناتجربہ کار سپاہی لڑائی میں کلی مہارت اور ضروری جوش و امنگ مفقود ہے اور نہ انپر اعلیٰ افسروں کی طرف سے واجب نگرانی ہوتی ہے۔ قلت روپیہ کی وجہ سے صیغہ جنگ کو فوج پیدل کی ہر ایک مشق بالکل بند کر دینی پڑی اور توپخانہ کی مشق میں انتہائی درجہ تک تخفیف کر دی گئی۔ الغرض جہانتک سپاہ کی جنگی نشو و نما کا تعلق ہے گذشتہ چند برس تقریباً بالکل ضائع جانے دیئے گئے۔

یونانی فوج میں منجملہ دیگر ایک یہ امر بھی نہایت مضرت رساں ہے کہ اسکے افسر پولیٹکل معاملات میں حصہ لیتے رہتے ہیں بطور مثال یہی بتا دینا کفایت کریگا کہ ۱۸۹۵ء میں ۱۰۴ فوجی افسر پارلیمنٹ کی ممبری کے امیدوار ہوئے اور انمیں سے تیس منتخب ہوئے اگرچہ پولیٹکل معاملات میں یونانی افسروں کے اسطرح سے دخیل ہونیکو اسی مقیاس معیار کے مطابق نہیں دیکھا جا سکتا جو مغربی یورپ میں برتا جاتا ہے کیونکہ بلقانی ریاستوں میں ایسی نئی قایم شدہ حکومتوں اور آئینوں میں فوج کا پولیٹکل معاملات سے دلچسپی اور ہمدردی کرنا گزیر ہے تاہم ہمیں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں کہیں ایسی حالت ہو وہاں کی افواج کے انتظام و ترقی کیلئے وہ نہایت مضر و مہلک ہو گی۔

ٹرکی میں دو برس مسلسل فساد ہوتے رہنے سے جنسے ٹرکی طرز حکومت کے کئی اہم نقص ہویدا ہو گئے تھے یونان میں توقع پیدا ہو گئی تھی کہ ٹرکی کی بربادی اور اسکے عناصر کی پراگندگی کا وقت قریب پہنچ گیا ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ یقین بھی زیادہ مضبوطی پکڑ گیا تھا کہ یونان کی فوجی سسٹم کی موجودہ حالت ایسی نہیں کہ اسکے بل پر یونان ٹرکی کے ورثہ میں حصہ لینے کیلئے اپنے دعاوی کو تقویت پہنچا سکے اور بشرط ضرورت انکی بزور شمشیر حفاظت و تائید کر سکے۔

کریٹ کی بغاوت سے یونانیوں کو طبعاً ہمدردی تھی۔ انہی کی تحریک اغوا سے مغربی مقدونیہ میں بھی عام سازشیں[1] پیدا ہو گئیں اور ان سازشوں اور بغاوت کی بدولت کل یونان میں ہر جگہ عام پر جوشی پھیل گئی اور لوگوں کی خیالات مشتعل ہو گئے ہیں پرجوشی کا نتیجہ

---

[1] یہ سازشیں اور تحریکیں ترکوں کی ہزیمت یابی سے گو کچھ عرصہ کیلئے دب گئی تھیں مگر کریٹ کو ایک طرح کی کامل خود مختاری اور یونانی شہزادہ جارج کو ... ملجانے سے ان کے شروع میں وہ پھر تازہ ہو گئیں اور موسم بہار اپریل مئی ۱۸۹۹ء میں علم فساد ہو جانیکا عام یقین ... ہو گیا ان اسباب کے علاوہ ٹرکی اخبارات اور مدبرین کی رائے میں انگلستان کا بھی اس تجدید شورش میں بہت کچھ دخل ہے (دیکھو ٹائمز آف لنڈن ۳ فروری ۱۸۹۹) مگر خداوند کریم کا شکر ہے کہ سلطان المعظم کی بروقت کی مستعدی اور مشہور آفاق تدبیر سے اب اسکا بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے اور مقدونوی عیسائیوں کو بھی خوش قسمتی سے یہ ہدایت مل گیا ہے کہ اگر وہ کسی مفسدانہ فعل کے مرتکب ہوئے تو وہ ہی خمیازہ اٹھائینگے جو ارمنوں کو اٹھانا پڑا تھا ناظرین کو اس سازش کے کسیقدر مفصل حالات وکیفیت کے مندرجہ ذیل تازہ مضامین سے معلوم ہو جائینگے۔

متوطّان میں انگلستان کی قابل تعریف اور بے نظیر کامیابی یہ انگریزی قوم جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کسیقدر فخر و مباہات کرے کم ہے مگر انگریزی پالیسی علانیہ اظہار کو باوجود باقی کل غرضمندانہ اور تعلقدار طاقتوں کا بالکل خاموش رہنا اور انگلستان کی اس چیرہ دستی کی مزاحمت یا مخالفت (بقیہ صفحہ ۱۰۷)

(بقیہ صفحہ ۱۰۷)

(الف) اسکے انسداد کیلئے ۱۸۹۹ء کے اخیر میں مسودہ قانون تیار کیا گیا ہے جسے غالباً یونانی پارلیمنٹ منظور کریگا۔

یہ ہوا کہ اخبارات نے بالخصوص فوجی اصلاح کی تحریک و ترغیب سے کامل فوجی اصلاح کی اشد ضرورت پر بحث مباحثہ شروع کردیا۔
یہ بحث آخرکار سرکاری جلسوں میں پہنچی اور عام طور پر یہ بیان کیا گیا کہ شاہ یونان کو اسکی ۱۸۹۱ء کی سیاحت اور ان کانفرسوں

باضابطہ اور سرکاری طور پر کرنا تو در کنار انگلستان کے سخت رقیب بلکہ معاند ملکوں کے اخبارات کا اس معاملہ پر بجلی کوئی رائے ظاہر نہ کرنا اور خدیو مصر کا
جیتے سوڈانی علاقہ کی فروخت کیوقت متواتر تقاضوں کے باوجود لارڈ کرومر اور انگریزی گورنمنٹ کے مطالبہ کو منظور نہیں کیا تھا صرف ایک سال کے
کہنے پر کل سوڈان کی حکومت عملی طور پر انگلستان کے حوالے کر دینا یہ سب باتیں دیکھکر خواہ مخواہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں انگلستان کے
مخالفین آپس میں متحد و متفق ہو کر سطح سے اسکی عنان ڈھیلی چھوڑ دینے سے اسے کسی اہم تر دیر میں پھنسانے کی کوشش تو نہیں کر رہے
انگلستان کے کئی مدبر بھی یورپ کی اس عام خاموشی سے متعجب ہیں لیکن انکو بھی شاید اس کمال شاندار فوجی فتح و نصرت اور حیرت انگیز
ڈپلومیٹک کامیابی کی بے اندازہ خوشی نے ابھی تک یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ دیگر اقوام کی خاموشی پر معنی تو نہیں کیونکہ اس
بلند اقبال قوم سے اب لفاظی بحث فضول ہے عملی طور پر اسے نیچا دکھانیکی کوشش کیجائیگی۔ فرانس والوں کی یہ خاصیت سب کو معلوم ہے کہ انکی
پرجوشی ہمیشہ سوڈے کے جوش کے مشابہ ہوتی ہے اور فوراً ایک دقیقہ میں سرد پڑ جاتی ہے مگر جب وہ کسی معاملہ پر بظاہر کوئی گرمجوشی نہ دکھائیں
بلکہ سوچ و فکر میں پڑ جائیں تو ہوشیار رہنا واجب ہے انکی یہ خاموشی عملی کاروائی کا پیش خیمہ ہوتی ہے انکو انگلستان کی اس کامیابی
سے جیسا کچھ روحانی و اخلاقی و جسمانی صدمہ پہنچا ہے وہ اسی سے ظاہر ہے کہ صدیوں کی عداوت اور عوض کشی کا خیال چھوڑ کر وہ انگلستان
کے برخلاف جرمنی تک سے اتحاد کر لینے پر آمادہ ہوگئے ہیں۔ جرمنی کیساتھ انگلستان کا بیشک سمجھوتہ ہو گیا ہے مگر جیسا کہ اوپر کسی جگہ
لکھا جا چکا ہے جرمنی سے کبھی امداد کی توقع نہیں ہو سکتی بلکہ اسکے برعکس اسکی رقابت اور روز افزوں اشتعال ہمارے لئے فرانس کی مخالفت
سے کچھ کم خطرناک ثابت نہیں ہونگی اسکی پالیسی کی تہ کو پہنچنا بہت مشکل ہے مگر اعلان امن کے باوجود اسکا سرتوڑ جنگی بحری تیاریوں
میں منہمک ہونا بتا رہا ہے کہ اسے امن کے زیادہ عرصہ تک قائم رہنے کا یقین نہیں بلکہ بعض مغربی اخبارات کے خیال میں کریٹ۔ سرحد ہندوستان اور
مشرق الاقصیٰ میں انگلستان اور روس کی رقابت یہانتک بڑھ گئی ہے کہ انہیں سے کسی ایک کی بدولت اگر عنقریب یکایک علانیہ بگاڑ ہو جائے
تو کسی کو تعجب نہیں ہوگا۔ فلپائن کے باشندوں اور امریکن افواج میں باقاعدہ لڑائی چھڑ جانیکی کیفیت ناظرین کو تار کے کالموں سے معلوم ہو
جائیگی۔ مشرق الاقصیٰ میں اب ایک نئی طاقت کے دخل کے علاوہ اب ایک اور طاقت بھی جسنے امریکہ کیطرح پہلے کبھی اپنے بر اعظم سے باہر کے
معاملات میں دخل نہ دیا تھا اس جنگل میں اتر آئی۔ یہ طاقت آسٹریا ہے جسنے اب پہلی مرتبہ ایک جنگی جہاز جزیرہ چین میں بھیجدیا ہے۔
مشرق الاقصیٰ کو اس پیچ در پیچ الجھاؤ کے ساتھ ہی اس ہفتہ کی تازہ ترین لاسلکی ڈاک یورپ کے سرچشمہ فساد اسکے پھر جوش زن ہونیکی
وحشتناک خبریں سنا رہی ہے یہ سرچشمہ وہی جزیرہ نمائے بلقان ہے جسے یورپ کی منصف مزاج مسیحی طاقتوں نے ذاتی اغراض کی تکمیل اور
ایک اسلامی طاقت کی تخریب کیلئے صدیوں سے اپنی شاطرانہ چالوں کا جولانگاہ بنا رکھا ہے۔ اس جدید تحریک کا باعث بھی بدستور سابق وہی
یورپ کی وہ متعصبانہ اور ناجائز کارروائیاں ہیں جو ٹرکی کی اسلامی طاقت کے ساتھ کیجا رہی ہیں یونان کے عیسائیوں کی طرفداری اور حمایت سے
سمرقیہ و غیرہ کو اس ہی لو سینا و بلگیریا کے عیسائیوں کو انکے دیکھا دیکھی کریٹ اور آرمینیا کے عیسائیوں کو آزادی کی خواہش پیدا ہوگئی ہے

۱۔ کیا تماشہ ہے کہ ابتدا اپریل ۱۸۹۹ء سے مجاریہ کی صورت میں بدلگیا ہے کسی ایسی ہی خاص ہم دستہ یورپین و ٹرکی کی سازش کا

جو اُس نے مختلف فرمانرواؤں اور دول عظام کے سربرآوردہ مدبروں سے کیں ہے پہلے یقین ہوگیا ہے کہ ٹرکی سلطنت کا انجام فی الحقیقت قریب پہنچ رہا ہے۔ اور اُسی یقین کی وجہ سے اُس نے فوج کی اصلاح کا مصمم ارادہ کر لیا ہے ۔

بقیہ صفحہ ۱۰۰۔ اور آزادی مل جانے سے پہلے اس جزیرہ نما کی ہر ایک سیسی قوم کو اقتضا ہے ایسا ہی کہ اُس ملکی یورپین حیلہ و ثبات کی آڑ میں جیسے موازنہ طاقت کہا جاتا ہے کسی ایک قوم کو ٹرکی سے کچھ مزید بخرہ ملنے کی صورت میں اس لئے بھی مزید علاقہ کے مطالبہ کا حوصلہ ہو گیا۔ جن مطالبوں میں انصاف پسند یورپین طاقتوں کی طفیل بہادرانات کامیاب ہو جاتے رہے ہیں اب وہ بطلبہ ایسا ہی مطالبہ کرتے جنہوں کی آپ اپنے آپ کو مستحق سمجھنے لگ گئی ہیں ۱۸۷۸ء میں سرویا وغیرہ کو مزید علاقہ اور بلگیریا کو آزادی ملنے کے معاوضہ میں جبکہ تھیلے زبان ٹرکی سے دو تین برس بعد یونان کو جبراً تھسلی دلوائی گئی۔ ۱۸۸۵ء میں جب بلگیریا نے مشرقی رومیلیا پر قبضہ کر لیا تو سرویا اور یونان کو پھر معاوضہ طلبی کا خبط پیدا ہو گیا جس نے سرویا کو تو ایسا مغرور کر دیا کہ اُس نے بلا عذر تک بلگیریا پر چڑھائی کر دیا۔ اور منہ کی کھا کر پیچھے ہٹا دیا گیا۔ مگر یونان دو چار دھیڑ کھانے کے بعد ہی دیگر دول کے دباؤ سے مشرقی مسئلہ کو چھیڑنے کے لئے ابھی تیار نہ تھیں ہوش میں آگیا۔ اور معاملہ رفتہ رفتہ گذشتہ ہو گیا لیکن یونان کے شکست کھا جانے بالوجود سال گذشتہ میں کریٹ کو آزادی ملجانے سے جو اکثر یورپین مدبرین کی رائے میں اُس کے یونان کے ساتھ ملحق ہو جانے کا پیش خیمہ ہے۔ جزیرہ نمائے بلقان کی دیگر اقوام بالخصوص بلگیریا کو پھر گدگدی شروع ہو گئی ہے۔ اور وہ مقدونیہ کے بلغاریوں کو اکسا کر فساد برپا کر دینے کا تہیہ کر ہی چکا تاکہ اس بہانہ سے مقدونیہ بلگیریا کے ساتھ شامل ہو جائے اور اس کی مزید قطع بعید ہے یونان اور بلگیریا کا موازنہ طاقت جس میں بلغاریوں کے بیان کے مطابق کریٹ کی آزادی سے خلل پڑ گیا ہے پھر یکساں ہو جائے لیکن جیسا کہ کسی پچھلے صفحہ میں لکھا جا چکا ہے ارمنوں کے سوا ٹرکی بالکل طرح بلغاریوں کی یہ ہوس خام کبھی پوری نہیں ہوگی تاہم اس میں کوئی کلام نہیں کہ جیسا کہ عام خیال ہے یہ فساد برپا ہو گیا تو صرف ٹرکی کیلئے مزید مشکلات پیدا ہو جائینگی اور ٹرکی حکومت یورپین طاقتوں کی باہم جنگ سے ماحصل ہو فائدہ اٹھانے کی جو توقع رکھی بیٹھی ہے وہ بہت کچھ مشکوک ہو جائیگی۔ بلکہ اغلب قیاس ہے کہ وہ اس دفعہ یورپین میگزین کو چھیڑ کاری کا بھی ضرور کام دے جائیگا اس معاملہ پر خود کچھ اور لکھنے کی بجائے ایک انگریزی اخبار کی تحریر کا خلاصہ درج کر دینا زیادہ مناسب ہے۔ اور اس سے پہلے یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی فقط یورپین سرحدوں پر ہی فوجی جمعیت کو مضبوط اور قلعوں کو مستحکم نہیں کر رہی بلکہ ایک اور انگریزی اخبار کا بیان ہے کہ یمن کے کمانڈر نے انطفائے فساد کیلئے مزید ۹۶ ہزار فوج تاکیدی اور ضروری تدبیر سے طلب کی ہے۔ فوج کی طلبی کی صداقت میں ہمیں کوئی شبہ نہیں۔ مگر جو غرض ظاہر کی جاتی ہے وہ کبھی باور نہیں کی جا سکتی یمن میں کامل امن قایم اور تمام فتنہ و فساد فرو ہو چکے ہیں۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہ فوج کسی اور ہی غرض کیلئے منگوائی جا رہی جاتی ہے ۔

پالیٹیکا ایتی نامہ نگار مورخہ جنوری ۱۸۹۹ء کو لکھتا ہے کہ گو سردست دنیا کا پولیٹیکل مطلع پہلے کی نسبت کسی قدر صاف ہے۔ مگر پیشگوئی کا خیال بدستور غالب ہے اور تقریباً ہر کس و ناکس کو یہ یقین ہو رہا ہے کہ عالمگیر جنگ بالکل قریب پہنچ گئی ہے۔ جس کا مرکز قسطنطنیہ ہوگا نہ کہ یورپ کے دار الخلافوں کی نسبت اس بات میں سے واقعات آئندہ کا صحیح معلوم ہوتا ہے سبطرح یہ مسئلہ امر ہے کہ بنا رحیثیات پر کسی شخص کی رائے خواہ سیاسی کے نام کا تعین قسطنطنیہ کی رائے کے برابر جیسی وقعت نہیں ہوتی یہی قابل شخص واقعات آئندہ کی نتیجہ قطعاً بعد وشان کی نسبت منسوبات یا بہت حیرت

اگر کوئی افسر جرمنی کے میلان وشہ جوشی نے کسی اطمینان بخش انتظام کو عمل میں لانا منع کر دیا ہوتا۔ تو ظن غالب ہے کہ اُن سخت ناگوار مشکلات کی موجودگی میں جو اُس وقت حادث ہو رہی تھیں، بہ مشکل ایسا عزم کیا جاتا۔ اسی مجبوری کی وجہ سے وزیر اعظم ڈیلیا نیس

(القیہ ضمیمہ ...) وہ صاف لکھتا ہے کہ یہ علم غیب یا پیشگوئی کرنے والا نہیں۔ لیکن حالات موجودہ الوقت کو دیکھ کر مجھے مجبوراً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انجیل کی آیات کا یہ اعتقاد سچا ہے کہ دنیا کے انجام سے پہلے ایک عالمگیر جنگ ہوگی۔ وہ یہ باور کرنے کے لئے کافی وجوہات رکھتے ہیں کہ وہ انجام قریب پہنچ گیا ہے اور کہ وہ عالمگیر جنگ جو دنیا پر ایسی تباہیاں برپا کریگی کہ کبھی پہلے دیکھی یا سُنی نہیں گئیں بالکل زیادہ دور نہیں ہر ایک اُس کیلئے تیار ہے اور تمام دنیا یکساں اُس کی مصائب میں مبتلا ہوگی۔ یورپ میں عالمگیر جنگ بپا اُس کے مرادف ہوگا کہ خشکی پر اعظم اور ہر ایک سمندر میں لڑائی برپا ہو جائیگی۔ اس عالمگیر جنگ سے ایشیا اور افریقہ اور جزائر کے مسلمان و بت پرست اپنے فاتحوں کے برخلاف کھڑے ہو جائیں اور پھر سابقہ وتیرے اختیار کرنیکا ارادہ اٹھائینگے۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ یورپ نے کل دنیا کو صرف اپنی ہی تباہی کیلئے اور نیز کل روئے زمین پر بربادی اور مصیبت پھیلانے کیلئے فتح کیا ہوگا۔ ابھی تک ترکی اور ایران اور دیگر کئی مقاموں پر اسلامی طاقت موجود ہے۔ اور اگرچہ اس طرح موجود ہے کہ یورپین طاقتوں نے اپنے اپنے ذاتی اغراض کیلئے اُس کو موجود رہنے دینا پسند کیا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ طاقت ابھی زبردست قوت پر قادر ہے یورپین عالمگیر جنگ کی بدولت وہ ایکدفعہ سلطنت یورپ کے دباؤ سے آزاد ہو گئی تو کل ایشیا اور افریقہ پر خون کا دریا بہا دیگی۔" آخر میں یہ نامہ نگار لکھتا ہے کہ انجیل و توریت کی پیشینگوئیوں کی درست تاویل خواہ کچھ ہو یورپین جنگ عالمگیر سے دنیا پر جو تباہیاں وارد ہونگی۔ اُن کی درست مناسب توضیح آسمانی کتاب سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ اور کسی کتاب میں اُن کا پورا پورا نقشہ نہیں دکھایا گیا۔" اور کسی ایسے نتیجہ کا متوقع ہونا جو عین فطرت اللہ کے مطابق ہے غلطی پر مبنی نہیں ہوگا۔

ٹائمز کے نامہ نگار کی رائے کا خلاصہ سویکر یا پٹنہ کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ "عام یقین ہے کہ اس عالمگیر جنگ کا شعلہ پہلے جزیرہ نمائے بلقان سے اُٹھیگا۔ غرضیکہ ایک نسل سے ہم ہر سال مقدونیہ میں آتش فسادکے مشتعل ہو جانیکی متوقع چلے آرہے ہیں۔ جو پہلے متصلہ ممالک پر اور پھر کل یورپ پر پھیلیگی۔ امن شکنی کے برپا ہونیکا وقت بظاہر حال بالکل قریب پہنچ گیا ہے۔ وائنا میں انگریزی اخبارات کے جس قدر نامہ نگار ہیں۔ وہ تقریباً سب کے سب ہمیں آنیوالی خطرہ کیلئے تیار رہنے کے واسطے متنبہ کرتے ہیں۔" ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اس میں کچھ بھی شک نہیں کیا کہ اس موسم بہار میں جزیرہ نمائے بلقان میں ضرور فساد ہو جائیگا جس کی بہت سی خبریں آرہی تھیں۔ روس اور آسٹریا کی متواتر اور بے ریا دھمکیوں اور تنبیہوں کے باوجود مقدونیہ کے شورہ پشت مفسد دیگر حریفوں کی امداد و تحریک سے اپنی تیاریوں میں سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں۔ آسٹریا چاہتی ہے کہ حالت موجودہ قایم رہے اور روس امن کا خواہاں ہے یعنی دونوں کا مدعا ایک ہی ہے۔ اسلئے وہ دونو اپنی طرف سے پوری کوشش کرینگے کہ اس حالت موجودہ میں خلل نہ پڑے۔ اگر ان دونوں سلطنتوں میں اب بھی ویسی ہی دلی ارتباط ہوتا جو اب سے دو برس پہلے تھا۔ تو یہ اشیا ضرور امن قایم رکھ سکتا۔ مگر افسوس ان دونوں میں اب وہ یکجہتی نہیں رہی۔ اور ایک دوسرے کو آپس میں کئی شکایتیں ہیں۔ دوسرے مسئلہ کریٹ کی تصفیہ سے بلقانی ریاستوں کی حرص و طمع بہت تیز ہو گئی ہے۔ اُن کو خیال ہے کہ پرنس جارج کی گورنری جو یونان کے ... ت ہونے کا پیش خیمہ ہے۔ یعنی باوجودیکہ دول یورپ نے لڑائی سے پہلے فریقین کو بڑے زور سے مطلع کر دیا تھا کہ کسی فریق کا مفتوحہ علاقہ ...

نے بھی یہی رائے ظاہر کی کہ وہ فوجی اصلاح کا حامی ہے اور اُسنے بادشاہ کو یاد دلایا کہ اپنی اسپیچ میں جو پارلیمنٹ کے افتتاح کے موقعہ پر دیا گیا تھا غیر معمولی اخراجات اور اس امکان کیطرف اشارہ کرچکا ہے کہ شاید بجٹ میں خرچ آمدنی سے زیادہ پایا جائیگا۔ (رینولڈز اخبار ہفتہ وار)

نہیں اُٹھانے دیا جائیگا۔ یونان کو جو کچھ وہ چاہتا تھا مل گیا اور ٹرکی سے شکست فاش سے کوئی دیرپا نقصان نہ پہنچا۔ چنانچہ اب بلگیریا کیطرف سے اندیشہ پیدا ہوا ہے اگرچہ بلغاری گورنمنٹ بڑے زور سے بیان کرتی ہے کہ وہ مفسدان مقدونیہ کی کمیٹی کو کوئی ترغیب نہیں دے رہی۔ لیکن مشرقی پالیٹکس کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس مفسدہ کی تحریک کا منبع مقام ریاست مذکور میں ہی ہے اور کہ شہزادہ فرڈیننڈ اور بلگیرین گورنمنٹ اس تحریک کے روکنے سے عاجز ہیں۔ بلگیریا کی سازش کا اسکے بعد یہی ثبوت ملا ہے کہ روسی گورنمنٹ نے شہزادہ کو تنبیہ کی ہے کہ اگر اس نے مقدونیہ کی کسی بغاوت میں مدد دی تو روس اسکی کبھی پشتیبانی نہیں کریگا مگر کہتے ہیں کہ معاملہ فوراً ایسی تنبیہ کی کچھ وقعت نہیں ہوتی۔ مزید برآں بلگیریا میں اس سے باہر بھی عام خیال ہے کہ بلغاری فوج مقابلہ میں ٹرکی کی افواج سے بہتر ثابت ہوگی اور غالباً اسی متوقعہ بغاوت و بلگیریا کی سازش کیوجہ سے ٹرکی گورنمنٹ بمقدار کثیر سامان جنگی خرید رہی ہے لیکن اگر یہ بغاوت برپا ہوگئی اور یونان کیطرح اسمیں بھی ٹرکی کامیاب ہوئی تو یہ یقینی امر ہے کہ یورپین سلطنتیں مظلوم رعایا کی طرفداری نہیں کریگی بلکہ ہمسایہ سلطنتیں بھی دخل نہیں دینگی کیونکہ ایک تو روس [illegible] اور مجلس والی تو گویا آسٹریا سے قبضہ سے کوئی سلطنت بھی مشغول کار رہنا نہیں چاہتی ہے دوسرا آسٹریا اور ٹرکی کے تعلقات ہمیشہ دوستانہ اور اسکے برعکس ملحقانی یا سلطنت آسٹریا کی بدخواہ رہی ہیں اگر وہاں امن پایا اتحاد قائم ہوا تو شاید اس بغاوت کا مقصد اندیشہ ہوتا مگر اب کوئی اس اتحاد کی حقیقت نہیں معلوم ہوگی ہے بلکہ عام خیال پھیل رہا ہے کہ کریٹ کا انتظام کرنیوالی چار طاقتوں میں بھی یکجہتی موجود نہیں بلکہ اسکے برعکس ان چاروں اور بالخصوص انمیں سے دو میں سخت بے اعتباری اور بدظنی ایکدوسرے کی نسبت پھیلی ہوئی ہے اسکے ساتھ ہی یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ بقول سعل ملٹری گزٹ بڑے دن سے بعض بلچسٹ ان اضلاع سے جہاں اونٹ پیدا ہوتے ہیں ایک ہزار اونٹ بسرعت تمام خرید کئے جاچکے ہیں اور افسران ٹرانسپورٹ ابھی تک اس کام میں سرگرمی سے مصروف ہیں اس وسیع خریداری پر طرح طرح کی پیشگوئیاں ہورہی ہیں (وکیل ١٣ فروری ١٨٩٩ء)

مقدونیہ کی مفسد پارٹی کی نسبت ٹائمز راوی ہے کہ اسنے موسم بہار میں سوئٹزرلینڈ کے مقام جنیوا میں ایک کانگرس منعقد کرنیکی صورت نکال ممبر تلاش کیے ہیں اور اس انجمن کا ہیڈ کوارٹر جیسا کہ کسی دوسری جگہ لکھا گیا ہے صوفیا میں ہے تازہ ترین ولایتی اخبارات کی تحریر سے مترشح ہوتا ہے کہ دول یورپ میں سے کسی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ و رواج کیلئے ٹرکی پر زور ڈالا جائے جسکے جواب میں ٹائمز کے نامہ نگار مقیمہ وائنا کی روایت کے مطابق روس نے اس تجویز کو پسند کیا ہے اور لکھا ہے کہ مقدونیہ کے مسئلہ کو تصفیہ کیلئے سب سے مناسب یہی تدبیر ہے کہ بالاتفاق ایک یورپین کمیشن کی نگرانی میں وہاں اصلاحات ضروریہ کے رواج کیلئے کہا جائے۔ اس نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلگیریا اور دیگر بلقانی ریاستیں اس تجویز سے سخت ناراض ہی ہیں اور ان سب کا دلی یہ ہے کہ موثر طریق سے مداخلت کرنے پر مجبور کرنے کیلئے پہلے خود فوجی مداخلت کرنیکا مصمم ارادہ ہے اسکے برعکس اسی اخبار کا نامہ نگار قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ روس نے دول کو اطلاع دی ہے کہ وہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ کیلئے بابعالی پر زور دینے کی تجویز ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ایسا کرنے سے مقدونی مفسدوں کا حوصلہ بہت بڑھ جائیگا اور خواہ مخواہ فساد برپا ہو جائینگے۔

یہی اخبار مقدونی سازش کے متعلق متذکرہ صدر حالات لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ شمالی البانیہ کے صوبہ کسووا کے والی نے اپنے ...

کے لیے روپیہ بہم پہنچا لیا گیا تھا لیکن بادشاہ نے صرف اسی اظہار پر کفایت نہ کی بلکہ اوس نے خواہش ظاہر کی کہ کل قوم کو ان نئے ارادوں اور تجویزوں سے مطلع کیا جائے ڈیلیانیس نے تھوڑی سی رد و کد کے بعد اس سے بھی اتفاق رائے کر لیا۔ اور ۲۸ دسمبر ۱۸۹۱ء کو بادشاہ کے احکام سے مندرجہ ذیل الفاظ میں وزیر اعظم کو مطلع کیا گیا۔

بنام وزیر اعظم

جناب من

گذشتہ موسم بہار میں جو عام تجربیات اور قواعدیں کرائی گئیں تھیں انسے انکو پہلے سے بڑے پیمانہ پر دوہرانے کی ضرورت واضح ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ یونانی فوج کی ترتیب و انتظام کا واحد و یکہ مقصد مدعا صرف یہ ہو کہ اسکی تکمیل کیجائے اور اسے اپنے منصب کے قابل شایان بنایا جائے۔ لہذا میں ایک مستقل کیمپ کا قائم کیا جانا نہایت ضروری تصور کرتا ہوں تاکہ فوج اس کیمپ میں ان تمام خدمات سے سبکدوش اور یکسو ہو کر جو اسے شہروں میں دینی پڑتی ہیں اپنا کل وقت اپنی فوجی علم کے حصول۔ بڑی بڑی ترتیبوں اور قواعدوں کے کرنے اور ضروری عملی تربیت اور نشو و نما کی تکمیل پر صرف کر سکے اور ان مقاصد کے حصول کے سوائے کوئی اور شغل نہو ان کے حصول کیلئے میں دس بیکر بارہ ہزار تک آدمیوں کی نبرد آزما جمعیت فراہم اور فوج سواران کی کمیونکو پورا کرنے کیلئے ردیف فوج کا کارکن فوج کیساتھ کام دینے کے واسطے طلب کیا جانا نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ ان مقاصد کو مد نظر رکھکر میں اعلیٰ افسروں کی ایک کمیشن کا مقرر کیا جانا مناسب تصور کرتا ہوں یہ کمیشن فیصلہ کریگی کہ ہماری فوج کیلئے کونسی رائفل سب سے بہتر اور مفید ہوگی۔ پھر اس فیصلہ کے مطابق گورنمنٹ پسند شدہ رائفل کی خریداری شروع کریگی مجھے پختہ یقین ہے کہ یہ مقاصد ان تدابیر اور ان تدابیر سے منتج شدہ فیصلوں سے بخوبی حاصل ہو جائینگے کئی برسوں تک یونانی فوج کئی ایسے کاموں میں مشغول رہی ہے جو فی الحقیقت اسکے منصبی کام کے دایرہ سے خارج ہیں۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہماری فوج ان خارجی کاموں سے کنارہ کش ہو کر جہانتک ملک کے مالی وسایل دستگیری کر سکیں اپنے اصل فرض اور حقیقی کام یعنی اپنی طاقت و قوت کی فزونی اور غیر منقطع عملی تربیت و مشق کیطرف متوجہ ہو جائے مستقل کیمپ کا قیام جو کام میں اپنی گورنمنٹ کے سپرد کرتا ہوں میری اس دلی خواہش و تمنا کو پورا ہونیکا جو میں اپنے ملک کی فوجی طاقت کے استحکام و بہتری کے متعلق رکھتا ہوں مبارک ابتدا ثابت ہوگا۔“

سر ہرا دوہ البانوی روسا کو بلا کر ان سے درخواست کی تھی کہ وہ البانوی آبادی سے ہتھیار رکھوا لینے میں مدد دیں مگر انہوں نے جواب دیا کہ وہ ایسا کرنے کے مخالف ہیں اور اس امر کی کوئی وجہ اور ضرورت نہیں دیکھتے کہ کیوں البانویوں سے ہتھیار لے لئے جائیں انکا جواب قسطنطنیہ بھیجدیا گیا ہے۔ البانویوں کے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ ہر دو جلد میں درج ہیں۔ یہ دونو کتابیں دفتر اخبار وطن لاہور سے مل سکتی ہیں۔

صوفیہ کی مقدونی مفسدوں کی کمیٹی نے موسم بہار میں مقدونیہ میں فساد کرانے کیلئے جو خطوط جا بجا بھیجے تھے انکا کچھ اثر نہیں ہوا۔ تازہ ترین ولایتی اخبارات مظہر ہیں کہ کریٹ پر پرنس جارج کی تقرری سے سلطان المعظم روس سے بہت بگڑ گئے تھے کیونکہ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے اپنی گورنمنٹ کو متواتر اسکی تلافی کیلئے لکھنا شروع کیا چنانچہ روس نے سلطان کو پھر اپنے موافق بنانے کے لیے مقدونی مفسدوں کی تحریک سے

پھر دستیاب ہوگیا ہے اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ تمام محبان قوم اور شیدایان ملک اس شاہی اپیل کی سچے دل سے تصدیق و تائید کرینگے۔ اور اگر وہ بہ جو بندی اور فریقانہ رقابت نہ ہو تو اپنے نامبارک قدم رکھدینے سے تمام تکمیل نہ بگاڑ دیا تو کامل امید تھی کہ آج کو دن سے فوج کی خدمات بھر اس کے

(اسی صفحہ سابقہ) اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ اس خبر کی تصدیق کرتا ہے کہ مقدونیہ آتشگیر مواد سے لبریز ہو رہا ہے جسکو بھڑک اٹھنے کیلئے فقط ایک چنگاری کی لگنے کی دیر ہے۔ یہ درست ہے کہ مقدونیوں کو ایک سال کیلئے خاموش رکھنے کے واسطے غیر معمولی کوششیں کیجارہی ہیں۔ مسٹر ہمر آسٹریا اپنے اقتدار کو امن قایم رکھنے کیلئے انتہائی درجہ تک استعمال میں لانے پر عازم ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ لارڈ سالسبری نے بھی ان سلطنتوں کو قیام امن کیلئے بلگیریا اور سرویا پر دباؤ ڈالنے کی تاکید کی ہے چنانچہ روس نے بابعالی کو اطمینان دلا دیا ہے کہ جزیرہ نمائے بلقان میں کوئی شورش نہیں ہوگی۔ اور وہ حتی الامکان بلغاریہ گورنمنٹ کو ہر قسم کی تحریک کے روکنے کی سخت تاکید کر رہا ہے۔ اور اسی غرض کیلئے آسٹریا سرویا کو فہمایش کر رہی ہے۔ یونان بھی سچے دل سے چاہتا ہے کہ کسیطرح یہ سال بخیریت گذر جائے۔ لیکن دوسری طرف جو لوگ اس معاملہ کے بخلاف کام کر رہے ہیں کچھ بھی وہ کم طاقت نہیں رکھتے ہیں۔

بقول نامہ نگار مذکور مقدونیوں کی حالت ناقابل برداشت ہو رہی ہے اور ان میں ایسے سرباختہ آدمیوں کی کمی نہیں جو دول اجنبیہ کو مداخلت پر مجبور کرنے کیلئے خود جہد خانی پہلے سے شروع کرکے اپنی جانیں قربان کرنے سے دریغ کریں۔ اسی نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلغاریہ اور سرویہ کی گورنمنٹ صورت حال کی اہمیت سے ناواقف نہیں مگر بہت کچھ بابعالی کے طریق عمل پر منحصر ہے۔ اگر مقدونیوں نے بغاوت کا اقدام کیا۔ اور ترکی افواج نے اسے اسی سختی سے فرو کیا جو ارمنوں کی بغاوت کے انطفاء میں برتی گئی تھی۔ تو پھر آگ پھیل پڑجانے میں کوئی شک نہیں رہجائیگا۔ اور اس وقت بلگیریا اور غالباً نیز سرویہ میں کوئی ایسی گورنمنٹ جو مقدونیوں کی حمایت سے خواہ اس حمایت کیلئے شرکت علانیہ اعلان جنگ ہی کیوں نہ کرنا پڑے کچھ بھی احتراز کرنا چاہتی ہو آٹھ دن بھی قایم نہیں رہ سکیگی شہزادہ فرڈی نینڈ وانجام آئندہ کی طرف سے سخت فکر میں مبتلا ہو اور خدا سے دعا مانگتا ہو کہ بلغاریوں کی کسی شنا بکاری یا ترکی افواج کی سختی سے کسیطرح نوبت جنگ وجدال تک نہ پہنچے۔ اگر ایسی لڑائی ہوگئی تو اس سے اس کو فائدہ تو کچھ نہیں پہنچ سکتا اور سخت نقصان یقینی ہے اگر وہ اپنی کل رعایا کی برہمی کے دوران میں خاموش اور ان کی سرغنائی کرنے سے کنارہ کش ہو تو بالغلب جو بلگیریا میں انقلابی تحریک شروع ہوجاویگی جس کا پہلا ثمرہ یہ ہوگا کہ اس کو تاج وتخت سے برطرف کیا جائے۔ اور اگر وہ رعایا کے ساتھ شامل ہوگیا تو روس اس کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیگا۔ مزید براں شہزادہ مذکور اور اس کے وزراء کو ایک یہ بھی تردد ہے کہ اگر ایک طرف ترکی اور دوسری طرف سرویا و بلگیریا میں لڑائی ہوجائے تو ممکن ہے روس بلگیریا کو مدد دینے سے پیشتر ایسی شرایط پیش کرے جو اسے کبھی گوارا نہ ہو سکتی ہوں۔ بنا بریں نامہ نگار مذکور کی رائے میں روس اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے مقدونیوں کو مزید ترغیب ہوگی مقدونیہ میں کن اصلاحات کی ترویج کیلئے بابعالی پر زور ڈالنے کے معاملہ میں دوسری طاقتوں کیساتھ شامل ہونے سے انکار کر رہا ہے بلکہ غلطی کی ہے کیونکہ جب مقدونیوں کو یہ معلوم ہوتا کہ دول یورپ انکی بہتری کیلئے کوشش کر رہی ہیں۔ تو ان کو اظہار بغاوت کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور وہ غالباً دو ایک سال اور صبر کر سکتے بلکہ ان میں اصلاح حال سے مایوس ہو جانے سے ممکن ہے کہ وہ سرباختہ ہو جائیں ٭

اسی اخبار کا نامہ نگار متعینہ اوڈیسہ (واقع جنوبی روس) ایک عجیب داستان سناتا ہے وہ لکھتا ہے کہ پچھلے دنوں ایک پولش ... سے جو صیغہ خارجیہ میں نمایاں عہدوں پر رہ چکا ہے جزیرہ نمائے بلقان میں رہ چکا ہے۔ میری گفتگو ہوئی جسمیں اس نے بڑے وثوق سے بیان کیا کہ دول اور ریاستوں کے تعلقات میں بہت تغیر واقع ہو گیا ہے۔ جنوب مشرقی یورپ کے سلیوق اب زار سے بالکل منحرف ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ

حقیقی فرائض بھی کیے جائینگے۔ اور سلاح فوج میں انسر نو میدٹن بھری اور نئی معین کی جائیگی۔ اور پھر آخر کل قومی جد میں ساری کی جائیگی ہاں مگر
قومی مسرت کے جوش و خروش پھر سرآمدہ یورپین اخبارات کی آراء سے جنھوں نے اس شاہی پیغام کو نہایت ستایش کی نظر سے

کو اگر یہ پاد شاہت روم و یونان میں روس کی جنگ جوئی کی علانیہ دھمکی دیکر نہ روک دیتا۔ تو سلیوانسل آبادی متفق و متحد ہو کر ترکوں کو اسکی گھڑی کچھ
پیٹھ باہر نکال دیتی۔ ایسی نظیر موقعہ پر نہیں صرف روس ہی فائدہ نہ اٹھا سکتا۔ یہ ایک کھلا ہوا راز ہے کہ اسوقت بلگیریا سرویا۔ مانٹی نیگرو اور
رومانیا نے جو باتفاق رائے کاربند ہورہی تھیں۔ برطانوی گورنمنٹ سے اسکا عندیہ دریافت کیا تھا۔ اور اسنے ان کو یقین دلایا تھا کہ اگر کل
ریاستیں ترکی کی خلاف یک قلم کھڑی ہو جائیں تو انگلستان بالکل مخالفت نہیں کریگا۔ اور جیادت کو پہلو پہ بیٹھیگا۔ مگر ایسی حالت ان ریاستوں
سے تو ہیں دستانہ ہو نکی۔ الغرض اس موزوں عام محاربہ کے راستہ میں صرف اکیلا روس حائل رہا جسکی بدولت اسکا اقتدار جزیرہ نما سے
بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ اور اسکی جگہ آسٹریا اور انگلستان نے لی ہے۔ شہزادہ مانٹی نیگرو جو بلقانی ریاستوں کا مقدم بنا ہوا ہے۔ اور جسنے
زار الکسنڈر ثالث روس کا اعداد اکلوتا دوست کہا کرتا تھا۔ اس جنگ کے وقت سے روس کا سخت مخالف ہو گیا تھا۔ پہلے اسی
مدبر نے ظاہر کی بنا پر جو مناسب موقع پیش ہو جائے جزیرہ نما بلقان کی ریاستیں باہمی نفرت یا دوستی ملاکر کچھ پیدا کر کے اپنی متفقہ ہمت کوشش
سے مقدونیہ کے مسئلہ کو بالآخر حل کرینگی۔

ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ وائنا کے بیان کے مطابق بلقان میں ترکی کے خلاف نہیں بلکہ آسٹریا کے خلاف بھی کھچڑی پک رہی ہے۔ وہ لکھتا ہے
کہ قدیمی تحریک کے علاوہ جزیرہ نمائے بلقان میں کہیں اور بھی پانی مر رہا ہے تمام علاقہ میں ایک عام جوش پھیلا ہوا ہے جس میں روس و آسٹریا کی دھمکی
سے کچھ کمی ہونیکی بجائے پہلے سے زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اخبارات کے نامہ نگاروں کی مرسلہ خبروں کی تصدیق پرائیوٹ خط و کتابت سے بھی ہو رہی ہے۔
سرکاری طور پر جو حالات بتائے جاتے ہیں۔ وہ ایک حد تک بیشک اطمینان بخش ہیں مگر یہ ظاہر ہے کہ ذمہ دار حکام کا فرض ہے کہ جبتک ممکن ہو
تشویشناک خبروں کو مشتہر نہ ہونے دیں۔ اور اطمینان و سکون بخش حالات مشتہر کرتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ حالت بالکل ہی نازک نہیں ہو گئی۔
لیکن پھر بھی ایک حد تک اسکی نازک اور تشویشناک ہونے میں کلام نہیں۔ ملیسہ پردازی کے مستقل اور دائمی عناصر معاملہ کو انتہائی درجہ تک پہنچانے
پہ تلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اگر ایک دفعہ شعلہ بھڑک اٹھا تو اس کا وہیں تک محدود رہنا یا کل دنیا میں پھیلنا دول عظام کے فعل پر موقوف ہوگا۔ اس
مسئلہ سے یہ دول ملتفت ہی ہونگے دوسرے۔ آسٹریا اور اٹلی قریب ترین تعلق رکھتی ہیں۔ اس تحریک کو جواب البانیہ تک پہنچ گئی ہے۔ اٹلی کبھی لاپروائی
کی نظروں سے نہیں دیکھ سکتی اسوقت البانوی مسلمان اور البانوی عیسائی مل رہے ہیں جسکا باعث زیادہ تر ترکی کی کارستانی ہے۔ کام امینا ثریت
مقدونیہ الغرض بلقان کے قضیہ نامرضیہ میں البانوی عنصر نے بھی بہت بڑا حصہ لینا شروع کر دیا ہے علاوہ بریں آں سرویا اور مانٹی نیگرو میں کلی
اجنبیت پیدا ہو گئی ہے۔ روسی سفیر متعینہ مانٹی نیگرو کی نسبت جو رخصت پر گیا ہوا ہے یا آنیوالا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ پھر واپس نہیں جائیگا۔ مانٹی نیگرو
آسٹریا سے بھی سخت متنفر ہو رہا ہے اور مانٹی نیگرو کے قصبہ سیٹنی میں خاص عوام کی حمایت میں ایک نیا اخبار بنام نوی سیبی جلد ہی ہونیوالا ہے
یہ اخبار بڑے اعتماد کے ساتھ تحریر کرتا ہے کہ اسی سال کے دوران میں آسٹری صوبجات بوسینا اور ہرزیگوینا سے (جو ۱۹۰۸ء میں دول یورپ نے آسٹریا
کو ترکی سے دلائے تھے) نکالدئے جائینگے۔ اخبار نویس اسبات پر بھی اصرار کرتا ہے کہ کل سرویائی قوم شہزادہ نکلس (والی مانٹی نیگرو) کے زیر حکومت

دیکھا کہ سب قدہ پانی پڑ گیا۔ ان اخبارات نے یونان کو متنبہ کیا کہ اُسے پہلے اپنی مالی ذمہ داریوں کو یاد کر لینا چاہیے اس کے ساتھ ہی اُسے بالصراحت آگاہ کیا گیا کہ ہر ایک ایسی پولیٹیکل عمل جس سے دنیا کو امن جو تقریباً لاینحل مصائب و مشکلات پر غالب آنے کے بعد بمشکل حاصل

(بقیہ صفحہ سابقہ) باقی کل حکومتوں سے آزاد ہو کر متفق و متحد ہو جائیں۔ اور اُسے یقین ہے کہ ایسی ریاست اسی سال میں روس کی امداد سے قایم ہو جائیگی۔ وہ حالت موجودہ کے قیام کی خواہش کو بالکل لغو بتا کر لکھتا ہے۔ اگر یورپین مدبر یہ چاہتے ہیں کہ علاقہ کی تقسیم امن و صلح سے ہو جائے تو مسئلہ وحدت باہم اتحاد ہی کو تسلیم کر کے کوئی صورت پیش کرنے پڑینگے لیکن جبتک ہمارے مغربی علاقوں میں آسٹریا کی حکومت کی بیرحمانہ تباہی و خانماں بربادی مستولی ہے جبتک یہ حکومت ہمارے خدا ہمارے مذہب ہمارے مزاروں اور ہمارے آباد و اجداد کی بیحرمتی کیلئے منسلا ہوگی اور جبتک اُسکی لوٹماری سفاکی اور قزاقی موجود ہے صلح و امن کی بحث ہی نہیں آسکتی۔ اخبار مذکور آسٹریا کی حکومت یہود اثانی اور اُسکے ارکین کو نیچا دکھانے کے یکجائی بتاتا ہے۔ وہ صوبجات بوسینا اور ہرزیگووینا سے ہی آسٹریا کے مالک کو پیچھے نہیں ہٹا رہا بلکہ صوبہ ڈلمیشیا کا بھی ایک حصہ اُس سے لینا چاہتا ہے وہ لکھتا ہے کہ جو ۳۰ ہزار رائفلیں پیچھلے دنوں روس نے شہزادہ مانٹی نیگرو کو بطور تحفہ بھیجی تھیں مختصر ہیں کا آئندہ ثابت ہونیوالی ہیں شہزادہ مذکور سربیا سے ہمنزل فوج میدان جنگ میں لا سکتا ہے۔ اُسکی فوجیں صرف مانٹی نیگرو ہی سپاہی ہی نہیں ہونگے بلکہ ترکی اضلاع کے سربی باشندے بھی شامل ہونگے۔ یہ حالات تحریر کرنیکے بعد نامہ نگار اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ یہ تحریک مقدونی تحریک سے بالکل مختلف ہے اور تاہم خاص طور سے قابل ہے لیکن بظاہر حال امید نہیں پڑتی کہ بغیر ایک شہزادہ[۱] مذکور جسکو اس تحریک کا بانی مبانی بتایا جاتا ہے کوئی خاص جرأت نہ رکھتا ہو۔ وہ روس اور آسٹریا کی ناراضی سے ڈریگا اور تنبیہ کرنے کے علی الرغم مقدونیہ کے سرداروں کی تعمیل پر اصرار کریگا۔ اخبار سپکٹیٹر کے نامہ نگار مقدونیہ و البانیا کی تحریروں سے بھی مندرجہ بالا بیانات کی بہت کچھ تصدیق ہوتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ان روایات کی بابت جو کہ مقدونی بالکل خاموش رہنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے کہ ہر قسم کی شورش کو فرو کرنے کیلئے کافی مضبوط ہیں۔ اس خبر کا انکار مشہور ہے تے رہنا کہ مقدونیہ میں موسم بہار میں ضرور بغاوت ہوگی۔ طبیعی طور پر اس بد امنی کے محرک عناصر کے دریافت حال کے متعلق دلوں میں زبردست کد پیدا کر رہا ہے۔ اور ساتھ ہی اس قسم کے سوال پیدا ہوتا کہ آیا روس کا بیان بالکل نیک نیتی پر مبنی ہے کہ اگر بلگیریا اور سرویا نے سر اُٹھایا۔ تو ترکوں کو ان کی سرزنش کی پوری آزادی ہوگی۔ ان سوالات کا جواب بہت کچھ اُس تحریک سے مل سکتا ہے جو بوسینا اور ہرزیگووینا بلکہ نیز ڈلمیشیا کے متعلق مانٹی نیگرو میں برپا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک بوسنوی پناہ گزین مسمی محمد سپاہی نے بیان کیا تھا کہ وہ اُس جمعیت میں جو مانٹی نیگرو کو بلیعد نزدی تھی شریک تھا۔ اس جمعیت کا منشاء یہ تھا کہ بعد ازاں بوسینا کو مستقبل گورنر کی حیثیت میں جام صحت کیا۔ اور حاضرالوقت مانٹی نیگرو کی بہ عہدہ داروں نے ۱۸۹۵ء میں (البانیہ کے صدر مقام) سکوٹری میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہونیکی حلف اُٹھائی۔ نامہ نگار مذکور کی رائے ہے کہ زار روس کا اتفاق اُسکے وزیر خارجہ کونٹ موراویف کی نسبت بھی بالکل ظاہر ہے۔ لیکن وہی ایجنٹ متعینہ جزیرہ نمائے بلقان کی عادات ہنوز وہی ہیں جو پہلے تھیں۔ وہ اپنے ملک کی سرکاری اور غیر سرکاری پالیسی کو یکساں نہیں سمجھتے اُن کا اعتقاد ہے کہ یہ دونو پالیسیاں باہم متضاد ہونی چاہئیں۔ مانٹی نیگرو کو اس بلقان میں فساد ہونیکی توقع ہے اور وہ بمنشاء خود یا کسی اور کی تحریک پر اس فساد کو بپا کر دینے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کریگا۔ ان کل باتوں کا مختصر الفاظ میں اسکے سوا کوئی مطلب نہیں ہوسکتا کہ روس دورخی چال چل رہا ہے۔ وہ ترکوں کے ساتھ بھاگ رہا ہے اور کتوں کے ساتھ مل کر شکار کھیل رہا ہے۔

[۱] شہزادہ مذکور نے مع بیوی و فرزند اکبر ۱۳ اگست ۱۸۹۵ء کو قسطنطنیہ آکر جلالت مآب امیرالمؤمنین کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ اور ایک ہفتہ آستانہ میں الوداعات ملاقات سلطانی سے متمتع ہو کر واپس اپنے ملک کو گیا۔ وہاں اُس نے ایک نامہ نگار سے ذکر کیا کہ متذکرہ بالا مضمون کی تمام افواہیں لغو ہیں۔

ہوا ہو خلل پڑنیکا احتمال ہو۔ نہایت خفی سے اظہار نفرین کیا جائیگا اور اسکی یقیناً مخالفت و مزاحمت کیجائیگی لیکن ان تنبیہوں کے باوجود فوجی اصلاح کو عمل میں لانیکا کام قابل تعریف سرعت کے ساتھ فی الفور شروع کردیا گیا۔ اس سرعت کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ فرمان شاہی ہو دس دن کے اندر ہی ڈیلیانیس نے اسکی تعمیل میں کیمپ کا قیام ۱۸۹۷ء کے موسم بہار میں تربیات کرانی فوج ریزرو کی دو جماعتوں کو چالیس دنوں کیلئے ان تربیات میں شامل ہونے کے واسطے گھروں سے بلانے اور گھوڑوں کی خریداری کے اخراجات کیلئے مطلوبہ قرضوں کی تجاویز کا مسودہ تیار کر لیا۔ مطلوبہ قرضوں کی کل میزان صرف ۲۶ لاکھ فرانک (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) تھی اور بیان کیا گیا کہ وہ ۱۸۹۸ء کی فاضل آمدنی سے ادا کردی جائینگی۔ کیمپ کے قیام کیلئے جسمیں اسی ہزار تک فوج کی سمائی ہو جائے قصبہ "تھیبس" کا مضافاتی موضع "اغا تھیوڈوری" پسند کیا گیا۔ ریزرو والوں کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ پہلے وہ ریزرو طلب کئے جائیں جو ۱۸۸۸ء اور ۱۸۹۱ء میں کال کی فوج میں بعد دستور کے قاعدہ سے داخل ہوئے تھے۔ ان جوانوں کی تعلیم کے بعد ۱۸۹۸ء کے ریزرو والوں کو بھی بلانیکی مزید تجویز کیگئی۔ ان احکام کی تعمیل فروری کے اخیر میں ہوئی تھی۔ پاس کے سالونیکی تجامیں ریزرو افسروں کو بھی نصیحت ہونیت بلایا جاتا تھا۔ مستقل کیمپ میں اسقدر فوج کی گنجایش کا اندازہ کیا گیا۔ دو انفنٹری جنتیں ایک بیسٹ کیولری توپخانہ کی۔ دو کمپنیاں انجینیروں کی اور دو سفنے ٹیلیگراف کا سلسلہ قایم کرنیوالی پلٹن کی مع ضروری اسٹاف لیمان اتنا بیرس میں لگا ہوتا تھا کے دوسرے لیرت واقعات نے بالکل ہی مختلف صورت اختیار کر لی۔ یہاں تک قبل میں فوج توپخانہ نو موسلی جنگی تربیات دمشق و قواعد مشق ۱۸۹۸ء کو شروع تھیسلی کے قریب بمقام کنزا کی تھیں۔ اور ... کی فوج سپاہ نے جون کے وسط میں اور اگست ۱۸۹۸ء کو تھیسلی کے قرب و جوار میں انجینیروں نے جون کے اخیر میں کی تھیں اور کل اقسام کی باہم اشتراک تیسرے پہلے ہفتہ میں لاریسا کے قرب و جوار میں کی تھیں۔

۱۸۹۸ء کے ختم ہونیکے قریب جب ترقیوں کی فہرست شائع کیگئی تو اس سے واضح ہو گیا کہ یونانی افسروں میں نظام و مہارت بالکل ناپید ہے۔ اکثر افسروں کو ترقی کے ناقابل محض ہونیکے باوجود ترقی کی توقع تھی جو فہرست مذکور سے باطل ہو گئی اور بنا بریں کئی افسروں نے استعفے داخل کر دئیے۔ پچیس دسمبر کو اس بیدلی و ناراضگی کا عام مجمع کو اجتماع کی شکل میں اظہار کیا گیا۔ جو اظہار ایک طرح سے کل افسروں کی علانیہ خفگی کے اعلان کے مساوی تھا۔ انفنٹری کیولری۔ اور فوج کے انتظامی محکموں کے تقریباً چودہ سو افسروں نے فوجی کلب کی ممبری سے ولیعہد کے پاس استعفے بھیجدئے۔ ولیعہد اس کلب کا پریسیڈنٹ تھا اور اسنے اس کو افسروں میں جو ادارت ارتباط اور اخوت کی نسبت بڑھانیکیلئے قایم کیا تھا۔ استعفے داخل کرنیکی یہ وجوہات بتائی گئیں کہ کپتانوں اور اول و دوم درجہ کے لفٹننٹوں کو ترقی دینے میں انصاف و باقاعدگی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ آرٹلری اور انجینیروں کے محکمے کے افسروں کے مقابلہ پر انفنٹری کیولری اور انتظامی محکمہ کے افسروں کی

(بقیہ صفحہ سابقہ) ہمارے طرف تبلقان کی تحریک کو علانیہ طور پر دولت کی سلطان کے ساتھ مناسبت رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسری طرف در پردہ ترغیب و حوصلہ دیتا ہے کوئی کوشش کر رہا ہے اور ایسی حالات کی موجودگی میں کون کہ سکتا ہے کہ دنیا کا امن قیام کیلئے عمدہ آثار ہیں۔ (دو کیل ۶ مارچ ۱۸۹۹ء)

البانیا کے مسلمان رؤسا نے جلالتمآب امیر المومنین کی خدمت میں عرضداشت ارسال کی ہے کہ وہ مقدونیہ میں بغاوت ہونے پر ۲۰ ہزار مجاہدین سے اور لڑائی برپا ہو جانیکی صورت میں ایک لاکھ فوج سے اپنے خلیفۃ المسلمین کی خدمت کرینگے۔ ان کے ساتھ صرف یہ رعایت کیجائے کہ یہ فوج اپنے ہی سرداروں کے ماتحت رہنے دی جائے۔ (دو کیل ۱۳ مارچ ۱۸۹۹ء)

کم تنخواہ ملتی ہے۔ اول الذکر دونوں صیغوں کو فوجی پولیس کی خدمت سے معاف کر دیا گیا ہے پچھلی ترقیوں کی وجہ نیز انصافیوں کے علاوہ ایک عجیب کارروائی کی گئی ہے کہ کئی افسروں کو جو دربار کی خدمت میں تھے بیش معمولی ترقیاں دی گئی ہیں اور اس تفریق سے شکایت پیدا کی گئی تمام فوجی نظام عام طور پر اختلال کا موجب ہوتا ہے اس کارروائی کی وجہ سے پہلے افسروں نے مخالفت کرنیکا تہیہ کر لیا تھا اور بے ضابطہ پیدا کرنیکی کوشش کی مگر ابھی باقاعدہ نامہ و پیام اور گفتگو شروع نہ ہونے پائی تھی کہ بادشاہ نے فوج کی سردار اعلیٰ کی حیثیت میں متذکرہ صدر فرمان وزیر اعظم کی طرف صادر کرنیکا فیصلہ کر لیا۔ اور اس طرح سے فقط مطلوبہ فوجی اصلاح و ترقی کیلئے راستہ صاف کر دیا بلکہ افسروں کی علانیہ بغاوت کا بھی انسداد کر دیا اس فرمان شاہی سے افسروں کی شکایات میں بیشک کسی قدر تخفیف ہو گئی تھی مگر کافی تلافی نہ ہوئی تھی چنانچہ افسروں کا کامل طور پر خوشنود کرنے کیلئے گورنمنٹ کو انکی مرضی کے مطابق مجبوراً کئی مزید کام کرنے پڑے بادشاہ اور اسکے لڑکوں نے افسروں سے اور انہیں [illegible] فرض شناسی کی صفت پیدا کرنے کیلئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر وہ اس عالم میں چنداں کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ یونانی افسروں کی بے ادبی بیجا سرکشی۔ منہ زوری اور ناشائستگی کی اصل وجہ فوجی کیریکٹر و ہم مذہبوں کی ناواجب گرم بازاری اور اخبارات کی غیر محدود آزادی ہیں۔ اور جبتک ان خرابیوں کی درستی و اصلاح نہ ہو آشتی آمیز سے آشتی آمیز تدابیر بھی کوئی مفید ثمرہ نہیں بخشینگی۔

اب ہم یونانی فوج کو ان چند اعلیٰ افسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جنکو تعداد نظام اور آراستگی سب باتوں میں بدرجہا زیادہ قوت رکھنے والے دشمن کیساتھ معرکہ آرائی کرنیکا مشکل کام تفویض کیا گیا تھا۔ کسیقدر خاندانی اور کسیقدر ذاتی وجوہات کے لحاظ سے ولیعہد شہزادہ قسطنطین ڈیوک آف سپارٹا جسکی عمر اس وقت ۲۹ برس کی تھی سرکردہ فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا اس تقرری کی نامعقولیت صاف ظاہر ہے اسکی عمر ایسی گراں عنان اور اہم ذمہ داری کے اٹھانیکے قابل نہ تھی۔ (یونان کا شاہی خاندان گو ڈینش قوم کا ہے۔ لیکن یونان میں پیدا ہونے اور وہیں پرورش پانے کے علاوہ یہ شہزادہ اس وجہ سے بھی یونانیوں کی نظروں میں بڑا عزیز ہے اور وہ اس کو بالکل یونانی ہی سمجھتے ہیں کہ اسکا نام قسطنطین ہے جو نام یونانی قیاصرہ کے قبیل العہد خاندانوں کی فہرست میں عجیب جادو بھری تاثیر رکھتا ہے اس نام کا پہلا قیصر وہ تھا جسنے ۳۳۰ء میں شاندار دار الخلافہ آباد کیا اور آخری وہ ہیرو تھا جو شہر کی حفاظت کیلئے مردانہ وار لڑتا ہوا ہلاک ہوا تھا۔) ولیعہد قسطنطین (فٹ نوٹ یونانی سنین شمار کے مطابق) ۲۱ جولائی (مطابق ۲ اگست ۱۸۶۸ء) کو بمقام اتھنز پیدا ہوا۔ اور قابل جرمن عالم ڈاکٹر [illegible] سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۶ء کو بالغ ہونے پر اسے فوج پیدل کی پہلی رجمنٹ میں کپتانی کا عہدہ دیا گیا جسکے بعد اس نے جرمنی کے شہر لیپسک میں اصول قانون اور علم سیاست (پولیٹیکل سائنس) کی تکمیل کی بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۸۸۹ء بمقام اتھنز پرنسس صوفیہ شہزادی صوفیہ سے جو قیصر فریڈرک ثالث کی تیسری بیٹی اور موجودہ جرمنی قیصر کی ہمشیرہ ہیں بیاہا گیا۔ یہ شہزادی ۱۴ جون ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی اور مئی ۱۸۹۱ء

سلہ یہاں روس اور یونان دونوں ملکوں میں قدیم جنتری کا حساب مروج ہے اس میں نئی طرز جدید سے ۱۲ دنوں کا فرق ہے۔

سلہ اس کے تبدیل مذہب پر پروٹسٹنٹ سے کلیسا یونانی کے چلے جانے سے قیصر اس قدر ناراض ہوا حالانکہ پہلی اس کو نہایت عزیز رکھتا تھا ظاہر کیا لیکن ستمبر ۱۸۹۹ء میں قیصرہ ممدوحہ کی نانی اور والدہ کی کوشش سے باہم صفائی ہو گئی۔

میں باضابطہ کلیسائی یونانی (یعنی اپنے خاوند کے مذہب) میں داخل ہوئی۔ وہ دو لڑکوں اور ایک لڑکی کی ماں ہے۔ ولیعہد جو عموماً
اتھنز کے قریب قلعہ دکلیہ میں رہتا ہے کئی مرتبہ اپنے باپ کی لمبی سیاحتوں پر ملک سے باہر جانے کے موقع پر نائب السلطنت رہ چکا ہے وہ انفنٹری
لفٹننٹ جنرل کا عہدہ رکھتا ہے اور اتھنز کا کمانڈنٹ ہے ✦

بادشاہ کا دوسرا بیٹا پرنس جارج جو سند وری میں عام مشہور ہے کریٹ میں ہے۔ اور اُس کا تیسرا بیٹا پرنس نکلس جو سنہ ۱۸۷۲ء میں مقام اتھنز
پیدا ہوا فوج توپخانہ میں داخل ہوا جس میں وہ کپتانی کا عہدہ رکھتا ہے۔ فروری ۱۸۹۷ء کے وسط میں وہ آرٹا کو روانہ ہوا جہاں کہ شہزادہ فوج پیدل کے رسالے
اور بیاتریاں فی الفور اُس کے زیر کمان جمع کی گئیں۔ یہ شہر صوبہ اپائرس کی سرحد پر واقع ہے ✦

ولیعہد کے سٹاف کا اعلیٰ افسر اُس کا مہر حاجب (یعنی چیمبرلین) سپائنٹ ساکیس تھا۔ مگر ہم اب تک کوئی نہیں سمجھ سکا کہ اُس میں
اس عہدہ کی کونسی قابلیت دیکھی گئی تھی یا موجود تھی۔ زمانہ امن میں سپائنٹ ساکیس محض چیمبرلین یا بالفاظ دیگر شاہزادہ ولیعہد
بہادر کے ذاتی جنرل سٹاف یعنی ذاتی خدام اور غلاموں کا افسر اعلیٰ اور شاہی باورچی خانہ کا اعلیٰ منتظم تھا۔ چنانچہ جب وہ
میدان جنگ میں اپنے آقا کی ارکان حرب (جنرل سٹاف) کا افسر اعلیٰ ہوا تو اُس وقت بھی وہ شاہی باورچی خانہ اور شاہی سامان و
اسباب کی نگرانی اور نگہداشت میں بدستور سابق بڑی سرگرمی سے مصروف رہا۔ اور اس موقع پر یہ بیان نہ کرنا صریح ناانصافی ہوگی۔
کہ مخالف و موافق سب کو اس امر کا اعتراف ہے کہ کل یونانی محاربہ میں جس صیغہ کا انتظام تھا بہت مکمل و آراستہ رہا۔ وہ بھی
شاہی باورچی خانہ تھا اور کم از کم اس بات کا کریڈٹ سپائنٹ ساکیس صاحب بہادر کو ضرور ملنا چاہئے اُس کو اس نئے منصب میں شاہزادہ
کے پرانے رفیق اور نائب حاجی پلٹروس سے بہت مدد ملی یہی اس شخص کی نسبت کہا جاتا ہے کہ آپ اسے درجہ کے بسر طعام یا بالفاظ
دیگر جنرل سٹاف آفیسر متعلق صیغہ باورچی خانہ کی حیثیت میں نہ صرف جنرل سٹاف پر جس کا صدر سپائنٹ ساکیس تھا۔ بلکہ
خود شاہزادہ بہادر پر بھی اپنی منصبی منزلت سے بدرجہا زیادہ فائق اقتدار رکھا یا حاصل تھا۔ سپائنٹ ساکیس کے ساتھ ہی حاجی
پلٹروس کو بھی ہر ایک نامہ نگار لیبیا اور فرسالہ کی مصائب کا بانی مبانی بیان کرتا ہے چنانچہ پے در پے شکستوں کی خبریں پہنچنے
پر یونانی پبلک جو عشق فن خانساماں گری کی قدرشناس نہ تھے سپائنٹ ساکیس اور حاجی پلٹروس سے بالخصوص سخت ناراض ہوگئی۔
اور وہ دونوں بہ ... کہ دوران میں کیمپ سے واپس بلائے گئے۔ سپائنٹ ساکیس کی عمر پچاس سے متجاوز ہے۔ اور اُسکی ظاہری شکل
شباہت اور وجاہت میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو لارڈ چیمبرلین میں ہونی چاہئیں۔ مشین مثل صورت، اقبال جیسے
دنیا دار ... ایسے چہرہ پر ضد یا خود رائی کا نام و نشان تک ناپید۔ چھوٹی چھوٹی خوب بلدار مونچھیں۔ رخسار اور ٹھوڑی خوب
گھٹے ہوئے۔ اور بالوں کی سیاہی نہایت احتیاط کے ساتھ قائم رکھی گئی ہوتی ہے جب وہ تکلم کرتا ہے۔ اور یہ بتا دینا نامناسب
نہ ہوگا کہ وہ خاص غناتی ہوئی آواز سے بولتا ہے تو اُسکے بشرہ سے لاپرواہی برستی ہے۔ اور جب اُسے مخاطب کیا جائے تو اُس کے
چہرہ پر امیرانہ استغنا پایا جاتا ہے۔ اُسکی پیشانی اوپر کی طرف بتدریج تنگ ہوتی گئی ہے جس سے اُس کا سر بھدا سا ہو گیا ہے۔
سپائنٹ ساکیس کو لمبی ... دوم افسرانہ ٹوپی خوب سجتی ہے کیونکہ اس سے اُسکے چہرہ کا زاویہ قریب قریب پورا ہو جاتا ہے اُس کے

رفیق حاجی پلیزوس ہیرمز تمام لطافات مردانہ حسن کو موجود ہیں جو یونانی لیڈیوں کے مذاق کے مطابق ایک بانکے افسر میں ہونا چاہئیں
اُسے گویا ان لیڈیوں کے خیال کے مطابق کنہیا سمجھنا چاہئے۔ اُسکا قد لمبا جسم بھرا ہوا۔ اور چہرہ کا رنگ عیارانہ بشرہ۔ لمبی خوب مضبوط اور
بھری ہوئی خمدار ناک اور بڑی بڑی مونچھیں سب سے زیادہ نمایاں ہوتی ہیں۔ الغرض اس شایستہ و لفریب اور تقریبًا کامل حسین شخص کو صرف
ایک نظر دیکھنے سے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ وہ میدان جنگ میں زبردست غنیم سے بھی کم از کم زنانہ لشت کھائے بغیر کمال کرو
کے باامن میدان میں کمزور جنس (فرقہ اناث) پر فتوحات حاصل کرنیکا خوگر عادی ہو۔ اگرچہ بظاہر حال کل ذمہ داری بادشاہ کی اپنے سر پر
لی تھی مگر دراصل یونان کی جنگ جویانہ اور زریہ پالیسی کا ذمہ دار وزیر اعظم ڈیلیانیس ہی تھا۔ وہ یونان کے شمالی حصہ کے قصبہ کلا وریٹا
میں ۱۸۲۶ء میں پیدا ہوا۔ وہ پہلے وزیر سینیٹ خارجیہ وزیر سرسرشتہ تعلیم اسفیر پال رہ چکا ہے۔ برلن کی کانگرس میں یونان کے سفیر ہو کے تھے
اُنکا یہ فرض تھا جس سفارت میں وہ فرانس کی پرجوش تائید سے قابل برام ہوا۔ اور کانگرس نے یونان کو مزید علاقہ دیا جانا منظور کیا تھا جب
بتاریخ ۱۸ مئی ۱۸۸۶ء دول عظام نے یونان کو الٹی میٹم دیکر یونانی بہادروں کے بحری محاصرہ کا اعلان کیا تھا تو وہ اُس وقت بھی وزیر اعظم تھا۔
مگر جب یہ واضح ہو گیا کہ ہتھیار ڈالدینے اور جنگی کارروائیوں سے ہٹ جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا۔ تو ۹ مئی کو مستعفی ہو گیا تھا
ڈیلیانیس ادنیٰ طبقوں میں نہایت ہر دلعزیز ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ وہ عام میل جول رکھتا ہے اور اُنسے بے تکلفانہ گفتگو کرنے سے احتراز
نہیں کرتا۔ اور حال انکہ اُسے اپنی ناعاقبت اندیش تدبیروں کی بدولت ۲۹ فروری ۱۸۹۲ء کو بھی وزارت کے عہدے سے مستعفی ہونا پڑا۔
بادشاہ اُسکی خدمات کی دل سے قدر کرتا ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے دل میں اچھی طرح سے جانتا ہے کہ دربار کی پالیسی عوام
کی خواہش اور امیدوں کو پورا نہیں کی اب بھی ۱۸۷۸ء اور ۱۸۸۶ء کی نسبت جن میں وہ مشغول ہیر فرانس علانیہ دربار ایتھنز کا موید معاون
تھا کوئی زیادہ توقع نہیں ہے +

یونان کا دوسرا مشہور قومی مدبر رالیس ہے وہ ۲۵ اپریل ۱۸۹۷ء کو تھسلی سے ایتھنز واپس آیا۔ اسے مذکورہ بیش سے یونانی افواج کی کامل بدنظمی
اور ناقابلیت کا ذاتی مشاہدہ سے بخوبی تجربہ ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فریق مخالف کا رکن ہونے کے باوجود اُس نے ایتھنز کے عوام کو تسکین
خاطر اور خاموشی سے گھر بیٹھے رہنے کی نصیحت کی۔ اور ان کوششوں میں یہاں تک کامیاب ہوا کہ اُس نے سرکش اور بدلگام شہریوں کے مجمع بدتمیزی
سوداگروں کو وہ اسلحہ واپس دلا دئیے جو وہ دوکانوں سے لوٹ لے گئے تھے +
چونکہ پہلے ہی ہزمجسٹی بادشاہ نے ڈیلیانیس کی وزارت مستعفی ہو گئی تھی۔ تو رالیس نے نئی وزارت قائم کی ۳۰ اپریل ۱۸۹۷ء کو نئے وزرا نے باضابطہ
حلف اُٹھائیں اور یکم مئی کو نئے وزیر اعظم (رالیس) نے پارلیمنٹ کے سامنے اپنا پروگرام پیش کیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ فوجی انصرام و ترتیب درست کی
جائیگی اور جبتک باعزت صلح پر خاتمہ نہ ہو لڑائی کو جاری رکھا جاویگا۔ مستعفی وزیر اعظم نے نئی گورنمنٹ کو اس غرض کے حصول میں پُر جوش اور بلاشرط
پوری پوری امداد دینے کا یقین دلایا اور بعد ازاں پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا +
مسٹر ڈی میٹری اس رالیس کا باپ ایک مشہور وکیل تھا۔ اور وہ شاہ اوٹھو[1] کے عہد میں کئی مرتبہ وزیر بھی ہوا تھا۔ ڈیمی ٹری نے

[1] یہ جرمن کی ریاست بویریا کے شاہی خاندان سے تھا۔ اس کا پورا نام آٹو فریڈرک لڈوگ تھا۔ ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۷ء میں فوت ہوا +

پیرس میں قانون کی تعلیم حاصل کی جس سے فارغ ہو کر وہ اتھنز کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہوگیا۔ اور ساتھ ہی وکالت کا کام بھی کرتا رہا
پہلے وہ مشہور یونانی سیاسی مدبر ٹرکوپیس کا سرگرم حامی تھا۔ مگر ۱۸۸۵ء میں اس سے جدا ہو کر اُس نے اپنی علیحدہ ایک تیسری پارٹی
قایم کر لی۔ وہ کئی دفعہ سررشتہ تعلیم اور سررشتہ عدالت عامہ کا وزیر رہ چکا ہے۔ اُس کی عمر ۵۲ برس کی ہے اور ضلع اٹیکا میں بہت ہی
ہر دلعزیز ہے۔ اور اس ضلع کی طرف سے بارہا پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہو چکا ہے۔

یونانی فوج کے سر آوردہ افسروں میں سے کرنیل واسوس اپنی مستعدی اور دوراندیشی کی وجہ سے خاص ذکر کے قابل ہے۔ مختلف
نازک موقعوں اور مشکل حالات میں جو صبر و استقلال قایم رکھنے کی بدولت اُس کی بہت ناموری ہوگئی ہے۔

کرنیل مذکور یونانی فوج کے قابلترین افسروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اُس نے فوجی تعلیم کی تکمیل ممالک غیر میں کی تھی۔ عمر میں پچاس
برس سے زیادہ ہونیکے باوجود اُس کے سپاہیانہ استقلال اور بامردی میں کبھی لغزش نہ ہوئی شجاعت میں بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔
بلکہ بسا اوقات یہ شجاعت احمقانہ تہور تک پہنچ جاتی رہی۔ وہ اعلیٰ درجہ کا فصیح ہونیکے علاوہ کئی زبانوں اور بولیوں میں بڑا
ماہر ہے۔ اس مہارت سے اُس کو جزیرہ کریٹ میں ایک طرف باغیوں کے سرغناؤں اور دوسری طرف دول عظام امراء بحر
کے ساتھ اپنی کار مفوضہ کو سرانجام پہنچانے میں بہت مدد ملی۔ یہ عام مشہور افسر جو گویا کریٹ میں یونانی قوم کی امیدوں اور امنگوں
کا مجسم پتلا تھا۔ درحقیقت یونانی نہیں ہے۔ بلکہ مانٹی نیگرو ہی ہے۔ اُس کا باپ بھی واسو یا جو کہ مانٹی نیگرو کے قبیلہ بیلوپاؤ لووک سے تھا۔
چودہ برس کی عمر میں اپنے وطن مالوفہ [illegible] کو [illegible] چھوڑ کر تلاش معاش کیلئے یونان پہنچا تھوڑا عرصہ بعد ۱۸۶۲ء کی مشہور
بغاوت یونان پھوٹ پڑی۔ نوجوان مانٹی نیگرو ہی اپنے نئے ہم وطنوں کے ساتھ جنہوں نے آزادی کیلئے جان توڑ کر کوشش شروع کر دی
تھی شریک ہوگیا۔ اور فلاسفہ و حکماء کی سرزمین پر جسے اب اُس نے اپنا وطن بنا لیا تھا شجاعت و مردانگی کے ایسے کارنامے دکھائے
کہ یونان کی شہریت و مدنیت کے حقوق حاصل کر لئے۔ اور کچھ زمین پر بھی اُس کا قبضہ ہوگیا۔ وہ اُس پر آباد ہوگیا۔ اور پھر ایک یونانی
عورت سے شادی کر لی۔ یہ دونوں اُس کرنیل تیمولیون کے والدین تھے جو شاہ اوتھو کے تخت سے مستعفی ہونیکے بعد عام شہرت
اور ہر دلعزیزی حاصل ہو گئی تھی۔ کرنیل مذکور کی آسٹرین سفیر متعینہ اتھنز بیرن ٹشا کی بیٹی سے [illegible] الفت و محبت
فریقین شادی ہوگئی۔ اس شادی سے جو بیٹا متولد ہوا وہ وہی تھا جو پچھلے برس ۱۸۹۶ء میں بطور مجاہد کریٹ گیا تھا۔ کرنیل مذکور کی
ایک بیٹی شاہ کے سابق پرائیویٹ سکرٹری کے بیٹے کے ساتھ بیاہی ہے جانے تک شاہزادی صوفیہ کی خدمتگزاروں میں ہی تھی
اس محاربہ کے دوران میں جن افسروں نے اپنے ملک کی دلاوری و عقلمندی سے قابل تعریف خدمت کی۔ اُن میں کرنیل سمولنسکی سابق
وزیر جنگ کرنیل مالوس۔ اور لفٹننٹ کرنیل [illegible] (جو [illegible] کے سٹاف کا اعلیٰ افسر ہے) خصوصیت کے ساتھ قابل
ذکر ہیں۔

سلہ لیفٹ کرنیل [illegible] اس افسر کی نسبت [illegible] کی بھی یہی رائے تھی۔ مگر [illegible] ۱۸۹۸ء کی شروع
میں جا بجا [illegible] شائع ہوتی ہے۔ کرنیل مذکور پر بھی نافرمانی اور ناقابلیت کا الزام لگاتا ہے۔ مترجم

فصل پنجم یونان کا بیڑہ جہازات

بقول جرمن شاف افسر لڑائی کے چھڑ جانے پر یہ عام خیال تھا کہ یونان کو اپنے بیڑہ سے بہت مدد ملیگی - اور ہر ایک کو توقع تھی کہ وہ نہ فقط بری فوج کے لئے آمد و رفت کے بڑے بڑے راستوں اور خطوط کے قائم رکھنے کا ہی کام دیگا (یعنے اسکی پناہ میں فوج براہ سمندر ایک جگہ سے دوسری جگہ بحفاظت و سرعت پہونچ جایا کریگی - اور اسے کمک و سامان پہونچتا رہیگا) بلکہ اپنی بری فوج کو غنیم کے علاقہ پر جا بجا بحری فوج اتار کر یورشیں کرتے رہنے - ترکی سواحل کے قلعوں پر گولا باری کرنے اور سب سے بڑھ کر مجمع الجزائر کے ترکی جزیروں کو یونانی آبادی کو ترکوں کے برخلاف اکساتے رہنے سے بہت مدد پہونچانیکا باعث ہوگا - اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر یونانی بیڑہ کے کمانڈر مستعد اور قابل ہوتے تو وہ یہ کام بآسانی کرسکتا تھا - اوسکے جہازات اور ساز و سامان[1] دونو کاموں کیلئے نہایت مفید تھے - چنانچہ اگر بیڑہ سے بری فوج کے ساتھ ملکر کام لینے کی تجویز قابلیت کے ساتھ کیجاتی اور پھر تجویز مذکورہ لیاقت سے عمل میں لائی جاتا تو ممکن تھا کہ یہ شراکت اوس فوقیت کی تلافی کردیتی جو ترکی فوج کو بلحاظ تعداد یونانی فوج پر حاصل تھی - مزید براں اگر یہ بیڑا غنیم کے علاقہ پر جارحانہ کاروائیاں اور بہادرانہ یورشیں کرنے میں کامیاب ہوجاتا - تو اس سے یونانیوں میں زبردست اخلاقی طاقت کا موجود ہونا ثابت ہوجاتا -

یونانی بیڑہ سرکاری طور پر جسمانی بیڑہ اور بیڑا برائے حفاظت سواحل میں تقسیم کیا گیا تھا - اول الذکر میں تین زرہ پوش بر جدار جہاز کروزر یا لیس - دو ٹرانسپورٹ (باربرداری) کے جہاز - چار گن بوٹ - تارپیڈوں کا گودامی جہاز - موسومہ کنار یس - اور بارہ تارپیڈو کشتیاں تھیں تینوں زرہ پوش جہاز سب باتوں میں یکساں ہیں - ہر ایک کا وزن[2] ۴۸۸۵ ٹن طول ۱۰۵ میٹر (۳۴۴ فٹ) دریانی عرض ۱۶ میٹر (۵۲ فٹ) اور ہر ایک کے انجنوں کی طاقت ۶۷۰۰ گھوڑوں کی ہے - جو توام چرخوں کے ذریعہ سے جہاز کو ۱۷ ناٹ فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا سکتے ہیں - ان پر سطح آب سے ۱۳ انچ دبیز مرکب فولاد کی زرہ چڑھی ہوئی ہے - توپدار برج بھی اتنی ہی دبیز زرہ رکھتے ہیں - اور تختہ جہاز یعنے چھت پر دو انچ دبیز فولادی چادر چڑھی ہوئی ہے - ہر ایک پر سات[3] دس دس انچ قطر کی تین تین وزنی توپیں دو دو سامنے (دمانہ) کیطرف اور ایک ایک دنبالہ کیطرف علاوہ بریں ہر ایک پر پانچ پانچ چھ چھ انچ قطر کی دس دس

[1] کل دنیا کو شروع محاربہ میں فاضل مورخ کی طرح یہی خیال تھا کہ یونانی بیڑہ خوب آراستہ ہے چنانچہ جب اس نے محاربہ میں کوئی کار نمایاں نہ کیا تو لوگ اس پر سخت متعجب ہوئے تھے مگر چند مہینے ہوئے شرح جہازات کے لئے انگلستان کی سرکاری رپورٹ اور تحقیقات کنندہ کمیشن کے فیصلہ سے جسے سپاہ داری کیلئے مفصل شائع نہیں کیا گیا واضح ہوگیا کہ بیڑہ کی آراستگی کے متعلق دنیا کا خیال غلط تھا - کئی جہازوں پر سامان کی سمری بقدر ایک بھی موجود نہ تھی - اور متعدد اتفاقات عنقریب باوجود گراں قدر کمپنیوں سے موصول نہ ہوسکے مترجم

[2] جہاز کے وزن سے یہ مطلب ہے کہ وہ کل مستعد وزن اٹھائینگی - جس میں اس کا ذاتی وزن بھی شامل ہوتا ہے ثابت رکھتا ہے

پلہ ۲ - انچ قطر کی جلد چلنے والی توپیں اور سوا سولہ مشین (کلدار) توپیں مزید برآں ہر ایک کے ساتھ تارپیڈو چلانے کی تین تین نالیاں ہیں - یہ تینوں فولاد سے بنے ہوئے ہیں - ۱۹۰۵ء میں اور تیسرا ۱۹۰۶ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا -

بیڑہ کے اس حصہ کے باقی جہاز بلا زرہ ہیں - اور انکے تختے بھی بلا چادر ہیں - کروز مجیدیہ پر چار ۴.۷ انچ قطر کی لمبی توپیں - چار ہلکی اور دو کلدار توپیں نصب ہیں - مزید برآں دو چھوٹی چھوٹی تارپیڈو کشتیاں بھی اس پر موجود رہتی ہیں یہ جہاز ۱۹۰۳ء میں اتارا گیا تھا - وزن ۳۴۳۰ ٹن رفتار ۲۲ ناٹ (میل) اور انجنوں کی طاقت ۱۲ ہزار گھوڑوں کی ہے چار گن بوٹوں میں سے ہر ایک پر ۳.۴۷ انچ کی ایک ایک کرپ توپ اور تارپیڈو گوداموں جہاز پر دو کروپ توپیں ہیں تارپیڈو کشتیوں پر صرف کلدار توپیں ہیں - ان کی رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل ہے - مگر چونکہ وہ ۱۸۹۰ء اور ۱۸۹۸ء میں بنی تھیں اب وہ جدید ترین ساخت کی نہیں رہیں

محافظ ساحل بیڑہ میں سب سے زبردست جہاز آہن پوش گن بوٹ پاسلیس جاجیس ہے - اس کا طول ۱۰۵ فیٹ عرض ۳۰ فیٹ وزن ۱۲۰۰ سو ٹن - رفتار ۱۲ میل فی گھنٹہ ہے وہ کم از کم ۱۰ فیٹ گہرے پانی میں چل سکتا ہے اور گو حفاظت ساحل کے لئے خاص بنایا گیا ہے مگر کھلے سمندر میں دور دراز مسافت طے کر سکتا ہے - اس پر دو کروپ توپیں ۱۲ سنٹی میٹر (۴.۷ انچ) قطر کی اور چار مشینی توپیں نصب ہیں - اس کی عمر ۲۵ برس کی ہے لیکن پھر بھی کارآمد مستعد ہو سکتا ہے - اس سے کمتر درجہ کی جہاز بلا زرہ گن بوٹ موسومہ آمیدیہ اور اکسا ثیون ہیں - انہیں سے ہر ایک پر ایک ایک ۴.۷ انچ قطر کی کروپ توپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں - اول الذکر ۱۸۹۰ء میں اور دوسرا ۱۸۹۸ء میں اتارا گیا تھا اور وہی رفتار رکھتے ہیں جو اپنے پیشرو زرہ پوش گن بوٹوں کی ہے علاوہ اس بیڑہ میں تین چھوٹی چھوٹی سرنگ لگانیوالے جہاز موسومہ اگیا نیا - موخم واسیا - اور ناپاک ہیں جو اس کام کیلئے جو انکا نام ہے ظاہر ہوتا ہے ۱۸۹۸ء میں اتارے گئے تھے - مزید برآں چھ اول درجہ کی - دو دوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں - اور دو نار ڈن فلٹ کی قسم زیر آب چلنے والی کشتیاں ہیں -

کاروٹ قسم کا جہاز موسومہ ہیلاس - کہنہ آہن پوش کاروٹ اولگا - ایک چوبی جہاز ۱۸۷۶ء کی ساخت - اور ایک چھوٹا سا دستور یا دبانی جہاز تعلیمی جہاز ہیں - ہیلاس پر افسروں کی جماعت کے طلباء کو عملی تعلیم دیجاتی ہے اس پر دو چھ انچ کی کروپ توپیں - ایک جلد چلنے والی اور دو مشینی توپیں ہیں - متذکرہ صدر جہازوں کے علاوہ بارہ اگنبوٹ اور شاہی کشتی موسومہ امفی ٹرائیٹ تفریح کا ہوں کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں ان میں سے سات اگنبوٹ ۱۸۹۸ء کی ساخت ہیں اور چار میں انکو ایک حد تک تازہ ترین ساخت کی کہا جا سکتا ہے انکے نام اسکوسی - افیدس - یوروکس - پی نیوس - کرشا کلکی اور ایدونت ہیں - یہ سب فولادی ہیں - اور ہر ایک پر دو دو ساڑھے تین تین انچ کی کروپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں - رفتار دس دس میل تک ہے باقی جو پانچ ہیں وہ پرانی ہیں - وہ ۱۸۹۵ء سے پیشتر کی ساخت ہیں - کہنا کافی ہوگا اور ان میں صرف ۱۰۰ - ۲۰۰ ٹن کی ڈونگیاں ہیں -

فصل ششم ترکی کا نظام فوجی

ترکی فوج جن لوگوں سے تیار کیجاتی ہے۔ انکی جسمانی بناوٹ اور ساخت نہایت عمدہ ہے۔ وہ مضبوط توانا سادگی پسند اور عملی خانگی تربیت و معاشرت اور مذہب نے انکو تابعداری کرنے پرہیزگاری نفس کشی اور محنت اٹھانے کا معتاد بنا دیا ہوا ہوتا ہے چنانچہ وہ ماہر ہاتھوں (یعنے قابل افسروں کی ماتحتی و نگرانی میں) نہایت خوفناک ہتھیار بننے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مذہب جو ترکی سپاہی کی معاشرت اور یومیہ زندگی میں ایک اہم جزو ہے۔ وصف تابعداری اور نظام و ترتیب کو پیدا اور مضبوط کرنیکے لئے نہایت زبردست ذریعہ ہے۔ سپاہ دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہوتی ہے۔ ڈیوٹی سے غیر حاضر ہونے ایام رخصت کے پیشتر سے زیادہ عرصہ گھر ٹھہرے رہنے کی خطا سے درگذر ہو جائے تو ہو جائے۔ لیکن نماز سے غیر حاضر ہونے کی خطا کبھی معاف نہیں ہوتی اور بڑی سختی سے سزا دیجاتی ہے۔ مذہبی احکام کی ہر جگہ بڑی تقید سے تعمیل کرائی جاتی ہے۔ مگر ناظرین اس سخت مذہبی پابندی سے ترکوں کا مذہبی لحاظ سے متعصب ہونا قیاس نہ کریں۔ اس پابندی اور تعصب میں ہزاروں کوس کا فرق ہے۔

لفٹنٹ جنرل وان ڈرگولز پاشا جو ترکی نظام فوجی کے جزو کل سے بخوبی واقف ہیں۔ اور جو جنگ و امن دونوں زمانوں میں ترک افسروں و سپاہیوں کی اوضاع و اطوار اور عادات و کیرکٹر کو بڑے غور سے پرکھتا رہا ہے۔ اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ زمانہ حال کی شکستوں کے باوجود ترکی فوج پر مایوسی اور پژمردہ دلی مستولی نہیں ہو سکی۔ وہ اپنی سابقہ فتوحات کو نہیں بھولی۔ ان کی یاد دلوں میں ابتک تازہ ہے۔ جو اس کے حوصلوں اور امنگوں کو بڑھائے رکھتی ہے۔ غریب سے غریب اور محتاج سے محتاج ترک بھی محسوس کرتا ہے کہ وہ مختلف الانواع قوموں کے مجمع بے تمیزی پر حکومت کرنیوالی قوم کا فرد ہے اور ان محکوم قوموں پر بے انتہا فوقیت رکھتا ہے۔ فیلڈ مارشل مولٹکے نے بالکل درست کہا ہے کہ "کسی ترک سے دریافت کرو اسے اس امر کی اعتراف سے ذرہ بھر تامل نہ ہوگا۔ کہ علم و ہنر دولت و ثروت طاقت و قوت و ہمت و اولوالعزمی میں یورپین اس کے ابنائے وطن سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر اس اعتراف کے باوجود اس کے دل میں کبھی اس بات کا وہم و گمان تک نہ گزریگا۔ کہ اسقدر خوبیاں رکھنے کے باوصف بھی کوئی فرنگی کسی مسلمان کے برابر ہو سکتا ہے"

یہ درست ہے کہ ایسا گمان بسا اوقات خود رائی کا نامناسب اور مضر وصف پیدا کرنیکا موجب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ مسلّم امر ہے کہ اگر سپاہی کو اپنی ذات پر ایسا گمان ہو تو اس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں۔ اگر سپاہی کے دل میں یہ پختہ یقین جما ہوا ہو۔ کہ وہ ایک برگزیدہ و مقبول قوم کا فرد اور نائب ہے تو اس سے اس میں خود بخود یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ میرا سب سے اوّل یہ فرض ہے کہ اپنے آپ کو بلند قومی منصب و افتخار کے قابل ثابت کروں

ترکی سپاہی کو اپنی ابتدائی خانگی تربیت اور طرز معاشرت سے فوجی تعلیم و تربیت اور پابندی کے قابل بننے میں بہت مدد ملتی ہے اس تربیت و معاشرت کی یکرنگی ہی بجائے خود نہایت مفید چیز ہے۔ غریب سے غریب دہقان یا گڈریئے کے بچہ کو بھی ویسی ہی احتیاط

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس سلطان نے اسکو ایک پیشہ لازمی کرکے معافی کا معاوضہ تقریباً ایکہزار روپیہ مقرر کر دیا۔ سلطان حال نے فقط معاوضہ کے قاعدہ کو بالکل منسوخ کر دیا قسطنطنیہ کے مسلمان سلطان محمد فاتح کے وقت سے مستثنے چلے آتے تھے۔ اب ان کیلئے بھی اس خدمت کو لازمی کر دیا گیا ہے غالب وجہ یہ ہے کہ خلافت منتقل ہو جائیگی [illegible]

اور التزام کے ساتھ آداب مجلس اور اخلاق معاشرت سکھائے جاتے ہیں۔ جیسے کہ امراء اور متمولین کی اولاد کو۔ اس غریب کے بیٹے کو بھی بعینہٖ وہی آداب بجالانے کی فقرات۔ دوسرے کو خطاب کرنے کے وہی طریقے۔ خیریت و مزاج پرسی وغیرہ کے متعلق رسمی و رواجی سوالات کی وہی جواب۔ والدین کے آنے پر ہو تو بانہ کھڑے ہو جانے یا جبتک بڑا مخاطب نہ کہے مجلس میں خاموش بیٹھے رہنے وغیرہ وغیرہ قسم کے وہی عادات اور چہرہ پر وجاہت و خودداری اور وقار کے بشرہ کو قائم رکھنے اور اس پر کسیطرح کی کوئی علامت حزن و مسرت وغیرہ کی ظاہر نہ ہونے دینے کی وہی عادت سکھائی جاتی ہے جو کہ ایک امیر کے فرزند کو۔

اسطرح سے بڑوں اور حاکموں کا ادب اور بزرگوں اور حکام کی تابعداری کرنا کہ ادب کرنیوالا اپنی خودداری فائق بہت جیا اور مساوات کے احساس کو بھی ہاتھ سے نہ دے رہا ہو۔ اور یہ بات جو ترکوں میں پائی جاتی ہے۔ ایسی خوبیاں ہیں کہ اسنے جمہور اور نام کو آپس میں متحد و متفق کرنے کے کام میں بہت مدد ملتی ہے۔ اور یہ اتحاد مختلف المذہب و القوم اقوام کے مجمع میں جن سے ترک گھرے ہوئے ہیں بالکل الگ تھلگ اور منفرد ہونیکے احساس سے خوب مضبوط و مستحکم ہو گیا ہے۔

ترکوں میں یہ قابلیت ہی نہیں۔ کہ وہ دیگر ممالک میں اجنبی حکومت کے ماتحت ہمیشہ کیلئے زندگی بسر کر سکیں۔ اگر کسی ترک کو یہ صورت پیش آجائے تو وہ خود بخود اپنی طبیعت و تربیت سے مجبور ہو کر اپنے ابنائے وطن اور رفقا کی طرف کھچا چلا آتا ہے یہی وجہ ہے کہ ترکی سے جو صوبے آزاد یا الگ ہوئی ہیں گو اکثر صورتوں میں اس تغیر حکومت سے ذاتی خوشحالی اور تمول کو بڑھانے میں بہت آسانیاں ہو جاتی ہیں مسلمان وہاں سے بتدریج مہاجرت کر جاتے ہیں۔ ابتک صرف ایک روسی حکومت اپنی نئی مسلمان رعایا کو حالات متغیرہ پر رضامند بنانے اور اپنے وطن مالوف سے وابستہ رکھنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ یا اب کچھ عرصہ سے آسٹریا کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ جس کو بوسنیا میں ایسی ہی کامیابی ہوئی ہے[۱]۔

بالآخر ترکی کے متعلق بحث کرتے وقت اُس بے انتہا اقتدار کو بھی بالالتزام مدنظر رکھ لینا واجب ہے۔ جو اور اسباب یا بادشاہ کی ذات تو الگ رہی محض اسکے نام کو ہی اپنی رعایا پر حاصل ہے جو حکمران بادشاہ بحیثیت فرمانروا خواہ مہر و لعزیز ہو یا نہ ہو۔ ہر حالت میں اس کے احکام مسلمانوں کی نظروں میں قانون بلکہ احکام قضا و قدر کے برابر ہوتے ہیں۔ وہ احکام ناقابل تنسیخ و ترمیم ہیں۔ سلطنت ایسی طاقت ہیں جسکی کوئی مزاحمت اور جسکے برخلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکتی۔ جب سلطان کسی معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کر دیتو پھر تمام بحث مباحثہ ختم ہو جاتا ہے اور اسکی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کو خانگی معاشرت تک میں دخل حاصل ہے۔ اور ذرہ ذرہ[۲] سے معاملہ میں کمال اثر رکھتی ہے یعنی عام معاشرت کے متعلق جس امر کو سلطان ناپسند کرے اُس سے گھروں کی محفوظ چار دیواری اور حرم کے اندر بھی بالعموم اجتناب

[۱] اس کی تصدیق ایک حال کے ہی واقعہ سے بخوبی ہو رہی ہے۔ دسمبر گذشتہ میں سلطان اعظم جب قیصر قیصرہ جرمنی کو وداع کرکے محل سلطان کو واپس آرہے تھے تو رعایا نے جو سڑکوں کے دونو طرف اور مکانوں کی چھتوں پر پرے باندھ کھڑی تھی خوشی کے نعرے مارنے اور تالیاں پیٹنی شروع کیں۔ آخر الذکر حرکت کو بلا اشتباہ نے اسلامی آداب کرنشان سے بعید تصور کیا۔ اور غازی عثمان پاشا سے جو بالمقابل بیٹھے تھے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ غازی موصوف نے اردلی کو ایک چوبدار کو بلا کر یہ امر بتا دیا۔ اور چند لمحوں میں منشاء سلطانی سے کل حاضرین کو اطلاع ہو گئی۔ اور پھر کسی نے تالی نہ بجائی۔ مترجم

[۲] چند مہینے گذشتہ سے اس قول و قیاس کی تردید کر دی ہے۔ روسی صوبجات کازان کریمیا قاف وغیرہ اور بوسنیا سے بھی تھوڑے برس سے مسلمان ہجرت

کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں بہ نظیر وصف ضبط نفس کے ساتھ راضی برضا رہنے کی صفت بھی بالاستحکام راسخ ہو جاتی ہے۔ مسلمان فرمان ایزدی یا بالفاظ دیگر نوشتہ قسمت پر فی الفور راضی و شاکر ہو جاتا ہے۔ ان اوصاف کے علاوہ بقول گولز پاشا ترکی سپاہی کے سب سے بڑی اور نہایت کارآمد اوصاف یہ ہیں کہ وہ سادگی اور اعتدال پسند اور سلامت روح ہے۔ قوم کے نوجوانوں میں مے نوشی کی برائی بالکل مفقود ہے۔ اور عشرت پسندی کے لوازمات جو یورپ کے نوجوانوں کے حصہ کثیر کی عمریں برباد کرنے کا باعث ہو رہی ہیں قریباً مفقود ہیں۔ فوج میں داخل ہونے کے وقت تک ترکی سپاہیوں کی طرز معاشرت سادہ اور صحت مستحکم ہوتی ہے اور گو انکی بسر اوقات عموماً مفلسانہ ہوتی ہے۔ مگر یہ افلاس ویسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نہایت گنجان آبادی رکھنے والی مغربی یورپ کی اقوام میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کی بدولت وہاں کے اکثر رہنے والے چھوٹی عمر میں ہی فکر معیشت اور دقت معاش کی وجہ سے غلیظ اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ ترک کی کمر محنت و مشقت سے جیسا کہ ہمارے صنعتی شہروں کے باشندوں کا حال ہے قبل از وقت خم نہیں ہو جاتی اور وہ نسبتاً بہت ہی زیادہ عمر تک ہتھیار بند ہو کر میدان کارزار میں شریک ہونے کے قابل[1] رہتا ہے۔ فوج میں زیادہ تر وہ لوگ داخل کیے جاتے ہیں جنکا آبائی پیشہ دہقانی شبانی اور صید و شکار چلا آتا ہے۔ طبقہ صناعان و کاریگران میں سے شاذ ہی کوئی شخص عساکر عثمانیہ میں دکھائی دیتا ہے۔ اکثر سپاہی اوائل عمر سے اسلحہ کے استعمال سے مانوس ہوتے ہیں۔ اور فوجی خدمت کے زمانے میں انکو عموماً اسی طرز معاشرت اور طریق بسر اوقات کا اعادہ و تکرار کرنا پڑتا ہے جس سے وہ اپنی خانہ بدوش طرز زندگی یا سفر و سیاحت کی بدولت پہلے ہی سے مانوس ہوتے ہیں۔ نئے رنگروٹ کو باقاعدہ سپاہ میں داخل ہونے کے قابل بنانے کے لیے بہت کم مشق و قواعد اور تربیت کی ضرورت پڑتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ترکی صیغہ جنگ بالکل خام رنگروٹوں کو شروع ہی سے تربیت یافتہ اور قواعد دان سپاہیوں کی پلٹنوں میں داخل کر دینے سے کبھی نہیں جھجکتا۔ فن حرب کی اسرار و نکات کے متعلق جن تھوڑی بہت باتوں کے سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں نئے رنگروٹ چند دنوں میں کہن خدمت رفقا سے خود بخود سیکھ لیتے ہیں۔

جو رنگروٹ فوج نظام (یا کارکن فوج) کے ساتھ کام دینے کیلئے طلب کیے جاتے ہیں انکو دو صنفوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک صنف کے لوگ تین برس فوج نظام میں۔ تین برس ریزرو (احتیاط) میں۔ آٹھ برس لینڈ ویر (ردیف) میں اور چھ برس لینڈ سٹرم۔ (مستحفظ) میں کام دیتے ہیں۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد ۵۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ دوسری صنف کے رنگروٹ پانچ سے لیکر نو مہینوں تک نظام میں رکھے جاتے ہیں۔ بعد ازاں انہیں اس شرط پر گھروں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ کہ جب ضرورت ہو وہ کارکن فوج میں شامل ہونے کیلئے بلائے جائینگے۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد بیس ہزار بتائی ہے۔ ان اعداد سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہر سال تقریباً ۷۰ ہزار آدمیوں کو فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے۔ مگر چونکہ سب کو یکساں میعاد کیلئے خدمت نہیں دینی پڑتی۔ اسلئے فوجی خدمت

۱؎ جنگ چھڑنے کے وقت میں ایک ترک سپاہی جسکی عمر زیادہ قریباً ... ہو کر فوت ہوا اس نے ۵۰ برس ملک کی فوجی خدمت کی تھی۔ ایسی مثالیں ترکی میں شاذ نہیں ہیں۔ بلکہ بکثرت پائی جاتی ہیں۔ مترجم و مؤلف ۲؎ سلطنت عثمانیہ میں ہر سال ایک لاکھ بیس ہزار نوجوان باشندے خاص قسم قابل کی فوجی خدمت لازمی ہوتی ہے۔ ان میں سے تقریباً ۲۰ ہزار جسمانی کمزوری یا نااہلیت کی وجہ سے علحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ بیس ہزار اس لئے
[illegible]

کی قابلیت بھی سب میں یکساں مقدار و انداز کی پیدا نہیں ہوتی - انکے علاوہ مستحفظ جہاں خدمت اشخاص کی ایک اور بھی جماعت ہے
سعید تین ہزار آدمی ہیں جو صرف ۱۵۰ - اتوار کو مشق و قواعد سیکھتے ہیں - جرمنی میں بھی پہلے ایک اسی طرح کی جماعت تھی اس جماعت
کے اشخاص صرف بھرتی کے کام میں مدد دینے کے لئے گھروں سے بلائے جاتے ہیں -

زمانہ امن میں ترکی فوج کی جمعیت دو لاکھ بیالیس ہزار چھوڑ کر سوا دو لاکھ اندازہ کیجا سکتی ہے - پیدل سپاہ کی اور اجتماع
افواج سے یہ تعداد تین لاکھ اسی ہزار ہو جاتی ہے - وہ ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی جو گوداموں - فوجی چھاؤنیوں اور چوکیوں میں
پیچھے رہینگے - انسے ماسوا ہونگے -

لینڈ ہیر (ردیف) کی چھ لاکھ اشخاص میں سے ابھی تک صرف دو لاکھ اسی ہزار کو اور لینڈ سٹرم (مستحفظ) کے تین لاکھ میں سے
صرف ایک لاکھ اسی ہزار کو قواعد وغیرہ سکھائی جاتی ہے - اس حساب سے بزمانہ جنگ فوج کی انتہائی جمعیت کا اندازہ ۸ لاکھ
کیا جا سکتا ہے -

سلطنت عثمانیہ چھ جنگی اضلاع میں منقسم ہے - بزمانہ امن ہر ایک میں کارکن فوج کا ایک ایک آرمی کور رہتا ہے - بزمانہ
جنگ اس کے علاوہ ہر ایک ضلع لینڈ ویر افواج دو دو اور لینڈ سٹرم سپاہ کا ایک ایک آرمی کور بہم پہنچاتا ہے -

کارکن فوج میں سر دست رائفل برادری کی ۱۵ پلٹنیں - ۲۰۰ دو پلٹنوں کی ۲۰۰ رجمنٹیں ذوالعوفی طرز کی - چار چار پلٹنوں
کی ۱۲۴ اور تین تین پلٹنوں کی تین انفنٹری رجمنٹیں اور علاوہ بریں ستر پلٹنیں ہیں (جو کسی آرمی کور میں شامل نہیں) یعنی جملہ ۷۷۲
پلٹنیں ہیں - دوسری اور تیسری آرمی کوروں کی پلٹنوں کی نام نہاد جمعیت آٹھ آٹھ سو آدمیوں کی - اور باقی ماندہ آرمی کوروں
اور ڈویژنوں کی پلٹنوں کی بارہ بارہ سو آدمیوں کی ہے - مگر فی الحقیقت اس قدر آدمی کبھی نہیں ہوتی - تعداد مقررہ سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) بری ہو جاتی ہیں کہ کل خاندان کے گذارہ کا دار و مدار انہیں پر ہوتا ہے - چالیس پچاس ہزار اصل کنسکرپٹ یعنی فوج نظام میں پوری مدت کیلئے لئے
جاتے ہیں اور بیس پچیس ہزار دوم کنسکرپٹ ہیں یعنی انکو ایک دو ماہ قواعد سکھا کر شروع ہی سے فوج ریزرو میں داخل کر دیا جاتا ہے - محاربہ بلقان کے شروع ہونے
پر ایک معتبر فرنچ اخبار نے ترکی فوج کی جمعیت حسب ذیل لکھی ہے - فوج نظام پانچ لاکھ تیس ہزار ہے جن میں سے اڑھائی لاکھ پوری قواعد داں اور تربیت
یافتہ ایک لاکھ تین ہزار نیم تربیت یافتہ اور ڈیڑھ لاکھ کم یا مطلقاً غیر تربیت یافتہ ہیں - فوج ردیف چھ لاکھ ہے جن میں سے دو لاکھ اسی ہزار پوری قواعد داں اور
باقیماندہ نیم یا مطلقاً غیر قواعد داں - فوج مستحفظ جس میں سے نصف پوری قواعد داں ہیں تین لاکھ ۔ میزان کل ۱۴ لاکھ نو ہزار جن میں سات لاکھ ۱ ہزار
پوری قواعد داں ایک لاکھ تیس ہزار کسیقدر کم قواعد داں اور چھ لاکھ پچاس ہزار نیم یا غیر قواعد داں - ترکی سپاہی کے اوصاف ایسے مشہور نہیں کہ انکی زیادہ
تشریح کی ضرورت ہو - یہ درست ہے کہ ترکی طاقت اس وقت ایسی نہیں جیسی کہ بیس برس گذشتہ کو تھی اور جنگ کے رگ و ریشہ یعنی زر نقد کی بھی کمی ہے لیکن
اسے یاد رکھنا چاہئے کہ یورپ میں کسی جنگ عظیم کے برپا ہونے پر ترکی تلوار اب بھی دول یورپ کی مساوات کو قائم رکھنے کو وقت بہت بڑا اثر رکھیگی ۱۹۱۱ء پر تعداد
پیدل فوج پلٹنوں کی ہے - اب یمن و حجاز کے باشندوں و خانہ بدوش قبائل پر بھی فوجی خدمت لازمی ہو گئی ہے یا ہونیوالی ہے - مزید توضیح کیلئے دیکھو کتاب اسلام
حمیدیہ کلمۃ الحق و رفیع الاسلام - جلالتمآب نے کارکن اور احتیاطیہ فوج پیدل میں چند علاوہ ہوئی ۲۰۰ پلٹنوں کے نام اضافہ کا حکم دیا تھا جسکی تعمیل ہو چکی ہے

جمعیت کچھ کم ہی رہتی ہے۔ کیولری ساڑھے چھ سو گھوڑوں کی ۹۰ رجمنٹوں پر مشتمل ہے۔ آرٹلری فوج (توپخانہ) میں پانچ ڈویژن اسپی توپخانہ کے اور تین ڈویژن (جو ۲۳ رجمنٹوں پر منقسم ہیں) میدانی اور کوہی توپخانہ کے ہیں۔ اور کل ڈویژنوں میں چھ چھ توپوں کی پندرہ اسپی، ۶۹ میدانی اور ۱۲ کوہی بیٹریاں ہیں۔ قلعی توپخانہ میں چار چار اور تین تین بٹالینوں کی ۸ رجمنٹیں ہیں۔ دستۂ انجنیران میں چار میدانی بٹالینیں، تین کمپنیاں سفر مینا کی اور چار کمپنیاں قلعجی پانیروں (بیلدار سپاہیوں) کی ہیں۔ مذکورہ صدر افواج کے علاوہ ایک ڈویژن قطار بار برداری کا اور چار بٹالینیں سینگرینی یعنی توپخانہ متعلق سلاح خانہ کی ہیں۔ یہ کل افواج آرمی کوروں میں مرتب ہیں جنکے صدر مقام بترتیب قسطنطنیہ۔ ایڈریانوپل۔ مناسطر۔ ارض روم[۱]۔ دمشق۔ بغداد اور یمن میں ہیں۔ الاحساء۔ طرابلس الغرب اور کریٹ[۲] میں ایک ایک ڈویژن الگ رہتا ہے جو کسی آرمی کور کے تابع نہیں۔ پہلے چھ آرمی کوروں میں سے ہر ایک میں دو انفنٹری ڈویژن۔ تین تین برگیڈوں کا ایک ایک کیولری ڈویژن۔ اور دو دو رجمنٹ کے تین آرٹلری برگیڈ جو تین تین بٹالینوں کے دو ڈویژنوں اور ایک اسپی ڈویژن پر مشتمل ہیں۔ ایک ایک بٹالین انجنیروں کی اور تین تین رسالہ قطاری ڈویژن کے ہیں۔ ایک انفنٹری ڈویژن میں ایک بٹالین رائفل برداروں کی علاوہ دو برگیڈ اور ہر برگیڈ میں دو سے لیکر تین تک رجمنٹیں ہوتی ہیں۔ ساتویں آرمی کور میں فوج سواراں اور توپخانہ نسبتاً بہت کم ہے۔ چونکہ چھٹے آرمی کور کی نظام سپاہ کی فوج سواراں ایک کامل کیولری ڈویژن بنانے کے لئے کافی نہ تھی کوردکوہ کے ضلع میں ایک قسم کی ملیشیا کیولری وہاں کے کرد قبائل کی امداد سے عساکر حمیدیہ کے نام سے تیار کی گئی ہے جس میں چھ چھ سو سواروں کی چھ رجمنٹیں[۳] بنائی جاتی ہیں۔

جب کل اقسام کی فراہمی کا حکم صادر ہو تو پہلے چھٹوں آرمی کوروں میں سے ہر ایک فوج ردیف کے چار ڈویژن بہم پہنچاتا ہے جنکے لئے ضروری سٹاف زمانہ امن میں بھی قائم رکھا جاتا ہے۔ اور ارکان فوج سے ان ردیفی ڈویژنوں کے لئے سلطانی کیولری اور آرٹلری بہم پہنچا دیجاتی ہے۔ ہر ڈویژن کو کیولری کے علاوہ ایک ایک آرٹلری رجمنٹ مل جاتی ہے۔ ردیفی بٹالینوں کی جمعیت چھ سو سے لیکر ایک ہزار آدمیوں تک کی ہوتی ہے۔ فوج مستحفظ چھ سو سے لیکر ایک ہزار تک آدمیوں کی جمعیت رکھنے والی بٹالینوں میں منقسم ہے۔ اس فوج کے آدمیوں سے (بزمانہ جنگ) قلعہ داری اور چھاؤنیوں وغیرہ کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے۔ ترکی فوج پیدل مارٹینی ہنری

۱؎ گو یہ مقام چوتھی آرمی کور ہی نہیں بلکہ کل سلطنت میں سب سے زیادہ فوجی اہمیت رکھتا ہے لیکن وہ صدر مقام نہیں۔ چوتھی کور کا صدر مقام قصبہ ارزنگیان میں ہے۔ مترجم

۲؎ افسوس یہ کتاب لکھے جانیکے چند ماہ بعد یہ جزیرہ ترکی کے فوجی قبضہ سے بالکل آزاد ہو گیا ہے اور ڈویژن چھوٹا اب اس میں ایک کمپنی بھی ترکی فوج کی مقیم نہیں۔ ۱۸۹۸ء کی آخری سہ ماہی میں ترکی افواج نے جزیرہ مذکور کو تقریباً بالکل خالی کر دیا جو زیادہ تر مقدونیہ اور البانیہ کو بھیجی گئی۔ مترجم

۳؎ ایک واقف کار ریاض مصری اخبار کا بیان کرتا ہے کہ جنوبی اناطولیہ اور عرب کے اضلاع میں دو لاکھ سے زیادہ سوار عساکر حمیدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ طرابلس الغرب میں بھی جہاں دو سو برس سے تقریباً کل آبادی حفاظت ملک و ملت کیلئے مسلح کی جا رہی ہے اور فضا وہاں جنگی جاری ہے چند مہینے سے عساکر حمیدیہ کی بنا قائم کر دی گئی ہے اور اب تک (مارچ ۱۸۹۹ء) تقریباً چار ہزار سوار تیار ہو چکے ہیں

رائفلوں سے مسلح ہے۔ جنگ سوم وروس میں اُس کے پاس یہی رائفل تھی۔ نشانہ درستی اور آتشباری کی سرعت دونوں باتوں کے لحاظ سے یہ ہتھیار نہایت ہی کارآمد اور قابل تعریف ہے۔ موجودہ صدی کے آٹھویں عشرہ کے ختم ہونے کے قریب ترکی گورنمنٹ نے آٹھ کارتوسوں کا میگزین رکھنے والی ماسر رائفل سے اپنی فوج کو مسلح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور پانچ لاکھ رائفلوں کی خریداری کا حکم نافذ ہوگیا۔ مگر سنہ ۱۸۹۰ء میں جب دیگر تمام یورپین سلطنتوں نے چھوٹی نالی کی رائفلوں کا استعمال شروع کیا۔ تو ترکوں نے بھی اُسی قسم کی رائفلوں کو پسند کرکے دو لاکھ کی خریداری کا حکم دیدیا۔ یہ رائفل جسے ترکوں نے اختیار کیا ہے۔ بلجیم فوج کی رائفلوں سے بہت ہی مشابہ ہے۔ اور اکثر باتوں میں آسٹریا کی فوج کی مان لیشر رائفل سے ملتی جلتی ہے۔ آخرالذکر رائفل ترکی سپاہیوں کے لئے نہایت مناسب ہے۔ کیونکہ اُس کے استعمال میں کسی زیادہ احتیاط کی ضرورت نہیں اور دیرپا بھی اچھی ہے ٭

چھوٹی نالی کی رائفل کی خریداری سے پہلے پانچ لاکھ رائفلیں اور اُن کے کارتوس قسطنطنیہ میں موصول ہوچکے تھے۔ اور عنقریب اُن کی تقسیم شروع ہونیوالی تھی۔ مگر جدید رائفل کی وجہ سے اُنکی تقسیم ملتوی کر دیگئی۔ یہ رائفلیں ابتک میگزینوں میں بند ہیں۔ اور تاحال صرف ایک ایک دو دو کرکے تقسیم کیگئی ہیں ٭

توپخانہ کے اسلحہ کے متعلق مختلف رپورٹیں مشہور ہیں۔ ترکی میدانی توپخانہ میں ۷۵ سنٹی میٹر (۳ انچ) قطر کی بیاتریوں میں ۱۲ سنٹی میٹر (تین انچ) کی اور کوہی باتریوں میں ۷.۵ سنٹی میٹر (۲ ۳/۴ انچ) کی توپیں ہیں۔ چار آرمی کوروں میں چھ چھ توپوں کی چھ چھ باتریوں کی چھ چھ رجمنٹیں ہیں۔ بغداد کے آرمی کور میں سترہ باتریاں اور یمن کے آرمی کور میں سات باتریاں ہیں ٭

توپخانہ کی تین اقسام میں سے میدانی توپخانہ بہ حیثیت خوش اسلوبی اور تیاری میں بلاشک وشبہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اُسے یہ فوقیت پہلے اجنبی اتالیقوں (کلزکوسی۔ وینٹ وغیرہ) متذکرہ صدر جرمن افسر سٹو پاشا کی طفیل جو حالیں فوت ہوا ہے۔ حاصل ہوئی ہے۔ یہ نیک مرد سالہاسے دراز کے مسلسل اور انتھک جدوجہد سے آخر ترکی توپچیوں میں پرشوی استاد جرمن کی سوچ پیدا کرنے میں بااحسن وجوہ کامیاب ہوگئے۔ دیگر فوجی صیغوں کے ترکی افسروں کے برعکس جو اپنے اپنے صیغوں میں اجنبی اتالیقوں کی اتالیقی کا کوئی مفید اور نمایاں اثر نہیں پاتے۔ اس صیغہ کے ترکی افسر جرمن اتالیقوں کے احسانات کے صدق دل سے معترف ہیں۔ اور حق الامر بھی یہی ہے کہ کسی اجنبی کو متذکرہ صدر اتالیقان توپخانہ کے برابر اقتدار ورسوخ حاصل نہیں رہا ٭

کرپ نے ۱۸۶۶ء کے محاربہ (پرشیا و آسٹریا) کے ختم ہوتے ہی اپنی ساختہ توپ کو ترکی میں رواج دلانیکی کوشش شروع کردی

لہ جنگ بلقان کے دوران میں اٹلی یا یونان کی افواج کیلئے ان رائفلوں کی مقدار کثیر قسطنطنیہ سے بھیجی گئی تھی۔ اور شامل کلاہ عثمانیہ فوجوں سے بھی چند ایک پلٹنیں انسے مسلح تھیں۔ مترجم ۲ے یہ مشہور جرمن کارخانہ دار ۱۸۸۷ء میں فوت ہوگیا۔ اُسکا کارخانہ اُسکے ایک بیٹے کی نگرانی میں روزافزوں ترقی کرتا گیا ہے۔ مترجم

تھی بشرطیکہ شروع میں صیغہ توپخانہ کے انسپکٹر جنرل خلیل پاشا نے جسنے انگلستان میں تعلیم و تربیت پائی تھی - اور جسکا یقین انگریزی کارخانہ آرمسٹرانگ کی توپ اور ہر ایک انگریزی چیز کا بڑا مداح اور طرفدار تھا اُسکی سخت مخالفت کی - مگر آخر کروپ مخالفت پر غالب آگیا - اور سالویں عشرہ میں کروپ توپ کے استعمال کا قطعی فیصلہ ہوگیا - چنانچہ اس وقت میدانی توپخانہ کیلئے کل اور قلعوں کے لئے اکثر توپیں کروپ کے کارخانہ سے ہی منگوائی جاتی ہیں +

یونان سے لڑائی چھڑ جانے کے تقریباً یقینی احتمال کے علاوہ جزیرہ نما بلقان میں اور مشتعل کبھی پیدا ہو جانیکے گمان غالب کی وجہ سے تمام دنیا کی نظریں یورپین ٹرکی کے اول و دوم و سوم نمبر کے آرمی کور کی طرف جنکے ہیڈکوارٹر علی الترتیب قسطنطنیہ ایڈریانوپل اور مناسٹر میں ہیں متوجہ ہوگئیں - آخر الذکر آرمی کور باقی دونوں کی نسبت یونان سے چونکہ قریب ترین موقع پر واقع تھا وہ لڑائی سے بہت عرصہ پہلے کا جنگی پیمانہ پر مضبوط و مستحکم کر دیا گیا تھا - دس بٹالین قسطنطنیہ کے پہلی اول آرمی کور اور سو بٹالین پانچویں یا دمشق آرمی کور سے چار سو بٹالین الیور کلیسیا کی تھیں - جو اس تیسری آرمی کور پر اپنی حسب ذیل فوج تھی - دو انفنٹری ڈویژن (یعنے چار انفنٹری بریگیڈ یعنے انفنٹری جنہیں ۲۴ بٹالین) دو بٹالین پانچویں کی سرحد کے علاقہ دستہ کی - دو رائفل سوار بٹالین - پانچ پانچ رسالوں کی چھ رجمنٹیں یا تین بریگیڈوں کا ایک کیولری ڈویژن دو دو رجمنٹوں کے تین بریگیڈ میدانی توپخانہ کے جو ۳۰ سو بیٹریوں کے دو ڈویژنوں میں منقسم تھے ایک ڈویژن توپخانہ کا ایک بٹالین پادسیروں کی ایک بٹالین قلعہ بار برداری کی اور ایک ٹیلیگراف کمپنی - تیسری آرمی کور کی اس سپاہ کی فراہمی اور تکمیل کے ساتھ ہی یورپین علاقہ کے مشرقی اضلاع اور ایشیا کوچک سے نظام فوج اور نیز ردیف سپاہ کے بھیجے جانے کا حکم صادر کیا گیا تاکہ یونان کے خلاف میدان جنگ میں لانے کے لئے اسی ہزار فوج جمع ہو جائے +

ٹرکی سپاہ کی فوجی ترتیب یورپین معیار کے مطابق گو من حیث المجموع اور گو من حیث الانفراد بیشک ناقص اور نامکمل ہے مگر اس سے محاربہ و کارزار کیلئے ٹرکی فوج کی تیاری اور قابلیت کے متعلق غیر حقیقی نتیجہ نکالنا کبھی درست نہیں ہو سکتا - اکثر سپاہی ایسے قبائل کے ہوتے ہیں جو بچپن سے ہی اسلحہ سے مانوس اور ان کے استعمال کے عادی ہو جاتے ہیں - بعض قبیلوں کے آدمی تو گویا پیدائشی سپاہی ہوتے ہیں جنہیں نہ صرف اپنے ہمسایوں سے ہی ہمیشہ مصروف پیکار رہنے بلکہ گاہ گاہ حکام سے بھی لڑتے رہنے کے اتفاق کی مشق و کثرت کی بدولت جنگی مادہ قائم اور اوصاف فوجی ہر وقت تازہ رہتے ہیں - بیقاعدہ معرکہ آرائی تو ان لوگوں کیلئے گویا گردوں اور البانیوں وغیرہ کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے - وہ گویا بنے ہی اسی کیلئے ہیں +

اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ باقاعدہ محاربہ میں جو نسبتاً بڑے پیمانہ پر ہو کارآمد نہیں ہو سکتے - اگر انکو موجودہ فوجی ترتیب سے بہرہ اندوز کیا جائے - تو وہ ایسے محاربہ میں بھی ویسے ہی کارآمد ہو سکتے ہیں جیسے کہ بیقاعدہ

میں سنے الفور بہشت میں داخل ہوتا ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ ترکی سپاہی خواہ کتنے خطرہ میں مبتلا ہو جائے یا کثیر التعداد دشمنوں میں گھر جائے نہیں بلکہ یقینی تباہی اور ہلاکت کی موجودگی میں بھی کبھی اوسان نہیں ہارتا۔ اُسکا یہ وصف معتبر شہادتوں سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ یہ وصف جبکہ وہ بچاؤ کے پہلو پر لڑ رہا ہو حیرت انگیز اور تحیر افزا کارنامے دکھانیکی قابلیت پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ بچاؤ کے پہلو پر ہونیکی صورتمیں پرجوش مستعدی کی نسبت تحمل اور ثبات کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا ترکی سپاہی کے حق میں صریح ناانصافی ہوگا کہ وہ حملہ میں ابتکار کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور صرف بچاؤ کے پہلو پر کارآمد ہو سکتا ہے۔ جس شخص نے پلیونا[1] کے محاربات کے تفصیلی حالات پر غور کیا ہوگا وہ کبھی ایسی غلط فہمی میں نہیں پڑیگا۔ اور باسانی اسکی تردید کر سکیگا۔ ۳ ستمبر ۱۸۷۷ء کو ترکوں نے جس جلادت و شجاعت سے مقام مذکور کے جنوب مغربی مورچوں کو روسیوں سے بزور فتح کر لیا تھا۔ اُس سے اس غلط خیال کی پوری پوری تردید و تکذیب ہوتی ہے ۔

نوشتۂ تقدیر یا منشاء الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور راضی برضا رہنے کا اسلامی وصف تاریک اور روشن دو نو رخ رکھتا ہے۔ ایکطرف یہ وصف اُنہیں اعلےٰ ترین فوجی خوبیاں صبر و تحمل عزم بالجزم جنگی جوشیلی اور موت کی بیباکی پیدا کرتا ہے اور بڑھاتا ہے اور دوسری طرف کاہلی اور لاپروائی اور لاابالی ہونیکی عادات بھی جو ترقی کی جانی دشمن ہیں پیدا کر سکتا ہے۔ ایک اور خرابی بھی اسی قسم کی ہے جو ایک حکم الٰہی پر نا مناسب و بیجا حد تک عمل کرنیسے پیدا ہوئی ہے قرآن شریف میں ایک جگہ آیا ہے کہ شخصوں کی صلاح میں ایک کی صلاح[2] سے زیادہ عقلمندی ہوتی ہے۔ پھر کیا تھا اس وقت سے اس نے معاملات کیلئے بھی کمیشن و مجلس مشاورت کا ہونا لازمی ٹھہرا دیا گیا ہے اور حقیقت سے معاملات بھی کونسل کمیٹی کمیشن کمیٹیاں مجالس مجلسوں الغرض عجیب قسم کی خانۂ عقلمندی و دانائی کے طومار در طومار ہیں جنکے خدا معلوم کیا کیا نام وضع کر رکھے ہیں پیش ہونا لابدی ہے اور اس طریق سے انصرام مہام سلطنت میں جسقدر توقف حادث ہوتا ہوگا وہ صاف ظاہر ہے ۔

ترکی فوج کے متعلق ایک اور عجیب امر یہ ہے کہ اُسکی طاقت کی حقیقی بنیاد اور اُسکا اصلی مغز فوج لینڈ ویہر ردیف ہی ہے جنرل وان گولٹز پاشا اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ وہ تمام جرنیل جو پچھلے محاربوں میں شریک ہوئے مصافی یا کارکن سپاہ پر ردیف فوج کو ترجیح دینے میں متفق اللسان ہیں۔ اس فوج کے سپاہیوں کی عمر بالعموم ۲۷ و ۳۲ کے درمیان ہوتی ہے جس عمر میں ہی جاکر انکی نہایت ہی سادہ اور صحت بخش طرز زندگی اور طریق بسر اوقات کی وجہ سے ترکی دہقان کی طاقت پورے شباب کو پہنچتی ہے چنانچہ ردیف کے سپاہی دراز قد توانا جسم مضبوط ہوتے ہیں اور بینظیر ذاتی شجاعت اور حیرت انگیز طاقت تحمل و برداشت رکھتے ہیں مگر کن وجہ کیطرح وہ بھی کافی قواعد مشق کیے جانیکی وجہ سے بعض اوقات میدان جنگ میں کسیقدر خسارہ اٹھاتے ہیں لیکن یہ معلوم ہو کہ مغربی و مشرقی ترکوں کی عادات کی مخالف

[1] تفصیلی حالات کتاب محاربات پلیونا میں جو دفتر تکمیل سے ملسکتی ہے درج ہیں مترجم کی چار قابلیت پر میرٹ تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بحث کر چکا ہوں مترجم

[2] غالباً وشاورہم فی الامر کی طرف اشارہ ہے۔

رکھتا ہے حال ہی کے محاربہ کے تقریباً تمام کمانڈروں - ادہم سپہ سالار عزت پاشا محمد حاجی شکری جتی اور حقی پاشا نے پہلے پہل اسی مدرسہ میں امتیاز و ناموری حاصل کی تھی ترکی افسروں کو نہایت معقول و عمدہ تعلیم ملتی ہے۔ اور اپنے پیشہ کے متعلق بالخصوص نہایت عمدہ تربیت پائے ہوتے ہیں قسطنطنیہ کے حربی سکول کے طلبا کو جرمنی اور روسی اور فرانسیسی اور بحری کالج کے طلباء کو انگریزی لازمی طور پر سیکھنی پڑتی ہے۔ ان طلبا کو تین مدرسوں یا مدارس میں جو ۹ جماعتوں میں منقسم ہیں تعلیم پانی پڑتی ہے جو تین رشدیہ ۱۷ اعدادیہ ۸ اور ۶ حربیہ ہیں جنہیں آخری ۶ فوجی کالج کہتے ہیں۔ اس سے افسروں کی تعلیم و تربیت کی عمدگی اور پختگی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ عام سپاہی یا ادنےٰ افسر بھی بالکل ہی ناتعلیم یافتہ نہیں ہوتے۔ قیام مدارس کا سسٹم جدید ترین یورپین نظام مدارس کے ساتھ بخوبی لگا نہیں کھا سکتا۔ لیکن بہت ہی عمدہ مستقل نتائج دیتا ہے۔ اگر ترکی بچہ کو ایک طرف مدارس میں اچھی تعلیم و تربیت ملتی ہے۔ اور دوسری طرف قواعد جنگی سے اُن کو [illegible] تو وہ نہایت احتیاط اور غور و فکر سے تیار کیا گیا ہے۔ ہدایات کی کیفیت تفصیل [illegible] سے فوجی جمیعت میں جو ترقی کی ہے اُس کا درست اندازہ معلوم کرنے کے لیے کرنل سیدت الدین بک بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ اُس کی نسبت وان ڈر گولٹز

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سود اگر ابراہیم کو دیا گیا ہے بقول اقدام اب جنگی تیاری مکمل ہو گئی ہے۔ اور افواج قاہرہ اسلام و خلافت کی خدمت میں اپنی جانیں نثار کرنے کے لیے اب صرف حکم سلطانی کے منتظر ہیں محکمہ توپخانہ ناصرہ کے دو افسر ۲۵ مارچ کو سامان جنگ اسلحہ خریدنے کے لیے جرمنی کو روانہ ہوئے۔ پچھلے دنوں ترکی سلحخانہ میں ۲۶ توپیں تیار ہوئی ہیں ۱۰ مارچ کو اُن کی آزمائش کی گئی جس میں سب طرح سے مکمل پائی گئیں۔

جرنیل وان ڈر گولٹز مشیر فوجی سلطنت علیہ عثمانیہ نے فوج کے اجتماع میں کمال نمایاں کیا ہے۔ اعلیٰحضرت امیر المومنین نے جنگ روس و روم ۱۸۷۷ء کے بعد قیصر ولیم اول شہنشاہ جرمنی (قیصر حال کے دادا) کو عثمانیہ فوج کی ترتیب و درستی کے لیے ایک قابل افسر کی خدمات مستعار دینے کے لیے لکھا۔ قیصر موصوف نے جرنیل صاحب کو منتخب کر کے ارسال کیا۔ یہ جرنیل وان ملٹکی (نامور جرمن سپہ سالار فاتح فرانس بہ جنگ ۱۸۷۰ء) کے لائق ترین شاگرد ہیں۔ وہ اپنے ساتھ اور بھی چند جرمنی افسر لیتے آئے۔ صاحب موصوف کی ترکی سپاہیوں کی جبلی شجاعت و جنگی اوصاف اور سلطنت عثمانیہ کی فوجی استعداد کی نسبت جو رائے ہے وہ بابت سال [illegible] حکومت سلطان عبدالحمید میں درج ہے۔ فوجی اجتماع کے شروع ہوتے ہی جرنیل موصوف [illegible] افسران کے سرحد یونان کو روانہ ہو گئے۔ ۲۵ نئے جرمن افسر حال میں جرمنی سے آ کر ترکی فوج میں شامل ہوئے ہیں جیسا کہ [illegible] کی خبر اوپر درج ہو چکی ہے۔

وزارت بحریہ عثمانیہ نے درۂ دانیال اور باسفورس کے قلعوں کے درمیان پانی کے نیچے تارپیڈو بچھا دئے ہیں اور دشمن کے جہازوں کو داخل ہونے سے روکنے کیلئے تارپیڈو کشتیاں اور جہاز مناسب موقعوں پر مامور کر دئے گئے ہیں۔

۱؎ فوجی مدارس کے تین اقسام ہیں۔ رشدیہ۔ اعدادیہ۔ حربیہ۔ زیادہ تفصیل کیلئے دیکھو وقعات [illegible]

پاشا نے یہ رائے ظاہر کی تھی۔ "اگر یونان کے ساتھ جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ تو یا میں سپہ سالار ہونگا اور سیف اللہ میرا نائب۔ یا سیف اللہ سپہ سالار ہوگا اور میں اُس کا نائب"۔ سیف اللہ پاشا ٹرکی کی جدید ترین فوجی تعلیم کا تربیت یافتہ نونہال ہے۔ اور یہ عام مسلمہ امر ہے۔ کہ اگر ترکوں کے پاس سیف اللہ نہ ہوتا۔ تو وہ تھسلی کے سنگلاخ اضلاع میں بمشکل ایسی حیرت افزا کامیابی حاصل کر سکتے۔ اگر ادہم پاشا کی کامیابیوں کی نظر غور پڑتال کیجائے تو ثابت ہو جائیگا کہ جو اُستاد کی طفیل وہ حاصل ہوئی ہیں۔ وہ سلطنت ٹرکی ہی یا ہر کا ہو۔ یہ بہار کرتا اپنے آدمی

سلہ اس موقع پر پاشا سے موصوف کی نامور ہی کے چند اسناد درج کر دینا نہ ہوگا۔ جو کیبل مورخہ ۵ر جولائی ۱۸۹۷ء نے مستند یورپین دنیا کی اخبارات کی منتخب سند پر اس طرح تحریر کئے تھے۔

جنگ ٹرکو یونان میں ادہم پاشا کے بعد سب سے زیادہ نامور ی نوجوان سیف اللہ ہے کو نصیب ہوئی ہے جنکو اب ٹرکی کا جنرل دان مولکی پکارا جاتا ہے۔ جنرل دان مولکی پرشیا کا وہ مدبر سپہ سالار تھا جس نے ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں فرانس کی عظیم الشان فوج کے پرخچے اڑا دئے تھے۔ جسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ جنگ شروع ہونے سے بہت عرصہ پہلے ہی اس نے دشمن کے ملک کا چپہ چپہ ملاحظہ فرما اُس کے تمام مورچے اور قلعبندیاں اچھی طرح سے دیکھ لی تھیں۔ یہی کام اس لڑائی میں سیف اللہ بے نے کیا ہے۔ چند برس ہوئے وہ ترکی سفیر متعینہ ایتھنز کے جنگی اتاچی تھے۔ مگر انہوں نے اپنا وقت سفارت خانہ میں بیکار بیٹھکر ضایع کرنے کی بجائے یونانی سرحد کا ہر ایک مقام تمام ناکے اور درے اور کل کارآمد مقامات کو مہینوں دورہ کرکے اچھی طرح سے دیکھ بھال لیا۔ اور ان کی عکسی تصویریں اتارلیں۔ سیف اللہ بے کی اسی واقفیت تامہ کی طفیل تھا کہ ترکی فوج ناقابل گذر دروں اور وادیوں میں سے بآسانی گذر گئی۔ سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا یہی ایک افسر ایسا نہیں جس نے اپنے وقت کو ایسے ضروری کام پر صرف کیا ہے۔ بلکہ اگر سلطنت علیہ کو کسی اور ہمسایہ یا بعید سلطنت سے جنگ کرنے کی ضرورت پڑ گئی۔ تو اُس وقت کل دنیا کو واضح ہو جائے گا۔ کہ ٹرکی کا صیغہ جنگ اس غنیم کے ملک کے بھی ہر ایک نشیب و فراز سے پورا باخبر ہے۔

پر حاوی ہوتا ہے۔ بالکل واجب طور سے ترکی پر بھی صادق آسکتا ہے۔ کیونکہ یہ بخوبی مسلمہ اور مانا ہوا امر ہے کہ ترکی فتوحات ہر جگہ اور ہر محل پر جرمن فوجی اتالیقی کا ہی جو سلطنت عثمانیہ میں کی گئی شاندار انعکاس ہیں اور ہر موقع پر اسی اتالیقی کا باشان پرتو جلوہ فگن تھا۔

محاربہ یونان میں جو ممتاز جرنیل شامل ہوئے۔ ان میں سے ایک جرنیل جو اس محاربہ میں عملی طور پر کمانڈر نہیں بنا تھا۔ بلا ریب مشہور آفاق اور عالمگیر شہرت و نیک نامی کا مالک و قابض غازی عثمان پاشا شیر پلیونا ہے۔ ساٹھ برس ہوئے وہ بمقام اماسیہ پیدا ہوئے تھے۔ اور اون کی نسبت یہ کہنا فی الحقیقت غلط نہیں ہوگا۔ کہ انہوں نے اپنے ملک سے کبھی باہر قدم نہیں رکھا اور وہ صرف دو دفعہ روس کی قلمرو میں داخل ہوئے ہیں۔ پہلی مرتبہ اوس وقت جب کہ سب لفٹنٹ کی حیثیت سے وہ عمر پاشا کے زیر کمان ۱۸۵۵ء میں جزیرہ نما کریمیا کے مقام یوپاٹوریا کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ اور پھر اس لڑائی سے بعد اس نامور سپہ سالار کے ساتھ صوبہ ابہاسیا[1] کے سواحل کو گئے اور دوسری مرتبہ اسوقت جب کہ پلیونا کے فتح ہو جانے پر اسیر جنگی کی حیثیت میں گئے تھے۔ ۱۸۶۰ء کی بغاوت دروسان کے انطفا کے بعد عثمان پاشا کپتانی کے درجہ پر فائز ہوئے۔ ۱۸۶۷ء میں کریٹ کی بغاوت فرو کرنے والی فوج میں شامل رہے۔ اور لفٹنٹ کرنیل کے عہدہ پر ترقی پا کر سٹاف میں داخل کئے گئے۔ بحیثیت کرنیل ردیف پاشا کے زیر کمان ۱۸۷۱ء میں یمن میں معرکہ آرا رہے۔ ۱۸۷۵ء

[1] یہ صوبہ بحیرہ اسود کے شمال مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اور کریمیا کی طرح گذشتہ صدی میں ترکوں کے ماتحت تھا۔

کے موسم خزاں میں جنرل ڈویژن اور پاشا بنائے گئے۔ ۱۸۶۹ء کے محاربہ روم وسرویا میں ان کی زیر کمان فوج جو ویدن میں مقیم تھی۔ ترکی سپاہ کی فوج ہراول تھی۔ اس محاربہ میں بمقام ویلسکی اگوراورسیت شار موصوف نے قابلیت اور فنون سپاہ گری کے ایسے جوہر دکھائے کہ سن مذکورہ کے نومبر میں سلطان المعظم نے انہیں مارشل (مشیر) کا رتبہ عطا فرمایا۔ ۱۸۷۷ء کے موسم بہار میں جب روس و روم میں لڑائی شروع ہوئی تو وہ اس وقت ۳۵ ہزار فوج سمیت ویڈن میں مامور تھے۔ اس مقام سے اونھوں نے روسی فوج حملہ آور کو پہلو سے جا دبوچنے کے لئے روانہ ہونا یہ حملہ کرنے کی تجویز کی۔ مگر اعلیٰ حکام سے منظوری نہ ملنے کیوجہ سے انہیں چارناچار پہلو اختیار کرنیکے لیے جوانمردانہ عزم سے مجبور ہو کر دست بردار ہونا پڑا۔ مگر جب روسی فوج حملہ آور کا قلب دریائے ڈینیوب اترا سے گذرتا ہوا اٹرنوا تک پہونچ گیا۔ اور ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء کو درہ شپکا کے راستہ کوہ بلقان کو بھی عبور کر گیا تو عثمان پاشا ناگہان بمقام پلیونا نمودار ہو کر روسی کی فوج حملہ آور کے میمنہ اور عقب کی سلامتی کو معرض خطر میں ڈالدیا۔ اور بتاریخ ۲۰ جولائی روسی جنرل شیلڈر شولڈر کو اور بتاریخ ۳۰ و ۳۱ جولائی روسی جنرلیان کرودنر اور شاہوسکوئی کو شکست دی۔ اور گو بعد میں رومانوی فوج نے پاشا موصوف کے دو مورچے جو گریوتزا میں تھے چھین لئے۔ مگر خاص پلیونا پر جیسے مورچوں کے سلسلہ در سلسلہ سے خوب مستحکم بنایا گیا تھا۔ روسی اور رومانوی دونو فوجوں کے حملوں کی کچھ پیش جانے دی
جولائی کی جانگداز لڑائیوں میں فتحیاب رہنے کے صلہ میں پادشاہ نے انہیں غازی کا جلیل القدر خطاب عطا فرمایا مارچ ۱۸۷۸ء میں روسی نظربندی سے رہائی ملنے پر اپنے ملک میں واپس آتے ہی غازی موصوف نے عثمانیہ فوج کی اصلاح و ترتیب جدید کا کام شروع کر دیا۔ اور ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۲ء تک وزارت حرب کے عہدہ پر مامور رہے ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء کی بلغاری جنگ کے دوران میں ۲۲ اضافی ڈویژن یعنی تین لاکھ فوج حیرت انگیز قلیل عرصہ میں جزیرہ نما بلقان میں جمع کر دیگئی تھی۔ اگر مارشل موصوف کی یہ انتظامی قابلیت۔ فوجی مستعدی خداداد استعداد ترتیب و نسق اور بینظیر جنگی مہارت جو جرمن اتالیقوں کی تجاویز کو نصف راہ میں ہی استقبال کر کے جا ملتی تھی ممد و معاون نہ ہوتی تو یہ شاندار نتیجہ کبھی مرتب نہ ہو سکتا۔

ادہم پاشا عساکر عثمانیہ مقیمہ تھسلی کا مسلمہ مظفر و منصور سپہ سالار عمر میں ۵۴ برس سے متجاوز نہیں۔ مارشل موصوف کی شکل ہی سے انکی اعلیٰ مستعدی اور بینظیر قوت برداشت و جفاکشی کا پتہ ملتا ہے۔ جسم دبلا پتلا اور چست و چالاک۔ قد میانہ سے کسی قدر نکلتا ہوا۔ آنکھیں فولاد شگاف رفتار و حرکات سبک و لچکدار۔ اونکی نسبت ایک مبصر کا یہ قول بالکل صداقت پر مبنی ہے کہ وہ ایسا آدمی ہے جو اپنے فتوحات پر شیخی بگھارنے کے بغیر اپنے کام میں مصروف ہو سکتا ہے ۱۸۷۶ء میں محاربہ روم و روس میں

سلہ غازی عثمان کے فوجی کارناموں اور انکے صبر استقلال و عزم مردانہ اور شجاعت دلیرانہ کے کرشموں کے حالات بالتفصیل معلوم کرنے ہوں تو ملاحظہ کرو کتب محاربات پلیونا و محاربات ویڈن۔

سے شروع ہونے پر وہ کرنیلی کا عہدہ رکھتے تھے پلیونا کے محاربات کے دوران میں کچھ عرصہ عثمان پاشا کے زیر کمان ایک بریگیڈ کے کمان افسر رہے تھے اور اسی زمانہ میں ہی سلطان المعظم اور وزارت جنگ کو انکی طرف خاص توجہ ہوگئی تھی۔ (البانیا کے صوبہ) قوصوہ کا گورنر جنرل ہونے پر مارشل ممدوح اپنے زیر حکومت صوبہ میں ایسا ہی عمدہ انتظام قائم کرنے میں ساعی رہا جیسا کہ بوسنیا میں آسٹریا کی ہنگری حکومت نے کیا ہوا تھا مگر وہ اس عہدہ پر اتنا عرصہ نہ رہے کہ انکی مساعی جمیلہ کوئی دیرپا نتیجہ مترتب ہو سکتا۔

مقدونیہ اور تھسلی کی سرحد پر جمع شدہ ترکی افواج کی کمان ملنے پر مشیر ممدوح یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوئے اور دوسرے دن کی شام کو آلاسونیا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم جا کیا جنگ کا اعلان ہوتے ہی سپہ سالار ممدوح نے بتاریخ ۱۷، ۱۸، ۱۹ اپریل ملونا کے مشہور درہ اور اسکے قرب جوار کی بلندیوں کو جو کہ رٹی کی ہی گھسے فتح کرکے ۱۹ اپریل کو ہیڈ کوارٹر کا ہراول تھسلی کی سرحد میں بڑھا دیا اور ۲۳ کو بمقام ترناوہ توپخانہ کی باہمی مبارزت اور پھر جنگ مانی کے بعد یونانی قلب کو درہم برہم کردیا۔ ایک طرف یونانی فوج کو سمینہ کی طرف سے گھیر لینے کے خطرہ میں مبتلا رکھ کر دوسری طرف اس قابل فوجی شاطر نے بتاریخ ۲۴ اپریل ٹرناووس اور ۲۵ اپریل کو لاریسا پر قبضہ کر لیا۔ اور ۲۷ کو وہاں اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کر دیا۔ ۵ مئی کی صعب معرکہ آرائی کے بعد اس نے فرسالوس کو محصور کر لیا جس پر یونانی فوج تقریباً کل تھسلی کو خالی کر گئی۔

۷ مئی کو حقی پاشا کا زیر کمان ڈویژن ولسٹینو میں داخل ہوا۔ اور ۸ مئی کو ترک وولو پر قابض ہوگئے۔ ان متواتر کامیابیوں کے صلہ میں ادہم پاشا کل عثمانیہ افواج کے جو یونانیوں کے مقابلہ کیلئے جمع کی گئی تھی۔ کمانڈر انچیف (سردار اکرم) بنا دیئے گئے۔

ادہم پاشا کی سٹاف کا اعلیٰ افسر عمر رشدی پاشا تھا۔ یہ افسر دھیمی اور متفکر طبیعت کا آدمی ہے۔ برائے ترکی سٹاف افسروں کی طرح خود مستعدانہ سبقت کرنیکا شائق نہیں۔ اسے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتا ہے کہ اسکے معاملات اور کاروبار مفوضہ کے انصرام میں کسی طرح کی رکاوٹ یا بے ترتیبی پیدا نہ ہو سکے۔ عمر رشدی محاربہ کے انصرام میں اعتدال و حزم و احتیاط کو مد نظر رکھنے کی تاکید کرنے والا عنصر تھا۔ وہ اس بات کا بڑا حامی تھا کہ ہر جانب پہلو پر خوب سوچ سمجھ کر کارروائی کی جائے بجائے دلیرانہ عزائم اور بیباکانہ فوجی چالوں کا بہت حامی

۱۸۷۷ء کی محاربات میں اس نے مشرقی علاقہ ڈینیوب کی عثمانیہ فوج میں محمد علی کے زیر کمان نہایت مستعدی سے کام کیا تھا اور سٹاف کا افسر مقرر ہوگیا تھا۔ متحمل، بردبار اور شریفانہ طبیعت اور مختلف الانواع و گوناگوں قابلیت و لیاقت کیساتھ قدرت نے اسے اپنی عنایات سے اسی انتھک محنت و مشقت کا جوہر بھی عطا کر رکھا ہے۔ انہی خوبیوں کی بدولت سلطان المعظم اسے عساکر عثمانیہ میں یکے بعد دیگرے مناصب عہدوں پر مامور فرماتے رہے ہیں۔ صدی کی آٹھویں عشرہ میں وہ بحیثیت کرنیل تھسلیا کی قلعہ بندی و حفاظت کی کمیشن کا ممبر بنا پھر اول اردو کے سٹاف کا اعلیٰ افسر اور بعد ازاں پانچویں اردو (مقیمہ دمشق) کا کمانڈر رہا۔ عمر نے اس محاربہ میں اپنے منصبی فرائض کو کمال حزم و احتیاط اور عزم و استقلال سے سرانجام دیا۔ اسکا خاص کام اور فرض یہ تھا کہ فوج کے عقب میں آمد و رفت کے راستوں کو کھلا رکھے اور انہیں کسی طرح کی رکاوٹ نہ پیدا ہونے دے۔ اسکا سب سے بڑا مدد و معاون سیف اللہ پاشا تھا جو اکثر اوقات میں

سنہ ۱۸۹۵ء میں ایشیا کوچک کے ارمنی باغیان مقیم ستیونا کی سرکوبی کا کام بھی انہی کو سپرد کیا گیا تھا۔

اپنے افسر اعلےٰ رجعٔر رشدی) سے بالکل متضاد اوصاف رکھتا ہے - اور یلاریب ترکی کے نہایت قابل - ماہر ترین اور ازحد سرگرم اور مستعد سٹاف افسروں کے زمرہ میں داخل ہے حیرت انگیز جنگی قابلیت کیساتھ ہی اسمیں خداداد ڈپلومیٹک (مدبرانہ ومعاملہ فہمی کی) لیاقت بھی موجود ہے - اور مدبران پکا دنیادار ہے - اور حسب تقاضائے وقت جس رنگ کی ضرورت ہوا سے فلفور بلا تکلف اختیار کر لیتا ہے باعلیہ وجوہ یہ قابل نوجوان کسیدن عجب نہیں کہ سفیر بنیگا - اور تدبر و سیاست کے میدان میں حیرت انگیز ترقی اور ناموری حاصل کریگا - وہ فرانسیسی روسی یونانی - فارسی اور عربی زبانوں کا کامل استاد ہے - اور خاص تبانہ استعداد رکھتا ہے - گو اسکی پرجوش اور زندہ دل طبیعت بعض اوقات اسے اپنی آراء کی تائید میں کسیقدر افراط تک پہنچا دیتی ہے سیف اللہ نے روسی محاربہ میں بحیثیت کپتان ہیڈکوارٹر سٹاف میں کام دیا تھا - محاربہ مذکور کے بعد وہ اس مشترکہ کمیشن کا جو دول یوروپ نے بلگیریا کی حدبندی کیلئے مقرر کی تھی ممبر رہا - اور عرصہ دراز تک ہیڈکوارٹر سٹاف میں مامور رہا - کچھ عرصہ تک ملٹری کالج میں گون پاشا کے ماتحت پروفیسری بھی کی - اور گیارہ برس سے زیادہ عرصہ تک برلن کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اٹاچی (نائب) رہا قدرت نے اسے فنا کشی کی بےنظیر قوتیں عطا کر رکھی ہیں اور وہ غضب کا انتھک پیدل چلنے والا ہے جنگی اتاشی ہونیکے زمانہ میں وہ تقریباً تمام جرمنی پیدل پھر نکلا - اور ملک اور باشندوں کے حالات ٹھیک ٹھیک اور کامل واقفیت حاصل کرلی - اس واقفیت نے اسے پچھلے محاربہ میں بڑا کام دیا - اور اسکی بدولت اسکے اعلےٰ افسر کو اوس سے نہایت بیش قیمت مدد ملی - لاریسا کے قبضہ کے بعد سلطان المعظم نے پاشا کا رتبہ عطا کر کے اسے قصبہ ملونا کا گورنر بنا دیا - محاربہ کے دوران میں اسی ہیڈکوارٹر میں روز افزوں رسوخ واقتدار اور ناموری حاصل ہوتی گئی - جسقدر اجنبی نامہ نگار اور افسر میدان جنگ میں موجود تھے - وہ سب سیف اللہ پاشا کو نہایت ہی خوش اخلاق اور متواضع ہونیکا اعتراف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جس کسی نے جب کبھی اوس سے کوئی امر دریافت کیا - یا کسی معاملہ میں اوس سے مشورہ لیا - اوس نے حتی الامکان دریغ نہ کیا - اور اپنے محاسن جمیلہ و اخلاق حمیدہ سے سبکو گرویدہ بنا لیا - فوجی کارروائیوں کو بسرعت انصرام پہنچانیکا کام سیف اللہ پاشا اور انور پاشا دونوں کے سپرد تھا - انور پاشا بھی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ترکی کے قابل ترین سٹاف افسروں میں سے ہے - اسنے تھسلی میں اپنی سریع اور دلیرانہ کارروائیوں سے خاص امتیاز حاصل کیا اور بلا شبہہ اسکے لیے بھی شاندار زمانہ استقبال موجود ہے - یہ نوجوان ہیڈکوارٹر کے لایق ترین منتظمین میں سے تھا - وہ کئی برس حربیہ کالج میں بطور پروفیسر اور پھر تیسری جیش (مقیمہ مناستر) کے جنرل سٹاف میں مصروف رہکر سٹاف کے فرائض سیکھنے میں مشغول رہنے کی وجہ سے بڑا مستعد ہو چکا ہے - اس کئی برسوں کی عدم مشق سے اسکی سپاہیانہ مہارت اور چستی میں کوئی فرق نہ پڑ سکا - اسے بالخصوص محاربہ مذکور کے دوران میں اس معاملہ میں بڑی کامیابی ہوئی کہ اسنے اپنی اسپرٹ دوسرے افسروں میں بھی پیدا کر دی اور تمام ڈویژنوں کے کماندار

سال ۱۸۹۸ء کی محاربہ امریکہ و ہسپانیہ کی کارروائیوں کے مشاہدہ کیلئے سلطنت عثمانیہ نے اسی نوجوان کو امریکہ روانہ کیا تھا جہاں سے وہ دسمبر میں کچھ مہینوں کے بعد قسطنطنیہ واپس آیا - اور مفصل رپورٹ وزارت حربیہ میں پیش کر کے دولت علیہ کو بحری طاقت کی ازدیاد پر خاص توجہ دلائی گذشتہ اکتوبر میں قیصر ولیم ثانی نے بھی سیاحت قسطنطنیہ کے دوران میں خلیفۃ المسلمین کو بری فوج کیطرح بحری طاقت کو بھی مضبوط و مستحکم کرنیکی دوستانہ تاکید اور ہدایت کی تھی جنگ یونان کے وقت سے جلالتمآب کو خود ہی اسطرف خیال ہو گیا تھا - اور ان دونوں شاہنشاہوں نے مزید توجہ دلا دی اور انہی دنوں کے قریب

(بقیہ صفحہ ۱۴۱)

میں اتحاد کی روح پھونکدی جبسے وہ اپنے اعلے افسروں کی تجاویز کو قابلیت اور ذہانت کیساتھ عمل میں لانے اور تجاویز مذکورہ کو
پہنچانے پر قادر ہوگئے۔ شروع محاربہ میں انور پاشا لفٹنٹ کرنیل تھے اسکے خاتمہ پر بجلدی خدمات حسنہ جرنیل کی رتبہ پر فائز ہوگئے
کچھ عرصہ وہ وائنا کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اتاشی بھی رہے تھے۔

اب میں عساکر عثمانیہ مقیمہ تسلی کے اعلے افسران کی مجمل حالات درج کرتا ہوں۔ اول ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان تھا۔
پاشا موصوف کی عمر ۵۵ برس کی ہے۔ وہ جنرل سٹاف کالج کا پرانا طالبعلم ہے۔ طبیعت کی اکھڑپن اور ضدی ہونیکی وجہسے
اسکی کئی دفعہ افسروں اور ماتحتوں سے بگڑ چکی ہے۔ اسی محاربہ میں لفٹنٹ کرنیل تھا۔ اور رجمنٹ کے کمانڈر کی حیثیت میں تھام
پہونچا ہوا رہا تھا۔ بعد ازاں جہاز کی پیمائش کنندہ کمیشن کا اعلے افسر ہوا۔ اور کچھ عرصہ سٹاف میں رہا۔ لفٹنٹ جرنیل کے
عہدہ پر ترقی یاب ہوکر وہ پہلے اس ریفی ڈویژن کا جو یہ وصہ سے آیا اور پھر اسکوپ کے ردیفی ڈویژن کا کمانڈر مقرر کیا
گیا۔ آخر الذکر ڈویژن اسی کے زیر کمان محاربہ روم و یونان میں شریک ہوا جبکہ پاشا موصوف نے بمقام ڈومی نیک
وڈاسی درہ ملونا پر قابض ہونے کیلئے بہادرانہ معرکہ آرائی کی۔ البتہ اسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ فرسالوس اور ڈومکوس کی معرکوں
میں وہ اپنے ڈویژن کو بسرعت یونانی فوج کے میسرہ پر نہ بڑہا سکا جس فروگذاشت کی وجہ سے یونانیوں کو اور زیادہ اچھی طرح
سے پامال کرنیکا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔

دوم ڈویژن کی کمان نشاط پاشا کی تحویل میں تھی۔ اس کی عمر ۵۸ برس کی ہے۔ وہ اس محاربہ سے پیشتر بھی کئی فوجی کارنامے
دکھا چکا تھا۔ وہ نہایت ہی فہیم۔ باخبر تیز فہم اور جری اعلے افسروں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اور یہ عام خیال بالکل درست ہے
اسے دیگر اعلے افسروں پر ایک خاص فوقیت یہ حاصل تھی کہ اس کے زیر کمان ایک بریگیڈ پاسبرا انفلوں سے مسلح تھا۔ نشاط پاشا محاربہ
روس میں ڈینوب کے مغربی علاقہ کی عثمانیہ فوج میں مصری شاہزادہ حسن کے زیر کمان جنرل اسٹاف کا اعلے افسر تھا۔ بعد ازاں جب
روسی فوج نے قسطنطنیہ پر پیشقدمی شروع کی تو اسے میدان چاٹلجہ کے مورچوں کی استحکام کا کام سپرد کیا گیا۔ اور اس کے بعد دار الخلافہ
کی حفاظت کیلئے دیگر مورچوں اور گڑھیوں کی تعمیر کی نگرانی کرتا رہا۔ جب ۱۸۹۵ء میں یونان کے برخلاف فوج فراہم کیجانیکا فیصلہ
کیا گیا تو وہ یہ وصہ کے ردیفی ڈویژن کو لیکر الاصونا پہنچگیا تھا۔ گذشتہ محاربہ میں بالاکسیر کا ردیفی ڈویژن اسکے زیر کمان تھا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) یورپین طاقتوں کی بیہودہ نامنصفانہ کارروائی بلکہ جبر و تشدد روسی نے کسی سفارش و تاکید کی بھی ضرورت نہ رکھی
سلطان المعظم پر بمنزل حق الیقین واضح ہوگیا کہ انکی بحری اور ساحلی مقبوضات کی سلامتی صرف بحری طاقت سے حاصل ہو سکتی ہے اور
وہ پوری سرگرمی سے جیسا کہ آیندہ نوٹ سے ظاہر ہوجائیگا اس طرف مصروف ہوگئے۔ لیکن اس سے یہ قیاس کیا جائے کہ بلا استثنا سب پہلے
بالکل ہی غافل تھے۔ برعکس انکے مالی گنجایش کے مطابق پہلے بھی کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے رہتے تھے۔ فرق یہ ہے کہ پہلے یہ کام گنجایش پر منحصر تھا
اور اسکو دیگر ضرورتوں میں شمار نہیں ہوتا تھا۔ اب سے طرح سے گنجایش نکالی جاتی ہے اور اس کام کو کئی دوسری ضرورتوں پر مقدم
کر دیا گیا ہے۔ سلطان المعظم کی سابقہ بحری پالیسی پر میں فوائد و کم ایک طویل حاشیہ میں بحث کر چکا ہوں۔ مترجم لہ ایشیا کوچک کا ایک ضلع
اسکا قصبہ جو یہ وصہ سے جانب جنوب واقع ہے۔
له جولائی ۱۸۹۵ء میں پاشا موصوف جو یونان کی سرحد کی قومی افسر تھے کسی شخص کی گولی چلانے سے سخت مجروح ہوئے مگر جلد صحت یاب ہو گئے

تیسری ڈویزن کا کمانڈر ممدوح پاشا بھی ابتدا میں جنرل سٹاف سے تعلق رکھتا اور اسکے مستعد اور قابلترین ارکان میں سے تھا۔ روسی محاربہ میں بھی اسنے جبکہ وہ لفٹنٹ کرنیل تھا۔ خاصی ناموری حاصل ہوئی تھی۔ محاربہ مذکور کے بعد وہ چوتھی آرمی کور کے سٹاف کا چیف ہوا۔ اور بعد ازاں ارض روم میں ایک بریگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اس کمان کے زمانہ میں اسے روسی ترکی ایشیائی سرحد پر قلعہ بندی اور مضبوط مستحکم فوجی گڑھیاں کی تیاری و تعمیر کی نگرانی کا کام بھی سپرد کیا گیا تھا۔ اس عہدہ سے وہ فوج کی ترتیب جدید کے کام میں مدد دینے کیلئے وزارت حرب کے دفتر میں بلالیا گیا تھا۔ محاربہ یونان میں اسکے ماتحت بروسکا ردیفی ڈویزن تھا جسکو لیکر اسنے بمقام ملیروس اور دولسینوس یونانی مورچوں پر کمال دلاوری سے حملہ کیا۔

چھٹے ڈویزن کا کمانڈر حمدی پاشا تھا۔ جو فوج حملہ آور کے انتہائی میسرہ پر رہکر تھرسلی میں بڑھتے وقت کاریا اور دلیلر وغیرہ مقامات پر خوب بہادری سے لڑا۔ حمدی مستعد سپاہی اور کارکن آدمی ہونیکی شہرت رکھتا ہے ۱۸۸۳ء کے ان جانگداز معرکوں میں جو درہ شپکا پر ہوئے اسے اپنی بے نظیر مقاومت و استقلال اور باحوصلگی کی وجہ سے خاص ناموری حاصل ہوئی۔ ترکی کے ایشیائی اور افریقی مقبوضات یعنی وان۔ ارض روم اور طرابلس الغرب میں مختلف عہدوں پر مامور رہنے سے اپنے ملک کے حالات سے وسیع واقفیت اور مختلف الانواع و گوناگون قسم کا معقول فوجی تجربہ حاصل کرنیکا موقع ملگیا۔ جب یونان سے لڑائی شروع ہوئی وہ طرابزون کے ردیفی ڈویزن کا کمانڈر رہا جہاں سے حکم ملنے پر فی الفور جمع شدہ فوج میں پہنچگیا۔

چوتھی ڈویزن کا کمانڈر میجر جنرل حیدر پاشا مارشل اسمٰعیل پاشا کا بیٹا تھا۔ اوسنے اپنے باپ کی سعی سفارش سے بہت جلد ترقی کی ہے۔ نسبتاً چھوٹی سی عمر میں ہی سٹاف میں کام کرنے کے بعد وہ کرنیل و سلطان المعظم کا ایجوٹنٹ ہوگیا۔ اسکے بعد اسکی ترقی کی رفتار نسبتاً سست رہی۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا رہا کہ وہ اعلے حکام کو فراموش ہوگیا ہے۔ اس لڑائی سے پہلے وہ کسی محاربہ میں شریک نہیں ہوا ۱۸۹۶ء میں بزمانہ مناسب وقت پر جنرل کے رتبہ پر فایز ہوا۔ اور سالونیکا کے ردیفی بریگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اسی بریگیڈ کیساتھ وہ میدان کارزار کو گیا۔ اور عمر رشدی کی ترقی پاکر چیف سٹاف افسر مقرر ہونے پر عمر رشدی کی جگہ پانچویں ڈویزن کا کمانڈر بنادیا۔ سطور مندرجہ صدر سے ناظرین پر واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ تقریباً تمام سربرآوردہ افسر جنرل سٹاف میں رہ چکے تھے اور عساکر عثمانیہ میں محض اپنی برجستہ علمی تعلیم حربی اور فوجی خدمت کے ذاتی تجربہ اور وسعت معلومات کے طفیل بتدریج اعلے مراتب پر فایز ہوئے تھے صرف تیسرے ڈویزن کا کمانڈر ممدوح پاشا ایسا افسر ہے جسنے معمولی سپاہی کے درجے سے ترقی کی۔ اوسنے ۱۸۸۵ء میں بمقام پلیونا بنظیر شجاعت و بسالت دکھائی۔ مگر حوران کے دروزوں کی بغاوت کیوقت تک اسکی حیرت انگیز فوجی قابلیت پورا نشوونما پاسکی اور دنیا پر بخوبی مبرہن ہوسکی۔ اس بغاوت پر ادسنے ۱۸۹۵ء میں شراکت ابراہیم پاشا غالب آکر ملک کے اس حصہ کی خوفناک اور دور تک پھیل گئی ہوئی بدامنیوں کو یکبارگی دبا دیا۔ باغیوں کو دل بادل پر اپنی مستعدی اور مہارت سے اسطرح فی الفور غالب آجانیکی اطلاع ملی

سنہ اسی آخری بغاوت کے حالات جو پہلی مرتبہ ۱۸۹۵ء میں اور دوبارہ جولائی و اگست ۱۸۹۶ء میں عرب کی بست سالہ عہد حکومت کی ایک ضمیمہ میں مفصل درج ہیں آخری کے الفاظ سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ دروزونکی یہ پہلی بغاوت نہ تھی سابقہ شورشوں کے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ میں مندرج ہیں مترجم

اور سے جنرل کے رتبہ پر فائز کیا گیا اور حوران کا گورنر بنایا گیا ۱۸۹۹ء میں وہ وہاں سے البانیا کو تبدیل ہو کر دیا گیا گورنر بنایا گیا کیونکہ اس علاقہ کے شورہ پشت اور جنگجو باشندوں کو قابو میں رکھنے کیلئے زبردست دل و دماغ اور فولادی پنجہ رکھنے والے حاکم کی ضرورت تھی محاربہ روم و یونان میں اول سے آخر تک متذکرہ دستہ اکا ردیفی ڈویژن اسکے ماتحت رہا۔

توپخانہ کا کمانڈر رضا پاشا تھا۔ یہ نوجوان اور بخوبی تعلیم و تربیت یافتہ جنرل اپنے منصب کے متعلق درست و صحیح علمی واقفیت رکھنے کے علاوہ اعلے افسر کے فرائض سے بھی پورا پورا واقف ہے وہ گولڈن ہارن (شاخ زرین یعنی خلیج قسطنطنیہ) کے مدرسہ توپخانہ کا پرانا طالبعلم ہے۔ کمان ملنے پر اسکی عمر چالیس برس سے متجاوز نہ تھی۔ وہ ابھی بہت ہی کم عمر تھا کہ اوسے مزید تعلیم و مطالعہ کیلئے چار برس جرمنی میں بسر کرنیکا حکم ملا۔ اور اسکے ساتھ ہی ۲۷ ویں فیلڈ آرٹلری (میدانی توپخانہ کی) رجمنٹ میں ایک افسری کے عہدہ پر مقرر کر دیا گیا توپخانہ کے معاملات کے متعلق اسکی واقفیت لیاقت اور مہارت یورپ کے قابلترین یورپین افسر توپخانہ سے کم نہیں۔ اسکی تعلیم و تربیت کامل ہے اور جدید ترین اصولوں اور قواعد سے بخوبی ماہر ہونیکے علاوہ بہادر اور مستعد آدمی ہے۔ لڑائی شروع ہونیکو تھی کہ اوسنے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں فوج توپخانہ کو ایسی ہمت کی اور کمالیت سے انہیں مرتب اور درست کر لیا کہ فوج مذکور نے زیادہ تر ماتحت افسروں کی عمدہ تربیت اور انکے اپنے صف کی بدولت کردہ صادر شدہ احکام کی فی الفور تعمیل کو پہنچ جاتی تھی۔ محاربہ میں شاندار کارنمایاں دکھائے

صوبہ ایپرس میں تجربہ کار بہادر آزمودہ احمد مصطفی پاشا اعلے کمان افسر تھا اسکی فوجی ناموری کا سکہ روسی محاربہ کے وقت سے بیٹھا ہوا ہے۔ اوسوقت وہ عثمان پاشا کی زیر کمان فوج کے ایک ڈویژن کا کمانڈر تھا۔ اور اپنی فوج سے پلیونا اور اورخانیہ کی درمیانی مقام دوبنیک کی عجیب شاندار طریق سے محافظت کی تھی۔ اس بہادری کی طفیل اسکا نام شیر دوبنیک پڑ گیا تھا۔

اس محاربہ کے بعد وہ لفٹنٹ جنرل کے رتبہ پر فائز ہوا ۱۸۸۸ء میں یانینا (جنوبی البانیا یا ایپرس کے صدر مقام) کا گورنر اور ۱۸۹۵ء میں اس عہدہ کے ساتھ ہی ترکی افواج مقیمہ سرحد یونان کا کمانڈر بھی بنا دیا گیا۔ محاربہ روم و یونان کے شروع ہونے پر اسکی عمر ستر برس کی تھی جنمیں سے پچاس برس افسر اور تقریباً بیس برس لفٹنٹ جنرل رہا۔

یہاں خوان تین کمانڈروں کا ذکر کیا جاتا ہے جو محاربہ کے دوران میں سرحد ایپرس پر کمانڈر تھے یعنی لفٹنٹ جرنیلان مصطفی پاشا۔ عثمان پاشا۔ اور محمد سعد الدین پاشا تھے۔

مصطفی پاشا کی ملازمت کا حصہ کثیر وزارت جنگ کے فوجی اور انتظامی سررشتوں میں بسر ہوا تھا۔ جہاں وہ کسیقدر انفنٹری و شاف اور کسیقدر کمسریٹ کی ترتیب جدید اور درستی کی کاروبار میں مصروف رہا ۱۸۸۶ء میں وہ ایک ردیفی بریگیڈ کا کمانڈر مقرر ہوا۔ اپنی عملی خدمت کے متذکرہ صدر شعبوں میں جنمیں کام کرنیوالے کی نسبت طبعی طور پر یہ قیاس کر لیا جاتا ہے کہ وہ فوج کے حالات و معاملات سے صحیح علم و واقفیت رکھتا ہے۔ اوسنے کامل اصلاحات کی بنیاد قایم کر دی ۱۸۹۸ء میں رمنی بغاوت کے چھوٹ پڑنے پر مصطفی پاشا اوسکے انطفا پر مامور کیا گیا۔ اور اسکام کو تھوڑے سے عرصہ کامیابی کیساتھ سرانجام پہنچا دینے کے صلہ میں

لہ اسکی مفصل کیفیت کے لئے دیکھو محاربات پلیونا حصہ سوم

لفٹنٹ جنرل کے رتبہ پر فایز کیا گیا۔ گذشتہ محاربہ یونان شروع ہونے پر وہ اپنا ڈویژن لیکر ایپائرس گیا لیکن ابھی پہنچا ہی تھا کہ اس کی البانی بٹلینوں کا ایک حصہ باغی ہوگیا۔ جس پر وہ نظر بند ہوکر قسطنطنیہ بھیجدیا گیا۔

لفٹنٹ جنرل عثمان پاشا جبکہ وہ بحیثیت کپتان ہیڈکوارٹر سٹاف میں تھا۔ دو برس روسی رجمنٹوں میں کام سیکھنے کے لئے روس بھیجدیا گیا تھا۔ اوران دو برسوں کے بعد سینٹ پیٹرز برگ کی عثمانیہ سفارت میں اٹاشی مقرر کردیا گیا تھا۔ اس نے ڈاردنیلز کی قلعہ بندی اور راستوں کام میں قابل تعریف خدمت دی۔ اوراس کے صلہ میں اوس اعلیٰ کمیشن کا ممبر بنا دیا گیا جس قلعہ بندیوں کے نقشے اور تجاویز سپرد کیتیں۔ محاربہ یونان کے آغاز پر وہ لفٹنٹ جنرل اور ڈویژن کا کمانڈر بنا دیا گیا۔ اوس نے اپنی افواج سے کامیابی کیساتھ کام لیا اور بالخصوص معرکہ یوروین نہایت قابلیت اور شجاعت دکھائی۔

لفٹنٹ جنرل محمد سعد الدین پاشا ہیڈکوارٹر سٹاف کا رکن اور ہرزیگووینا میں مجیب پاشا کا ایڈیکانگ تھا۔ پھر محاربۂ روس کے آخری حصہ میں سلسٹریا کے قریب شریک کارزار رہا۔ محاربہ کے بعد جسکے دوران میں وہ ۲۶ برس کی چھوٹی سی عمر میں کرنیل کے رتبہ پر فائز ہوگیا تھا۔ وہ کچھ عرصہ وزارت حرب کے سررشتہ میں مامور رہ کر اس کے مالی صیغہ میں کام کرتا رہا۔

ارمنی بغاوت کے دوران میں وہ امپیریل کمشنر کی حیثیت میں وان کو بھیجا گیا۔ جہاں وہ جلد رعایا کی سرجوشی و تشویش کو فرو کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ان خدمات کے صلہ میں سلطان المعظم نے اوسے طبقہ عثمانیہ کی مرصع بالماس حمایل عطا فرمائی۔ محاربہ یونان میں اسے ایک ردیفی ڈویژن کی کمان تفویض کی گئی جو لوروس کی لڑائی میں عثمان کے ڈویژن کیساتھ شریک تھا۔ فریقین میں جنگ ملتوی ہوجانے پر وہ پھر سررشتہ حرب میں اپنے پرانے کام پر چلا گیا۔[1]

فصل ہفتم۔ ترکی بیڑہ جہازات

جرمن افسر کا بیان ہے کہ بری افواج کے علاوہ ترکی کی بحری طاقت کو بھی گو اوسنے محاربہ میں بہت ہی خفیف کام دیا اوس کی فوجی قوت کا اندازہ کرنے کے وقت مدنظر رکھ لینا واجب ہے۔ ترکی نیوی (دونمہ۔ بحری طاقت یا بیڑہ جہازات) میں تین

[1] اس باب کے خاتمہ پر ایپائرس کی ترکی فوج کی نسبت ایک واقفکار و منصف مزاج انگریز کی رائے جو سالہا سال کی تجربہ اور مشاہدہ کے بعد قایم کیگئی تھی درج کردینا بیمحل نہوگا ان کا نام کپتان نارمن ہے اور ولایت کے ایک ماہوار رسالہ میں ترکی فوج کی موجودہ حالت کا ۱۸۷۷ء کی حالت سے بالوضاحت مقابلہ کیا ہے ان کی تحریر مصداق الفضل ما شہدت بہ الاغیار نہایت قابل وثوق ہوسکتی ہے۔ صاحب موصوف نے دو برس ہوئے اسوقت کی فوج کی حالت پر ایک رسالہ شایع کیا تھا جسمیں انہوں نے یقین کیساتھ تحریر کیا تھا کہ ترکی فوج ان اصلاحات کے طفیل جو اعلیٰ جنگی کمیشن کی نگرانی میں جسکا میر مجلس خود اعلیٰ حضرت امیر المومنین ہیں اور جو ہر اپریل زکونشک میں اجلاس کرتی رہتی ہے رائج کیگئی ہیں کسی آیندہ لڑائی میں خواہ اسکا مقابل کوئی ہو اپنی شجاعت وکار آزمودگی کا پورا ثبوت دیگی وہ اب محاربہ روم و یونان کے نتیجہ سے خوش ہوئے ہیں۔ ان کا بیان بالکل درست ثابت ہوا۔ کپتان ممدوح اس جنگ میں ترکی فوج مقیمہ صوبہ ایپائرس کے ہیڈکوارٹر کیساتھ تھے اور انہوں نے مصدقہ

آہن پوش جہازوں میں توپوں کی حفاظت کیلئے بمب پروف خانے ہیں۔ انکے نام مسعودیہ[۱] حمیدیہ و آثار توفیق ہیں۔ اول الذکر

(بقیہ صفحہ سابقہ) کی لڑائیوں اور محاربوں کے حالات نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں جس میں انہوں نے ترکی فوج کی اس ترقی کا ذکر کیا ہے۔
جو اس کو پچھلے بیس برس میں حاصل ہوئی ہے ۱۸۷۷ء کی ترکی فوج کی نسبت وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ محاربہ روم و روس میں ترکی فوج کے اہم
نقص یہ تھے کہ اسٹاف کا اس میں نام و نشان تک نہ تھا اور افسر بالکل ناقابل اور جاہل تھے مختار پاشا (سپہ سالار افواج ایشیا) کے ساتھ کوئی اسٹاف
نہ تھا۔ اور نہ کوئی ایسا افسر ان کے ساتھ تھا۔ جو دشمن کی جمعیت اور ملک کی قدرتی کیفیت کو معاینہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو بہت
تھوڑے افسر نقشہ کو پڑھ سکتے تھے۔ اور نقشے بھی بہت تھوڑے تھے۔ اور جو تھے بھی وہ آسٹریا کے چھپے ہوئے۔ میدان جنگ میں تار برقی سے
کوئی کام نہ لیا گیا تھا۔ کیمپ سے فاصلہ پر پکٹ اور پہرے بٹھانے وہ جانتے ہی نہ تھے۔ ڈویژنوں بریگیڈوں اور رجمنٹوں کے کمانڈر اپنی فوجوں سے
کام لینے اور ان سے خوبی نقل و حرکت کرانے کے فن سے ناآشنا تھے۔ اور کیمپوں کے صاف رکھنے کیلئے کوئی کوشش نہ کی جاتی تھی میدان جنگ
کیلئے تغیر پذیر کوئی ہسپتال موجود نہ تھا۔ اور مجروح سپاہیوں کے اعضاء قسطنطنیہ سے منظوری ملنے سے پہلے قطع نہیں کئے جا سکتے تھے۔ میدان
جنگ میں فوجی خزانہ بالکل خالی تھا۔ اور کمسریٹ کا انتظام کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا ۱۸۹۷ء میں کل نقشہ بدلا ہوا ہے۔ ڈویژنوں کے کمانڈر عثمان پاشا
و ابراہیم پاشا یہ دونو افسر صوبہ اپائرس کی فوج پر مامور تھے۔ جنکا مارشل ادہم پاشا سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور جو اعلےٰ تعلیم یافتہ اور علمی و عملی
دونو طرح کے فن جنگ میں پورے ماہر تھے۔ اور انکے اسٹاف افسر ایسے چالاک اور ذہین تھے۔ کہ کسی فوج میں ان سے بہتر نہیں دکھائی دیتے۔ فوج اپائرس
کے دونو ڈویژنوں کے اعلےٰ اسٹاف افسر میجران اسعد و صالح بک کئی برس جرمن فوج میں رہ چکے تھے۔ اور ٹوپی کی چوٹی سے لیکر بوٹ کی ایڑی تک
ہر چیز پر بند انکی سپاہی گری کا شاہد تھا۔ تمام رجمنٹوں کے افسروں اور اسٹاف افسروں کو ملک کے نہایت درست نقشے تقسیم کئے گئے تھے۔
جو ... کے پیمانہ پر تھے۔ ڈویژنوں کے کمانڈروں کے پاس اس نقشہ کے علاوہ ایک ایک نہایت ہی عمدہ نقشہ رنگین ... کے پیمانہ پر تھا۔ ان سے
عمدہ نقشے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ محکمہ تار فوجوں کے ہمراہ تھا۔ اور گو عیسائی باغی اکثر تاروں کو کاٹ جاتے تھے تاہم محکمہ نہایت قابل تعریف
درستی اور سرعت سے کام دیتا رہا۔ پکٹ اور چوکی پہرے کے فرائض کو نظام فوجیں بخوبی سمجھتی تھیں۔ اور صوبہ مذکور کے تینوں بریگیڈوں
کے کیمپ صفائی و پاکیزگی میں اپنی آپ ہی نظیر تھے۔ آدمیوں اور گھوڑوں کے لئے پانی پینے کا الگ الگ انتظام تھا پاخانے نہایت احتیاط
سے بنائے گئے تھے۔ اور ہر روز صفائی کی جاتی تھی۔ میدانی فوجی ہسپتال ہر ایک ڈویژن کے ہیڈکوارٹر میں موجود تھے ایسا انتظام یورپ میں بہترین نظام
فلپیاڈ میں ایک مقام ملاکا اور پانچ جانینا میں تھے ان سب میں بالمجموع دو ہزار بیمار اور مجروح سما سکتے تھے مگر ... کا انتظام کبھی ڈاکٹروں
پر سپاہیوں کی تعداد بھرمار نہ پڑی۔ قطع اعضاء کیلئے قسطنطنیہ سے اجازت منگوانے کی کوئی ضرورت نہ تھی یہ امر ہسپتال کے اعلےٰ طبی افسر کی رائے پر
منحصر تھا۔ جانینا کے ہیڈکوارٹر کا فوجی خزانہ بھرپور تھا۔ اور عثمان پاشا نے ہدایت کی تھی کہ نقصان دہقانوں کو پہنچے جو نو بار برداری کیواسطے لئے جاتے تھے
کرایہ دئیے جاتے تھے۔ بلکہ فوج کیلئے جو بھیڑ بکریاں خریدی جاتی تھیں۔ اُن کی قیمت بھی فی الفور ادا کر دیتے تھے۔ سپاہی بھی روپیہ سے خالی نہ
تھے انکو بھی تنخواہ برابر ملتی رہتی تھی اور گو البانوی طبعاً لوٹ مار کیطرف مائل ہوتے ہیں۔ مگر دوم آرمی کور (اردو) کے سپاہی نہایت
احتیاط و التزام کے ساتھ ہر ایک چیز کی جس کی انہیں ضرورت ہوتی تھی قیمت ادا کر دیتے تھے۔ مئی کے آخر میں جانینا (بقیہ بر صفحہ ۱۴۷)

[۱] دیکھو صفحہ ۱۴۶

جہاز ۱۱۱ ٹن باٹنا تیکی قابلیت رکھتا ہے وہ ۱۸۹۰ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا اسپر بارہ توپیں کیپ فیبر ہیز ایل آسٹر انگ قسم کی تین انچ
قطر کی کرپ وہ جلد چلنے والی اور کلدار توپیں نصب ہیں اور کلی بندہ کی آہنی چادریں ایک فٹ دبیز ہیں۔ مگر آثار توفیق کیلئے اس کی چادر
بھی آہنی ہیں تینوں جہازوں کی رفتار فی گھنٹہ تیرہ ناٹ ہے۔ حمیدیہ اور آثار توفیق اس سے چھوٹے ہیں اول الذکر کا وزن (یعنی وزن اٹھانے
کی قابلیت) ۳۸۰۰ ٹن اور آثار توفیق کا ۴۷۰۰ ٹن ہے۔ لیکن حمیدیہ ۹ انچ دبیز مرکب چادروں سے محفوظ ہے اور اسکی تمام بھاری توپیں
کرپ قسم کی ہیں اس پر ۱۰ انچ قطر کی دو چھ انچ کی چھ ۲/۱ ۴ انچ کی اور دو شینی توپیں ہیں آثار توفیق پر آٹھ ۲/۱ ۹ انچ کی دو آٹھ انچ کی چار
جلد چلنے والی اور سات کلدار توپیں ہیں۔ آثار توفیق اور مسعودیہ کو صاف جہاز سمجھا جاسکتا ہے مگر چاروں آہن پوش بیر جہاز عزیزیہ
محمودیہ عثمانیہ اور اجانیہ لڑائی کے مقاصد کیلئے محض ناکارہ ہیں کیونکہ انکی بندہ بہت ہی پتلی ہے البتہ باربرداری کے کام کیلئے بہت کارآمد ہیں ہر ایک
(تتمہ صفحہ سابقہ) سے آگے بڑھیے کیونکہ تمت فوج میں باربرداری کا انتظام نہایت مکمل تھا ہر ایک بلٹن کے ساتھ دو سو یا دو سو خچر رہتے تھے۔
اور مقامات متروبیا فلیپا ڈیپرہ ترمسوں کا دروان ملکرنج اور جانینا میں ڈپو قائم کردئے گئے تھے۔

اسکے بعد کپتان فارمن تحریر فرماتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ عثمانیہ نے اس محاربہ میں عثمانیہ فوج کا بہترین اور قابل ترین حصہ نہیں بھیجا تھا چار محفوظ
کے سوا اور کوئی رجمنٹ باقاعدہ فوج نظام کی سلطان المعظم کی میدان جنگ کو روانہ نکی یہ میدان کیلئے ردیف فوج نے جیسا ہے نظام فوج
اپنے جہاز وسیونکی بارکوں میں تقسیم رہی تھی۔ اگر سرویا بلگیریا بھی یونان کے ساتھ شامل ہوجاتے (اگرچہ جبتک یونان صوبہ مقدونیہ کا دعویدار
ہے۔ یہ دو قومیں اسکی بجائے زیادہ نسل لانکی طرفدار رہینگی) تو ترکی کو اس کی کچھ پرواہ ہوتی اس پر ان دونو ملکوں کی سرحد پر بمنزل
بمنزل ایک سو تین بٹالین نظام فوج ٹھہرا رکھی تھی جو سب کی سب ماؤزر بندوقوں سے مسلح تھی۔ اب کو باب عالی کو ان دونو ملکوں کے
ساکت رہنے کا یقین تھا۔ مگر اسی یونان ایسے حقیر دشمن کے ساتھ مقابلہ پر نظام فوج روانہ کرنیکی کوئی احتیاج نہ تھی۔

پس ترکی نے ثابت کردیا کہ وہ یونان ایسے ملکوں کو صرف بائیں ہاتھ کی ضرب سے تباہ کرسکتی ہے۔ کیونکہ ردیف اور نظام کی وہی نسبت
ہے۔ جو ہندوستان کی گورہ فوج کو پولیس کے رنگروٹ سے ہے۔

سلہ ترکی بیڑہ جہازات کی کمزوری کی متعلق محاربہ کی دوران میں یورپ اور بالخصوص انگریزی اخبارات بہت کچھ لاطائل ہزیان
بکتے رہتے تھے۔ جنکی اکثر غلط روایات کی اوس زمانہ میں ہمنے اخبار دکن میں متعدد دفعات کو پیش کرکے تردید کردی تھی۔ لیکن اسمیں کوئی
کلام نہ تھا کہ یورپین اخبارات کی کل رد آئیں ہی بالکل غلط نہیں۔ ترکی بیڑہ کی کئی جہازات قابل اصلاح و درست تھے جنکی درستی کا کام حضرت
کے حکم شاہنشاہ جنگ مذکورہ کے دوران میں ہی شروع کردیا گیا۔ اور اب تک اس معاملہ میں بڑی سرگرمی سے کام کیا جارہا ہے چنانچہ متعدد جہازات
کی درستی خاص سلطانی کارخانہ میں ہو چکی ہے اور کئی نئے جہاز اور تارپیڈو کشتیاں بھی اسوقت تک تیار ہوچکی ہیں۔ مزید برآں ترکی بیڑہ کے دو بڑے
جہاز مسعودیہ اور آثار توفیق از سرتا پا جدید طرز پر مسلح اور درست کئے جانیکے لئے جنوری ۱۸۹۹ء میں شمال مغربی اٹلی کے بندرگاہ جنوا کی کارخانہ انسالڈو
میں بھیجے گئے ہیں۔ اور خدا نے چاہا تو تھوڑے ہی عرصہ میں ترکی بیڑہ کو پھر سابقہ عظمت اور طاقت حاصل ہوجائیگی۔ مترجم

سلہ انگریزی بیڑہ کے وہ جہازات اول درجہ کے کہلاتے ہیں جو ۹۵۰۰ ٹن یا اس سے زیادہ وزن اٹھانیکی قابلیت رکھتے ہوں اور ۱۸ ناٹ فی گھنٹہ سے کم رفتار نہ رکھیں

دو ہزار آدمی سوار ہو سکتے ہیں۔ فریگیٹ[1] حمیدیہ ترکوں کی بحری صناعی و کاریگری کا نمونہ ہے۔ اس کی تعمیر ۱۸۶۴ء میں عبدالعزیز کے عہد میں شروع ہوئی۔ اور بمشکل تمام کہیں ۱۸۸۵ء میں جاکر ختم ہوئی۔ لیکن جب اسی موجودہ سلطان کے سعید و مظفر نام سے موسوم کرکے سمندر میں اتارا گیا۔ تو انجینیری اور عمارتی نقصوں کی وجہ سے ناقابو ثابت ہوا یہاں تک کہ اسے پھر دوسرے جہازوں نے کھینچکر کارخانہ میں پہونچا دیا۔ جہاں وہ تب سے اپنی زندگانی فلسفیانہ غور و فکر اور سوچ بچار میں بسر کر رہا ہے[2]

[1] فریگیٹ اس جہاز کو کہتے ہیں۔ جو کاروٹ اور مصافی جہاز کی بین بین ہے۔ بالفاظ دیگر یہ چھوٹا مصافی جہاز سمجھا جاتا ہے

[2] برعکس ازیں جیسا کہ میں ترکی کی موجودہ حالت میں لکھ چکا ہوں۔ مسٹر ویلی نے سٹیٹ بینز آف ٹرکی بابت سال ۱۸۹۶ء میں حمیدیہ کے کارخانہ یا آرسینل سے باہر نہ نکلنے کی وجہ یہ بتائی تھی کہ اس کی تسلیح (توپیں وغیرہ نصب کرنے) کا کام ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا یہ جہاز اس بیڑہ میں جو ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء کو گولڈن ہارن سے دردانیال کو گیا شامل تھا۔ اس بیڑہ کی روانگی اور اس کے حالات کے مفصل حالات دیکھیں صفحہ ۱۹۔ اپریل ۱۸۹۷ء کی سنڈے جو ذیل نوٹ سے ظاہر ہے۔

قسطنطنیہ کی بندرگاہ گولڈن ہارن شاخ زریں سے ۱۰ مارچ کے سہ پہر کو چھ عثمانیہ آہنی جہاز اور تین تارپیڈو کشتیاں ملبیر امیر البحر حسن رامی پاشا کی زیر فرمان روانہ ہوئے تھے۔ لاکھوں تماشائی ان کی روانگی کو دیکھنے کے لیے بندرگاہ کے ساحل اور دکانوں کی چھتوں اور دریچوں پر جمع تھے۔ اور ان کے جوش کا کوئی حد و حساب نہ تھا۔ روسی سفیر اور کئی اور سفرا بھی موجود تھے۔ جہازوں کے گذرنے کیلئے پونے چار بجے گولڈن ہارن کے دونوں پلوں کو درمیان سے اٹھا دیا گیا۔ اور پلوں کے دونوں جانب فوجی پہرا کھڑا ہو گیا ۱۸۷۷ء کی لڑائی کے بعد اب پہلی دفعہ ترکی بیڑہ نے اپنے مستقر سے حرکت کی ہے۔

سب سے پہلے مسعودیہ آہن پوش نے حرکت کی اور اسکے کپتان نے اس کو نہایت سلیقہ اور چالاکی سے پل کے درمیانی راستہ سے جو بہت تنگ تھا گذارا۔ یہ جہاز ترکی بیڑہ میں سب سے بڑا ہے۔ اسکا وزن ۹۱۲۰ ٹن ہے اور اس پر بھاری توپیں نصب ہیں اسے تیار ہوئے اگرچہ اکیس برس گذرے ہیں۔ لیکن پھر بھی اول درجہ کا جنگی جہاز شمار ہوتا ہے۔ نئے روغن سے اس کی ٹیپ ٹاپ اور بھڑک اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کے بعد ایک چھوٹی سی مگر پھرتیلی تارپیڈو کشتی گذری۔ اور پھر حمیدیہ آہن پوش جو ترکی سلطنت میں تیار کیا گیا تھا مسعودیہ سے بہت چھوٹا ہے۔ اس کا وزن ۴۰۰۰ ٹن ہے اور صرف ایک چمنی دھواں نکلنے کی رکھتا ہے۔ پل کے قریب پہونچکر اسکو پل سے ٹکرانے کا اندیشہ ہو گیا۔ لیکن کپتان نے پھرتی کر کے جہاز کو پچھلی طرف لوٹا لیا۔ اور پھر سیدھا کر کے پل میں سے نکالا۔ حمیدیہ کے بعد آہن پوش عثمانیہ تیرتا ہوا کر ساتھ بندرگاہ سے نکلا۔ اس کے پیچھے ایک تارپیڈو کشتی اور ایک تارپیڈو کروزر روانہ ہوا۔ پھر آہن پوش عزیزیہ عثمانیہ اور محمودیہ تینوں ایک جیسے جہاز ہیں۔ ہر ایک کا وزن ۶۴۰۰ ٹن رفتار فی گھنٹہ ۱۳ میل۔ ہر ایک پر ۲۶ توپیں اور ۵ تارپیڈو فلٹ تیرتے ہیں۔ یہ دو جہاز ترکی بیڑہ میں سب سے شاندار اور پھرتیلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے بعد جہاز نجم شوکت گذرا یہ ۲۸۰۵ ٹن وزنی ہے۔ آسٹریا میں تیار ہوا تھا۔ اور سابق الذکر جہازوں سے مختلف طرز کا ہے۔ اس جہاز کے گذرنے کے وقت بارش ہو رہی تھی اکثر لوگ منتشر ہو گئے مگر تماشا شروع کرنے والوں کو کوئی فرق نظر نہیں آتا تھا۔ سب کے آخر دریائی گن بوٹ شہیر گذرا جس کا وزن ۴۰۰ ٹن ہے بیڑہ گولڈن ہارن سے نکلکر سمندر میں جا پہونچا گوشت کی ...

— برجدار جہازات معززیہ، محمودیہ، عثمانیہ اور ارخانیہ میں سے ہر ایک پر دو نئی توپیں دو دو آہن پوش یعنی زرہ دار برجوں پر جنکی زرہ کی چادریں دس دس انچ دبیز ہیں نصب ہیں - ہر ایک پر دو ۱۰ انچ کی آٹھ ۶ انچ کی - چھ چار انچ کی چار جلد چلنے والی اور سات مشینی توپیں ہیں جو سب کی سب کروپ قسم کی ہیں - علاوہ بریں ہر جہاز پر ایک چھوٹی تارپیڈو کشتی بھی رہتی ہے اور ہر ایک میں دو تارپیڈو نالیاں لگی ہیں -

انکے بعد برجدار جہاز عبید اللہ قابل ذکر ہے - جو آہن پوش کروزر (گشت کنندہ جہاز) کا کام دیگا - اس کا وزن ۷۶۰۰ ٹن ہے مشین ۱۵۰۰۰ گھوڑوں کی طاقت کی ہیں - جو جہاز کو توام چرخوں سے چلائینگے - اس پر جدید ترین قسم کی بہت سی توپیں نصب ہیں - ایم سی بیبک کے بیان کے مطابق یہ جہاز ابھی تک زیر تعمیر ہے مگر مکمل ہونے پر جدید ترین قسم کا اور ہر طرح سے ترکی بیڑہ کا بہترین سفینہ اور کار آمد جہاز ہوگا - اور اس کے اضافہ سے بیڑہ کو بہت تقویت مل جائیگی - ان بڑے جہازوں کے علاوہ سات چھوٹے آہن پوش کارویٹ[1] فتح بلند، مقدم خیر، عون اللہ، معین ظفر، اجلالیہ، آثار شوکت، انجم شوکت ہیں - انکے وزن دو ہزار سے لیکر ۲۰۰ ٹن تک ہیں - اور رفتار ۱۱ سے لیکر ۱۲ ناٹ فی گھنٹہ - یہ گراں وزن منہ کیطرف سے بھری جانیوالی آرمسٹرانگ - دریائی جہازات کی کروپ - ہلکی جلد چلنیوالی - اور مشینی توپوں اور تیر انداز تارپیڈو سے مسلح ہیں - زیادہ سے زیادہ ان سے صرف حفاظت ساحل کا کام لیا جا سکتا ہے - مگر چونکہ ان کی زرہ کی چادریں ۵ انچ سے بھی کم دبیز ہیں وہ جدید ترین قسم کی توپوں کے سامنے زیادہ عرصہ نہیں ٹھیر سکتے -

ترکی کے پاس دو برجوں کا ایک مانی ٹر[2] (دریائی جہاز) موسومہ حفظ الرحمن بھی ہے - اوسکا وزن ۲۲۰۰ ٹن ہے زرہ چند انچ دبیز نہیں - رفتار صرف بارہ ناٹ فی گھنٹہ ہے - ۱۸۶۸ء کی ساخت ہے اور منہ کیطرف سے بھرنیوالی آرمسٹرانگ توپوں سے مسلح ہے - آہن پوش جہازات کو بیڑہ کے ساتھ دو دریائی گنبوٹوں فتح اسلام - محمودیہ - اور آہن پوش گنبوٹ [illegible] کا بھی ذکر کرنا لازم ہے اول الذکر دو جہاز صاف نال کی توپوں سے مسلح ہیں - اور ہر ایک کا وزن ۳۳۴ ٹن ہے - [illegible] کی ساخت ۴۰۰ ٹن کی ہے اور دو ۴ انچ کروپ - دو جلد چلنے والی اور دو کلدار توپوں سے مسلح ہے

متذکرہ صدر آہن پوشوں کے علاوہ ترکی کے پاس تارپیڈو جہازات کا بھی معقول بیڑہ ہے - اسمیں تین تارپیڈو گنبوٹ (موسوم نصرت، پلنگ دریا و شاہین دریا) جدید ساخت کے ہیں - دو جرمنی کے کارخانہ گارڈن کی ساخت ہیں - اور ایک جسکی رفتار ۱۹ اور ۲۲ ناٹ کے درمیان ہے قسطنطنیہ کی سلطانی کارخانہ بحری کی ساخت ہے انکے علاوہ دو تارپیڈو غرق کنندہ جہاز (موسوم برق افشاں و طیار) ۱۵ اول درجہ کی ۷ دوم درجہ کی اور ایک سوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں اور دو زیر آب چلنیوالی کشتیاں ہیں برق افشاں اور طیار جرمنی کے سینڈ کیل کے کارخانہ جرمانیا کی ساخت ہیں اونکی رفتار ۲۵ ناٹ ہے تارپیڈو کشتیوں میں سے بھی اکثر جرمنی کے

---

[1] کارویٹ سے چھوٹا جنگی جہاز جسپر عموماً توپوں کی صرف ایک قطار ہوتی ہے -

[2] ترکی بیڑہ کے ایسے ہی جہاز سنہ ۱۸۷۷ء کی محاربہ روم و روس میں دریائے ڈینیوب اور بحیرہ اسود کی لڑائیوں میں روسی تارپیڈو نے غرق کر دیے تھے - مترجم

مخالف کارخانوں کی بنی ہوئی ہیں۔ اور جدید ترین طرز کی ہیں۔ بالفاظ دیگر ترکی بیڑہ کا جدید اور تازہ ترین ساخت رکھنے والا حصہ یہ جو بیڑہ تارپیڈو والا ہے۔

بلا زرہ جہازات میں سے جو موجودہ زمانہ کی بحری لڑائی میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ترکی کے پاس آٹھ اول دوم و سوم درجہ کے کروزر ہیں کہ ان میں سے چار جہاز کارآمد ہیں۔ کیونکہ گو باہر کی طرف ان پر کوئی زرہ نہیں لیکن اندرونی طور پر دو ڈکولا (چھتوں) کو فولادی اور گاؤدم ہونے کی وجہ سے بہت کچھ محفوظ ہیں۔ ان آٹھ جہازوں کے علاوہ ۵۰۔ اول دوم اور سوم قسم یا درجہ کی گن بوٹ سی سپیڈ راڈر چپو دار چرخو سے چلنے والے دخانی جہاز (سٹیمر) جو دیدبانی اور [illegible] کا کام دیتے ہیں تعلیمی اور [illegible] داری کے جہاز بلا زرہ جہازوں کے ترکی بیڑہ میں موجود ہیں۔ سوخوم قلعہ[1] کی مہم کے بعد جو ہوبرٹ پاشا۔ مال

[1] سوخوم قلعہ بحیرہ اسود کے شمال شرقی ساحل پر پوٹی سے چالیس پچاس میل بجانب شمال واقع ہے۔ مسٹر ادلیو تاریخ محاربہ روم و روس میں اس مہم کے حالات بالاجمال یوں لکھتے ہیں۔ روسیوں نے ۱۸۷۷ء میں سوخوم قلعہ پچاس ہزار فوج لیکر دس ہزار ترکی فوج سے جس کا کمانڈر مسٹافٹ حملہ آور ہوا انکو دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔ اردہاں کو فتح کر لیا۔ مگر اسی کو ترکوں کو بھی سوخوم قلعہ میں نمایاں فتح حاصل ہو چکی تھی ۱۴ مئی کو چار آہن فرانگیٹ چار بری بار برداری کی جہاز۔ ایک خبر رساں کشتی۔ مع دس ہزار فوج پانچ بانتری توپخانہ اور پچاس ہزار رائفلوں کے جو وہ باشندوں میں تقسیم کرنے کو ساتھ لیجا رہے تھے پوٹی سے چالیس میل ادپر ابہاسیہ کے ساحل پر نمودار ہوئی یہ سب جہاز و فوج فضلی پاشا کے زیر کمان تھی۔ ساحل کے قریب پہنچکر ترکی فوج خشکی پر اترنی شروع ہو گئی۔ سوخوم قلعہ کے کمانڈر نے یہ دیکھ کر کچھ فوج حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کیلیے اس طرف بھیجدی۔ مگر اسی دن رات کیوقت جسقدر ترکی فوج خشکی پر اتری تھی۔ وہ پھر جہازوں پر سوار ہو گئی۔ اور دوسرے روز علی الصباح یہ بیڑہ قصبہ سوخوم قلعہ کے سامنے نمودار ہو گیا۔ یوم ماقبل کی کارروائی سے اس فوج کا حصہ کثیر شہر سے باہر جا چکا تھا۔ ترکی امیر البحر پاشا نے شہر پر گولہ باری کی جس کا غنیم چنداں استقامت سے جواب نہ دے سکا۔ بعد ازاں امیر البحر نے ایک ہزار چرکس خشکی پر اتا دی اور انہوں نے آبادی کے مسلمان حصہ کی مدد سے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر کچھ باقاعدہ سپاہی چند علماء سمیت چرکس قبائل میں جو پہلے سے اپنے ہوئے تھے۔ روسیوں کے برخلاف جہاد کا وعظ کرنیکے لئے جہازوں سے بھیجدئے گئے۔ ترکوں کے اس فتح سے ابہاسیوں کی بغاوت کو مزید تحریک مل گئی اور انہوں نے کئی جگہ روسی افواج کی منفرد دستوں کو شکستیں دیکر بھگا دیا۔ اس ملک کے باشندے یعنی ابہاسی چرکسوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور اس جانگداز و بہادرانہ جد و جہد میں جو شیر کوہ قاف شامل روسیوں کی حکومت کے برخلاف کرتا رہا تھا۔ انہوں نے بہت مدد دی تھی۔ یہ لوگ گو باقاعدہ لڑائی میں چنداں کارآمد نہیں۔ مگر متفرق و بیقاعدہ طرز و طریق جدال اور جھاڑیوں وغیرہ کی پناہ میں رہ کر لڑائی کرنے میں عجیب مہارت رکھتے ہیں۔ ناظرین کو اس عبارت سے مہم کے مجمل حالات کے ساتھ یہ معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ محاربہ روس کے مورخ نے اس مہم میں ہوبرٹ پاشا یا کسی اور انگریزی افسر ملازم باب عالی کی شراکت و شمولیت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ پر تعجب ہے کہ جرمن مورخ نے کس طرح اس مہم کی نسبت یہ لکھ دیا ہے کہ وہ انکی زیر کمان گئی تھی۔ اس تقسیم کے ساتھ ہی ابہاسیوں کی بغاوت کے متعلق یہ یاد دینا بیجا نہ ہوگا کہ گو شروع شروع میں اس سے بہت سی امیدیں تازہ ہو گئی تھیں مگر بالآخر ابہاسیہ کا انضمام روس ہی سے ہوا ہے جس کو وہ کوئی نہیں کامیاب ہو گئے تھے

مالن تھوروپ بک اور انکی سٹاف کی زیر کمان (جس سٹاف میں بھی انگریزی قوم کے افسر تھے) ۱۸۰۸ء میں بھیجی گئی تھی۔ ترکی آہن پوش کبھی بیڑہ بنکر جمع نہیں ہوئے بلکہ بعد ازاں کوئی ضرورت پیش آنے پر ایک ایک جہاز اکیلا سفر کرتا رہا ہے کبھی دو چار اکٹھے ملکر بھیجے جاتے ہیں۔ نہ کبھی دو چار کو ایک بیڑہ میں جمع کرکے مشق و قواعد کرائی گئی ہے۔ چنانچہ اگر ایک صف آرائی کرکے دو چار سو اکٹھی مشق اور فوجی نقل و حرکت کرائی جائے تو بحری خدمت کی طبعی قابلیت اور استعداد کے باوجود جو ترکی بیڑہ کے ملاحوں سپاہیوں اور افسروں میں پائی جاتی ہو۔ کسی طرح کی مشق و قواعد کا عادی نہ رہ جانیکی وجہ سے بلا شک وشبہ تصادم وغیرہ کو ضرور نامبارک حادثے ہوں۔ سلطانی بیڑہ کی مجبورانہ گوشہ نشینی میں ستائیس گذشتہ برس شاذ و نادر ہی خلل پڑتا رہا ہے اور وہ خلل بھی اسی قدر رہا ہے کہ کبھی کبھی کوئی تارپیڈو کشتی تن تنہا سمندر کو روانہ ہو گئی۔ اس بیکاری و عزلت نشینی کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ جب کبھی متعدد جہاز ایکدفعہ باہر بھیجنے کی ضرورت پڑتی رہی ہے جیسے کہ اسوقت پیش آئی تھی جبکہ جرمن قیصر جہاز ہوہن زولرن پر (۱۸۹۸؁ء میں) قسطنطنیہ گیا تھا۔ اور چند ترکی جہازوں کا اسکی استقبال و پیشوائی کیلئے آگے جانا لازمی امر تھا۔ تو غیر معمولی جد و جہد کرنا پڑتا رہا ہے[1]

(بقیہ صفحہ سابقہ) جس پر ترک سرخوم قلعہ اور دیگر مستحکم مقامات کو خود بخود خالی کرکے واپس چلے گئے۔ ترکوں کی اس کوشش کو مقابلہ پر یونیوں نے بھی ارمنی جیسا یونکو بغاوت پر کھڑا کر دیا تھا لیکن اس بغاوت کا انجام بھی اچھا۔ سپویوں کی بغاوت ایسا ہی ہوا۔ مترجم

[1] جرمنی نویسندہ کا یہ بیان ہرگز مبالغہ آمیز نہیں۔ چنانچہ جنگ یونان کے دوران میں جب متعدد آہن پوشوں کو بندر سے نکالنے کا حکم صادر ہوا تھا۔ تو کئی ہفتے تیاری میں صرف ہوگئے۔ اور گولڈن ہارن کے پلوں میں سے جنمیں جہازوں کے گذرنے کیلئے راستہ کر دیا جاتا ہے۔ انکو نہایت احتیاط سے نکالا گیا تھا۔ اور چونکہ کئی برسوں کے بعد اب پہلی مرتبہ ان آہنی قلعوں نے حرکت کی تھی۔ آدھا شہر اس نظارہ کے دیکھنے کیلئے گولڈن ہارن کے دونوں کناروں پر جمع ہو گیا تھا۔ مگر اب جیسا کہ میں کسی حاشیہ میں بتا چکا ہوں۔ یہ کیفیت نہیں رہ گئی۔ آہن پوش بیڑہ کا حصہ کثیر اب سمندر میں مامور ہے۔ اور صرف تھوڑے سے جہاز لنگرگاہ میں باقی ہیں جو مرمت ہو چکنے کے بعد عنقریب باہر نکل آئینگے یہ اسی تبدیلی کا اثر تھا کہ اکتوبر ۱۸۹۸؁ء میں جب قیصر جرمنی دوبارہ قسطنطنیہ گیا تو اس کے استقبال کیلئے ترکی جہاز بھیجنے میں باب عالی کو کوئی خاص تردد نہ کرنا پڑا۔ اس قابل جرمن فوجی افسر نے ایک جگہ ترکوں کی جہازی صناعی پر طنز کی ہے۔ جسے بالکل بے بنیاد تو نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن حد مناسب سے ضرور بڑھی ہوئی ہے۔ ترکوں نے یہ درست ہے کہ موجودہ انجنیری اور صناعی وغیرہ میں یورپین اقوام کی برابر ابھی تک ترقی نہیں کی لیکن اب وہ غافل نہیں رہ گئے اور ہمہ تن اس کی لگاتار کوشش کر رہے ہیں۔ حمیدیہ جہاز میں تھوڑا سا نقص رہ جانے سے اسکا سمندر پر ٹھیک قابو میں نہ رہ سکنا گو ایک طرف ترکی صناعت کی ابھی تک کچھ ناقص و ناکمل ہونیکا پتہ دے رہا ہے لیکن ساتھ ہی اس سے انکی اسقدر مہارت بھی واضح ہو رہی ہے کہ ترکوں میں عظیم الجسامت جہازوں کے بنانے کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے۔ مزید برآں جرمنی افسر کی تحریر سے یہ کسی طرح منکشف نہیں ہوتا۔ کہ ترک جہاز مذکور کے نقص کو درست نہیں کر سکے۔ سلطانی کارخانہ کے چشم دید حالات اور ترکوں کی جہازی صنعت کی موجودہ کیفیت ایک نامور ہموطن مسلمان سیاح شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی نے اپنے سفرنامہ شام و روم میں جو تحریر کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ترکوں نے اس صنعت میں بھی قابل تعریف مہارت پیدا کر لی ہے۔ یہ

ٹھیک مہ خود تجربہ ہوا ہے کہ جہاز [illegible] ستمبر [illegible] میں سرکاری [illegible] انگلستان [illegible] کارخانوں [illegible] صناعی [illegible] کی ضروریات پر [illegible] کو خرچ کرنیکا کامل اختیار دیدیا ہے

فصل ہشتم میدانِ کارزار

اپنے تنازعات واختلافات کو فیصل کرنے کے لئے دونوں مخالف عساکر جب ضلع میں ایک دوسرے کے بالمقابل ہو گئے۔ وہ ترکی صوبجات جنوبی مقدونیہ واپائرس اور یونانی صوبجات تھسلی وتوسیس پر مشتمل تھا۔ کوہستان پنڈس کا سلسلہ اس علاقہ کو دو مختلف میدانہائے کارزار میں تقسیم کرتا ہے ان میں سے زیادہ اہم تھسلی کا میدان جنگ ہے جو تقریباً سارے کا سارا ہموار اور مسطح ہے۔ برعکس ازیں دوسرا میدانِ جنگ یعنی علاقہ اپائرس نہایت کوہستانی اور بنابریں جنگی کارروائیوں کیلئے کم مناسب ہے۔ جرمن افسر لکھتا ہے۔

تھسلی اور اپائرس کے درمیان جسقدر سڑکیں ہیں وہ محض پگڈنڈیاں ہیں اور پنڈس کے درّوں میں سے گزرتی ہیں اپائرس کے ساتھ خشکی کے راستوں کی اس عدم موجودگی کی وجہ سے ترکی یونان کے مقابلہ پر جو سمندر کے راستوں پر پورا پورا اقتدار رکھتا تھا صریح خسارہ پر تھی۔ اور اسے مجبوراً تمام کمکیں مناسطر کے راستہ اپائرس کو بھیجنی پڑتی تھیں۔

پنڈس کی مشہور درّوں میں سے درہ زیگاس جو یانینا اور گریونیا سے براہ متسوو تریکالہ کو جاتا ہے۔ درہ میلونا جو گریونیا سے کالاباکا کو جاتا ہے۔ کالاباکا یونان کی شمالی ریلوے کا جو وولو سے تریکالا اور کالاباکا کو جاتی ہے انتہائی سٹیشن ہے۔ درہ ندرگیا جو کوزیانی سے الاسونا کو جاتا ہے اور درہ اوزیراس۔ سلسلہ پنڈس کے ادنیٰ حصوں میں جو درہ زیگاس سے بجانب شمال ہیں ساٹھ میل سے زیادہ کی مسافت میں آمدورفت کے راستے ابھی تک بری حالت میں ہیں۔ تریکالا اور گریونیا کے درمیان محض پگڈنڈیاں ہیں۔ جن پر صرف زین سواری سے گزرا جاسکتا ہے۔ اور مناسطر اسپیا ویانینا کی سڑک کا ابھی تک صرف کچھ حصہ تیار ہوا ہے بنابریں صرف دو ضلعے فوجی کارروائیوں کے لئے مناسب ہیں ایک تو ضلع اپائرس جہاں پھر بھی ان کا [illegible]

سلطنت زمانہ آیندہ میں انہی مشکلات سے پھر دوچار تکلیف اٹھانے سے محفوظ رہنے کیلئے باب عالی نے ایک طرف سالونیکا سے الاصونا تک اور دوسری طرف مناسطر سے یانینا اور پریویسا تک ریلوے لائن تیار کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اور عنقریب ان پر کام شروع ہوا چاہتا ہے۔ مگر افسوس یہ لائنیں یورپین سرمایہ سے یورپین اجارہ داروں کی معرفت تیار ہونگی جس سے اگرچہ ریل کے فوائد میں تو کمی نہیں ہو سکتی۔ مگر پولیٹیکل وملکی وقومی لحاظ سے ایسے سرمایہ کا استعمال سینکڑوں نہایت اہم اور خوفناک قباحتوں سے خالی نہیں۔ اجنبی سرمایہ کو اپنے ملک کی فائدہ بخشی کا ہوس متمتع ہونے دینے اور خود نامردوں اور بزدلوں کی طرح سے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے کی قبیح ترین ذلت وبدنامی جو کل قوم پر وارد ہوتی ہے علیحدہ رہے۔ سفیہ ناصح کو خیرباد کہکر اور اس ذلت عامہ سے آیندہ حتی الامکان ملک وقوم کو محفوظ رکھنے کے لئے بندہ سوالچی زادہ ہوئی۔ وکیل امرتسر نے مشترکہ قومی سرمایہ سے ریلوے لائن تیار کرنے کی تجویز مسلمانانِ عام باشندگانِ سلطنت عثمانیہ اور امیرالمومنین کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اور جہاں تک ہو سکا ......

کیلیے کٹھن اور صعب ترین مشکلات اور رکاوٹیں موجود ہیں اور دوسرا ضلع تھسلی جو ایک چھوٹا سا دلکش نما میدان ہے یہ میدان
مغرب کیطرف لنڈس سے مشرق کی جانب کوہ اولمپس اور کوہ اوسا کے سلسلہ سے شمال میں سلسلہ مذکور کی بڑھی ہوئی
شاخوں سے اور بجانب جنوب کوہسار اوتھریس اور سر بفلک دشوار گذار جبال اوائیا سے گھرا ہوا ہے

تھسلی پر ابتک جسقدر حملے ہوئے ہیں وہ تقریباً سب کے سب سمندر کی بجائے شمال کی طرف سے پہاڑوں کو عبور کر
کے کئے گئے ہیں اسکی وجہ شمالی سرحد کی طبعی بناوٹ ہے مشرق میں کوہ اولمپس بڑی بڑی چٹانوں کی بیرونی کونہ پر کی پشتہ
دار مینار نما دیوار کی شکل میں سمندر کی طرف اٹھتا چلا گیا ہے اور جا بجا عمیق وادیوں اور گھاٹیوں سے پٹا ہوا ہے بنا برین
کنارہ سمندر کی برابر کی سڑک جو اس سلسلہ کوہ کی عمودی ڈھلانوں پر سے گذرتی ہے پہاڑی نالوں اور آبشاروں
کے متلاطم اور پر آشوب سیلابوں کی وجہ سے نہایت خطرناک ہو رہی ہے - اور اسکے راستہ آنیوالوں کی مزاحمت اوس موقعہ پر جہاں کہ
یہ سڑک وادی ٹمپہ میں داخل ہوتی ہے نہایت آسانی اور کامیابی کے ساتھ ہو سکتی ہے -

مغربی کونہ پر پشتہ دار مینار نما دیوار کا کام ست زورا کا کوہی سلسلہ دے رہا ہے - پینیئرز کی دریائی وادی سے اوپر کی طرف
جنوبی مقدونیہ کو ایک خاص قابل گذر سڑک جاتی ہے یہ سڑک گریوینا سے ایک درہ کوہ جاتی ہے جو سطح سمندر سے [illegible] فیٹ
بلند ہے اس سڑک کو ست زورا سے اپائرس کو صدر مقام یانینا پر پیشقدمی کرنا یا تھسلی کے مغربی میدان میں سے
ہوکر ترکیالہ پر بڑھنا ممکن ہو گیا ہوا ہے - یہ سڑک وہی درہ زیگاس ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے -

ان دونو کوہی پشتوں کی دونو (شمالی) سرے اون پہاڑوں کی دیوار سے آپس میں ملے ہوئے ہیں جو مشرق و مغرب میں پھیلے
ہوئے ہیں یہ خاصیا اور ریوناسیا کے دشوار گذار اور مہیب پہاڑ ہیں جنمیں سے ڈسکاٹا اور ترکیالا کی درمیان صرف
چھوٹے چھوٹے پلی سی گذرتی ہیں - صرف اوس موقعہ پر جہاں کہ اولمپس کا مغربی دامن ان پہاڑوں سے ملتا ہے معقول نشیب پایا جاتا
ہے - یہ نشیب اوسجگہ واقع ہے - جہاں وادی زراغیز و پینیئرز سے بارہ یا تیرہ میل کی فاصلہ پر رہ جاتی ہے - اور مقام سردیا
(قرا فریا) اس سڑک سے ملحق ہوتا ہے جو سطح سمندر سے ۱۳۰۰ فیٹ کی بلندی پر واقع درہ پورتاس سے گذرتی ہے جب ترکوں کی ۱۸۹۷ میں

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس کی اشاعت و کامیابی کیلئے کوشش کی - مگر مسلمان ایسے نہیں سوئے کہ کسی کے جگائے جاگ سکیں - انہیں تو
صور اسرافیل ہی جگائے تو جگائے - ہاں دریائے رحمت الٰہی سے جوش ہو جائے کہ مرد از غیب برون آید و کاری بکند اور پھر
کبھی ہوش میں آئیں تو دوسری بات ہے - لیکن اس ناامیدی کے باوجود وکیل امرتسر اور دیگر محبان قوم و ملت اخبارات کی
مضامین جو اس تجویز کی متعلق لکھے گئے تھے اس کتاب کے آخری حصہ میں گذشتہ دو ڈھائی برس کے مشہور واقعات کے ساتھ جو
سلطنت عثمانیہ اور اسکی ملحقات اور توابعات میں گذرے ہیں اسیدرج کر دئے گئے ہیں - کہ شاید اس کتاب کے ناظرین کو ہی کچھ حصہ پر اونکا کچھ
اثر ہو جاوے - اور وہ بقدر استطاعت خود اپنی گرہ سے ہی اس مبارک کام پر روپیہ لگانے پر آمادہ نہ ہو جائیں بلکہ اس کی کامیابی
اور اشاعت عامہ کیلئے کسیطرح کی کوشش کو بہی دریغ کریں کیونکہ قومی کارخانہ عمارات تعمیر ہے جو اگر ذری اور الٰہی الخیر کی نفقیعت بنا کر تصور کریں ہم والله الموفق وعلیہ التکلان

میں تھسلی یونان کے حوالے کی گئی تو اسوقت دریائے زیزا کا کل طاس اور اس کا قدرتی شہری ختم منتقل نہیں ہونے دیا تھا۔ جسپر نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو یہ آسانی اور موقع حاصل رہا کہ وہ سرحد کو قاعدہ الجیش جاکر خواہ دریا کے ساتھ کوہ کے جنوبی پہاڑ کے کنارہ کنارہ اور ڈومی بیکو اور ڈیماسی جاکر مغرب کیطرف سے ٹرناوو اور لاریسا پر پیشقدمی کر دیں یا الاصونا اور درہ ملونا اور ریائی کے راستہ مشرق کیطرف سے ان دونوں شہروں پر حملہ کر دیں۔

سرحد کی بجانب جنوب تین سے لیکر نو میلوں تک کے بعد پر دریا سالمبریا (پینی اس) وادی ٹمپ میں بہ رہا ہے اور کنارا یونان و تھسلی کے شمالی سرحد کے تقریباً بالکل متوازی ہے۔ یہاں سرحد سے مراد پولیٹکل وملکی سرحد ہے یونانی زبان بولنیوالی آبادی کی سرحد اس سے چالیس میل اوراوپر ہے۔ دریائے سالمبریا پر بڑے قصبے تریکالا اور لاریسا واقع ہیں۔ ان کی آبادی پندرہ سے لیکر سولہ ہزار تک ہے۔ یہ دریا سالمبریا کے پائینی حصہ کے شمال میں بالکل قریب کوہ اولمپس کے علاقہ میں ۹۷۵۰ فیٹ بلند کھڑا ہے۔ یہ مشرق کیطرف خلیج سالونیکا سے اور بجانب غرب سالم دریا کی شاخ سنٹاپوروس یا زیزیر سے گھرا ہوا ہے۔

سنٹاپوروس کی ایک چھوٹی سی شاخ پر جو سیدھی اولمپس سے نکلتی ہے الاصونا کا چھوٹا سا قصبہ جسکی اس محاربہ کی طفیل عالمگیر شہرت ہو گئی ہے واقع ہے۔ اسکے مسلمان باشندے دو سو گھروں میں دریا کے بائیں کنارہ پر اور یونانی الاصل باشندے پچاس گھروں میں دریا کے دائیں کنارہ پر آباد ہیں۔ یونان اور ٹرکی کی پولیٹکل سرحد کے دونوں طرف الاصونا کی طرح اکثر دیہات اور قصبوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی مخلوط آبادی ہے۔ لیکن محلے جدا جدا ہیں۔

وادی ٹمپ عجب دلفریب مقام ہے جسکی دلکش منظر کو کناروں تک لبریز بہتے ہوئے پہاڑی نالوں سے ہر وقت تازگی اور شگفتگی پہنچتی رہتی ہے۔ دونو طرف کے پہاڑ درختوں اور مختلف قسم کی گھاسوں سے ڈھنپے رہتے ہیں۔ چٹانوں سے عشق پیچاں اور دوسری قسم کی بیلیں چمٹی ہوئی ہیں۔ اور ڈھلانوں پر جابجا احتیاط و شوق سے نصب و کاشت کردہ بادام و انار کے درختوں کے تازگی بخش باغ کھڑے ہیں۔ اور ان کے بیچوں بیچ صاف و پاکیزہ پانی کے چشمے جاری ہیں جن سے ہر جگہ ہوا کمال مفرح و خوشگوار و صحت بخش ہو رہی ہے۔

وادی ٹمپ کے دہانہ سے چند میل آگے جانے پر حسن بابا کا گاؤں خود بخود نظروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یہ گاؤں کوہ کسا ووس (اوصا) کی دامن میں ایک مدور میدان پر آباد ہے۔ اس میں ایک نہایت خوبصورت مسجد ہے۔ یہ گاؤں کے بانی حسن نام ایک شخص نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ مسجد نہایت دلفریب موقعہ پر سرو اور صنوبر کے منار نما درختوں کے جھنڈ میں واقع ہے۔ اور چاروں طرف کیلے کے درختوں اور پاکیزہ شفاف دشتوں سے گھری ہوئی ہے۔ شاہراہ دریائے پینی اس کے دائیں کنارہ کے برابر حسن بابا کے بیچ سے گذرتی ہے اور بنا بریں لاریسا سے سالونیکا کو جانیوالے مسافر عموماً اس کی سیر کئے بغیر آگے نہیں بڑھتے۔

لہ یہ درہ سمندر سے ۸۰ ۱۲ فیٹ بلند ہے۔

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ حسن بابا یا نہ قدیم جگہ شہر قصبہ الاشیا کی سمت پر آباد ہے جس بابا سے آگے سرک گیند کی درختوں کی ایک خوبصورت جنگل میں سے گذرتی ہے ان کے تنوں سے جنگلی بیلیں ہار کی طرح لپٹی ہوئی ہیں۔ اور گھنے سایہ کی تاریکی میں دریا اس فرحت بخش اور روح افزا وادی میں سے ایسی خاموشی اور متانت کے ساتھ گذرتا ہے کہ گویا وہ اپنی منزل مقصود اور آرامگاہ میں پہنچ گیا ہے۔ پانی بظاہر ایسا ساکن اور بے حس و حرکت نظر آتا ہے کہ دیکھنے والے کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بر کنار جوا ایسا وہ درختوں کی جڑوں سے نکل رہا ہے۔ اکثر جگہ دریا کے کنارے خوبصورت گھاس اور اس درخت سے جسے یورپ میں پاک شجر کہتے ہیں ڈھنپے ہوئے ہیں۔

قدیم ہانی تھسلی یہاں ہر سال اوس مہیب زلزلہ کی یادگار میں جس نے تمام علاقہ کو ویران کر کے کمپ کی گھاٹی بنا دی تھی جشن منایا کرتے تھے۔ [illegible] گھاٹی مذکورہ کے پرزور سیلابوں اور چشموں نے لاریسا کے خوبصورت میدانوں کو پھر پہلے جیسا زرخیز بنا دیا تھا۔ جشن کے موقع پر قرب و جوار کے قصبات کے تمام باشندے وادی ٹمپ میں جمع ہوتے اور ہر جگہ دیوتاؤں کے سامنے خوشبودار اشیا جلائی جاتیں۔ دریا پینی اس کشتیوں سے جو لگاتار ادھر ادھر چکر لگاتی رہتیں ڈھنپ جاتا۔ اور متعدد جنگلوں۔ مرغزاروں اور دریا کے کنارہ پر میزیں بچھ جاتیں۔ اس جشن میں ایک عجیب خصوصیت یہ تھی کہ اس میں غلاموں کو مالکوں کے ساتھ پوری آزادی اور مساوات کی ساتھ ملنے جلنے کی ہی اجازت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ مالک خادم ہو جاتے تھے اور غلام مخدوم۔

ترکوں کو تھسلی پر حملہ کرتے وقت ان دو اضلاع میں جنہیں سے لاریسا دو آدیلیت لائن اور دو لوکا لیکا۔ لائن براہ تیرو سے اسٹینو اور تریکالا گذرتی ہے۔ کسی طرح کی طبعی رکاوٹ یا تکلیف سو وقت حائل نہیں ہوتی۔ ان اضلاع میں زمین کی طبعی بناوٹ دشوار گذار اور بکھری ہوئی تھیں جیسی کہ جزیرہ نما کی دیگر اضلاع کی کیفیت ہی۔ مزید براں ان لائنوں کے دو طرفہ اراضی زیر کاشت اور مزروعہ ہے۔ جس سے حملہ آور ملکو بشرطیکہ فصلوں کو عمداً برباد نہ کر دیا گیا ہو سکانی رسد اور چارہ بہم پہنچ سکتا ہے۔ ضلع سالونیا بالخصوص نہایت زرخیز ہے۔

لاریسا اور الاصونا کے درمیان جو مخالف افواج کے ہیڈکوارٹر تھے مندرجہ ذیل راستے جو مقدونوی وتھسلوی سرحد سے گذرتے ہیں موجود ہیں۔

اول۔ ایک پگڈنڈی وادی ہیری آس سے۔ ڈوم نیکسا۔ ڈیاسی ہوتی ہوئی درہ اوینی میں سے جہاں سی یونانی علاقہ شروع ہوتا ہے۔ یوناسی ٹرنادوس اور لاریسا کو جاتی ہے۔ یہ راستہ بہت لمبا ہے۔ پگڈنڈی کہیں دریا ہیری آس سے داہنی کنارہ پر سے گذرتی ہے۔ اور کہیں بائیں پر سے۔ اس کے مشرق میں کوہ کتری کا سلسلہ جو کوہ اولمپس کی شاخ ہے۔ [illegible] ہے۔

[illegible] جو الاصونا [illegible] ٹرنادوس کے درمیان سے پہنچتا ہے۔ وہ اول الذکر پگڈنڈی سے بہت اچھا ہے

اور کلیمیا سے سات میل بجانب مشرق کوہ پارنا و کوہ پاپلیوا گیا کے درمیان درہ ملونا سے گذرتا ہے۔ درہ کی جانب جنوب
کی بلندی سطح سمندر سے ۵۰۰ فیٹ ہے۔ اور چڑھائی نہایت سخت و عمودی ہے۔ مگر شمال و جنوب کیطرف اترائی نسبتاً آسان
وسہل ہے۔ یہ درہ عین سرحد پر واقع ہے۔ سوم اور چہارم درہ خراب اور دشوار گذار راستے ہیں جو الاصونا سے کریباو جیاسکی
سے جھیل نیزرو کو جاتے ہیں۔

پانچویں سڑک سمندر کے عمودی ساحل کے کنارہ کنارہ اولمپس کے مشرق میں بندر کاٹیرینا سے پلاٹامونا لاقلعہ
متقدمیہ کو اور وہاں سے سالوریا کی وہانہ کو جاتی ہے۔

سطح زمین کی بناوٹ ہر جگہ ایک جیسی ہے۔ چونہ دار چٹان و سنگلاخ جن پر صرف کہیں کہیں درخت ہیں۔ جا بجا پہاڑی
نالے اور کھڈ ہیں۔ دریگاہ بالکل خشک۔ اور کبھی نہایت ناک تیزی سے بہتے ہوئے سیلابوں کی وجہ نا قابل گذر۔ راستے تنگ
محال اور دونوں طرف کی چوٹیاں گنجی اور بے شجر یہی کیفیت درہ ملونا کی ہے۔

۱۸۸۱ء میں اس علاقہ کی سرحد کی تعین نے انحطاط ترکی کے حق میں کی گئی تھی۔ میناکوما اور جیلیا کی ترکی باتریاں درہ
ملونا کے دو نہایت اہم ترین دہانوں کی بخوبی حفاظت کر رہی تھیں۔ میناکسا کی باتریاں درہ ملونا کی بلند ترین چوٹی پر جہاں سے
کل وادی نظر میں رہتی ہے۔ نصب تھیں۔ اور مٹی کے دمدموں اور خندقوں سے خوب محفوظ کر دیگئی ہوئی تھیں۔ جیلیا ملونا
کے قریب ہے۔ دمدموں کی باتریوں میں ۳ انچ۔ اور چھ انچ قطر کی کروپ توپیں تھیں۔ ان دو کے علاوہ درہ ملونا کے
شمالی سرے پر بمقام سیلوپانی بھی ایک ترکی باتری موجود تھی۔ اور سرحد کے کنارہ کنارہ تمام اہم اور کار آمد بلندیوں
پر فوجی چوکیاں اور گڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ مگر یونانی جانب پر فقط معدودی چند گڑھیاں تھیں۔ لیک توکریشوا
کی گڑھی جسے مٹی کے دمدموں سے مستحکم کیا گیا تھا۔ درہ ملونا کی حفاظت کیلئے موجود تھی۔ یا باقی کل سرحد پر درہ ریزی
کی حفاظت کیلئے بمقام سدوپولس زرکوس کی متصلہ بلندیوں پر مختصر سی مورچہ بندی کر دیگئی ہوئی تھی۔

شمالی یونان کے دریا جنگی لحاظ سے چنداں وقعت نہیں رکھتے۔ موسم گرما میں وہ عموماً کم و بیش خشک ہوتے ہیں
اور پایاب ہیں اس موسم میں وہ دشمن کی پیشقدمی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتے ہیں۔ موسم سرما میں پانی کناروں
تک ہو جاتا ہے۔ اور بہت تیزی سے بہتا ہے۔ لیکن چونکہ ان دریاؤں کا پاٹ کچھ زیادہ نہیں انپر بآسانی پل بنائے
جاسکتے ہیں۔ مشہور دریا یہ ہیں۔ سالم دریا جو تھسلی میں مغرب سے مشرق کیطرف بہتا ہے۔ چھوٹا سا سرحدی دریا آرٹا جو مغرب
میں ہے۔ اور اس پر ویشاموس جو جنوب میں بہتا ہے

دولو سے لاریسا اور دولو سے ہیتر بکالا کالمباکا تک کی دونو ریلوے لائنوں نے یونانی فوج کو بڑا کام دیا۔ براہ تھیسلی
لامیہ انتھفرسی لاریسا کو جو نہایت ہی اہم اور کار آمد ریلوے لائن تیار کیجا رہی تھی۔ اس پر سے پیچ کی گنجائش نہ ہو جاسکے
سے ۱۹۱۲ء میں کام بند ہو گیا تھا جو ابتک شروع نہیں ہوا اور لائن بیشتر نامکمل پڑی ہے۔ چند تازہ نقشہ ن ہیں

وہ وسائل کے لحاظ سے خاصی عمدہ حالت میں ہے۔ سلسلہ اوتھریس ہیں جس کی بلندی ۵ ہزار سے لیکر ۷ ہزار فیٹ تک ہے یہی ایک درہ چنداں فراخ و وسیع ہے۔ باقی سب دری محض پتھریلی کوہی پگڈنڈیاں ہیں یہ کل پگڈنڈیاں بلا استثناء ایکدوسری سے ملنے کے بغیر سطح مرتفع پر سے شمالاً جنوباً گذرتے ہیں۔ برسات کی موسم میں ان پگڈنڈیوں سے گذرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور اتھر اور بندرگاہ سٹائی لیس سے تھسلی کو سامان حرب و رسد اور کمک بھیجنے کیلئے خشکی کے راستہ بھی صرف یہی ہیں۔ سلسلہ اوتھریس اور وادی ٹاکی درمیان وادی سپرکی اس میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک خاصی معقول سڑک گذرتی ہے۔ یہ دری ڈوبی سے لامیہ کو اور وہاں سے سٹائیلیس کو جاتی ہے۔ اکثر پہاڑی پگڈنڈیاں اس سڑک سے تقاطع کرتی ہیں۔

اس لحاظ سے سٹائیلیس کا بندر بہت وقعت رکھتا ہے کہ وہاں ہر قسم کی کمک سمندر کے راستہ پہونچ سکتی ہے۔ ہر قسم کا سامان حرب و رسد سکندریہ کے راستہ یہاں پہونچایا جاتا ہے۔ آدھر پر بار کش جانوروں پر دوہ خور کا یا سلسلہ اوتھریز کے دیگر دروں میں سے آگے بھیجا جاتا ہے۔ تھوڑکا کے علاوہ سلسلہ مذکور سے شمال سے جنوب کو تین ایسی پگڈنڈیاں گذرتی ہیں جن پر گھوڑا چل سکتا ہی اور مغرب میں ایک اور راستہ پہاڑ دینتی کو جاتا ہے

ترکوں کو کمک وغیرہ بڑے فاصلے سے پہونچانی پڑتی رہیں۔ مگر ایک تو خود صوبہ تھسلی ہی سے فوج حملہ آور کی ضروریات کا کچھ حصہ پورا ہو سکتا تھا۔ اور دوسری انہوں نے یونانیوں کی طرح اس معاملہ میں غفلت نہیں کی تھی۔ بلکہ شروع ہی سے وسائل باربرداری کا خوب احتیاط سے انتظام کر لیا تھا۔ مزید برآں اس ملک میں جو فریقین کی افواج کا تختہ مشق اور جولانگاہ بنا جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ آمد و رفت کے کافی راستے موجود تھے۔ اور گو ریلوے لائنیں یونانیوں نے بیکار کر دی تھیں۔ اور اسلئے ان سے کوئی فریق فائدہ نہ اٹھا سکا تھا۔ مگر اس سے بظاہر کوئی برا نتیجہ نہ پیدا ہوا۔ شمال کیطرف سے حملہ کرنیوالی فوج کے راستہ میں اتھر پیشقدمی کرتے وقت آخری قدرتی رکاوٹ جبال اودی ٹاکا کا سلسلہ ہے جو وادی سپرکی اس کے جنوب میں واقع ہے۔ اور جبال اتھریس کی جنوبی جانب سے پہلو جبال زیادہ پھیلا ہوا اور دشوار گذار ہے۔ جبال اودی ٹاکی پہاڑوں کی مجموعہ موسومہ کالی ڈرومون اور خلیج لامیہ کے درمیان مشہور پائیلی کا مشہور درہ کوہستانی سلسلہ میں سے گذرتا ہے زمانہ قدیم میں تھسلی سے وسطی یونان کو صرف اس راستہ سے فوج گذر سکتی تھی۔ اور اس لیے جنگی لحاظ سے وہ بے انتہا وقعت رکھتا تھا۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس کی یہ وقعت بہت کچھ کم ہو گئی ہے۔ کیونکہ سیلابوں اور طوفانوں سے ساحل کی بناوٹ بہت متغیر ہو گئی ہے۔ موسم سرما میں تو اب بھی زمین دلدلی ہو جاتی ہے۔ لیکن گرما میں بالکل خشک ہو جاتی ہے۔ اور بنابریں گو برسات میں کثیر التعداد فوج کیلئے اوس گذرنا مشکل اور وقت طلب ہے۔ لیکن اب یہ کہنا کسیطرح درست نہیں ہو سکتا کہ صرف تھرموپائلی غنیم کی پیشقدمی کو روکنے کیلئے بدستور سد سکندری کا کام دیتا ہے۔

فصل ہفتم مخالف افواج کی صف اولین

یونانی فوج

یونانی فوج فروری اور مارچ ۱۸۹۷ء میں ہی محاربہ کیلئے تیار اور اسکی جمعیت جنگی سپاہ دو پیمانہ تک بڑہا دیگئی اور اس کا کچھ حصہ تسلی میں پہونچگیا تھا۔ اور بقول جرمن سٹاف افسر ساتھ ہی کئی نئے انتظام بھی کر لیے گئے تھے کل رجمنٹیں جو پہلے تین تین کی تھیں۔ چار چار پلٹنوں کی کر دی گئی تھیں۔ مگر اجتماعی کارروائیوں کے دوران میں باربرداری کی قطار کے ناقص انتظام اور گھوڑوں کی قلت سے بہت تکلیف اور دقت کا سامنا رہا۔ ریزرو مین کی جلی طلبی کے وقت سے ہی اس معاملہ میں بہت کچھ کوشش کیگئی تھی مگر پھر بھی اس خرابی کا کامل دفعیہ نہ ہو سکا تھا۔

جنگ کا اعلان ہونے پر سپاہ کو مصافی فوج کی صفوف میں مرتب کیا گیا۔ تمام اعلے کمانوں پر افسر مامور کیے گئے اور تمام بڑے افسر ہیڈکوارٹر میں جمع ہو گئے

یونانی افواج مقیمہ تھسلی کی جنگی ترتیب حسب ذیل تھی

سپہ سالار شہزادہ قسطنطین۔ ولیعہد یونان ہیڈکوارٹر لاریسا

عملۂ سپہ سالار

- حاضرباشی ایجوٹنٹ ۔ کپتان حاجی پطروس
- اعلے سٹاف افسر ۔ کرنیل سپاپونٹ ساکیس
- مینجر جنرل ۔ ڈیلیسی نوس
- ایضاً ۔ پاپاڈیامانٹوپولوس
- مینجر ۔ گلیمس
- " ۔ زوگرافوس
- چھ لفٹنٹ ۔ جو افسران توپخانہ تھے
- اعلے کمسریٹ افسر ۔ لفٹنٹ کرنیل گالامینس
- اعلے طبی افسر ۔ ڈاکٹر ڈیاپانٹوپولوس

[illegible]

- اول ڈویژن[1] فوج پیدل کا۔ کمان افسر جنرل ماکریس
- اول انفنٹری بریگیڈ کمان افسر کرنیل ڈیمپوپولوس
- اول انفنٹری رجمنٹ ۔ دو پلٹنوں کی
- ہنیم " " " "
- دوم انفنٹری بریگیڈ کمان افسر کرنیل انٹیاماڈیس
- ہفتم انفنٹری رجمنٹ
- ہشتم

افواج ذیل بھی اول ڈویژن میں شامل تھیں

چار پلٹن رائفل بردار ولا دیدنی سپاہیوں کی

[1] پہلے اس ڈویژن میں دو بریگیڈ اور ہر بریگیڈ میں تین کی صرف دو رجمنٹیں تھیں

ایک رجمنٹ سواروں کی۔

چار میدانی اور تین کوہی باتریاں۔

اوّل ڈویژن لاریسا اور اس کے قرب وجوار میں مقیم تھا۔ اور اس کی لعیدی چوکیاں سرحد کی پہاڑی دروں پر قابض تھیں۔ یہ ڈویژن یونانی فوج کا دستہ ایمن تھا۔

دوم ڈویژن کمان افسر۔ جنرل مارومیکالیس

سوم انفنٹری بریگیڈ کمان افسر کرنیل ماسٹراپاس

دوم انفنٹری رجمنٹ

چہارم " "

چہارم انفنٹری بریگیڈ۔ کمان افسر کرنیل کاکلامانوس۔

پنجم انفنٹری رجمنٹ

یازدہم انفنٹری رجمنٹ

چار پلٹنیں دلہبری ۸۰۰-۹-۰ ان رائفل برداروں کی۔

دو رجمنٹیں سواروں کی

تین میدانی اور دو کوہی باتریاں

یہ ڈویژن ترکالا اور کالاباکا میں مقیم تھا۔ اور تھسلی فوج کا دستہ یسار تھا۔ اپریل کے مہینہ میں دو اور ڈویژنوں کو ریزرو اور مستحفظ فوج کی ۸ پلٹنیں ۸ ہزار ملکی مجاہدین اور نیز اجنبی والنٹیر بطور کمک آملے۔ اجنبیوں نے اپنی علیحدہ علیحدہ پلٹنیں بنائی ہوئی تھیں۔ کامل طور پر یونانی سپہ سالار کی ماتحت نہ بنائی گئی تھی۔ اپریل میں جسقدر یونانی فوج تھسلی میں جمع ہوئی۔ اسکی تفصیل جمعیت حسب ذیل تھی۔ فوج پیدل ۰۰ ۵ ہ ۴ ۳ فوج مستحفظ ۱۵ ہزار۔ ملکی مجاہد ۸ ہزار۔ فوج سوار اور توپخانہ وغیرہ ۴ ہزار مجاہدین شناسی ہر قسم کی رائفلوں سے مسلح تھی۔

ترکی فوج } یونان کے ساتھ مشکلات اور پیچیدگیاں شروع ہونے پر ترکی نے تیسری جیش مقیمہ مقدونیہ کی جمعیت جسکا ہیڈ کوارٹر مناسطر ہے جنگی پیمانہ تک بڑھادی تھی۔ اور اسے اور بھی کمک بھیجدی تھی۔ دس پلٹنیں پہلے جیش (قسطنطنیہ) اور ۱۳ پلٹنیں پانچویں جیش (دمشق) سے۔ جملہ ۲۳ پلٹنیں بطور کمک اس میں بھیجی گئی تھیں۔ تیسری جیش مقیمہ مقدونیہ کی افواج کی فراہمی کے ساتھ ہی یورپ کے مشرقی اضلاع اور ایشیا کوچک سے فوج ردیف کے بلائے جانے اور یونان کے مقابلہ پر میدان جنگ میں اسی ہزار فوج بھیجنے کے احکام صادر کئے گئے تھے۔

یہ فوج اپریل کے شروع میں اپنے اپنے موقع پر جمع ہو گئی۔ اور اس کی کمانیں بتفصیل ذیل تقسیم کی گئیں۔

سپہ سالار۔ فیلڈ مارشل ادہم پاشا

اعلیٰ افسراں سٹاف۔ جرنیل ڈویژن عمر رشدی پاشا سیف اللہ پاشا و کنعان بک

اعلیٰ افسر توپخانہ۔ جرنیل بریگیڈ رضا پاشا

اعلیٰ انسپکٹر۔ جرنیل بریگیڈ حمدی پاشا

اوّل ڈویژن۔ کمانڈر جنرل پاشا۔ یہ ڈویژن اوّل اوّل بمقام سمبالی میں بمقام ڈوم نیکسہ پر بمقام سولوگٹ

اور بعد ازاں ڈماسی سے بجانب جنوب بمقام شیشی سار میدانوں میں صف آرا ہوا

دوم ڈویزن کمانڈر شاہد پاشا - یہ ڈویزن پہلے سلسلہ جبال میں بمقام سکوبیلا جہاں اس کا سارا وقت جنگ کرنے کے لیے میں صرف ہوا پھر بمقام ٹرناووس اور بعد ازاں جوں جوں فوج بڑھتی گئی آگے آگے صف آرا ہوتا رہا -

یہ دونو ڈویزن عساکر عثمانیہ کا بائیں بازو تھے -

سیوم ڈویزن کمانڈر ممدوح پاشا - اولاً سلسلہ جبال میں بمقام الاصونا جمع ہوا

چہارم ڈویزن کمانڈر حمید پاشا - اولاً بمقام الاصونا جمع ہوا م محمد پاشا کا زیر کمان بریگیڈ جو کسی ڈویزن میں شامل نہیں کیا گیا تھا - اس ڈویزن کے ساتھ رہا تھا - اور پہلے بمقام الاصونا جمع ہوا تھا -

یہ دونو ڈویزن فوج حملہ آور کا قلب تھے - الاصونا سے یہ دونو اعلان جنگ ہوتے ہی قرادرہ (درہ ملونا) سے گزر کر میدانوں میں داخل ہوئے

پنجم ڈویزن کمانڈر حقی پاشا پہلے ڈسکاٹا کی پہاڑوں میں جمع ہوا - پھر قرادرہ یا درہ ملونا سے گزر کر تھسلوی میدانوں میں داخل ہوا - پہلے یانیا اور الاصونا کی مجتمعہ افواج میں رشتہ مواصلت قائم رکھنے کا کام دیتا رہا پھر فوج حملہ آور کی قلب میں شامل کر دیا گیا -

ششم ڈویزن کمانڈر محمدی پاشا - پہلے نفوط کاریہ (کاریا یا خاصکوئی) کی پہاڑوں میں جمع ہوا - پھر یونانی کے کوہستانی پیکیوں کے ساتھ لگاتار مشغول پیکار رہا - اور آخر کار میدان میں داخل ہو کر بمقام دلیلر کو فتح کیا - یہ ڈویزن بیساری بازو کا ایک جزو تھا -

ہفتم ڈویزن کمانڈر حسنی پاشا - یہ ڈویزن پہلے کاٹرینا میں جمع ہوا - پھر وہاں کی حفاظت کیلئے کافی فوج چھوڑ کر وادی ٹمپ کے راستہ میدان میں داخل ہوا - یہ ڈویزن جو بیساری بازو کا دوسرا جزو تھا - جدید مرتب کیا گیا تھا اور اس کا کچھ حصہ چھوٹی نالی کی میگزین رائفلوں سے مسلح تھا -

کیولری ڈویزن کمانڈر سلیمان پاشا - یہ ڈویزن ہراول میں رہتا تھا

کل فوج مقیمہ وادی ملساو رینہ علاقہ تھسلی { ساڑھے سات ڈویزن فوج پیدل / ایک ڈویزن فوج سواران - } یعنے تقریباً چار آرمی کور

ریزرو آرٹلری - نو باتریاں - جو رضا پاشا کے زیر کمان الاصونا میں تھیں - علاوہ ان ڈویزن بیسرہ کی حفاظت کے لئے کاٹرینا میں متعین تھا - یہ مقدار فوج کو کولپس کے ڈھلانوں پر نہایت محفوظ و منضبط اور بکمال احتیاط سے تیار کئے گئے مقام میں فوج کے بازو پر اس غرض سے متعین تھی - کہ اگر یونانی سمندر کیطرف سے آکر ترکی علاقہ میں اترنے کی کوشش کریں تو ان کو اس کوشش میں کامیاب نہ ہونے دے - ہر ایک ڈویزن کے تمام بناو جمعیت یہ مقرر کی گئی تھی کہ اس میں چار یا پانچ باتریاں اور تخمیناً ۰۰۵ء آدمیوں کی جمعیت رکھنے والی سولہ پلٹنیں ہوں - مگر کل ڈویزنوں میں یہ اصول قائم نہ رکھا گیا - چنانچہ

انتہائی میسرہ ڈویژن یعنی کارڈیتا کی جمعیت ان متعدد دستوں کی وجہ سے جو اسے اپنی پیش قدمی میں پیچھے چھوڑنے پڑتے تھے کبھی بارہ ہزار سے متجاوز نہ ہوتی تھی۔

کیولری ڈویژن میں ۲۰ رسالے اور چار اسپی باتریاں تھیں

ان بڑی جماعتوں (یعنی ڈویژنوں) سے علاوہ فوج پیدل کی کئی چھوٹی چھوٹی جماعتیں سرحد کی حفاظت پر مامور تھیں۔ اس کام کیلئے جسقدر دستے بھیجے جاتے تھے وہ سب کے سب سرحدی گڑھیوں اور چوکیوں میں جو زمانہ امن میں بھی کل سرحد کے برابر قائم رکھی جاتی ہیں قیام کرتے تھے۔

محاربہ کی ابتدا

اپریل کے پہلے دنوں میں تھسلی اور مقدونی سرحد پر بہت جوشی اور تحریک پھیل رہی تھی یونانی سلطان لوگوں کی تحریک باہم مذہبی اور ہمقومی کے جوش سے دیگر ممالک کے علاوہ خاص ٹرکی کے صوبجات مصر و شام و ایشیا کو چک سے بھی کئی ہزار یونانی مجاہد یونان پہونچ گئے تھے۔ مگر ایسی پاگلانہ سرمستی سے کئی مآل اندیش یونانی بیچے رہے اور وہ مدد کرنی ہی بہتر نہ سمجھے بلکہ ابنائے قوم کو بھی نیک صلاح و مشورہ دینے سے دریغ نہ کرتے رہے۔ چنانچہ بندر رودوسٹو کی ایک یونانی تاجر نے اپنے ایک عزیز کو جو لاریسا میں رہتا تھا حسب ذیل خط محاربہ سے پہلے ارسال کیا

میرا عزیز! تیرا خط ملا۔ اور اس امر سے واقف ہوا کہ تو نے اہالی کریٹ کی امداد کیلئے . . . ۵ درہم مالیت کا غلہ دیا ہے۔ خدا تمہیں اس ہمدردی اور حسن نیت کا بدلہ دے۔ نیز میں تجھے اطلاع دیتا ہوں کہ تمہارے ملک میں مفلوک الحال کریٹیوں کی امداد کیلئے روپیہ جمع کرنے کی غرض سے جو انجمن قائم ہے وہ اپنی دعوے میں بالکل جھوٹی ہے۔ اور اس میں ایسے لوگ ہیں جو صرف اپنی ذاتی منافع کیلئے کام کر رہے ہیں بڑی دلیل اس امر کی یہ ہے کہ انہوں نے غلہ و پارچے سے نو سو پچیس کریٹیوں کیلئے جمع کیا اور اس کے عوض دس ہزار بندوقیں اور کئی لاکھ کارتوس خرید کر اشقیائے کریٹ کے پاس بھیج دئے۔ جن سے انہوں نے ایسے ایسے جور و ستم کئے کہ تمام شریف یونانیوں کو شرمندہ ہونا پڑا۔ اور انہوں نے اس پر کفایت نہ کی بلکہ صوبہ تھسلی کے غریب مسلمانوں کی بھی جو تعداد میں پندرہ سو سے متجاوز نہیں طرح طرح بیحرمتی کی ان کی ٹوپیاں سر پر سے اتار کر ان کو بہت کچھ کہا ہے۔ اور بالکل بے قصور محض اس وجہ سے کہ وہ غیر مذہب کے ہیں۔ ان کو تکلیفیں پہونچائیں جن سے لاچار ہو کر اکثر شریف مسلمانوں کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی کیا یہ طفلانہ حرکات اور سفیہانہ کرتوتیں ہمارے لئے باعث شرم نہیں کیا ہم ترکوں کے ملک میں رہنے سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ جو کچھ میں تجھے لکھ رہا ہوں تیرا عزیز بھائی نقولا اور اس کی اولاد سمرنا میں اور تیرا دوسرا بھائی یوحنا اور اس کا بیٹا مصر میں ہے اور تمام بلاد عثمانیہ ہماری قوم سے بھری پڑی ہیں۔ اگر ہم تیری طرح پاگل ہو جائیں تو ہماری کیا حالت ہو۔ اپنی قوم کی یہی شرارتیں دیکھکر ملازمت سے نکل آیا۔ اور عثمانی رعیت بنگیا تھا تم لوگ عنقریب سخت مصیبت میں گرفتار ہونیوالے ہو کیونکہ ہر روز ہمارے پاس سے عساکر عثمانیہ گذر رہے ہیں اور مجھے کبھی خیال نہیں تھا کہ بلاد عثمانیہ میں ایسے لشکر موجود ہیں جب میں یہ خط لکھ رہا ہوں اور دوسری طرف میری آنکھیں ان نوجوان ترکی سپاہیوں کے رعب و جلال اور ہمت و طاقت کا نظارہ کر رہیں جو ابھی اسی بندرگاہ سے سو سینے آ گئے ہیں مصروف ہیں

کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان اشرار ناسپاس ... خطیب ... سے جنگ ... پکار کر یونان کو ... آزام کیا ضرور ... کو ...

جنگ ... پاس ... [illegible]

دره ہیں سے گذرنے والی سڑک پر ترکوں کا قبضہ ہو جانے سے یونانیوں کیلئے گریبنہ والی کی چوکی کی محافظت کرتے رہنا ناممکن ہوگیا۔ وہاں دو ہزار یونانی متعین تھے جنکو پانچویں ترکی ڈویژن کی سپاہ نے بتدریج اس اہم موقعہ کو چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ ۱۵۔ اپریل کی صبح کو یونانیوں نے ٹرناوس کیطرف ہٹنا شروع کردیا۔ اور اودہر ترکوں نے درہ ملونا کی متعدد بلندیوں یعنی کوہ باپاپوادیا و باپونا اور ان کی گرتیسیہ پر حملہ کردیا۔ اور ہاتی کیطرف بڑہے۔ مگر اس پیشقدمی سے انکو یونانی بریگیڈ زیر کمان ڈیمو پولو نے پیچھے ہٹا دیا۔ ۱۸-۱۹-۲۰ اپریل کو درہ ملونا اور گریبنہ والی کو ارد گرد جو لڑائیاں ہوئیں ان میں ترکوں کی تیس پلٹنیں (تقریباً ۲۴ ہزار آدمی) اور ۱۴ باتریاں شامل ہوئیں۔ ان کے مقابلہ پر یونانی صرف ۱۶ ہزار کے قریب تھے۔ ایک یعنی نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ ان معرکوں میں ترکوں کے ۵۰ شہید اور ۱۲۰ مجروح ہوئے۔ مگر یونانیوں کا اس سے بدرجہا زیادہ نقصان ہوا۔ یونانیوں کا قول ہے کہ ترکی توپوں نے غنیم پر سخت بربادی وارد کی۔ انکے گولے گویا جاندار تھے۔ اور بولی پر کام دیتے تھے۔ اوسی موقعہ پر جاکر پھٹتے جہاں ابھی کسیطرح کی پناہ یا روک موجود ہوتی تھی۔

اس قلب میدان کی لڑائی کے ساتھ ہی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ادہم پاشا یونانیوں کو انکے [illegible] خط مراجعت کیطرف پیچھے دھکیل دینے میں کامیاب ہوا۔ دہنا بازو [illegible] بھی ویسی ہی ثابت قدمی اور عزم بالجزم کے ساتھ لڑائی ہو رہی تھی نسبتاً سے زیادہ مشکلات [illegible] بازو پر حمدی پاشا کی زیر کمان چھٹی ڈویژن کو پیش آئیں۔ اس بازو کا میدان جنگ محافظین کے حق میں از حد مفید تھا۔ وہ نہایت محفوظ پناہ اور روک کے پیچھے بلند اور دور تک مار کرنیوالی موقعہ پر کھڑے تھے جہاں سے اور [illegible] یونانی کوہستانی شکاری غنیم پر پے در پے سخت ہو کر آتشباری کر رہے تھے۔ یہاں (یعنی بمقام نیزروس) ایک ہزار مجاہدین کے علاوہ [illegible] یونانی سپاہ کرنیل [illegible] مانوس کی زیر کمان درہ کی دونوطرف ناقابل گذر جیسی بلندیوں پر قائم تھی۔ اور ترک کوہ اولمپس کے دامن میں سے پڑے تھے۔ اور موقعہ کی تنگی اور بلندیوں کی [illegible] کیوجہ سے غنیم کے مضبوط موقعہ پر زبردست حملہ کرنیکے لئے اپنی صفوں کو پھیلانے اور ترتیب کرنے سے معذور تھے۔ چنانچہ دونو فریق ۲۰ اپریل تک پہاڑ کی گھاٹیوں میں اسی طرح بالمقابل قائم رہے کوئی فریق دوسرے پر کسیطرح کا غلبہ حاصل نہ کرسکا

یعنی بازو میں اوسطرف کی درہ کی دونو طرف بلندیوں پر جو لڑائیاں ہوئیں وہ بھی اسی طرح بے نتیجہ رہیں۔ اور چونکہ حقی پاشا کا ڈویژن متردد رہا اور اسنے پیشقدمی میں جلدی و سرعت سے کام نہ لیا۔ یونانی ڈویژن زیر کمان جنرل ماورومیکالیس [illegible] اس پر [illegible] کا حصہ کثیر قلب کو یعنی [illegible] اور [illegible] کیطرف چلا دیا اور ان نئی موقعوں پر اسی وقت پہونچ گیا۔ کہ ان جانگداز معرکوں میں جو ۱۹۔ اپریل کو شروع ہوئے شریک ہوگیا۔ اس کمک کے پہونچ جانے پر یونانیوں نے

[illegible] ایسے موقعہ پر تھے۔ کہ وہاں سے ایک ادنی مدافعت کی پہلو پر چار حملہ آوروں پر بھاری ہو سکتا تھا۔ کوہستانی ممالک اور بکھرے ہوئے دروں اور دشوار گذار گھاٹیوں اور بلندیوں پر محافظین کی تھوڑی سی تعداد بھی کثیر التعداد اور زبردست حملہ آوروں کو جسقدر نقصان اور تکلیف پہونچا سکتی ہے اسکی کیفیت ناظرین کو جنگ ترکی و یونان گذشتہ کی پہلے حصہ کو بہم پہنچا کر بخوبی معلوم ہوگئی ہوگی مترجم

غنیم کو سامنے کیطرف ہی مشغول رکھنے کیلئے فی الفور یوغاسی کی ترکی گڑھی پر حملہ کر دیا۔ اور ساتھ ہی اسیوقت درہ ریوینی کیطرف بڑھ کر اس سے عبور کر گئے۔ اور رماسی کے میدان میں اپنی صفیں مرتب کر کے ان بلندیوں پر اپنا توپخانہ نصب کر دیا جہاں سے مقام وبغیا کی ترکی بیٹری پر جو وادی کی شمالی سرے پر واقع تھی گولہ باری ہوسکتی تھی۔ جب یونانی وبغیا کی مشرق میں کوہ کینیز کی ڈھال کی مختلف موقعوں پاکر سیوں پر دو کوہی بیٹریاں نصب کرنے میں کامیاب ہوگئے تو پھر ترکوں کی طرف سے درہ کو فتح کرنے یا اس میں سے گذرنیکی تمام کوششیں بیکار تھیں۔ ایک انگریز نامہ نگار کا جو یونانیوں کیطرف موجود تھا بیان ہے کہ گو ترکی بیٹریوں کی چھ انچ اور ۳ء۵ انچ قطر کی کرپ توپیں کسیطرح کی پناہ یا آڑ کے بغیر یونانی گولیوں کی تابڑ توڑ بارش کی زد میں ہونیکے باوصف مشین ایسی باقاعدگی سے کام کر رہی تھیں۔ مگر ان کی آتشباری سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ انکی نشست درست نہ تھی۔ اور گولے گر کر پھٹتے نہ تھے۔ چنانچہ ترکی توپیں بتدریج خاموش کرا دی گئیں اور لڑائی بلانتیجہ ختم ہوگئی ۱۹ اور ۲۰ اپریل کو کوہستان کے اس حصہ میں جو لڑائی ہوئی۔ اسے توپخانوں کی مبارزت کہنا چاہیئے۔ جس میں یونانی فائق ثابت ہوئے تھے۔ اور دونو فریق اپنے اپنے موقعہ پر قائم رہے۔ کسی کو دوسرے پر کچھ غلبہ حاصل نہ ہوا۔ اس طرف اٹھارہ ہزار ترک ساڑھے بارہ ہزار یونانیوں کے بالمقابل تھے۔ آخر الذکر کا خوب محفوظ موقعہ پر ہونیکی بدولت نسبتاً بہت خفیف نقصان ہوا۔ انکے صرف ایکسو قتل و مجروح ہوئے تھے۔ مگر ترکوں کا اس سے بہت زیادہ نقصان ہوا۔

فوج حملہ آور کے سپہ سالار ادہم پاشا نے جب دیکھا کہ جناحی ڈویژن ۲۰ - اپریل تک کوئی غلبہ حاصل نہیں کر سکے۔ اور نہ آگے بڑھ سکے ہیں تو اس نے آئندہ کیلئے یہ نقشہ تجویز کیا کہ درہ ملونا پر قابض ہوتے ہی علے الفور غنیم کے قلب کو کوہستان سے پیچھے ہٹا دیا جائے تاکہ بازوؤں کی افواج کو آگے حرکت کرنیکا موقعہ مل جائے۔ یہ تجویز پہلی تجویز سے بالکل متضاد تھی۔ اول الذکر کا تو یہ منشا تھا کہ جناحی یعنی بازو بیدیسن اور کالاماکی کے درونکو فتح کر کے یونانیوں کے بازوؤں کے اوپر سے گذر کر انکی عقب میں لاریسا پہنچ جائے۔ قلب میں واقعت کے پہلو پر یہ کہ غنیم کو مصروف رکھا جائے۔ جس تجویز پر جناحی فوج کے ناکام رہنے سے عمل نہ ہو سکا۔ اگر ترکی جناحی فوج ایسی پیشقدمی بسرعت اور بالعزم کرتی۔ تو وہ باغلب وجود غنیم کے جسم کے نازک ترین حصہ پر کاری زخم لگانیکا باعث ہو جاتی۔ ترکی فوج کے حصہ اعظم نے تمام فوجی کارروائیاں نئی تجویز کے مطابق کی ہیں۔

۲۱ - اپریل کو دونو فریق درہ ملونا کے جنوب میں ایکدوسرے کے بالمقابل ایستادہ تھے۔ یونانی ماتی میں اور ترک وہاں سے جنوب کے قریب قرہ درہ میں۔ باایں ہیئت کذائی کی وضع اقامت دونو میں ۲۱ - اور ۲۲ اپریل کو جانگداز معرکے ہوئے جنمیں یونانیوں نے غنیم کو پھر پہاڑوں میں پیچھے دھکیل دینے کیلئے اور اسکے دستے ایمن پر لوٹ پڑنے کی کوشش کی۔ ان معرکوں کا ایک حیرت انگیز اور پر اثر واقعہ تین سو چرکس سواروں کی استشناقی دوڑ تھی۔ یہ سوار مشہورانہ جانبازی اور عجب پرجوش متوکلانہ یا اعتقادی سے غنیم کے قلب پر گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے جا پہنچے۔ اور یونانی تادر اندازوں کی گولیوں کا نشان ہو گئے۔ انمیں سے صرف ایک عزیب واپس پہنچا۔

اس جگہ ہوئی تھی - ساتویں ڈویژن جو کیٹرینا اور پلاٹامونا کی دریائی ساحل کی حفاظت پر مامور تھا اسمیں شریک نہ ہوا
پاشا کے زیر کمان چھ ڈویژن کے تھے - چنانچہ ۲۳ اپریل کو کوہ اوسا سے لیکر دریا زینیاس تک بہ سلسلہ پہاڑی
ادہم پاشا کی فوج کا حصہ اعظم یعنے چھ ڈویژن انفنٹری کی ایک آزاد بریگیڈ - اور ایک ڈویژن فوج کیولری جمع تھا
ترکی جرنیل جنھوں نے تاریخ مذکور دوسرے دن حملہ کرنیکے کل تیاریاں اور انتظام کرلیئے حملہ کا نقشہ یہ تجویز کیا گیا کہ کل فوج
مجتمع ہوکر پہاڑ و دشت میدان کی طرف اتریں اور بصورت کامیابی ٹرناوس پر قابض ہوکر ہیڈ کوارٹر وہاں قائم کیا جائے
مگر چونکہ مجوزہ کارروائی کا پہلا حصہ (یعنے میدانوں میں داخل ہونا) تجویز کے زمانہ سے پہلے ہی سرانجام پاگیا۔ ادہم پاشا نے
اب یہ مناسب سمجھا کہ فوج کو ایک دن (۲۴ اپریل) آرام دیکر اسدن اپنی فوج کی تمام ایسے دستوں کو جو دور دور پھیلے
ہوئے تھے نیز - اور نیز کمسریٹ سامان جنگ اور باربرداری جانوروں اور گاڑیوں کی کالموں کو یکجا مجتمع کرلیا جائے اور پھر دوسرے دن
۲۵ اپریل کو سب سے اول لاریسا کی طرف پیشقدمی شروع کردیجائے۔

محاربہ کے پہلے حصہ پر جو دو دن ہوتا رہا نظر ثانی کرنے سے یہ رائے قائم ہوتی ہے کہ یونانی اپنی کوہستانی پوزیشن
کی پناہ میں بالکل مدافعت کر رہے تھے اور غنیم کے خلاف جو متعدد کالموں میں مرتب ہوکر نقل و حرکت کر رہا تھا کسی طرح
کی جارحانہ کارروائی نہ کی اس امر سے کہ ہمیشہ یہ خیال ہو کہ اگر دشمن کے مقابلہ پر جو تعداد میں بہت فوقیت رکھتا ہے
کسی جگہ خفیف سی ہزیمت بھی پہونچیگی تو مقبوضہ علاقہ کے باشندوں کو پھر بغاوت کرنیکی جرات نہ رہیگی - اور سرویا بلگیریا
مانع جنگ کے میدان میں اتر آنیکی توقع بھی موہوم ہوجائیگی اور چونکہ معاونوں اور رفقا کی مدد کو حاصل کرنا نہایت
ہی لازمی اور ضروری ہے بنا بریں خفیف سی شکست کے احتمال سے بھی محترز رہنا واجب ہے۔

اگر ہمارا یہ قیاس درست ہو تو غرض مذکورہ بالا کو مدنظر رکھکر دیکھنے سے تسلیم کرنے میں کسی کو عذر نہیں ہوگا کہ یونانی
افسران بالکل بیکار نہیں رہے ہونگے مگر جیسا اور کافی نویس نے جو متعلقہ پوزیشنوں کی محافظت کیلئے منتخب کیگئی تھی
احکام صادرہ کی حزم و احتیاط اور بہادری سے تعمیل کی لیکن دوسری طرف سپہ سالار اس امر الزام سے کبھی بری الذمہ نہیں
ہو سکتا کہ اسنے اپنی فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے بہت وسیع علاقہ میں منتشر کردیا جس سے فوج مذکورہ کی مختلف دستوں میں
وہ اتصال اور رابطہ نہ رہ گیا جو نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کسی ایک مقررہ موقعہ پر نمایاں فتح کا امکان
بھی ہاتھ سے کھو دیا۔ حالانکہ کسی ایسی ہی فتح سے اون لوگوں پر جنسے امداد و اعانت کی توقع تھی جو صلہ افزا اور جوش
بڑھانیوالا اثر پڑ سکتا تھا - اس غلط چال کے علاوہ یونانیوں کو اس سے بہت نقصان پہونچا کہ انہوں نے ترکی فوج کی اخلاقی طاقت اور شگفتگی
اور اسکی کل فوجی انتظام اور جنگی نشوونما اور ارتقا کا درست اندازہ نہ کیا تھا - یونانی اعلیٰ افسروں کی نگاہ سے یہ امر نظر انداز ہوگیا
تھا کہ ترکی نظام جنگی اب وہ نہیں جو ۱۸۷۷ء میں روس ترکی محاربہ کے وقت تھا اور کہ اسوقت سے وہ نہ صرف فوجی تقسیم کے

ف یعنے جو کسی ڈویژن میں شامل نہ تھا

افسر چلے آ رہے تھے۔ ملاقات ہو گئی۔ مسٹر بگھم نے پاشا موصوف کو ہمارے نام بتائے جس پر انہوں نے فی الفور نہایت تپاک سے صاحب
سلامت کرکے ہمیں اپنے ہمرکاب افسروں سے متعارف کرایا۔ مارشل نے ارشاد فرمایا کہ آج کے دن کی لڑائی میں کامیابی حاصل ہوئی
دشمن کو بازو میں سے ہٹا کر پیچھے دھکیل دیئے گئے جناحی عمود و بادستے لگاتار آگے بڑھتے جا رہے ہیں اور امید ہے کہ ہماری کل فوج
عنقریب پیشقدمی کرکے تھسلی کے میدان میں داخل ہو جائیگی۔ مشیر ممدوح نے یہ بھی کہا کہ عام ٹرانسپورٹ بالخصوص سامان جنگ
اور گولہ بارود کی باربرداری کے متعلق بہت مشکلات لاحق رہے ہیں۔ چونکہ سڑک کو میں بچشم خود معائنہ کر چکا تھا۔ اس بیان
کی صداقت میں مجھکو کسیطرح کا شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ہم نے اپنے گھوڑوں کو لوٹا لیا۔ اور ادہم پاشا کی ہمراہ الاصونا آ گئے
انکے سٹاف کے افسروں سے میری طویل گفتگو ہوئی۔ جس سے مجھے جلد معلوم ہو گیا۔ کہ پیشقدمی کی سست رفتاری سے عام آزردگی
پھیل رہی ہے۔ اور نیز کم عمر اور نوجوان افسر شنبہ اور یکشنبہ کی لڑائیوں میں درہ ملونا اور کل سرحد پر فتح حاصل ہو
جانیکے باوجود پیشقدمی میں توقف ہونے کا مطلب سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ اور بہت چیں بجبیں ہو رہے ہیں۔

اوس زمانہ میں اکثر اخبارات نے بیان کیا تھا کہ اس توقف کا باعث وہ ہدایات تھیں جو محلسرائے سلطانی (یعنی سلطان
المعظم کی منشاء سے) قسطنطنیہ سے موصول ہوئی تھیں مگر یہ توجیہ مجھکو بالکل ہی غیر اغلب (ذرہ بعید) معلوم ہوتی ہے میرے خیال
میں کئی معقول وجوہات موجود ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ توقف و تساہل پر نہایت سختی سے اعتراض کرنیوالوں میں ایک
خود سلطان المعظم کا وہ یاور تھا جسے جلالتمآب نے فوج میں روانہ کیا ہوا تھا۔ اوسنے مجھے نہایت تلخی اور آزردگی کے ساتھ کہا میں
نہیں سمجھ سکتا کہ اس شاندار فوج کو جسکے سپاہی دنیا بھر میں شجاع ترین ہیں کیوں پانچ دن یہاں بیکار بٹھا رکھا گیا ہے۔
حالانکہ اسوقت تک ادہم کو لاریسا میں ہونا چاہیئے تھا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس توقف کو خود سلطان المعظم نے بھی بلا شک و شبہ
ناپسند کیا تھا۔ اور اسی ناپسندگی کے باعث جلالتمآب نے غازی عثمان پاشا کو ادہم کی جگہ لینے کے لئے سالونیکا روانہ کیا تھا۔ اور
مسلمہ یقینی امر ہے کہ ۱۷ اپریل کی پیشقدمی اور عین بر وقت قبضۂ تھسلی نے بھی ادہم پاشا کو بدنامی اور ذلت سے بچا لیا تھا۔ اگر یہ
وقوع میں نہ آتا۔ تو وہ ضرور کمانڈ سے معزول کر دیئے جاتے۔ ٹرانسپورٹ کی مسلمہ و بدیہی دقتوں اور مشکلات کے علاوہ اس توقف کی اگر کوئی
اور چیز بھی باعث تھی۔ تو وہ ادہم پاشا کی بدرجہ غایت احتیاط ہے۔ وہ پرانی طرز کا فوجی افسر پایا تھا۔ دیگر نہایت محتاط اور سوچ
سمجھکر چلنے والا جنگی شاطر رہا ہے۔ اور کوئی کارروائی کرنے سے پہلے اس امر کیطرف سے پورا پورا اطمینان کر لینا چاہتا ہے۔ کہ
ہر چیز اپنے اپنے موقعہ پر بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ اس سریع تہاجم افواج اور اچانک و خطرناک دھاووں اور ضربات کے زمانہ
میں ایسی کارروائی کو شتبہ ہوتی ہیں تو کوئی کلام ہی نہیں۔ اور کئی مستعد اور دلیر جرنل کے مقابلہ میں جسکے پاس سپاہ بھی
عمدہ ہو اونکا نہایت ہی بیش قیمت ثابت ہونا بھی امکان میں داخل ہے۔ ادہم پاشا کی تدابیر اوس کی عملی کارروائی سے بہتر ہے

مسٹر سٹیونس کی نکتہ چینی

ممکن ہے کہ گذشتہ کارروائی کے نقصانات اور توقفوں کا باعث جو امر مستعد لوگ ادہم
میں صاف ظاہر ہو گئے تھے خود مشیر کے کسی ذاتی کوتاہی کے بجائے زیادہ تر ادہم کے

ماتحت افسروں کیطرح جرنیلان ڈویژن کے عیوب بھی ہوں۔ تمام غیر ترک مشاہدہ کنندگان کی عام رائے تھی کہ ادھم پاشا کی فوج کے ماتحت
جرنیل کم لیاقت تھے اور اپنے فرائض کے سرانجام کی قابلیت نہ رکھتے تھے مسٹر جی اے سٹیونس اخبار ڈیلی میل کے قابل نگار نے ایک مراسلت
میں جو ان ہی دنوں کے اخبار میں شائع ہوئی۔ اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی ہے "ترک دنیا بھر میں بہترین سپاہی اور بدترین افسر رکھتے ہیں ترکی
سپاہی رستم صفت متحمل و صبور ناصبور اور شیر دل ہے شیر دل شجاع ایسے بے خوف اور فرشتوں ایسے مطیع و منقاد اور با انتظام
و تربیت یافتہ ہیں وہ اپنے افسر کی ایسی اطاعت کرتے ہیں جیسے کہ نیک لڑکے استاد یا والدین کی۔ اگر افسر نے اونہیں صرف
یہ کلمہ "قلوقو نمز" (ہاتھ نہ لگانا) کہدیا ہو تو سپاہی خواہ بھوک سے بیتاب ہو رہے ہوں نانبائیوں کے بازار میں سے کسی دکان
کیطرف نظر اوٹھا کر دیکھنے کے بغیر چپ چاپ گزر جائینگے۔ البانوی ترکی سپاہیوں سے بہت مختلف ہیں وہ اون سے نسبتاً پست قامت اور
زیادہ پاکیزہ و ستھرے ہوتے ہیں اونکی تیزی طبع اور مزاج کی سرکشی کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ مگر ترکوں یعنی ترکی سپاہیوں کی نسبت
کیفیت ہے کہ اوسی حال میں جس میں کہ وہ اب ہیں بغیر کسی مزید تعلیم و تربیت کے اچھے افسر اون سے دنیا میں جو کام چاہیں سرانجام
کرا سکتے ہیں۔ مگر افسوس ایسے افسروں کی ہی کمی ہے۔ ترکی افسر جاہل سست مزاج اور بیہودہ بزدل ہیں ہمارے ہی ایسے نہیں۔ اون میں
کا ایسے کئی سنتے بھی ہیں اور جو سنتے ہیں وہ افسری قابلیت میں دنیا بھر میں نظیر نہیں رکھتے۔ اگر وہ لکھ پڑھ نہیں سکتے۔ ایسی غرض پر
اور ایسا تو شاذ ہی کوئی ہوگا جو اپنے آدمیوں کو خود آگے ہو کر سیدھا دشمن کے مقابلہ پر لیجا سکے۔ البتہ تعلیم یافتہ جاہل افسر بکمال شجاع ہیں تعلیم
نسبتاً عمدہ بہتر تعلیم یافتہ ہیں۔ مگر انکی جوانمردی کا یہ عالم ہے کہ بچشم خود دیکھا کہ تقریباً دس بارہ افسروں کو آتشباری کی زد سے پہلو بچا گیا
ہے جرنیلوں بالخصوص جرنیلان ڈویژن کی حالت تو بالکل مایوسی بخش ہے۔ وہ سرکش بہت الجھے ہوئے باہم ملکر کام کرنے کے بالکل ناقابل
اور خود اپنی توپونکی زد اوپر سے جاہل ہیں جس حالت میں کہ اونہیں لڑائیوں پر راہ مراجعت مسدود کر دینا واجب تھا مگر یہ
ان میں اوبانی لڑ بھی جاتے ہیں۔ یہ افسر ایسے خوش ہوتے جیسے کہ خورد سال بچے کسی بڑی بھاری کامیابی پر ہوتے ہیں وہ
بالکل بچوں سے دشمن کو پامال کر دینے اور اوسے مراجعت پر مجبور کر دینے میں کوئی فرق تمیز نہیں کر سکتے تھے"۔

جیسے مسٹر سٹیونس کی رائے ہے ترکی افسروں کے حق میں بہت ہی سخت ہے اتفاق نہیں البتہ یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ۱۰ اپریل کی ویلی کی
لڑائی اور ۱۷ اپریل کی فتح لارسہ کے بعد ۲۷ اپریل کے معرکہ ویلسٹینو سے پہلے اور ۵ مئی کے معرکہ ڈومکوس میں جو جنگی کاروائیاں
کیگئی تھیں۔ اون میں اصلاح و ترقی کی بہت گنجائش تھی۔ ان موقعوں پر جو غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہوئیں وہ ڈویژن
اور بریگیڈ کی کمانڈروں کی کوتاہیاں اور فروگذاشتوں کا نتیجہ تھے۔ ڈومکوس اور ویلسٹینو میں قبل از وقت معرکہ آرائی ہو جانیکی
غلطیوں کے متعلق یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ زمانہ کی ریپیٹنگ رائفلوں اور دور تک زد کرنے والے اسلحہ کی موجودگی
میں سپاہیوں کو قابو میں رکھنا مشکل امر ہے لیکن اگر بریگیڈ اور رجمنٹی افسر قابل ہوتے۔ تو ایسا ظہور

ملہ یہ قابل ادیب اور عزیز کا جادو نگار۔ لارڈ کرزن کے ہمراہ ہندوستان کے حالات و عجائبات اپنے عجیب و غریب انداز سے اپنے اخبار کے ناظرین کو مطلع کرنیکے
لیئے انگلستان سے آیا۔ اور کئی مہینہ رہکر واپس گیا ہے اسکے برعکس جرمن شاف افسر فرداً فرداً ہر ایک جرنیل ڈویژن کی نسبت ظاہر کی

میں نہ آتا - ان دونوں مقاموں پر ترکی فوج لڑائی کی نیت سے نہیں بڑھ رہی تھی - صرف جمعیت عظیم اکتشاف اور دیکھ بھال کی غرض سے پیشقدمی کی گئی تھی - جو پیشقدمی دونوں موقعوں پر افسروں کی غلطی یا ناواقفی یا پرجوشی سے واقعی جنگ آور حملوں کی صورت میں تبدیل ہو گئی -

ادہم پاشا سے مکالمہ

ترکی سٹاف اور نیز انگریز نامہ نگاروں نے جن میں سے چار سے میری پہلے ہی دن ملاقات ہوئی یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا دیکھ کر کہ توقف بالکل بیجا اور نامناسب ہے میں نے اس رات کھانے کے بعد مشیر سے ملاقات کی - اور اس کے سٹاف کے کئی افسروں سے بھی جو میری معروضات سنکر بہت ہی خوش ہوئے - ادہم پاشا سے کمال دوستانہ پیرایہ میں طویل گفتگو کی - میں نے مشیر موصوف کی تدبیر جنگی پر کسی طرح کی نکتہ چینی کرنے کی جرأت کرنے کے بغیر محض پولیٹکل پہلو سے اپنے خیالات ظاہر کئے - اور عرض کیا کہ توقف سے نہایت سخت خطرات کے حدوث کا اندیشہ ہے - یہ درست ہے کہ بلغاریہ اور سرویا بالفعل خاموش ہیں مگر خفیف سی ترغیب سے وہ اجتماع افواج پر مائل ہو سکتے ہیں اور اس وقت وہ دشمن ترکی کے برخلاف میدان میں اتر آئینگے - یہ خطرہ یہیں تک محدود نہیں ایک اور دشمن بھی جو بلقانی ریاستوں سے بدرجہا زیادہ طاقتور ہے تاک میں بیٹھا ہے - اوسکی طرف سے کبھی اطمینان اور بیفکری نہیں ہو سکتی - اور وہ اگر کسی وقت بالکل اچانک سلطنت عثمانیہ کے عین مرکز اور قلب یعنی خود قسطنطنیہ پر حملہ کر دے تو کسی کو تعجب نہیں ہو سکتا - مزید براں ہمدردی انسانی کا بھی یہی اقتضا ہے کہ اس محاربہ کو جو مجبوراً ترکی کے گلے پڑا ہے جلد ختم کیا جائے - سریع و کامل فتحیابی سے دونوں فریقوں کے بہت کم آدمی ضائع ہونگے اور سپاہیوں اور باشندوں کے مصائب میں معتدبہ تخفیف ہو جائیگی - میرے ان دلائل کی معقولیت اور برجستگی کو ادہم پاشا نے بالکلیہ تسلیم کیا اور کہا کہ میری بھی یہی خواہش ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو سکے محاربہ کو سرعت فتح و نصرت پر ختم کروں - اسی غرض سے میں آج بہت رات گئے اپنے سٹاف سمیت ایک نازک اور بعید موقعہ کے معائنہ کیلئے جاؤنگا تاکہ یہ اطمینان کروں کہ آیا تمام سامان فیصلہ کن پیشقدمی کیلئے تیار اور درست ہے - اور مجھے امید ہے کہ چند دنوں میں ہم لاریسا پر قابض ہو جائینگے - مشیر ممدوح کے ان ارشادات سے اونکے کل سٹاف اور نیز مجھکو بے انتہا خوشی ہوئی - اور جب میں پاشا موصوف کی خدمت سے رخصت ہوا - تو بعد ازاں پرائیویٹ طور پر اون سب افسروں نے میری مذکورہ صدر معروضات کے متعلق میرا بڑا شکریہ ادا کیا - اور مجھے بڑی گرمجوشی سے مبارکباد دی -

ترکوں میں تکمیل ثمرات فتحیابی کی ناقابلیت

ادہم پاشا پرانی طرز کے قابل جرنیل ہیں اسوقت اونکی عمر ۵۵ برس کے قریب ہے - وہ اعلیٰ درجہ کے جنگی شاطر و ماہر اصول حرب محتاط و باعزم سلطف پرور اور بکمال رحیم مزاج و انسانیت گار ہیں - آنکھیں روشن و دلآویز چہرہ ہر وقت متین و سنجیدہ - البتہ تبسم کیوقت اوس میں شگفتگی اور درخشانی پیدا ہو جاتی ہے - بوقت تبسم اُن کی آنکھوں کی چمک اور انداز دہن میں ایک عجیب قسم کی سحر تاثیر دلفریبی پائی جاتی ہے - پاشا موصوف نے اپنی رحمدلی اور اعلیٰ منتظمانہ قابلیتوں کا ثبوت

صرف تھسلی ہی میں نہیں دیا۔ بلکہ زیتون کے واقعہ کے دوران میں بھی تجربے دے چکے تھے۔ تھسلی میں ان کی افواج کا چلن اور برتاؤ واقعی قابل تعریف تھا۔ اور زیتون میں تو انھوں نے بے نظیر عفو اور درگذر سے کام لیا تھا۔ وہاں کے ارمنی باغیوں نے پانچسو ترکی زخمیوں کو کمال سفاکی اور بے رحمی سے تہ تیغ کیا۔ مگر اس عالی حوصلہ رحم دل سپہ سالار نے پھر بھی انکی جان بخشی کر دی۔ اگر ادہم پاشا میں کوئی نقص ہے تو وہی جو فطرتی طور پر کل ترکوں میں راسخ معلوم ہوتا ہے یعنے وہ فتح پانے پر اوس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور اوسکے ثمرات و نتائج کو مکمل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ بالعموم ترکی جنرل اپنی فتحیابی کو ایسی صریح اور پے در پے ضربات سے جو دشمن کو پراگندہ ہونیکے بعد پھر سنبھلنے اور منتشر فوج کو پھر سے فراہم کرنے اور اوسے حوصلہ دلانیکا موقع نہ ملنے دیتیں مکمل کرنے کی قابلیت رکھتے معلوم نہیں ہوتے۔ مشہور آفاق غازی عثمان پاشا میں بھی بمقام پلیونا یہی نقص موجود تھا[1] وہ اگر ہمت کرتے تو ستمبر ۱۸۷۷ء کی ہیبتناک اور نہایت سخت ہزیمت روسیوں کے بعد اوس پراگندہ لشکر روسیوں کو دریائے ڈینیوب پار نہ نکل سکتے تھے۔ یہی غلطی ۱۸۷۷ء میں دریائے لوم کے علاقہ میں سرزد ہوئی یعنی محمد علی پاشا کو[2] جنہوں نے روسیوں کو کئی موقعوں پر سخت شکستیں

---

[1] مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ نے واقعات و حالات متعلقہ پلیونا پر اطمینان خاطر اور دلجمعی سے غور کرنے کے بعد یہ رائے قائم نہیں کی۔ اور غالباً مسٹر سیٹون لس کی رائے سے متاثر ہوکر یہ الفاظ لکھدیئے ہیں کہ غازی عثمان روسیوں کی ہزیمت سے فائدہ اٹھا کر اونہیں دریا پار اسلئے نہیں بھگا سکے تھے۔ کہ انھوں نے تکمیل فتح کی کوشش نہیں کی تھی۔ یا کرنا نہ جانتے تھے یا قابلیت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ محض اسلئے کہ اس کام کیلئے اون کے پاس کافی فوج نہ تھی۔ اون کی فوج صرف بچاؤ پر رہ کر دشمن کے حملوں کے روکنے کیلئے کفایت کر سکتی تھی۔ مگر پھر بھی غازی ممدوح نے کوشش کرنیمیں دریغ نہ کیا تھا لیکن جیسا کہ پہلے سے ہی ظاہر تھا۔ اونکو جارحانہ کارروائی میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس مسئلہ پر مسٹر ہربرٹ نے محاربات پلیونا میں مفصل بحث کی ہے۔ غالباً اس جوانمرد عیسائی مجاہد اسلام و معاون عثمانیاں کی کتاب مسٹر موصوف کی نظر سے نہیں گذری۔ ورنہ وہ غازی عثمان پر یہ الزام نہ لگاتے۔ محاربہ یونان میں بھی دشمن کی ہزیمت سے بالعموم پورا فائدہ نہ اٹھانیکی وجہ ناقابلیت نہ تھی۔ بلکہ ترکوں کی عالی ظرفانہ درگذر اور چند دیگر مشکل اسباب جو یونانیوں کو بالکل پامال کر دینے سے مانع تھے۔ اور نیز غنیم کی کمال بے بضاعتی۔ ایسا کئی دفعہ ہوا کہ البانویوں نے یونانیوں کا صرف پتھروں سے مقابلہ کیا۔ اور ایسا کرنے وقت یہ کہا کہ ایسے نامردوں پر بندوقیں چلانا مردانگی کے خلاف اور کارتوسوں کو مفت برباد کرنا ہے۔ یہ زندہ و مردہ یکساں ہیں۔ پھر ان کو ہلاک کر دینے سے کیا فائدہ۔ پتھروں سے انکو پسپا کر دینا ہی کافی ہے۔ بعض ترکی افسروں سے بیشک چند غلطیاں سرزد ہوئیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بہتر تدبیر کا بہتر نتیجہ ہونا ہمیشہ ممکن نہیں ہو سکتا اور انسانی طاقت کے دائرہ سے خارج ہے۔

[2] تاریخ مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ کے اس بیان کی بھی تائید نہیں کرتی۔ یہ درست ہے کہ محمد علی کو چند فتوحات حاصل ہوئی تھیں۔ مگر جب وہ علاقہ لوم سے بلا لیا گیا تھا۔ اوس وقت سے چند یوم پیشتر وہ پلیونا سے روسی فوج کے مقابلہ پر ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں صریح ناکام رہا تھا بلکہ شکست یاب ہوا تھا۔ چنانچہ جنگ روس و روم کے مورخ نے اوسکی نسبت اس موقعہ پر یہ الفاظ تحریر کئے ہیں۔ "اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ جن امیدوں اور توقعوں کے ساتھ اوسے سرعسکر گیا یعنی سپہ سالاری کا عہدہ عطا کیا گیا تھا۔ وہ بالکل پوری نہ ہوئیں۔"

دی تھیں یعنی اوس وقت جبکہ وہ ولیعہد روسیہ (جو بعد میں زار اسکندر ثالث ہوا) کی فوج پر آخری قطعی فیصلہ کن حملہ کرسکے اوسے باغلب وجوہ شکست ونابود کرنیوالا تھا - واپس بلا لیا گیا اور اس کی جگہ ایک احمق ضعیف سا نکھٹو درویش پاشا کو بھیج دیا گیا جسنے محمد علی کے بعد پھر ایکدفعہ بھی جارحانہ حرکت نہ کی - غالباً فواد پاشا ہی جس شاندار ترکی جرنیل نے دسمبر ۱۸۷۷ء میں بمقام ایلینا ایک سالم روسی بریگیڈ کو اسیر جنگ بنا لیا تھا ایک ایسا ترکی افسر ہے جسنے اپنے آپ کو جارحانہ کارروائی کیلئے نہایت مستعد اور زور آور ثابت کیا ہے - اگر یونانی فوج کا جبکہ وہ ۲۵ اپریل کو لاریسہ سے سراسیمہ وار بھاگی تھی - لگاتار مستعدی کے ساتھ تعاقب کیا جاتا - تو وہ پھر با نظام اور باترتیب جماعت نہ رہ جاتی - اور تاریخ مذکور کے بعد چار ہزار یا اس سے زیادہ جو بہادر و شجاع عثمانیہ سپاہی شہید و مجروح ہوگئے - وہ نہ ہوتے -

ترکی کوارٹر جنرل (ارکان حرب) میں چند اعلے درجہ کے ایسے افسر موجود ہیں کہ یورپ کی کوئی فوج نہیں جو ان کی موجودگی پر فخر نہ کرے - انہیں اکثر نے جرمنی میں جنگی تعلیم پائی ہے اور جرمن بولتے ہیں - اسیوجہ سے یہ عام خیال جو غلط محض تھا عام طور پر پھیل گیا تھا - کہ بہت سے جرمن افسر ترکی فوج کے ساتھ تھے - حالانکہ صرف ایک جرمن افسر گرمیکوف پاشا جو نہایت ہی چھیلا سپاہی ہے فوج مذکور کے ساتھ تھا - اور وہ بھی صرف سات دن رہکر مجھسے پہلے واپس چلا گیا تھا - اور یہ بھی اسنے ہیڈ کوارٹر میں بسر کیا تھا - سیف اللہ پاشا - مصطفے ناظق بک - ثابت بک - حسن بک - نجیب بک - انور بک اور رضا پاشا جو ڈرل میں کمال رکھتے ہیں نہایت لائق اور اعلے تربیت یافتہ افسر ہیں بالخصوص سیف اللہ پاشا نے میدان جنگ میں فوجی کارروائیوں کی ہدایت و رہنمائی کرنے اور کوچ کے وقت نظام و باترتیبی قائم رکھنے میں نہایت مستعدی و قابل تعریف سے کام دیا - ترکی سپاہیوں کی نیک چلنی خوش اطواری اور صفت فرمانبرداری کی میں بڑے زور سے شہادت دیتا ہوں میں شخص اور میرا ایک انگریزی نامہ نگار رفیق جو ادہم پاشا کی فوج کو ساتھ تھا اپنے دستخط کرکے ایک طویل ٹیلیگرام مسٹر فلپ کری انگریزی سفیر متعینہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) ولیعہد روسیہ کی فوج کے برخلاف گو ابتدا شروع میں کامیابی ہوئی - مگر آخر میں اوسکو کامل ناکامی ہوئی - اور زوادنے عثمان پاشا کو بمقام پلیونا اور سلیمان پاشا کو بمقام درہ شپکا کسیطرح کی مدد پہونچائی " اس معزولی سے کچھ عرصہ بعد وہ صوفیا کی ترکی فوج کا کمانڈر بنایا گیا اور سلیمان پاشا نے اوسے بحیثیت سپہ سالار حکم بھیجا تھا - کہ ایلینا کے حملہ میں فواد پاشا کی اسطرح مدد کرے کہ اپنی جگہ سے وہ بھی روسیوں پر حملہ کرے مگر اوسنے اس حکم کی تعمیل نہ کی - اور اسی عدم تعمیل کیوجہ سے سلیمان پاشا اور اوسکے نائب فواد پاشا کو نہایت جوانمردی اور قابل تعریف تدبیر سے ایلینا کو روسیوں سے فتح کرلینے سے پھر تھوڑے دن بعد بتاریخ ۱۰ - دسمبر ۱۸۷۷ء چھوڑ دینا پڑا - اور روسی اوس اہم مقام پر جو بلقان کے وسط میں واقع ہے - دوبارہ قابض ہوگئے - مصطفےٰ کامل آفندی مورخ جنگ روم و یونان محمد علی کو جنگ روم و روس کی اکثر تباہیوں کا موجب بتاتا ہے - اور مسٹر بیلی نے بھی اوسکی نسبت اچھی رائے ظاہر نہیں کی - پھر سمجھ میں نہیں آتا - مسٹر شیلڈ ایسے واقفکار اور باخبر شخص سے ایسی اہم غلط بیانی کسطرح سرزد ہوگئی ہے - محمد علی جرمن الاصل تھا - وہ اپنے ملک سے چھوٹی عمر میں بھاگ آیا - اور کئی دریائی سفر کرنے کے بعد قسطنطنیہ میں آکر مسلمان ہوگیا اور اوسکے حالات محاربات پلیونا کے کسی صفحہ میں درج ہیں

یہ بھی درست نہیں - فواد پاشا نے سالم روسی بریگیڈ کو اسیر نہیں کر لیا تھا - بلکہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دیا تھا - ہاں یہ درست

قسطنطنیہ کو بھیجا جسمیں ہم نے عساکر عثمانیہ کی قابل تعریف نیک کرداری اور خوش چلنی کی کامل تصدیق کرکے خونریزی، رہزنی
اور تاخت و تاراج کو ان الزامات کی جو یونانی اس فوج پر اندنوں دھڑ لگا رہے تھے پوری تردید و تکذیب کی۔ لاریسا کے فتح
ہونے پر تین سرکردہ ترکی افسر سیف اللہ پاشا، مصطفےٰ نالق بک اور نجیب بک ساری رات خاص پٹرول دیکر پہرا دیکر شہر
میں صرف اسلئے گشت کرتے رہے کہ کہیں کوئی واردات تاخت و تاراج کی نہ ہو۔ ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی تمام
عیسوی معابد پر پہرے بٹھا دئے کہ کوئی انہیں خفیف سا نقصان بھی نہ پہونچا سکے اور نہ انکی کوئی بےحرمتی ہو سکے۔
مشیر کے پاس سے واپس آکر جب میں نے اپنے دوست نامہ نگاروں کو علے الصباح تیار ہو جانیکی تاکید کی تو وہ سب کے
سب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ انکو سابقہ تجربے سے ترکی حرکات عسکریہ میں کمال احتیاط اور سعی بکار مدنظر رکھے جانیکا کامل یقین
ہو چکا تھا اور وہ جانتے تھے کہ بہت سویرے کبھی کوچ نہیں ہوگا۔ تاہم میں نے خدام کو مجھے پانچ بجے صبح کیوقت بیدار
کر دینے کا حکم دیدیا اور پھر اپنی دن بھر کی کارروائی پر خوش و خرم خوابگاہ کو چلا گیا۔

تھسلی میں داخل ہونا ہم دوسرے دن صبح کے چھ بجے تیار ہو گئے۔ مگر ترکی ہیڈکوارٹر نو بجے کے قریب ملونا کیطرف
روانہ ہوا۔ میں نے نامہ نگاروں کے قیاس اور رائے کی معقول تصدیق ہو گئی۔ ادہم
پاشا بہت رات گئی ویلسہ بھال کو گئے تھے۔ اور یہ امر انکو دیر کرکے چلنے کی معقول وجہ ہو سکتا تھا۔ ہم آہستہ آہستہ فراخ و
ہموار سڑک پر کول (درہ) کیطرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہمارے پرلے پر سوار گاہ بگاہ گولہ باری کی آواز سنائی دیتی
رہی۔ مگر آتشباری باقاعدہ نہ تھی۔ کبھی کبھی کوئی گولہ چل رہا تھا۔ سڑک صرف پہاڑیوں کے قریب جا کر بلند ہونی شروع
ہوتی ہے۔ جہاں وہ یکبارگی بالکل عمودی شکل میں تقریباً نو سو فیٹ کے طول میں کول ڈی ملونا کے مشہور درہ کی چوٹی تک بلند
ہو گئی ہے۔ سڑک کا جو حصہ درہ کو جاتا ہے وہ بہت ہی خراب حالت میں تھا اور کئی جگہ گھوڑوں تک کیلئے اس پر سے
گذرنا قریباً محال تھا۔ راستہ میں ہمیں ایک بیٹری ملی جنگی ہر ایک توپ کو گھوڑوں کے علاوہ پچاس پچاس آدمی اور کھینچ رہے تھے
کچھ سپاہی آگے سے کھینچ رہے اور کچھ پیچھے سے دھکیل کر ایک ایک انچ توپ کو تیس تیس گز اوپر چڑھا رہے تھے۔ اور جسطرح ملاح
لنگر اٹھانے کیوقت کرتے ہیں ہر دفعہ زور لگاتے وقت باہم ملکر نعرے لگاتے جاتے تھے۔ چوٹی پر پہونچتے ہی ہمیں پہلی مرتبہ جدل
و قتال کے ہولناک نتائج و ثمرات کی علامتیں تین سخت مجروح سپاہیوں کی شکل میں دکھائی دیں۔ ان کو ہسپتال پہونچانے
میں جو درہ کے اسطرف نصب تھے پہونچایا جا رہا تھا۔ ایک میں سے ہر ایک کیطرف تو دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ شل کی گولی سے اوسکا نچلا جبڑا ٹکڑے
ٹکڑے ہو گیا ہوا تھا جس سے چہرہ بالکل اینٹھ گیا تھا اور شدید سخت جسمانی تکلیف کا پتہ دے رہا تھا۔ دوسرے کے پھیپھڑے میں گولی لگی تھی۔ وہ
ہشاش بشاش نظر آتا تھا مگر چہرہ پر مردنی چھا رہی تھی۔ تیسرے کی دونو رانوں میں سے گولی نکل گئی تھی وہ اس معرکہ میں جو رات
کو ہو رہا تھا مجروح ہوئے تھے۔ چونکہ وہ چلنے سے عاجز ہو گیا تھا اوسکا اوپر ڈال کر اوپر لائے تھے۔ جب آدھ نیچے اتارنے کیلئے اٹھایا
اٹھایا گیا تو بے سخت درد ہوا۔ ہسپتال میں مجروحین کیلئے عمدہ بستر اور کافی ڈاکٹر و خادم موجود تھے۔ اس معرکہ پر اور بعد والی محاربہ

دیگر بہتیرے بہت سخت مجروح ترک بھی جس صبر و تحمل اور بغیر کسی طرح کی تکلیف یا اذیت کے بغیر لیتے لیتے سفر زین سوار بلکہ پا پیادہ چلے کر رہے تھے وہ واقعی نہایت ہی حیرت انگیز تھا۔

مشیر ایک بیت خیمہ کے سامنے جو سڑک کے دائیں ہاتھ ایک بلند چوٹی پر نصب کیا گیا تھا کھڑے ہو گئے۔ اس خیمہ کے دائیں طرف ایک اور بڑا خیمہ نامہ نگاروں اور دیگر غیر مصاف کنندگان کیلئے نصب تھا۔ ادہم پاشا نے ازراہ مروت و مہمان نوازی اپنے بیٹھنے کو وہ خیمہ پسند کیا۔ جو دونوں میں چھوٹا تھا

چشمہ و درہ ملونا

اس موقعہ پر کھڑے ہوتے ہی ایک عجیب کیفیت بخش منظر ہماری نظروں کے سامنے نمودار ہو گیا۔ سامنے تا حد نظر تھسلی کا زرخیز میدان پھیلا ہوا تھا۔ دور فاصلہ میں قصبہ ٹرناووس کی جھلملی سی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ اور دریائے پیاس (جسکا پرانا نام پینیوس تھا) کا خشک گذرگاہ فراخ و عریض برق سڑک کیطرح جو میدان میں مغرب سے مشرق کو چلا جا رہا تھا۔ اس سڑک کے رخ پہاڑیوں کی ایک شاخ سے مرغزار اور جنوب کا ایک خوبصورت قطعہ سر سبز دلکش کیطرف پھیلتا چلا گیا تھا۔ اور جانب کوہ سے شفاف پانی کا ایک چشمہ نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا جو مشرق کیطرف بہتا ہوا تشنہ کام میدان میں فرحت بخش سبزی و روئیدگی کا خط کھینچ رہا تھا۔ چشمہ کے قریب ترکی بیٹریاں کئی جگہ میں نصب تھیں۔ اور گو وہ اسوقت خاموش تھیں۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں ان کی عجیب ہلاکت بخش زندگی نمودار ہو جانے والی تھی۔ سامنے کے رخ دائیں ہاتھ پہاڑ کی ایک لمبی شاخ تقریباً عین جنوب رویہ میدان کو بھی چلی گئی تھی۔ اس شاخ کی وجہ سے ہم ترکی میمنہ کی حرکات کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

معرکہ ماتی و ملونا

عین بائیں ہاتھ کیطرف بھی پہاڑیاں میدان کو آگے بڑھی ہوئی تھیں۔ جنکی وجہ سے ہم ترکی میسرہ کی کارروائی کو بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ البتہ زبانی بیانات سے معلوم ہوا کہ ان میدان کیطرف جاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ حمدی پاشا یونانی میمنہ کو دھکیلتے ہوئے آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ یونانی توپخانہ قریہ دبلی کے جانب جنوب ایک سنگلی پہاڑی کے گرد جو بالکل تنہا میدان میں کھڑی تھی نصب تھا۔ مگر جب تک اس نے گولہ باری شروع نہ کی۔ توپوں کو ڈھونڈ نکالنا مشکل کام تھا۔

ترکی فوج کی پیشقدمی کے متعلق جمعہ نہایت مبارک دن ثابت ہوا۔ اسدن دو خوب تیز لڑائیاں ہوئیں۔ ایک میں فریقین کے توپخانوں میں مشغول رہے باہم مبارزت کی۔ یونانی اسے معرکہ ماتی پکارتے ہیں۔ دوسری ایک چھوٹے پیمانہ پر باضابطہ لڑائی تھی جسکو ترکوں نے موضع ملونا جو عین میمنہ پر واقع تھا یونانیوں سے بزور سنگین دھاوا کر کے چھین لینے پر ختم کیا۔ حمدی پاشا جو ترکوں کے ... آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ ان یونانیوں کو جنہوں نے کوہ اولمپس کے قریب ترکی علاقہ پر چڑھائی کی تھی ... پسپا کر دیا تھا۔ اور اب تھسلی میدان میں بڑھ آیا ہوا تھا۔ اس کا میسرہ دریا پینیوس پر تھا۔ اور میمنہ ادہم پاشا کی فوج سے متصل تھا۔ جمعہ کو دن لڑائی کا زیادہ حصہ اسی افسر کو لڑنا پڑا۔ اسکی کمان دو ملونا کے

دامن سے موضع دیلار تک پھیلی ہوئی تھی۔

محاربہ کے پہلے دور کی یہ اول حصہ کی لڑائی تھی - لاریسا اور تسلی کے حصہ کثیر پر اسکی بدولت ترکی فوج قبضہ ہوگیا
جن لوگوں نے ۲۳ اپریل کو معرکہ ماتی و دیلار کو دیکھا وہ اونکی قدر و منزلت اور اہمیت کو محسوس نہ کرسکے اور اگر انھوں
سے کسی نے کیا تو اونکی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی - بہرحال یہ یقینی امر ہے کہ ترکی جنرل کو اگر یہ علم ہوتا کہ یونانیوں
کو ان معرکوں میں کامل و اکمل ہزیمت و شکست ملی ہے تو ادہم پاشا اس رات الاصونا واپس جاکر نہ سوتے اور شکست
خوردہ یونانی فوج کو نہایت سخت اور پامال کن تعاقب کے بغیر دریائے پینی اس کے پار ہو جانے اور بلا روک بچ جانے نہ دیا جاتا۔

یونانی گڑھیوں کی تسخیر

ترکی قلب کا درہ ملونا پاشا کے زیر کمان تھا جسکا علاقہ درہ ملونا سے مغرب رویہ ان پہاڑی چوٹیوں کے برابر پھیلا ہوا تھا جو ترکی و یونانی قلمرو میں حد فاصل ہیں۔ یہاں ۱۸ و ۱۹
اپریل کو سخت لڑائی ہوتی تھی۔ ترک چھ میل گھنٹوں سے زیادہ عرصہ تک لگاتار لڑتے رہنے کے بعد ان سب پر بمشکل فتح
کرسکے تھے۔ پہاڑیوں کے بلند ترین کنارہ کے برابر فریقین کی گڑھیاں دوش بدوش موجود تھیں اور بعض گڑھیوں پر نہایت
سخت معرکہ آرائی ہوئی تھی ایک یونانی گڑھی کا قبضہ چار دفعہ باہم منتقل ہوا۔ تین یونانی گڑھیاں جو پہاڑیوں کی چوٹی
پر ملونا سے عین بجانب جنوب تھیں ترکوں نے بزور سنگین فتح کیں - بہادر حافظ پاشا میں اپنے سپاہیوں کے آگے آگے
جاتا ہوا شہید ہوا تھا۔ ترکوں کے مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد جو شہید ہوئے تھے ڈیڑھ سو تھی یونانیوں کا اس سے بھی زیادہ
نقصان ہوا۔ مقتولین بالعموم دفن کردئے گئے مگر بعض لاشیں سرسری طور پر پتھروں سے ڈھانپ دی گئیں [illegible] زمین نہایت
سخت تھی اور گڑھے کھودنا بہت مشکل اور وقت طلب کام تھا چنانچہ کئی لاشیں پتھروں کے نیچے سے برابر باہر آپڑی ہیں جو
زبان حال سے جدال و محاربہ کے ہیبت ناک نتائج کی تشریح و توضیح کر رہی تھیں۔

معرکۂ دیلار

توپخانہ سے پہلا گولہ پونے دس بجے چلا اور دس بجکر پانچ منٹ تک بلا وقفہ ہیبت ناک گولہ باری ہوتی رہی [illegible] ترکوں کی طرف چھ باتریاں جو لڑائی میں کی صف پہاڑیوں پر پھیلی ہوئی تھیں [illegible]
یونانیوں کی طرف چار پانچ باتریاں تھیں جو ڈیڑھ میل کی لمبائی میں بتدریج بکھری ہوئی تھیں [illegible]
تھیں ترکی گولہ اندازی [illegible] معلوم ہوتی تھی ہم نے بچشم خود کئی گولے عین یونانی باتریوں پر جاکر گرتے دیکھے۔ یونانی
گولہ باری کی قدر و منزلت کا اس سے اندازہ ہو جائیگا کہ تین گھنٹوں کی مسلسل آتشباری سے صرف تین ترک زخمی ہوئے۔ یونانیوں کے
نقصان کا اندازہ معلوم نہیں ہوا۔ تاہم وہ ضرور بہت زیادہ ہوگا۔ یونانی افسروں کی باہمی محبت اور دوستی کے [illegible] واقعہ کا اخبارات
میں بڑا چرچا ہوا تھا۔ وہ اسی موقعہ پر گذرا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک یونانی افسر کو ترکی گولے سے مہلک زخم پہونچا
جبکہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ اسکے رفیق افسر نے ترکی گولوں کی بوچھاڑ کی کچھ پرواہ نہ کرکے اس کا آخری بوسہ لیا۔ میدان
کا نقشہ [illegible] اس حصہ میں کسی فریق نے پیدل فوج سے حملہ کرنے کی کوئی کوشش نہ کی

معرکۂ ویلیر

حیدر پاشا کے ڈویژن کے میسرہ پر بھی صبح سے ترکی توپوں اور دو یونانی باٹریوں میں جو یونانیوں
کی صف جنگ کے میمنہ پر تھیں مختصر سی توپ کی مبارزت ہوتی رہی اور اسکے ساتھ کبھی کبھی رائفل یا چھوٹی
آواز بھی سنائی دیجاتی رہی مگر دوپہر تک کوئی اہم واقعہ نہ گذرا ڈیڑھ بجے کے قریب ویلیر کی طرف سے جب حیدر پاشا نے
پیشقدمی کر کے یونانی میمنہ کے الٹ دینے کی کوشش کر رہا تھا سخت رائفل آتشباری کی آواز سنائی دی اور تقریباً دو گھنٹوں تک
فریقین میں سخت لڑائی ہوتی رہی۔ باڑہ پر باڑہ چلتی رہی۔ اور ہوا انکی آواز دور دور تک جہاں ہم نہایت شاندار موقعہ پر بیٹھے
لڑائی کا رنگ دیکھ رہے تھے پہونچاتی رہی۔ آتشباری تین بجے کے قریب بند ہوگئی۔ جسے ہم نے قیاس کر لیا کہ ترکوں نے ویلیر فتح کر لیا
ہے مگر واقعات مابعد سے واضح ہوگیا کہ یونانی اوسوقت تک صرف اپنی توپیں نکال لے گئے تھے۔ اور وہ ابھی گاؤں کے مغرب اور
جنوب کیطرف چند مکانات پر برابر قابض تھے۔ ترکی ہیڈکوارٹر کے ساتھ جسقدر نامہ نگار تھے۔ وہ یہ کہکر پانچ بجے سے پہلے الاصونا کو
روانہ ہوگئے کہ ہم آج کے دن کی لڑائی کے حالات اپنے اپنے اخبار کو لکھنے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ مسٹر ہنگٹ نے یہیں ٹھیرے رہنے کا فیصلہ
کیا۔ ہمارے ٹھیرے رہنے کی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ ہم نامہ نگاروں کیطرح لڑائی کے مشاہدہ سے شکم سیر نہیں ہوگئے تھے۔ اس جلدی نہ کرنے
کا ہمیں صلہ بھی ملگیا۔ وہ یہ تھا کہ ہمنے فیصلہ کن آخری ترکی حملہ کو جسنے محاربہ کے پہلے دور کو ختم کیا۔ اور تھسلی کی یونانی فوج میں
قابل افسوس اور مضحکہ خیز بھگدڑ اور سراسیمگی ڈالدی۔ اپنی آنکھ سے معائنہ کیا چھ بجے کے قریب پھر یکبارگی رائفل آتشباری بافراط
شروع ہوکر تقریباً آدھ گھنٹہ ہوتی رہی۔ بعد ازاں چند سوار دوڑتی آئیں جو خط مراجعت کی حفاظت کر رہے تھے۔ یونانی سپاہی
پیچھے ہٹتے دکھائی دئے۔ اور اسکے ساتھ لڑائی ختم ہوگئی شام کو الاصونا واپس جاکر ہمنے نامہ نگاروں سے ذکر کیا۔ کہ ترکوں کی اس فتح
سے یونانیوں کیلئے اپنی موجودہ پوزیشن واقع اقامت کو قائم رکھنا میری رائے میں ناممکن ہوگیا ہے۔ مگر اسبات کا کسیکو مطلق
گمان بھی نہ تھا۔ کہ جبکہ ہم یہ باتیں کر رہے تھے۔ یونانی غزالان رم شدہ کی طرح اندھا دھند سراسیمہ وار بھاگے چلے جا رہے تھے۔
ویلیر ٹرناووس کے شمال مشرق میں ریلوے لائن پر اس کے قریب واقع ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اس قدر کثیر التعداد فوج جیسی کہ
ادہم پاشا کے ساتھ تھی۔ باسانی ٹرناووس اور نیز لاریسا کی یونانی پوزیشن کو گھیرے میں لیکر یونانی فوج کیلئے مراجعت کا راستہ
بند کرسکتی تھی۔ مزید برآں خیری پاشا کے ڈویژن کی پیشقدمی سے جو بمقام ڈماسی سے بڑھا تھا جنوب مغرب کیطرف یونانی میسرہ
کے بھی احاطہ میں آجانیکا اندیشہ تھا پس ایسی صورت میں یونانی جرنیل ویلیر کے فتح ہوجانے پر پسپا ہوجانے میں بالکل درست
چال چلے تھے۔ اسیوجہ سے لاریسا کو چھوڑ دینا بھی بالکل درست تھا۔ کیونکہ اب اس کی حفاظت بکامیابی نہیں کیجاسکتی تھی
اگر حفاظت کی کوشش کیجاتی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ شہر کی کل محافظ فوج ترکوں کے ہاتھ اسیر ہوجاتی اور غالباً شہر بھی گولہ باری
سے منہدم ہوجاتا۔ لیکن ٹرناووس کی شکست پر ۲۳ اپریل کی رات کو جو بیشرمانہ اور ذلت بخش بھگدڑ ہوئی اور نیز اس پاگلانہ ہنگامی
کیلئے جو ۲۴ اپریل کو بعد دوپہر لاریسا میں پھیلی۔ اور کل فوج مع اکثر باشندوں کے یکدم بھاگ گئی۔ کوئی وجہ پیش نہیں کیجاسکتی
مگر جیسی یونانیوں کی یہ مجنونانہ وحشت اور سراسیمگی حیرت انگیز تھی ویسی ہی ترکی ہیڈکوارٹر کا یونانی بھاگڑ سے بیخبر محض ہونا

اور تعاقب مردانہ کی مطلقاً کوئی کوشش نہ کیا جانا بھی کچھ کم حیرت انگیز نہ تھا حتی کہ اگر ان بیکو فساعوم مردانہ اور با فتنیاب
خود قابل تعریف سعدی سے کام نہ لیا تو تھسلی کے دار الخلافہ کیطرف عساکر عثمانیہ کے بڑھنے سے پیشتر غالب ہے وہ اور پانچ
دن دره ملونا کے قرب و جوار ہی میں ضائع کئے جاتے -

اربوطہ وقریبی اسدن پہاڑی سومو کریتری کیطرف سے بھی جو بجانب دائیں ہاتھ تقسیم شدہ آتشباری کی آواز
سنائی دیتی رہی - یہ بلند اور دشوار گذار پہاڑی ملونا سے پانچ میل کے فاصلہ پر جانب مغرب
واقع ہے یونانی اسکی چوٹی پر قابض تھے - اور انکو ہٹانے کی کئی کوششیں ناکام ہو چکی تھیں یہ پہاڑی مذکورہ بالا
ناقابل تسخیر نظر آتی تھی - ۱۹ اپریل کو ترکی فوج پیدل اور یونانیوں میں سارا دن سخت آتشباری ہوتی رہی ترک پہاڑی
کی مشرقی جانب کے ٹیلوں پر جیسے چیونٹیاں کیطرح چمٹے ہوئے تھے - اور یونانی چوٹی پر تھے ترک نہ انہیں نکال سکتے تھے اور نہ پیچھے ہٹنا
چاہتے تھے - یہ معرکہ اسطرح پر پیش آیا تھا کہ ارنھودوں کی پانچ رجمنٹیں جسے ادہم پاشا نے خاص فاصلہ پہاڑی کو تنہا فتح کرنے اور
اسپر بطور خود حملہ کرنیکی اجازت طلب کی - اور چونکہ یہ لوگ پہاڑی جنگ آزمائی میں بہت مشاق ہیں وہ پانچ ہے وہ اس کام میں
ضرور کامیاب ہوجاتے مگر جلد کی فتح ہو جانے سے انہیں اس جوکھم میں پڑنے کی ضرورت نہ رہی - اپنی باقی فوج کے میدان کو ہٹ جانے
کی وجہ سے یونانیوں نے رات کیوقت خود بخود پہاڑی کریتری کو چھوڑ دیا ہے شاط پاشا کی بھی جو قلب کی فوجوں کا کمانڈر تھا مطلع
تھا حصار ملونا کے سامنے کے علاوہ یہیں دائیں رخ غنیم سے سخت معرکہ آرائی ہوتی ہم اسکی توپوں کی گرج سنتے تھے مگر بعید فاصلہ
کیوجہ سے بالکل آتشبازی کی آواز نہ سن سکتے -

مسٹر ڈبلیو کیمپ رسل[1] کے اس معاملہ کے بعد جو اسنے فصب کوئنگ گرانڈ کے مقام پر پیہیر ینگ مانڈو دو کا کیا تھا سنا کیا
پھر کسی شخص کو لڑائی کے ہر ایک پہلو اور جملہ حالات کے دیکھنے کا ویسا عمدہ موقعہ نہیں ملا جیسا کہ ان لوگوں کو حاصل تھا - جو
مشیر ادہم پاشا کے ساتھ درہ ملونا کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے - لڑائی کا کل منظر نقشہ کی طرح ہماری آنکھوں کے سامنے کھچا ہوا تھا اور
اگرچہ ترکی توپیں ہم سے دو میل کے فاصلہ پر تھیں مگر ہم کل آتشباری کو اچھی طرح سے دیکھ رہے تھے ہوا ایسی شفاف اور صاف
تھی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ توپیں صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہیں - توپوں کے چلنے کے بعد جو دہواں انکے دہانہ سے نکلتا تھا
انکی گرج - اور یونانی و ترکی گولوں کے پھٹنے سے جو گرد وغبار اور دہواں اٹھتا تھا - انہیں ہم بخوبی دیکھ اور سن سکتے تھے -

ترکی سپاہیوں کے بےنظیر جنگی و اخلاقی اوصاف ہمارے دیکھتے دیکھتے کئی مجروح عجیب و غریب مشرق
کے ہو نیر اوپر لائے گئے - ان جانوروں کی زینیں
عجیب قسم کی تھیں اور اونکی بوجہ بھی عجیب گونا گوں قسم و ہئیت کے تھے - ان مردہ اور قریب المرگ انسانوں کے مشاہدہ کا

[1] ولیم ہاورڈ رسل پہلا اخباری اونگار ہے جو میدان جنگ کو گیا - یہ ٹائمز کا نامہ نگار ہو کر محاربہ کریمیا میں شامل ہوا تھا - اور انگریزی کمیسریٹ کی بے
انتظامی اور جنگی حالت زار اور مصائب کی پوست کندہ حالات تحریر کیکے تمام جہاں کی اسطرف توجہ کردیا تھا [2] یہ لڑائی ۱۸۰۶ء کو محاربہ جین رونامش کے دوران میں ہوئی تھی

تاریک زرخ بیابانہ بڑی شد و مد کے ساتھ جو اس خسہ کے سامنے نمودار ہو جاتا تھا۔ ہم صبور و متحمل سپاہیونکی میل در میل
لمبی قطاروں کے پاس سے جو کوفتہ و ماندہ آبلہ پا بھاری بھاری بوجھ اوٹھائے ہوتے تھے بارہا گذرے۔ مگر کبھی کسی کو اُف کرتے یا پیٹھ
پھیر کر واپس جاتے نہ دیکھا۔ بیشک دنیا بھر میں کوئی سپاہی ترکی سپاہیوں ایسے صابر جفاکش اور بہادر نہیں ہیں۔ ترکی سپاہی کی
خوراک دیکھو تو محض ناشتے پر گذارہ کر رہا ہے۔ یہ معلوم ہونے پر تم حیران ہو جاؤگے منزل کیسی لمبی سے لمبی ہو وہ برابر بڑھتا چلا جائیگا
کہیں کھڑا ہونا دریغ نہیں اور خطرناک سے خطرناک موقع پر او سے کھڑا کر دو اسکے قدم کبھی نہ ڈگمگائینگے۔ ترکی سپاہی کمال با صبر
سلامت رو سادہ مزاج۔ جانباز اور ایسے بہادر ہیں کہ اونکی بہادری حد مناسب سے بھی تجاوز کر گئی ہوئی ہے۔ قرا قیر یا الاصونا کی
سڑک پر جو اسی میل سے زیادہ طویل ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی گذرے مگر ایک فرد سے بھی کوئی نامناسب حرکت سرزد نہ ہوئی جسے
کا رویہ ایسا شائستہ رہا کہ یورپین فوج کا بھی غالبا ویسا اچھا نہ پایا جاتا۔ یونانی خاندان بدستور پر امن طور ان الاصونا میں مقیم رہے
کسی نے اونکی طرف آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھا۔ اونکے بچے بلا خوف و خطر سپاہیوں میں کھیلتے کودتے رہتے۔ تمام نامہ نگار بڑے زور اور گرمجوشی
کیساتھ ترکی سپاہیوں کی شجاعت بہادری اور ناقابل تعریف جفاکشی اور تحمل کے معترف تھے۔ ان نامہ نگاروں میں سے پانچ انگریزی اخبارات
کے نامہ نگار تھے۔ ان نامہ نگاروں ہی نہیں بلکہ ہر یورپین نے جنے ترکوں کو کسی محاربہ میں دیکھا یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اونکے اعلیٰ جنگی اوصاف
اور بے نظیر خوش اطواری کی جیسی زبردست اور قابلانہ شہادت مسٹر آرچیبالڈ فوربس نے دی ہے ویسی اور کوئی نہیں دیسکا۔ یہ فاضل
اور بے امتیاز وقائع نگار ۱۸۷۷ء کی محاربہ روم و روس میں صوبجات بلگیریا و رومیلیا میں روسیوں کے ساتھ رہا تھا۔ یہ امر واقعی
نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ ترکی سپاہیوں کے بدنام کرنیوالوں نے کبھی اونہیں دیکھا نہیں جسطرح ہم اونہیں بغور دیکھا اور تحصیل
میں دیکھ چکے ہیں۔ اگر ان الزام دہندگان نے بھی کبھی انکو اسطرح دیکھا ہوتا۔ تو ترکونکے پاؤں پر دہ ہو کر بیٹھتے۔

مسٹر آرچیبالڈ فوربس مشہور وقائع نامہ نگار نے ۱۸۷۸ء کے رسالہ نائنٹینتھ سنچری (انیسویں صدی) کے صفحات ۷۷۵ و ۷۷۶
پر ترکی سپاہی کی نیک چلنی اور اوصاف مردانہ کی نسبت حسب ذیل شہادت تحریر کی تھی۔ دریائے روم سے لیکر دریائے ڈینوب اور ڈینیوب
سے لیکر بلقان تک میں نے تمام شہروں میں کسی شخص کو یہ شکایت کرتے نہ سنا کہ ایسے سال گذشتہ کے واقعات کی بدولت ترکوں
کے ہاتھ سے نقصان پہونچایا گیا تھا۔ حالانکہ اس بارہ میں جیسے نہایت جد و جہد اور تاک و دو سے تفتیش و تحقیقات کی میں نے کسی عورت
کو تلوار سے زخم خوردہ نہ پایا۔ نہ کسی عورت کے بے عصمت ہونیکی داستان سنی میں اپنے سابقہ تجربات کی بنا پر بوثوق سے کہہ سکتا
ہوں کہ اگر کسی عورت کیساتھ ناجائز سلوک کیا گیا ہوتا۔ تو وہ بلا تکلف اپنا ماجرا بیان کر دیتی۔ ہر بلغاری کسان کے کھیت

نوٹ مجھے یہاں بھی مسٹر الشیبانہ سے اتفاق نہیں ترکی سپاہی کی عمدہ پرداخت میں خواہ کیسا تغافل برتا جائے۔ مگر اس کی غذا کا خاص خیال رکھا جاتا ہے
اور حتی الامکان اوسکو کبھی فاقہ نہیں کرایا جاتا۔ ہاں اونکی طبعی سادگی اور سادہ طریق پرورش کیوجہ سے اوسکے لئے پارچہ اور کھانے کا کوئی لمبا چوڑا اہتمام
اور سامان نہیں کرنا پڑتا۔ اور بہت تعداد کو بیماری کیلئے [illegible] کی تمام جرار و کمانڈر ساتھ رکھنے کی احتیاج نہیں ہوتی۔ اس جادہ نگار موصوف
[illegible] اور تحاریہ سلطنت عثمانیہ کے نام [illegible] جو خداداد کے متعلق حال میں ایک ضخیم کتاب شائع کی ہے

میں اونکا پچھلے برس کا بوسہ برابر موجود ہے۔ اور اونکی مکانات کی چھتوں کا پھوس بتا رہا ہے کہ وہ تازہ نہیں بلکہ برسوں کا پرانا ہے۔ دو سال پچھڑے ہوے ہال اور اونکے شیر خوار بچے کے ساتھ مزید نہیں چرنتے دکھائی دے رہے ہیں۔ اور بلغاریوں کی بیلیں اوجانورں کی شکل و شباہت بتا رہی ہے کہ وہ بچے بڑے ہیں۔ اور اونکی بیویوں کے پانی بھر نیکے برتنوں کی شکل صورت بتا رہی ہے کہ وہ کئی برسوں سے استعمال میں آ رہے ہیں۔ صرف دیہات کے رہنے والے بلغاریوں کے متعلقات اور املاک اور املاک ہی اس بات کا ثبوت نہیں دے رہے ہے کہ اونکی معاشرت میں کسیطرح کا دخل نہیں دیا گیا۔ اور اونکے مال و اسباب کو کسی نے تاخت و تاراج نہیں کیا بلکہ شہری آبادی کے متعلقات سے بھی صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اونکو کسیطرح کی اذیت نہیں پہونچائی گئی ہے"

بالفاظ دیگر ترکی کو سخت سے سخت اشتعال ملنے کے باوجود۔ اور باوجود اس امر کے کہ روس نے بظاہر محض بلغاریوں کی خاطر اعلان جنگ کیا تھا۔ اور انہی کی حمایت کا بہانہ کرکے ترکی پر حملہ کیا تھا۔ اور ترکی سلطنت کو معدوم کرنیکی کوشش کر رہا تھا۔ نیز اس عام معلوم امر واقعہ کے باوجود کہ روسی گماشتے دل و جان بلکہ دل بادل عیسائی رعایا سے بغاوت کرانے کیلئے اپنی طرف سے کوئی کوشش باقی نہ رکھ رہے تھے۔ باوصف ان سب باتوں کے ۱۸۷۷ء میں ترکی آبادی یا ترک با قاعدہ سپاہیوں کی طرف سے بلقان کے شمالی علاقہ میں جہاں مسیحی آبادی تھی۔ یا قتل سے نہ کہ تاخت و تاراج تک سے ایک واحد واقعہ کا بھی ارتکاب نہ ہوا۔ اور وہ برابر کمال ضبط و تحمل سے کام لیتے رہے۔ مگر جب پانی سر سے گزر گیا۔ اور کہیں مسلمان آبادی پر بلغاریوں عیسائیوں اور کاسکوں کی سفاکی اور سیاہ کاری حد برداشت سے تجاوز کر گئی۔ اور ترکوں کو کافی سے کافی اشتعال مل چکی۔ تو پھر آخر الامر وقت انہوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کر دیا۔

جنگ کا اعلان اپریل ۱۸۷۷ء میں ہوا۔ کل بلگیریا ترکی سپاہ سے بھرا پڑا تھا۔ اور بظاہر کل معاملہ کے یہی بلغاری باعث و موجب تھے۔ تاہم ناگفتنی ترکوں نے اونکو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچائی۔ کچھ عرصہ بعد روسی ڈینیوب عبور کر کے ٹرائی شروع ہو گئی۔ ترک پیچھے دھکیل دئے گئے۔ اور بظاہر حال ترک بازی بالکل ہار بیٹھے۔ مگر پھر بھی مسلمانوں سے کوئی زیادتی نہ کی۔ بلغاری عورتوں اور بچوں سے کوئی بدسلوکی نہ کی گئی۔ اور بلغاری مردوں سے کسیطرح کا تعرض نہ کیا گیا۔ الغرض چپ چاپ کئی مہینے گزر گئے۔ اور ایک واحد عیسائی پر بھی جبر نہ کیا گیا۔ اس بارہ میں مسٹر آر جی بلڈ ونس کی شہادت سے بڑھکر کسکی شہادت مستند ہو سکتی ہے۔ وہ تذکرہ مدرسہ ایلیپ کے صفحات ۵۴، ۵۵، ۵۶ پر حسب ذیل تحریر کرتے ہیں"

"جب ترکیوں نے ڈینوب کے جنوبی کنارہ پر اپنے قدم جما لیئے۔ تو ترکی سپاہی بالکل چپ چاپ کسی بلغاری مکان کے سامنے کو درخت کی ٹہنی تو ڈنیکی خفیف ترین حرکت تک ارتکاب کرنے کے بغیر شہر وں کو خالی کر گئے۔ انکے ملکی بھائی (یعنی مسیحی) کے دیار کا روں کسیطرح کسی زرہ بھی ناشائستہ یا جابرانہ فعل کے مرتکب ہو نیکے بغیر اپنے سپاہ چلے گئے ہو نیکے۔ جب جدا شدہ سپاہیوں کے دستے مسلمانوں کی بستیوں میں جو پیچھے ہٹ گئے ہوئے تھے۔ مگر کسی سپاہی نے کسی بلغاری کی ایک مرغی تک چھو ماننے پایا اور ہی سے پاکیزہ ایک جیتی تک لینے کا ارتکاب نہ کیا۔ ایک ترکی فوج کئی دن تک جہاں گرد رہی۔ نہ ان پھر تا ہر سے

ہم شنبہ کو صبح کے آٹھ بجے پھر اوسی سے آب شیر گرد آلود جیسا تک سڑک پر الاصونا سے دریہ ملونا کو روانہ ہوئے۔ اور
مارشل سے تھوڑی ہی دیر بعد چوٹی پر پہونچ گئے۔ کل جنرل شاف کرے صلاح و مشورہ میں مصروف تھا۔ سڑک کے کنارہ
ایک پیڑ پر نقشے بچھے ہوئے تھے۔ اور سب اوس پر غور و فکر سے آپس میں صلاح و مشورہ کر رہے تھے۔ وہاں پہونچتے ہی ہمیں معلوم ہو گیا
کہ یونانی ہر طرف سے پسپا ہو کر پیچھے ہٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اور کہ کل ترکی فوج عام مستعدی کیا ہی چاہتی ہے۔ لیکن مارشل
حسب معمول عجلت بیجا سے محترز رہے چنانچہ جب گھوڑے پر سوار ہو کر پیچ و تاب کھاتی ہوئی اور تقریباً عمودی پہاڑی پگڈنڈی
کے راستہ جو کھسکتی کو جاتی تھی۔ آگے بڑھے او وقت ٹھیک ساڑھے گیارہ کا عمل تھا۔ ہر ایک چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اور
سب کی زبان سے یہ فقرہ نکل رہا تھا کہ لاریسہ کو چلو۔ لاریسہ کو چلو۔ تقریباً دو گھنٹوں کی سواری کے بعد ہم پینیا کے اوس آئرن
ندی کے کنارہ پر پہونچے جسکی خوبصورتی کا ہم کل پہاڑی کی چوٹی سے اعتراف کرتے رہے تھے۔ اوسکا شفاف فرحت بخش آب زلال
پہاڑوں سے جوش مار کر نکلنے کے بعد دو طرفہ مرغزاروں کو دور تک سیراب کرتا چلا گیا تھا۔ بر لب آب سرسبز و تازگی بخش درختوں
کا ایک چھوٹا سا گلستان کھڑا تھا جسکے دن ترکی توپیں اسکے قریب نصب کیگئی تھیں گرمی کمال شدت سے پڑ رہی تھی
اور تپتی ہوئی زمین پر سورج کی جلتی ہوئی کرنوں کا انعکاس آنکھوں کو چوندھیا رہا تھا۔ ندی کے کنارہ پہونچتے ہی سوار و
راہوار سب نے سیر ہو کر پیاس کی آگ کو فرو کیا۔ اور درختوں کے سایہ کے نیچے ذرا سستانے بیٹھ گئے۔

مشیر و ٹرناووس

مشیر نے یہاں سے دریہ کو واپس چلے جانیکا قصد ظاہر کیا۔ مگر پہلے یہ توقف ٹرناووس تک بڑھ
چلے جانیکی بڑے زور سے التجا کی اور عرض کیا کہ قصبہ مذکور پر ترکی کچہری قابض ہو چکی ہے
اور کچھ دن ضائع جانے دیا جائیگا۔ وہ ترکی کے حق میں بہت مضر ہوگا۔ شیخ کے شان کے قابل یہ ارکان بالخصوص ثابت بک
اور حبیب بک یاور سلطانی نے بھی اس رائے کی بڑے زور سے تائید کی۔ جسپر ایک سایہ دار درخت کے نیچے دیر تک صلاح
و مشورہ ہوتا رہا۔ اور بالآخر جب مارشل اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اوسکا منہ ٹرناووس کیطرف پھیر دیا۔ تو ہم سب کی
خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ قصبہ مذکور یہاں سے دس میل تھا۔ سڑک اچھی تھی مگر نہایت گرم آلود اور گرمی غضب کی پڑ رہی تھی
دھوپ میرے سر میں گھس گئی۔ اور میں بعد مشکل زین پر بیٹھا رہ سکا۔ تاہم اوس سخت کا خطرہ یا دقت حادثہ نہ ہوئی دشمن
کا کہیں نام و نشان نہ پایا گیا۔ اور ہمارے دائیں ہاتھ کی پہاڑیوں کی چوٹیاں ترکی فوج پیدل کے کالم سے جو آگے بڑھے جا رہے
تھے ڈھکی ہوئی تھیں۔ راستہ میں ہم نے یونانی بھاگڑ کی کوئی زیادہ علامتیں نہ دیکھیں حالانکہ جو کیفیت یونانی فوج کے ہمراہ
انگریزی نامہ نگاروں نے لکھی تھی۔ اوسکے لحاظ سے یہ علامتیں بکثرت تمام پائی جانی چاہیے تھیں۔ ٹرناووس کے مکانات اور مینار دکھائی دیتے ہی
ہم سواروں نے گھوڑوں کو تیز کر دیا۔ اور تین بجے شہر کے مضافات میں داخل ہو گئے۔ ہمیں داخل ہوتے وقت شہر نے ایک نہایت
خوبصورت گلاب کا پھول عطا کیا۔ شہر کے اندر جو ریت پر سے دریا زیر پاس ایک مختصر سا خوبصورت مقام سے کسی ہنگر نکلا تھے۔
دریا بالکل خشک پڑا تھا۔ مارشل نے چاروں طرف کل علاقہ کی بڑے احتیاط سے دیکھ بھال کی۔ کہ کہیں دشمن کا کوئی نشان تو نظر

نہیں آتا تھا مگر کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔ آخر کار گرمی جس سے اور زیادہ برداشت نہ ہو سکی۔ بہار گذر ایک خوشنما خوبصورت مکان کے سامنے سے ہوا۔ اوسکی نچلی منزل کا دروازہ جو نہایت سرد تھی کھلا ہوا تھا۔ میں گھوڑے سے اتر کر اندر داخل ہو گیا۔ اور ایک کہنہ چارپائی پر جو وہاں پڑی تھی لیٹ گیا۔ اور دوسرے دن آٹھ بجے صبح تک لیٹا رہا۔ تھوڑی دیر بعد شیر نے اپنے ایک یاور کی معرفت کہلا بھیجا کہ اونکا کیمپ چشمہ قرہ دیرہ کے کنارے نصب کیا گیا ہے۔ وہ رات وہیں جاکر بسر کرینگے۔ تمہارے لئے بھی وہاں ایک خیمہ الگ کر دیا جائیگا۔ مارشل نے ٹرناووس میں شب باش ہونا مناسب نہ سمجھا تھا کیونکہ دشمن کا ٹھکانا رہنے کا معلوم نہیں ہوا تھا۔ مگر میں نے اپنی میں واپس جانیکی سکت نہ دیکھی۔ علاوہ بریں میں جانتا تھا کہ دوسرے دن مجھسے یہ نہیں ہو سکیگا کہ اسی مسافت کو پھر طے کر کے ٹرناووس اور لاریسہ تک کی دس میل کی مسافت مزید طے کر سکوں۔

ایک جرمن افسر کی مہربانی

جرمن جنرل سٹاف کا ایک پنشن یافتہ افسر بیرن وان سوین برگ نے جس کی نسبت عام خیال تھا کہ اوسے قیصر جرمنی نے خاص اپنی طرف سے لڑائی کا تماشا اور اسکے حالات کی رپورٹ کرنے سمجھنے کے لئے بھیجا ہوا ہے۔ بکمال شفقت و نوازش سے ہمارے ساتھ ٹھہرنے اور حفاظت کے انتظام کرنیکا ذمہ لیا اور پھر نہایت قابلیت اور حسن لیاقت سے جو جرمنوں کا قومی خاصہ ہو رہی ہے۔ ان چھ سواروں کو جو ہماری خدمت و حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑے گئے تھے۔ دو دستوں میں تقسیم کر دیا کہ ہر ایک دستہ چار چار گھنٹے گشت کرے۔ اور ریوو نیک اور نیز اپنے اسکورٹ کے افسر سردیک کو ہر دو گھنٹوں کے بعد پہرہ داروں کا معائنہ کرتے رہنے کا حکم دیا۔ بیرن نے بذات خود بھی رات میں تین دفعہ گشت کی۔ مگر کسیطرحکا کوئی حادثہ نگذرا۔ اوس رات ٹرناووس میں جو خوف گراہ صرف مرغوں اور بلیوں کا تھا چھ خاندانوں کے سوا باقی کل یونانی آبادی شہر چھوڑ کر بھاگ گئی ہوئی تھی۔ ان خاندانوں سے کسیطرحکا تعرض نہ کیا گیا تھا۔ شہر میں مرغیاں اور کبوتر بکثرت اور چند مویشی بھی موجود تھے۔ یہ جانور کوفت زدہ اور گرسنہ سپاہیوں اور نیز ہمارے لئے ایسے موقعہ پر خاص نعمت الٰہی تھی۔ ایلیا نے نہایت خوشگوار چیزوں کا شوربا پکایا۔ جسے میں نے خشکہ کے ساتھ کھایا اور سیر ہو کر خوب میٹھی نیند سویا۔ جس سے میری چاہت اور سکت پھر عود کر آئی۔

دوسرے دن ہم دس بجے لاریسا کیطرف جسپر کہ سکوف پاشا کے قابض ہو جانیکی خبر ہمیں تھوڑی دیر پہلے ملگئی تھی روانہ ہوئے۔ ہماری جماعت میں میرے اور ایلیس کے علاوہ بیرن سوین برگ۔ روڈوف نیک۔ ایلیا اور چھ سوار تھے۔ مارشل ابھی تک قرہ دیرہ میں ہی تھے۔

ترکی رحمدلی

بے زبان جانوروں سے ترک جیسی مہربانی اور رحمدلی سے پیش آتے ہیں۔ اوسکا ہمیں راستہ میں عینی ثبوت مل گیا۔ ایک چھوٹا سا بزغالہ جو ماں سے جدا ہو گیا تھا۔ سڑک پر متحیر چلاتا پھرتا تھا۔ ایک سپاہی کو رحم آگیا۔ اور اوسنے اوسے خورجی میں ڈال کر زین پر رکھ لیا۔ دریا پینی اس کے پل کے سرے پہ ہمیں چند لمحوں کیلئے سنتریوں نے روک لیا۔ وہاں ہماری ایک طویل القامت متقی نمایاں خضر صورت شاندار معمر ترکی کرنیل سے ملاقات ہوئی۔ وہ سچی گرمجوشی اور حسن اخلاق سے جو تمام یونانی لٹریچر کے نسبت باعث ترکوں کا خاصہ ہے ہمسے ملا۔ اور جب اس نے میمنے کو دودھ کیلئے چلاتا سنا۔ تو اوسی وقت

ایک بکری منگواکر بچہ کو دودھ پلوایا۔ یہ باشکوہ مہمان افسر پلیونا کے محاربوں میں سخت زخمی ہوا تھا۔ اور یوم القبل ولیلار کی لڑائی میں بھی اوسے خفیف سا زخم پہونچا تھا۔ اس نے قہوہ سے ہماری تواضع کی۔ ہم اوسکے پینے میں مشغول تھے۔ کہ ایک فقیر صورت یونانی عورت وہاں آگئی۔ اور بہ پشتی شکایت کی کہ میرے بچے اس گاؤں میں ہیں جو پل سے دو میل بجانب جنوب ہے۔ مگر سنتری کسیکو پل پر سے گذرنے نہیں دیتے۔ کرنیل نے عورت کو بدست خود کچھ کھانا دیکر ایک کارپورل کو حکم دیا۔ کہ اوسے بچوں کے پاس پہونچا آئے۔ تکان زدہ کارپورل کیلیے جو سایہ میں بیٹھکر دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا اس حکم سے سخت مصیبت نازل ہو گئی۔ مگر اوس کی پیشانی پر کوئی بل نہ پڑا۔ اور فی الفور عورت کو ساتھ لیکر قانع و رضامند روانہ ہو گیا۔ ہم اونہیں دو میل کے فاصلہ پر جا ملے تھے۔

کارپورل اور عورت کی روانگی سے چند منٹ بعد ایک اردلی سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا کرنیل کیلیے تحریری احکام لایا۔ جسکا مضمون یہ تھا۔ کہ ترکی فوج کی کل صف پیشقدمی کرکے لاریسہ کو بڑھے۔ یہ حکم ملتے ہی بسرعت تمام بگل بجایا گیا۔ اور کرنیل کی رجمنٹ پانچ منٹوں میں صف بستہ و مرتب ہو گئی۔ راستہ میں ایک عجیب واقعہ گذرا۔ لاریسا جب چار میل کے فاصلہ پر رہگیا۔ تو بیرن نے گھوڑے کو تیز کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ اور کہا کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ سب اکٹھے چلیں۔ اوسنے جواب دیا کہ مجھے حتی الامکان جلد پہونچنا ضرور ہے۔ میں نے کہا۔ جلدی کی کوئی خاص وجہ تو نہیں نظر آتی۔ پھر دریافت کیا کہ تمہیں کیوں لاریسہ ایسی جلدی پہونچنا ضرور ہے۔ اس سوال پر اوسنے اپنا راز ظاہر کر دیا۔ اور جواب دیا۔ "کیونکہ میں جرمن ہوں۔ مجھے سب سے پہلے لاریسا پہونچنا چاہئے۔" یہ سنکر میری رگ حمیت بھی مشتعل ہو گئی۔ میری قومی غیرت کبھی گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ دوسری قوم کا کوئی شخص ایسی تعلی کی لے۔ . . اور میں اوسے بازی جیت لینے دوں۔ میں نے اوسے کہا اگر یہ بات ہے تو چلو دیکھیں کون بڑھتا ہے یہ کہکر میں نے بھی گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ اور اوسے سرپٹ چھوڑ دیا۔ دوڑ میں میرا گھوڑا افضل ثابت ہوا۔ میں تھوڑی دیر میں بیرن سے آگے نکل گیا۔ اور تخمیناً تین منٹ اوس سے پہلے شہر کے پل پر جو لاریسا سے متصل ہے پہونچگیا۔ مگر میں اوس سے ٹھہر گیا بلکہ بیرن کے ملنے کا انتظار کیا۔ اوسنے شب گذشتہ مجھ سے نہایت شفقت آمیز سلوک کیا تھا۔ اور میں اوسے خفیف نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حتی کہ اگر اوسنے لاریسا پہنچنے کیلیے اپنے جرمن ہونیکی دلیل پیش نہ کی ہوتی تو میں کبھی یہ دوڑ نہ کرتا۔ جب وہ آپہونچا تو ہم دونوں دوش بدوش پل پر سے گذرے۔ ہمارے پہونچنے سے کچھ ہی دیر پہلے کرسکوف پاشا نے پل کے نیچے سے ڈائنامیٹ نکلوا کر پھنکوا دیا تھا۔ مگر سکوف کے سوا ہم پہلے غیر ترک تھے۔ جو لاریسا میں داخل ہوئے بلکہ ترکی فوج پیدل بھی ہمارے پیچھے پہونچی۔ میرا اردلی کے سوا اور اُلس دس منٹ بعد پہونچے۔ دیگر یورپین نامہ نگار وغیرہ مختلف جماعتوں میں تقریباً ایک گھنٹہ بعد آئے انمیں سب سے پہلے مسٹر ہالم نامہ نگار یا مز اور مسٹر ریلڈن نامہ نگار ٹائمز تک پہونچے تھے۔ الغرض ترکوں کی ایک شاندار رجمنٹ ہم سے تین کرو سہ پہر ... پلٹن بالکل قریب پہونچگئی تھی۔ اور بآواز بلند خوشی کے نعرے لگاتی پل کے نعلی مرغزاروں پر سے لگے بڑھی چلی آرہی تھی

ترکوں کی خوش اطواری

ہر جگہ ترکوں نے نہایت ہی قابل تعریف اور نمایاں جرأت انتظام و ضبط رکھا۔ اور رعایا کے جان و مال کی سلامتی میں کسیطرح کا خلل نہ پڑنے دیا۔ لاریسا میں ہر گلی کوچہ کے سر پر سنتری کھڑے کر دئیے گئے۔ اور کسی کو بغیر پاس اردلی کے سوا اور کسی کا کچھ شارع پر گذرنے کی اجازت نہ تھی مختلف مقامات پر جو چند

مستعین تھے۔ اونکو تاکیدی حکم تھا کہ جس سپاہی کے پاس ذرا سا بھی لوٹ کا مال دیکھیں اوسے فی الفور روک لیں مگر
سپاہیوں کے حق میں واقعی یہ بڑی سختی تھی۔ کیونکہ اونمیں سے بعض نے جو بھوکے پیاسے تھے گوشت کے ٹکڑے یا معززیات کے چھیلے
اوٹھا لیے تھے وہ اون سے جبراً چھنوا دیے گئے۔ ان چیزوں نے جنکو اونکے مالک و متصرف (یعنے سپاہی) حسرت بھری نگاہ سے پیچھے پھر کر دیکھتے
تھے تھوڑی ہی دیر میں زمین پر چاروں طرف انبار لگ گیا۔ یونانیوں نے محاربہ کے پہلے ترکوں کو جو نہایت سخت اشتعال دلائے تھے اوس پر خیال کرکے
ترکوں کا یہ شریفانہ برتاؤ اور حسن انتظام واقعی حیرت انگیز معلوم ہوتا تھا کسی یورپین فوج کا برتاؤ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ
بہت کم کا ویسا بھی پایا جاتا۔ اس نظیر کا عجب لحاظ اثر ہوا اور بہت کم سپاہیوں نے کسی چیز کو ہاتھ لگایا۔ اکثر یونانی باشندے بھاگ گئے تھے کچھ
تھوڑے سے باقی تھے جو یونانی حکومت کے آخری دو دنوں کی نسبت ترکی تولیت و محافظت میں بدرجہا اچھے رہے۔ کیونکہ یونانی
حکام شہر سے بھاگتے وقت تمام قیدیوں کو رہا کرکے اونہیں پر ڈال گئے تھے۔ ان پرندگان قفس نے اور یونانی بے قاعدہ سپاہیوں کی کمک
اور خود کے ساتھ ملکر امن پسند باشندگان شہر کا ناک میں دم کر دیا تھا اور لوٹ مار کا بازار خوب گرم کر رکھا تھا۔ ان نالائقوں نے بعض بعض
صورتوں کو بےحرمت کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ یہ سب باتیں بیچارے بے قاعدہ باشندوں نے بیان کیں سربرآوردہ اشخاص نے جنمیں ایک پادری اور
ایک اطالین تھا۔ بیان کیں۔ ترک بھی کوارٹر کے شاف و تاخت و تاراج کے انسداد کیلیے ہر ایک کوشش جو ممکن تھی کی۔ یونانی سپاہیوں کو جو دا اور بھاگ گئے
اوٹھا لیجانے کی یادداشت میں پیدا لگ گئے۔ لاریسا میں آنے کے صرف دو چار روز پیشتر جو با علانیہ یہ محض اتفاقیہ تھے۔ پل سے لیکر شہر کے ہوا کے
تک کل راستے میں تین لاشیں دکھائی دیں۔ دو یونانی سپاہیوں کی تھیں اور تیسری ایک غیر فوجی شخص کی معلوم ہوتی تھی۔ ہمنے
چند یونانی اسیران جنگ لائے جاتے دیکھے۔ تین سپاہی۔ ایک کپتان۔ اور دو غیر منظم یا بے قاعدہ فوج کے سپاہی تھے۔ یہ سب پست
قامت۔ بیہودہ، کمزور جسم اور کمینہ شکل تھے۔ اگر یونانی فوج کے باقی لوگ بھی ایسے ہی تھے۔ اور یہ اسیر اپنی سپاہ کا سچا نمونہ تھے۔ تو پھر فراخ سینہ
مضبوط جسم۔ خوش شکل۔ قوی الاعضا۔ اور ناقابل المغلوب عثمانی شیروں کے سامنے اونکا ایک لمحہ بھی ٹھیر سکنا ذرہ بھر تعجب انگیز
نہیں ہو سکتا۔ اور اسی سے یہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یونانی گورنمنٹ اور اوسکی بیٹھیا جنہوں نے بلا وجہ ایک ایسے
غنیم سے جو ہر لحاظ سے غالب و فائق تھا۔ قصداً خود ابتدا کرکے لڑائی چھیڑی۔ کسی اہم مسئولیت اور ذمہ داری عاید ہو رہی ہے مگر کوئی
لاریسہ میں دس بڑی توپیں پانچ ہزار گراس رائفلیں ہر قسم کے سامان جنگ کی وافر مقدار اور خوب معمور گودام و ذخائر ہاتھ لگے

لاریسا میں ورود پہنچ اس کے طویل پل سے گذرنے کے بعد ہم بڑھ کر بازار کے سرے پر ایک مسجد کے نیچے جو پل اور دریا کے قریب نہایت
پر فضا موقع پر استادہ ہے ہم تھوڑی دیر کھڑے رہ کر ترکی فوج پیدل کو شہر میں داخل ہوتے دیکھتے
رہے۔ پیدل پلٹن جو پلٹن شہر میں داخل ہو رہے تھے سپاہیوں کے چہرے غبار آلود اور گرمی کی شدت سے عرق عرق ہو رہے تھے
مگر انداز سب کا متکبرانہ اور شجاعانہ تھا۔ بینڈ فاتحانہ سُریں بجا رہے تھے مگر افسوس ترکی جنٹوں کے بینڈ صرف برائے نام
ہیں اور یورپین افواج کے بینڈوں کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ بہرحال ترکوں کی یہ خوشی بیجا نہ تھی۔ انہوں نے

* اگست ۱۸۹۶ء میں جلالتماب نے اس نقص ونگی کی بھی اصلاح کر دی ہے۔۔

فصل یازدہم تھسلی میں پیش قدمی اور اسپر تصرف

جنرل افسر اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ ادہم پاشا نے ۱۴ اپریل کو غنیم کی پوزیشن پر مجتمع طاقت سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر جب تاریخ مذکور کو اوسکی فوجیں آگے بڑہیں تو ہراول دستے دشمن کو اپنے سامنے مضبوط پوزیشنوں میں قائم پانیکی بجائے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لاریسا کی طرف ہٹ گیا ہے اور اپنی تمام کوہستانی پوزیشنوں کو چھوڑ گیا ہے۔ یونانی ولیعہد کے حکم سے راتوں رات ایسی تیزی اور تعجیل کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے تھے کہ صبح تک میدان کارزار میں اونکا نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ خیری پاشا کے ڈویژن نے جو ڈاسی سے بڑہا تھا فی الفور ٹرنادوس پر قبضہ کر لیا۔ اور ترکی ہیڈ کوارٹر قرقطار کو منتقل کر دیا گیا۔ ادہر حقی پاشا کے ڈویژن کو جو منکلا سے بڑہا تھا ترنکالا اور سالموریا کے ریلوے لائن پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم پہنچایا گیا۔

ٹرنادوس کو ترکی سپاہ نے تقریباً بالکل اجڑا ہوا پایا۔ مگر چالانکہ یونانی سپاہ کئی ہفتے مقیم رہی تھی۔ سامان رسد [illegible] کے بڑے بڑے گودام ابھی تک وہاں موجود تھے۔ سامان رسد میں زیادہ تر بسکٹ ۔ اچار ۔ انگوری شراب ۔ برانڈی ۔ اور آٹہ وغیرہ اجناس کی وافر مقدار پائی گئی۔ ادہم پاشا نے شہر کیلئے ایک مقامی حاکم مقرر کر کے اسکے دوکانوں کی حفاظت اور ہر طرح کی لوٹ مار اور تاخت تاراج نہ ہونے دینے کیلئے پہرہ لگا دینے کا حکم دیدیا۔ ترکی سپاہیوں نے بتعمیل حکم شراب کے وافر ذخیرے بڑی محنت کے ساتھ گوداموں اور تہ خانوں سے نکال کر باہر پھینکدیے۔ اور ہر کسی مسلمان کو اوسے منہ لگانے کا خیال تک نہ آیا

رفتہ رفتہ وہ یونانی سپاہی جو ادہر اودہر چھپے ہوئے تھے۔ لرزاں و ترساں جان بخشی اور امان کی التجا کرتے ہوئے [illegible] کر کے باہر نکلنے لگ گئے اور کہا کہ یونانیوں میں یہ مشہور کیا گیا تھا کہ جو آدمی فاتحین کے ہاتھ لگا وہ زندہ نہیں رہنے پائیگا۔ شہر کے باشندوں کی تشفی و دلاسا دیکر [illegible] خاطر کیا۔ پھر کھلا پلا تازہ دم کر کے اونہیں رہا کر دیا۔ پہرہ اور گشت کا کام باقاعدگی [illegible] اور باترتیب انصرام پاتا رہا۔ اور گرجوں اور کنیسوں کا پورا پورا احترام اور ادب کیا گیا۔ ترکوں کے سامنے اب صرف معرکہ لاریسا کی فتح کا تھا۔ جس کی نسبت عام مشہور اور معلوم تھا۔ کہ وہ مورچوں اور دمدموں سے خوب محفوظ و مستحکم کر دیا گیا ہوا ہے۔ اور تمام اہم ناکوں اور موقعوں پر کرپ توپیں نصب ہیں۔

لاریسا کا نظارہ نہایت ہی دلکش اور خوبصورت ہے۔ چاروں طرف شگفتہ و سرسبز باغ ہیں۔ اور مسجدوں کے مینارے کثیر۔ اور خوشنما اوسکے نظارہ کی دلفریبی کو اور بھی بڑہا رہے ہیں۔ مسجدیں تعداد میں ۲۴ اور گرجے آٹھ ہیں۔ مگر اکثر مسجدیں اب بند پڑی ہیں۔ وہاں کے باشندے مفلسی و مفلوک الحالی کے نمونے دکھائی دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی قطع وضع نہایت دلچسپ ہے۔ اور اونکی گاڑیاں ابتک عہد قدیم کی گاڑیوں سے بہت ملتی جلتی ہیں۔ سڑکیں بہت غلیظ اور چوڑا

اور دیگر جنس پیداواروں کی خرید و فروخت سے ہر وقت چہل پہل رہتی ہے۔ لاریسا کی شراب بالخصوص بہت مشہور ہے یہاں انگور بینا کی حرفت کا عام رواج ہے۔ بیس برس ہوئے۔ لاریسا کی آبادی تیس ہزار تھی۔ اب صرف بیس ہزار باشندے آباد ہیں۔ پانچ ہزار مسلمان۔ تین ہزار یہودی اور باقی کلیسا یونانی (آرتھوڈکس چرچ) کے معتقد عیسائی۔

کوہستان سے پیچھے ہٹ جانے کے بعد لاریسا میں ۲۵ ہزار یونانی فوج جمع ہو گئی تھی۔ اور مدافعت کیلئے شہر کا محل وقوع نہایت مناسب اور مفید تھا۔ دونوں بازو دریا سالموریا کی پناہ میں تھے۔ اور زمین کی طبعی بناوٹ اور سطح بالخصوص سپاہ کی کارروائی کیلئے خوب موافق تھی۔ اور اپنی فوائد کے لحاظ سے ترکی سپہ سالار کو یقین تھا کہ گوماتی کی لڑائی کے بعد جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ فریقین میں بہت مسافت حائل ہو گئی ہے۔ پھر بھی لاریسا پر یونانی جان توڑ کر مقابلہ کرینگے۔ ترکوں کی پیش قدمی پر مزاحمت کو جاری نہیں رکھینگے۔ اس موقعہ پر گریکو پاشا اتالیق توپخانہ عساکر عثمانیہ کے تحریر کردہ بیان کو درج کرنا بیجا نہ ہوگا

پاشا موصوف توپخانہ کے ساز و سامان کی نگرانی اور فوج کی عام حالت پر رپورٹ کرنے کے لئے قسطنطنیہ سے میدان کارزار کو بھیجا گیا تھا۔ سپہ سالار کی اجازت سے وہ غنیم کی پوزیشن کی دیکھ بھال اور استکشاف کیلئے ۲۵ اپریل کو دو تین کمزور سے رسالے جنہیں کا ہم چودہ سو سوار تھے۔ اور ایک اسپی توپخانہ کی باتری لیکر لاریسا کیطرف روانہ ہوا۔ اور سات بجے صبح کے قریب اس سنگی کلاں پل پر پہونچ گیا جو لاریسا کے سامنے سالموریا پر بنا ہوا ہے۔ مگر جس دلیرانہ اوستادی سے اُس نے لاریسا کو فتح کیا۔ اوسکی کیفیت خود فاتح کے الفاظ میں بتانا زیادہ مناسب ہوگا جو حسب ذیل ہیں

"یونانی میدان جنگ سے ایسی افراتفری اور گھبراہٹ کے ساتھ فرار ہوئے۔ کہ گویا انہیں کسی فیصلہ کن لڑائی میں کامل شکست ہوئی ہے۔ حالانکہ جو لڑائی ہوئی تھی وہ ایک معمولی سی لڑائی تھی۔ درہ ملونا کے فتح ہو جانیکے بعد میں ایک رجمنٹ سوار کے ساتھ ٹرناووس تک بلا مزاحمت استکشاف کرتا چلا گیا اور چونکہ وہ مقام خالی پڑا تھا میں نے اوس پر قبضہ کر لیا۔ رات کو ہوا نیشر سے دالیشر کیجیو ہا کی اتوار کی رفتار تھی وہیں شب باش ہوا۔ اور پچھلی رات اڑھائی بجے صبح کے قریب لاریسا کیطرف روانہ ہو گیا۔ پیچھے سے کمک پہونچ جانے پر میرے پاس سات سے چودہ سو سوار یعنی کیولری کی تین رجمنٹیں اور ایک اسپی باتری ہو گئی تھی۔ روانگی سے تھوڑی دیر بعد ہمیں رسالہ کا ایک کپتان ملا۔ جو لاریسا کی فصیل تک پہونچکر واپس آ رہا تھا اوسنے ہمیں خوشخبری سنائی۔ کہ وہاں عجیب خوفناک گھبراہٹ اور ہیبت چھائی ہوئی ہے۔ اور سب لوگ بے تحاشا بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ یہ سنکر میں نے حالات موجودہ الوقت سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور شہر مذکور تک بڑھے چلے جانے کا عزم کر لیا۔ اور دل میں سوچ لیا۔ کہ اگر وہاں غنیم کی زبردست جمعیت موجود ہوئی جسے مغلوب کرنا ہماری طاقت سے باہر ہوا تو پھر لڑائی نہ کرینگے اور محض استکشافی کارروائی پر اکتفا کر کے واپس آ جائینگے۔ جب ہم شہر کے قریب

سنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ یونان کے ساتھ الحاق ہو جانیکے بعد اکثر مسلمان اور کچھ یہودی وطن مالوف سے جہاں وہ صدیوں آباد تھے۔ بلاد عثمانیہ کو ہجرت کر گئے تھے۔

پہنچتے تو نیز رالفلی آتشباری سے ہمارا استقبال کیا گیا۔ آتشباری کرنیوالے وہ چار سو قیدی تھے جنکو یونانی جیل سے رہا کر کے
مسلح کر گئے تھے۔ ہمنے اسیوقت ایک پھٹنے والا گولہ سر کیا گویا بزبان حال انکو بتادیا کہ تم کوئی چھپا ہوا ہنر نہ دکھاؤ ہمارے
پاس توپخانہ موجود ہے۔ گولا سر ہوتے ہی آتشباری بند کر کے ادہر ادہر روپوش ہو گئے۔ میں سنگی پل پر چڑھنے لگا ہی تھا کہ
ایک سمر آدمی میری طرف دوڑتا ہوا آیا اور اوسنے باواز بلند پکار کر کہا۔ پاشا خبردار پل کے نیچے سرنگ لگی ہوئی ہے۔ اس پر میں نے
تیس سپاہیوں کو توپیں لیکر کشتیوں کے پل کے راستے جسے یونانیوں نے عارضی طور پر بنایا تھا اندر جانے کا حکم دیا۔ اور خود میں مرد
کی نصیحت کے باوجود سنگی پل کے راستے ہی گیا۔ اور بخیریت دوسرے ساحل پر پہنچکر یاور پلٹن کے ہمراہ سپاہیوں کو ڈائنامائیٹ کے
بکسوں کی تلاش کرنیکا حکم دیا۔ اوسنے تین بکس دستیاب ہوئے جو پانی میں پھینکوا دیئے گئے۔ میں ابھی دریا کے کنارہ پر ہی تھا کہ
جس بہادر نے[1] مجھے خبردار کیا تھا۔ وہ ایک یونانی بدمعاش کی گولی سے شہید ہو کر فرش خاک پر گر پڑا۔ میں نے قاتل کو گرفتار کرا لیا
اور حکم دیا کہ اسے دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے گولی مار دیجائے۔ مگر میرے آدمیوں نے مجھے بتایا کہ اسیر جنگ کو موت کی سزا دینے کیلئے
سلطانی اجازت کا پہلے حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اور اس رحیمانہ ترکی قانون کی طفیل یہ سفاک جانبر ہو گیا۔ لاریسا میں داخل ہوتے
ہی نہتیار مسلمان خوشی کے نعرے مارتے ہوئے ہمارے استقبال کو آئے۔ ان بیچاروں کو مسلح یونانی بدمعاشوں کے ہاتھوں طرح طرح
کے جور و ظلم برداشت کرنے پڑے تھے۔ میں نے اسیوقت اپنے نائب کرنیل مصطفےٰ بیک کو لاریسا کا عارضی فوجی کمانڈر اور گورنر
مقرر کر دیا۔ اور یہ اونکی مستعدی، خوش اخلاقی اور احسان و مروت کی طفیل تھا کہ لاریسا میں بہت جلد امن قائم ہو گیا۔ شہر
لوٹنے اور تاخت و تاراج سے محفوظ رہا اور جسقدر خاندان بھاگ گئے تھے وہ سب واپس آ گئے۔ لاریسا خوبصورت شہر ہے۔
وہیں ڈیوک کے محل میں گیا۔ دیکھکر حیران تھا ظاہر ہو رہا تھا کہ مکیں بڑی جلدی اور گھبراہٹ سے نکلے ہیں۔ خطوط اور کاغذات
ادہر ادہر بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے ایک خط اٹھا کر پڑھا۔ وہ اس شکایت کے جواب میں کہ فوج کیلئے سامان رسد کافی نہیں
چونکہ لکھا تھا۔ لاریسا کی فتح میں ہمارا ایک آدمی کا نقصان نہ ہوا۔ ادہم پاشا دو دن بعد ۱۹ اپریل کو بروز شنبہ پہنچے اور دو دن کے
بعد پہنچنے پر میں قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا۔ راستہ میں بمقام سالونیکا میری غازی عثمان پاشا سے ملاقات ہوئی۔ جو بسر دست مقام مذکور
میں قیام فرما ہیں۔ میں پھر میدان جنگ کو واپس نہیں جاؤنگا۔ ایک نامہ نگار نے پاشا موصوف سے سوال کیا۔ کیا لاریسا خوب محفوظ و مستحکم
قلعہ بند تھا۔ کہ اسکو پاشا نے جواب دیا۔ یونانی لاریسا میں سب کچھ چھوڑ گئے تھے جسکی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ دونوں قلعہ بند مقام
کے درمیان جو تینوں بڑی سڑکیں لاریسا کو جاتی ہیں۔ ان پر نہایت پائدار مورچے بنے ہوئے تھے۔ لیکن یونانی انکو سراسیمہ
خالی کر گئے۔ اور ہر ایک چیز پیچھے چھوڑ گئے۔ صرف توپیں وہاں موجود نہ تھیں۔ یہاں میں ضمناً یہ بتا دینا ضروری تصور کرتا
ہوں کہ یونانیوں کا دستہ انجنیئران پوری پوری تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔ لاریسا کی قلعہ بندیوں میں سنگی زینوں کے
راستے عمودی فصیلوں پر چڑھتے وقت چند ۱۲ سنٹی میٹر قطر کی کروپ توپیں پائیں۔ جنکے وہ پرزے جن میں کارتوس رکھے گئے

[1] جناب خلیفۃ المسلمین نے اس واقعہ کی اطلاع پہونچنے پر مرحوم کے پسماندگان کیلئے معقول ماہوار وظیفہ مقرر فرما دیا۔ مترجم

پہونچانے کیلئے سوراخ ہوتا ہے۔ اتار لئے گئے چھپے ہوئے تھے۔ بہ ہر زمانہ بعد میں ریلوے لائن کے پاس دستیاب ہوئے ان توپوں کے علاوہ سامان حرب اور کارتوسوں کی وافر مقدار اور سامان رسد۔ اجناس۔ چارہ مہیا کی سامان اور ادویات کے وسیع ذخیرے ہمیں غنیمت میں ملے۔ اگر ان چھ توپوں سے کام لینے کیلئے صرف سات گولہ انداز ہی موجود ہوتے۔ کوئی اور فوج نہ ہوتی۔ تو پھر بھی ہم بالکل پامال ہو جاتے۔

اسی نامہ نگار سے گزیکو پاشا نے ترکی فوج کے متعلق حسب ذیل رائے ظاہر کی۔ یہ فوج جو اسوقت میدان جنگ میں موجود ہے۔ وہ ان تمام فوجوں سے جنہیں پہلے ترکی میدان کارزار میں بھیجتی رہی ہے افضل و اعلےٰ ہے۔ اسکے افراد صفت و ثناء سے بالکل مستغنی ہیں۔ انکی تعریف جو ہم نہیں سکتی۔ افسروں کی نسبت پاشا موصوف نے کہا کہ وہ سب عمدہ ہیں۔ وہ تمام افسر جو گولٹز پاشا کی تعلیم و تربیت کے فیضان یافتہ ہیں۔ اسوقت میدان جنگ میں موجود ہیں۔ سیف اللہ پاشا جنرل اسٹاف کا قابل تعریف اعلےٰ افسر ہے۔ اور تقریباً تمام کمانڈر بالخصوص حقی پاشا کرنیل انور بے۔ اور سابق کمانڈر توپخانہ جو اب جرمنی کو گیا ہوا ہے شاندار افسر ہیں۔ موجودہ کمانڈر توپخانہ علی رضا پاشا جسنے ترکی توپخانہ کو اعلیٰ ترین توصیف حاصل کرنیکے قابل بنانے کیلئے آٹھ ہفتے دن رات کوشش کی ایسا دلاور افسر ہے کہ جہاں کہیں گولہ باری کی سب سے زیادہ بارش ہوا کرتی وہ اوسجگہ موجود پایا جاتا تھا۔ سپاہیوں کی اخلاقی حالت نہایت عمدہ ہے۔ ایکدفعہ ہمارا گذر رو بیفی سپاہیوں کی ایک نئی پلٹن پر ہوا۔ میرے ایجوٹنٹ (نائب) مصطفےٰ بک نے ان سپاہیوں سے پوچھا۔ تم اپنے خاندانوں سے جدا ہونیسے اداس تو نہیں ہوئے۔ جواب ملا۔ تمہارا اداس ہونیسے کیا مراد ہے۔ پھر اکثر نے یکزبان ہو کر کہا۔ ہمارے زہے نصیب کہ ہمیں اپنی ناچیز جانیں اپنے بادشاہ کیلئے نثار کرنیکا موقعہ ملا ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے۔ اسوقت وہ صرف یہی پکار کر کہا۔ ہم اسی مقصد عظیم اور اسی سعید دن کیلئے پیدا ہوئے تھے۔ سلطنت عثمانیہ کو مسلمانوں کا حب الوطنی۔ اور جانثاری کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ حب الوطنی اور جان نثاری اور مذہبی خدمت کا شوق اور جوش مردوں تک ہی منحصر نہیں ہے۔ بلکہ محاربہ روم و روس میں ایک عرب خاتون پلیفنہ کے کئی سو سوار لیکر شریک کارزار ہوئی تھی۔ اور ایک لڑائی میں اسی شیردل خاتون کی شجاعت و بسالت اور دلیرانہ مشورہ کی بدولت ترکوں کو روسیوں پر نمایاں فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس نوعمر دوشیزہ کا نام فاطمہ تھا۔ اور متذکرہ صدر لڑائی ۲۵ اگست ۱۸۷۷ء کو آرمینیا کے کوہساروں میں بمقام قزل تپہ (سرخ پہاڑی) پر ہوئی تھی۔ محاربہ یونان میں بھی کئی غیور و جانباز مستورات نے میدان جنگ میں جانا چاہا تھا۔ مگر امیر المومنین نے اس محاربہ کو ایسا نہ سمجھا۔ کہ عورتوں کو بھی جان نثاری دکھانے کا موقعہ دیا جائے۔ البانیا کے مسلمانوں کی حب الوطنی کے متعلق حالات مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ کی تحریر سے جو دوسرے حصہ میں درج ہے ناظرین معلوم ہو جائینگے۔ ہمدردی اور اخوت اسلامی کا دریا تمام مذاہب اسلامی ممالک میں حیرت انگیز تیزی کے ساتھ موجزن ہو رہا تھا۔ چنانچہ مہدی کے پیرو محمد عبدالرشید مرحوم نے ۱۷ لاکھ سوار دستے اور شاہ ایران نے مستقل فوج سے مدد کرنیکی درخواست کی۔ اور شمالی افریقہ و مصر کے اکثر ممالک سے ہزاروں نوجوانوں نے فوج میں شامل ہونے کی اجازت چاہی تھی۔ مزید براں سلطنت عثمانیہ اور مصر میں اعانت حربیہ کیلئے مشہور دو لوگوں کی بنا ڈالی گئی

کریپیر زبیر (البانیا) کے مشہور شہر کا ایک ستر سالہ رئیس پانچ بیٹوں سمیت بطور مجاہد محاربہ میں شریک ہوا - وہ بارہ گھوڑے ساتھ لایا تھا جنکو اوسنے فوج سواراں کے لیے سرکار کو نذر کر دیا - اور اپنی نسبت کہا کہ ہم پیدل بھی بخوبی لڑ سکتے ہیں (قصبہ مذکور میں حاجی بقیہ صفحہ سابقہ) جمع ہو گیا - مگر افسوس کہ ہندوستان کے مسلمان زبانی ہمدردی سے بڑھ کر کچھ نہ دکھا سکے - جنکو یونان و مصر کے باشندوں کی حب الوطنی کے حالات بتا کر وکیل نے بایں الفاظ غیرت دلائی تھی - (از وکیل مورخہ ۱۲- اپریل ۱۹۱۳ء)

یونان اور مصر والوں کی حب الوطنی یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غیر مذہب کی رعایا کے کم از کم بعض افراد خواہ وہ حکمراں فریق خوش ہوں یا ناخوش - حکومت کو خوش رکھنے اور اوسپر اپنی وفاداری کا اظہار کرنے کے لیے ہر ایک مناسب موقعہ سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں - مگر اسکے ساتھ ہی وہ محکوم قومیں جو مردہ اقوام کی ذیل میں داخل نہ ہو گئی ہوں - دنیا پر اپنی زندگی اور حب قومی اور غیرت وطنیہ کی موجودگی کو واضح کرنے سے کبھی نہیں چوکتیں - بلکہ بعض وقت قومیت اور وطنیت کے خیالات و جذبات یہاں تک بڑھ جاتے ہیں - کہ گو وہ محکوم قوم حکمراں فریق سے عملی مخالفت شروع نہ کرے - لیکن پھر بھی اپنے ہم مذہب و ہم ملت ابنائے [illegible] کی دستگیری کرنا جن سے اون کی حکومت کے تعلقات معاندانہ ہو گئے ہوں - اپنا اہم فرض سمجھتی ہے - چنانچہ یہی کیفیتیں اس وقت سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کی یونانی رعایا میں جو زندہ قوموں میں داخل ہے پائی جاتی ہیں - یہ سب کو معلوم ہے کہ ترکی سلطنت کو اگر کوئی اندیشہ ہے تو یورپ کی عیسائی سلطنتوں سے اور اونہی کی دستبرد سے بچنے کیلیے اوسے اپنی قوت استعداد کو ہر وقت بڑھاتے رہنے کی ضرورت ہے - مگر باینہمہ جب سلطنت عظمیٰ نے ردیف فوج کے سامان حرب کیلیے چندہ کی مہم کھولی تو اکثر یونانیوں نے (جو مسیحی المذہب ہیں) اس چندہ میں شریک ہونے پر آمادگی ظاہر کی اور روپیہ دیا - حتے کہ اسوقت بھی جبکہ خود یونان کے ساتھ لڑائی ہو جانیکا قوی احتمال ہے اور ترکی اوسکے مقابلہ کے لیے سر توڑ تیاریاں کر رہی ہے - ترکی اخبار صباح لکھتا ہے کہ طرابزون کے یونانی باشندوں نے خریداری تارپیڈو کیلیے چندہ دینے کی اجازت مانگی ہے - اور اوس کی فراہمی کیلیے اپنے بشپ کے نائب صدر پادری کے زیر صدارت انجمن قائم کر دی ہے - دوسری طرف اپنی قومی ہمدردی کا ثبوت اسطرح دے رہے ہیں کہ جرمنی محض اس وجہ سے ناراض ہو کر کہ اوسنے ترکی کی تائید کر کے یونان کی مخالفت کی اور کریٹ کے متعلق یونان کو دوسری طاقتوں سے علیحدہ کر رکھی رہی ہے - قسطنطنیہ اور سمرنا کے یونانی تاجروں نے اس سے تمام تجارتی تعلقات منقطع کر دیے ہیں - سمرنا ایشیائے روم کا تجارتی صدر مقام ہے - اور قسطنطنیہ نہ صرف یورپین ٹرکی بلکہ کل جنوب مشرقی یورپ میں تجارت کی سب سے بڑی منڈی ہے اور چونکہ کل سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کی تجارت کا زیادہ تر حصہ یونانی تاجروں کے ہاتھ میں ہے - گویا انہوں اس طریق عمل سے ترکی کی محکوم یونانی رہ کر بھی جرمنی کو جتا دیا ہے - کہ وہ یونانی رعایا کو مردہ نہ سمجھے - وہ اس گستاخی کو جو یونان سے کی گئی ہے محسوس کر رہے ہیں - اور اوسکا ترکی جواب دوسرے پیرایہ میں دینے پر قادر ہیں - قومی ہمدردی کا تیسرا اور جلوہ (جو انتہائی نہیں ہے) وہ ہے جو ترکی براہ راست ماتحت صوبہ شام کے عیسائی یونان کیلیے چندہ جمع کرنے سے اور ترکی کو بالواسطہ ماتحت یا خراج گذار ملک مصر کے یونانی یونان کے مہاجرین اور روپیہ سے مدد کرنے سے کل دنیا پر ظاہر کر رہے ہیں - مگر واے بر حال مسلمانان

(واقع متقدمہ) کے ایک متمول نے مجروحین کی بے پروائی اور خبرگیری کا انتظام اپنے خرچ سے کیا ۔ ہر جگہ مجروحین کی
فراخ حوصلگی کے ساتھ روٹی پارچات بستر کو بیمو شید اور نقدی وغیرہ سے تواضع کیجاتی تھی ۔ لہ [illegible] ہیں آنروقت
بقیہ صفحہ سابق) وہ ایسی بھی نیند سو رہے ہیں ۔ جو خواب عدم سے کسی طرح کم نہیں ۔

افریقہ کی اسلامی ریاستوں کے مسلمان جہالت و ناواقفیت ۔ اور عدم استطاعت کا بہانہ کر سکتے ہیں روس کی مسلمان رعایا اور
اور اسیطرح چین اور جاوا کے مسلمان اپنے حکمرانوں کی جابرانہ پالیسی کا یا اگر کوئی اور عذر پیش کر دیں ۔ تو ایک حقیقت تک معذور
بھی سمجھے جا سکتے ہیں ۔ لیکن مسلمانان ہند کے پاس کیا حجت ہے ۔ انگریزی گورنمنٹ نے انکو تعلیم سے مستفید کر دیا ہے ۔ جس سے
وہ نہ فقط اپنی بلکہ کل مسلمانوں کی پستی سے واقف ہو گئے ہیں ۔ گورنمنٹ موصوف نے انکو اس حد تک کامل آزادی دے رکھی ہے
جسکی کہ کوئی رعایا مستحق ہو سکتی ہے ۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہماری حکمران جماعت اپنے طرز عمل اور اپنی تعلیم و تلقین سے بالواسطہ
اور بلا واسطہ دونوں طرح سے اپنی محکوم رعایا کو قومی ہمدردی اور اخوت کا برسوں سے سبق سکھلا رہی ہے ۔ یہ اسی خوش نصیب
اور با اقبال قوم کے فیضان حکومت و صحبت کا اثر ہے ۔ کہ ہماری ہمسایہ قومیں ان تمام اوصاف سے جنسے ہر ایک قوم کا اپنی زندگی کو قائم
رکھنے کے لیئے متصف ہونا ضروری ہے بہرہ ور ہو گئی ہیں ۔ ہاں ہم ہی مصری مسلمان بھائی جو ابرسوں تک انگریزی حکومت کی فیض
مردوں کی صف سے نکل کر زندوں کی قطار میں شمار کئے جانے کے قابل ہو گئے ہیں جب تم ہیں ہی با برکت حکومت سینکڑوں برسوں
میں بھی قومی سپرٹ قومی ہمدردی ۔ اور قومی اتحاد و اتفاق اور قوم کا درد پیدا نہ کر سکے کیا اُن کو من حیث القوم زندہ قوم کہا جا
سکتا ہے ہرگز نہیں ۔ تاہم بخلاف امید چند ایک افراد سے ہم ابھی یہ امید رکھنے کی جرات کرتے ہیں کہ شاید اپنے مصری بھائیوں کے ایثار
و بیداری کے حالات پڑھنے سے ان میں سے بھی کسی کی عرق حمیت متحرک ہو جائے ۔ اور وہ مسلمانان ہند کو من حیث الافراد بھی
مردہ ہو جانے کی سند ملنے سے بچا لیں ۔

ہمارے ناظرین کو یہ بتا لیا معلوم ہوگا کہ سن گذشتہ میں صرف چند محب ملک و ملت مصری اخبارات نے کئی لاکھ روپیہ اپنے مسلمان
سے مفلوک الحال مسلمانان کریٹ کے لیئے جمع کر کے جزیرہ کو روانہ کیا تھا ۔ چنانچہ اکیلے اخبار المؤید نے تقریباً دو لاکھ روپیہ دو تین
مہینوں کے اندر وصول ہوا ۔ اعلیحضرت امیر المومنین نے نومبر گذشتہ میں فوج رولیف کے اسلحہ کی خرید کیلیئے مسلمانوں کو
چندہ ادا کرنے کا حکم دیکر دسکو ایک طرح سے مسلمان رعایا پر لازمی کر دیا تھا ۔ چنانچہ اس حکم کے مشتہر ہونے پر مصر کے
ایک عربی قبیلہ آل عبد اللطیف نے پانچسو پونڈ دارالخلافہ کو روانہ کئے ۔ اسکے بعد مصر میں بھی ہندوستان کی طرح چندہ کا کام
مسلمانوں نے بالکل کروٹ بدل لی ۔ انکی یہ غفلت اور لاپروائی دیکھکر سخت افسوس ہو رہا تھا ۔ مگر انگریزی حکومت کی تاثیر
سے قومی سپرٹ مصریوں میں سرایت کر چکی تھی ۔ اسکو نمایاں کرنے کے لیئے کسی تحریک کی ضرورت تھی ۔ یہ تحریک انکو
مصداق عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد جنگ طرابلس کے چھڑ جانے پر یونانی ساکنین مصر کے اپنی ریاست اور جہاز
کے لئے چندہ جمع کرنے سے پوری طرح ہو گئی ۔ ملکی اخبارات نے اپنے اپنے ملک کو یہ توجہ دلائی کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا

جیسے ہیں چند نوجوان پلٹنیں مصر سے بھیجوا کر انہیں بلا مزاحمت طرابلس پہنچانے کا قصد تھا ۔ جس سے خود سنی ظاہر کرتی جاتی تھی انہوں
نے اپنی مشقیں شروع کر دیں اور کہنے لگے پاشا آپ نے تو اندازہ کیا ۔ مگر یہ لوگ اگر یہی حال رہا تو ہمارے بارے کب آئینگی
بقیہ [illegible] سابقہ [illegible] نا کرا ہی خلافت عظمے کی امداد و اعانت پر آمادہ [illegible] کیا اور [illegible] دیا کہ اس شرکت
کی مالی امداد ہی مقصود نہیں بلکہ برادرانہ اپنی ہمدردی اور جذبات اخوت کا اظہار ہے ۔ آخر یہ ہے مصریوں کی ہمیشہ [illegible] پر اخبار
کی یہ اپیل سنتے ہی مصر کے تمام اکناف و اطراف میں ہمدردی کا دریا موجزن ہو گیا ۔ قاہرہ میں [illegible] ہاں دس پانچ روپے [illegible] تھے
انہوں نے بھی اپنی جیبیں خالی کر کے سیکڑوں روپیہ جمع کر لیے ۔ اور انجمن اعانت کی بناء ڈال کر چندہ کی فراہمی شروع کر دی
اور تھوڑے عرصہ میں نوجوانان قاہرہ نے کئی کمیٹیاں قائم کر لیں جن میں سے ایک نے جیسا کہ پچھلے ہفتہ کے اخبار میں لکھا جا چکا ہے ۔
خدیو الکریم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے سرپرست بننے کی درخواست کی جو [illegible] خوشی سے منظور کر لی گئی ۔ ۱۱ مارچ سے لے کر
۱۰ مارچ تک قاہرہ اور دیگر امصار مصر میں جو کارروائی فراہمی چندہ کے متعلق ہوئی ہے وہ پچھلی ڈاک میں موصول شدہ اخبار
المؤید کے حوالے سے ذیل میں درج کر دی جاتی ہے جس سے ناظرین مصریوں کی عالی ہمتی اور فیاضی کا خود اندازہ کر لیں گے ۔

صاحب الدولت سابق وزیر اعظم ریاض پاشا کے مکان پر ایک جماعت کثیر نے جمع ہو کر زیر صدارت وزیر موصوف اعانت عساکر شاہی
کے جمع کرنے کے لیے ایک کمیٹی قائم کی جس نے شوال ۱۳۲۹ھ بروز جمعہ ۱۲ مارچ چندہ جمع کرنا شروع کیا ۔ اور اسی دن چودہ
سو چالیس پونڈ مصری (ایک پونڈ مصری ۲۰ شلنگ یعنے قریباً ۱۵ روپیہ کے برابر ہوتا ہے) جمع ہو گئے ۔

۱۳ مارچ کو صاحب السعادت عمر لطفی پاشا پریزیڈنٹ [illegible] کونسل مصر کے مکان پر نماز ظہر کے بعد علماء کرام ۔ اعیان دولت
اور تجار و الامراء کے جم غفیر نے مجلس منعقد کی جس میں شیخ جمال الدین (قاضی) ۔ قاضی قضاۃ مصر شیخ حسونہ النواوی شیخ الجامع
الازہر و مفتی دیار مصر ۔ سید عبد الخالق سجادہ نشین [illegible] سید علی البیلاوی نقیب اشراف دیار مصر ۔ شیخ سلیم البشری امام
مالکی وغیرہ وغیرہ علماء کبار حسین پاشا و ثابت پاشا وغیرہ سابق وزراء ۔ اسمعیل پاشا محمد وکیل مجلس شوریٰ قوانین ۔ صاحب البیج پاشا
چیف جج عدالت عالیہ اپیل و دیگر عہدہ داران اعلیٰ شامل تھے ۔ سب سے اول لطفی پاشا نے چندہ کی ضرورت پر مختصر تقریر کی ۔ ان کے بعد
قاضی اکبر نے ارشاد فرمایا کہ مساعدت دولت علیہ اور نصرت مولانا خلیفہ بذات و مال سے اب مسلمانوں پر فرض ہو گئی ہے ۔ جامع
ازہر کے شیخ اعظم نے ارشاد کیا کہ عوام الناس کو دولت علیہ کی مساعدت پر آمادہ کرنا جو آج کل مسلمانوں پر فرض عین ہے حضرات
علماء پر واجب ہے ۔ سب سے آخر دولت ریاض پاشا نے تقریر کر کے بیان کیا کہ قبل ازیں ۱۴۴۰ پونڈ جمع ہو چکے ہیں ۔ اب چندہ کی کارروائی
شروع کی گئی ۔ سب سے پہلے جناب قاضی مصر نے پچاس پونڈ مصری عطا فرمائے ۔ بعد ازاں دیگر حاضرین نے حسب توفیق زر چندہ لکھایا جس سے
کل تعداد ۱۸۰۵ پونڈ مصری ہو گئی ۔ اس کارروائی کے بعد مختلف محلوں میں شاخیں قائم کرنے کی تجویز پیش ہوئی ۔ اور شیخ الازہر کی تحریک
پر منظور ہوا ۔ کہ ہر ایک شاخ میں جامع ازہر کی طرف سے ایک ایک شیخ شامل ہو ۔ چنانچہ اسی دن ۱۳ سب کمیٹیاں قائم کی گئیں
[illegible] افسوس یہ [illegible] ۱۸۹۹ء کے شروع [illegible] حکومت مصر نے [illegible] انکو موقوف کر دیا ۔ توضیح کیلیے دیکھو کتاب

اس سے بڑھکر استقلال و عزم ہو گا کیا ہوگا کہ سخت سے سخت مجروح بھی ہسپتال پہونچائے جانے سے انکار کر کے پھر میدان کارزار کو پلٹ جاتے ہیں۔ جنرل سے لیکر ادنے سپاہی تک سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے اور بے نظیر شجاع ہیں۔ الغرض

(بقیہ صفحہ سابقہ) حضرت عزت ابو علی بیگ ... رضا فرزند شاکر پاشا مرحوم جیش الظفر العثمانی کی خدمت کیلئے عنقریب سرحد یونان کو روانہ ہونے والے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ دیگر نوجوان بھی اس جوانمرد کی تقلید کرینگے۔ (المؤید ۱۵ مارچ) مندرجہ بالا رقم کے علاوہ احمد رشید پاشا نے ۲۵ پونڈ مصری اور محمود بک سجان ممبر مجلس شوریٰ القوانین اور عیان ضلع اسیوط نے پچاس پونڈ چندہ دیا۔ دولتلو غازی مختار پاشا عثمانی ہائی کمشنر متعینہ مصر نے ۱۵ مارچ کو زیر صدارت ریاض پاشا فراہمی چندہ کیلئے مجلس کے منعقد ہونے کی خبر اعلیٰحضرت کو بذریعہ تار دی۔ جسکے جواب میں بارگاہ شاہانہ سے ریاض پاشا معہ دیگر ممبران انجمن کمیٹی کے ممبران کمیٹی پا اور چندہ دہندگان کا شکریہ ادا کیا گیا اور سلطان المعظم کا بذریعہ تار شکریہ ادا کر کے کمال خوشنودی کا اظہار کیا گیا۔ اور ساتھ ہی بنک عثمانیہ کی مصر والی شاخ کو حکم دیا گیا کہ کل زر جمع شدہ بغیر کمیشن لینے کے وصول کر لیا کرے۔ دولتلو غازی عثمان مختار پاشا نے چندہ دہندگان کی آسانی کیلئے ایک ریال سے لیکر سو ریال تک کے عثمانیہ نوٹ منگوائے ہیں۔ ایک ریال کی قیمت بیس قرش ہے۔ اور بغرض تسہیل انگریزی پونڈ کی قیمت ایک سو بیس قرش اور مصری پونڈ کی ۱۲۳ قرش قرار دی ہے (المؤید ۱۷ مارچ)

۱۵ مارچ کے سہ پہر کو سعادتلو ریاض پاشا۔ شیخ کبیر جامع ازہر محمد لطفی پاشا و دیگر اعیان دولت خدیو الکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ وہ بھی اس کار خیر میں شریک ہو کر ممبران انجمن کی حوصلہ افزائی کریں۔ خدیو المعظم ڈیپوٹیشن سے بکمال تواضع پیش آئے۔ اور عنقریب چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے بعد ڈیپوٹیشن پرنس حسین کامل پاشا (خدیو الکرم کے چچا) کے مکان پر گیا۔ اور وہاں بھی خاطر و کرام ہوئے۔ بعد ازاں پرنس ابراہیم حلمی پاشا (خدیو کے دوسرے چچا) کے در دولت پر حاضر ہو کر معقول امداد کی درخواست کی جو بڑی خوشی سے منظور کر لی گئی۔ الغرض ڈیپوٹیشن خاندان خدیویہ کے تمام اراکین کے پاس فرداً فرداً گیا اور سب نے اس کار خیر میں بڑی خوشی سے شریک ہونا منظور کر لیا۔ البتہ خدیو الاکرم کے بھتیجے پرنس جمیل پاشا طوسن اور خدیو کے برادر خورد پرنس محمد علی اپنے مکان پر نہ تھے وہ اپنے اپنے علاقوں کو گئے ہوئے تھے۔ انکی طرف دولتلو ریاض پاشا نے خط لکھے ہیں۔ یقین کامل ہے کہ یہ تردد بجا ثابت ہونگے۔

غازی احمد مختار پاشا کی حرم محترم نے فنڈ زراعت میں پانسو پونڈ انگریزی چندہ دیا ہے۔ دولتلو غازی موصوف بذات خود پہلے ایکہزار پونڈ عطا کر چکے ہیں۔ احمد فواد پاشا عزت نے ۲ سو پونڈ اور امارت آپ فاطمہ خانم آفندی فاضل حرم پاشا موصوف نے تین سو پونڈ اور خانم کی والدہ مکرمہ نے ایک سو پونڈ اور پاشا مرحوم عالی الشان کے برادر خورد عزیز بک عزت نے ۵۰۰ پونڈ اور حرم محترم نے ۲۰۰ پونڈ بھیجا۔ اس خاندان نے سترہ سو پونڈ (۲۶ ہزار روپیہ) چندہ دیا۔ اور عبد الحمید پاشا صادق اور محمود بک مرحوم رستم نادرہ نے ایک ایک سو پونڈ اور اسی کامی بک نے سند گاہ دراہت سے بیس پونڈ (۱۵ مارچ کو) المؤید کے دفتر میں روانہ کئے تھا۔ محکمہ اوقاف کے حاکم لطفی احمد آفندی عواد نے انجمن فراہمی چندہ کو اطلاع دیا ہے۔ کہ میں چھ ماہ تک اپنی تنخواہ کا تیسرا حصہ فنڈ اعانت میں دیا کرونگا (۱۵ مارچ) فواد پاشا کی تحریک پر دیگر ملازمان نے بھی تنخواہ کا پانچواں حصہ دینا شروع کر دیا ہے۔ دولتلو پاشا

ان بہادروں کی نبرد آزمائی۔ جانبازی۔ سرفروشی۔ سپاہگری۔ اور شجاعت و مردانگی کا منظر واقعی نہایت ہی شاندار اور حیرت افزا تھا۔ ایسی ایسی پہاڑوں پر جہاں گھوڑے اور خچر بھی بمشکل چل سکتے تھے یہ ترک آدمی اپنی جان پر کھیل توپوں کو تقریباً برف

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے تمام سب کمیٹیوں کو فراہمی چندہ میں سعی موفور کی تاکید کرنے کیلئے حوصلہ بڑھانے اور غیرت دلانے والے الفاظ میں خطوط تحریر کیے ہیں۔ اور سب کمیٹیوں کی تعداد بڑھانے کی بھی تاکید مزید کی ہے۔ چنانچہ ۱۰ مارچ کو پہلی ۲۲ کے علاوہ ۲۰ اور سب کمیٹیاں قائم ہو گئی ہیں۔ ان میں سے ایک کمیٹی کے صدر مراکو کے سفیر متعینہ مصر ہیں ۵ مارچ کو قصبہ اسیوط میں عالی ہمت مسلمانوں نے جلسہ کر کے چندہ کی کارروائی شروع کی۔ نصرت و امداد سلطنت علیہ کے مسلمانوں پر فرض عین ہونے کے متعلق اکثر علماء کرام نے تقریریں کیں۔ پہلے دن ۵ ۲۲۵ پونڈ مصری چندہ جمع ہوا۔ قصبہ منصورہ میں اسی تاریخ ۱۰ پونڈ چندہ جمع ہوا۔ ۱۶ مارچ کو جناب ایبنا بیگ المکرم نے اڑتالیس ہزار پونڈ مجلس کبریٰ کے سکرٹری کو ارسال فرمائے۔ مصر کی مخدرات کو بھی یہ دیکھ کر کہ یونانیوں کی عورتیں اپنے ہم وطنوں کیلئے چندہ جمع کر رہی ہیں اور ملکہ یونان نے بذریعہ تار ان کا شکریہ ادا کیا ہے سخت غیرت آگئی ہے۔ اور اکثر خاتونان عفت مآب نے چندہ دینوں سے بطور خود اپنی ملاقاتیوں سے روپیہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہ سب عالی خاندان بیگمات ۱۵ مارچ کو دولتو ریاض پاشا کی حرم کے پاس جمع ہوئیں اور ان کو صدرۃ الانجمن النساء بنا کر ہر ایک نے اپنی اپنی واقف عورتوں سے روپیہ جمع کرنے کا عہد کیا۔ چنانچہ ۱۷ مارچ کو اس انجمن نے بتیس پونڈ المؤید کو روانہ کیے۔ مندرجہ بالا سب کمیٹیوں کے علاوہ ازیں جابجا کالجوں بانکوں اور کارخانوں والوں نے بھی علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ جن سب کمیٹیوں کی تعداد ۲۸ مارچ کو ۶۳ ہو گئی۔ نوجوانان مصر نے پرنس ابراہیم پاشا مرحوم کے فرزند امیر جلیل محمد بیگ صلاح الدین کی زیر صدارت اپنی علیحدہ کمیٹی بنائی ہے۔ ۱۰ مارچ تک جنرل کمیٹی قاہرہ کو ۳۰۰۵ پونڈ مصری وصول ہوئے۔ (المؤید ۱۱ مارچ) مصر کے قصبہ شرقیہ اور روضہ میں وہاں کے علماء اور تاجروں نے اعانت عسکر عثمانیہ کیلئے انجمنیں قائم کی ہیں۔ رقم جمع شدہ کی میزان اگلے ہفتہ بتائی جائیگی۔

ریاض پاشا۔ عمر سلطان پاشا۔ بلیغ پاشا و دیگر معزز ارکین انجمن منعقدہ نے ۱۸ مارچ کو خدیو کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول رقم چندہ عطا کرنے کا شکریہ ادا کیا۔

امیر حلیم و جلیل پرنس عزیز بیگ برادر چچازاد خدیو عساکر عثمانیہ میں داخل ہونے کیلئے مصر سے جانیوالے ہیں۔ پرنس مذکور نے جرمنی میں فوجی تعلیم پائی ہے۔ اور جرمن و انگریزی فوج میں داخل رہ چکے ہیں۔ دولتو پرنس جمیل پاشا طوسن خدیو کے بہنوئی نے ۳۰۰ اور انکی حرم نعمت اللہ خانم آفندی نے دو سو پونڈ دیے ہیں۔ ۲۰ مارچ کی صبح تک صدر انجمن کو ۵۵۰۵ پونڈ مصری وصول ہو گئے۔ مصر کے قصبات بارود تہنا علاوہ اور ابوقرقاص میں اعانت العسکریہ کے لئے ۱۸ مارچ کو انجمنیں قائم کیں۔ ابوقرقاص کی انجمن نے پہلے دن پچاس پونڈ جمع کیے۔

دولتو ریاض پاشا میر مجلس انجمن کبریٰ نے مصر کے ہر شہر اور ہر قریہ کے مسلمانوں کو نام اعلان جاری کر کے بھیجوائی آیہ کریمہ وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان کے تمام مسلمانوں کو حضرت سرور کائنات کا یہ حکم سنا کر

کی سطح تک کھینچ لیجائے - اور ایک تانیہ کیلئے سننا یا کسیطرح کا حرف شکایت زبان پر لانا تو کجا۔ لطائف و ظرائف اور ہنسی مذاق سے ایکدوسرے کا حوصلہ بڑھاتے ہنستے کھیلتے اور گاتے ہوئے بلا تردد و تکلف اوپر چڑھتے چلے جاتے - جانبازی بیباکی اور زندہ دلی میں ہمارے البانوی بالخصوص سب سے بڑھے ہوئے تھے - دشمن پر کچھ ایسا رعب چھا گیا تھا کہ البانوی سفید ٹوپی کو دیکھتے ہی یونانیوں کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے - اور ان کے جسم پر لرزہ پڑ جاتا تھا - وہ فوجی گیت اور رجز پڑھتے ہوئے اور اچھلتے کودتے خوشی کے ترانے لگاتے ہوئے کارزار میں شریک ہوتے تھے یونانیوں پر ثابت ہوگیا تھا کہ یہ شہرت کی کچھ حقیقت بھی نہیں سمجھتے چنانچہ ان کی سفید جنس کو نظر آتے ہی یونانیوں میں عجیب مضحکہ خیز اور خوفناک بھاگڑ اور افراتفری پڑ جاتی اور وہ تمام ہستی بھول جاتے" لاریسا میں جہاں بعد میں ترکی سپہ سالار نے اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا - خانچلین کو چھ چار انچ کی کرپ توپیں اور ایک میدانی بانزہی دیگر اسباب و اجناس کے علاوہ غنیمت میں ملی -

" ترک جیسا کہ حالات تذکرہ صدر سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہی درون ستلوی میدان میں کوئی ایسا نقصان اوٹھائے بغیر داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے تھے - وہ ان دروں سے گزر چکے ہیں - اپنی فوج کو جمع کر کے لاریسا میں

بقیہ صفحہ سابقہ) المومن للمومن کا لبنیان یشد بعضہ بعضا) دولت علیہ عثمانیہ کی امداد و معاونت کی تحریک و ترغیب دیتی ہے -

(الموید ۱۵ - مارچ ۱۹۱۲ء)

ان چند سطور کو پڑھکر مسلمانان ہند جب اپنی غفلت اور بے پروائی کیطرف خیال کرینگے - تو ہمیں کوئی کلام نہیں کہ وہ اپنے دلمیں خجل اور نادم تو ضرور ہونگے - یہ درست ہے کہ مسلمانان ہند اسوقت قحط و افلاس اور بلاؤں کے علاوہ ہندوستان کے اندرونی پالٹیکس اور اپنی ہمسایہ قوموں کی نوازشوں کی وجہ سے بہت کچھ بے بس اور لاچار ہو رہے ہیں لیکن اگر وہ سچے مسلمان بننے اور کہلانے کے مدعی ہیں - تو ان کو آیہ کریمہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ۰ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین (سورہ عنکبوت رکوع ۱) پر توجہ کرنی چاہیئے اور سچے حوصلہ پکڑ کر ان آزمائشوں اور ابتلاؤں میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے - اور انسانی فتنوں اور مصیبتوں سے گھبرا کر آیت کریمہ ومن الناس من یقول امنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ (سورہ عنکبوت پارہ ۲۰ رکوع ۱) کا مصداق بننے سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کریں - اور ہر ایک مصیبت اور مشکل کا مردانہ مقابلہ کر کے زندہ قوم کے افراد کہلانے کا ثبوت دینے سے پہلو تہی نہ کریں - وما علینا الا البلاغ -

الموید مورخہ ۱۸ مارچ ہمیں یہ عجیب خبر بعبارت ذیل سناتا ہے جسکو معتبر شخص سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان ہند کے اغنیاء کی بارش ایک ایک دولت علیہ کی اعانت کیلئے پانچ لاکھ پونڈ (۷۵ لاکھ روپیہ) چندہ دیا ہے - اور امیر المومنین کی خدمت مبارک میں تار دیا ہے کہ میں دولت علیہ کی خدمت کیلئے اپنی کل جائداد اور املاک نثار کرنیکو مستعد ہوں - پس مبارک ہو یہ مروت اور مبارک ہو یہ حمیت ملیہ جسکو الموید کی تہنیت و مبارکباد کا ظہر ہے - اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اوسنے یہ خبر نقل کر کے کچھ نہیں لکھی مگر ہمکو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کل ہندوستان بھر میں اول تو ہمیں کوئی ایسا مسلمان غنی نظر

کا ایسا انجماد پیدا ہوا تھا کہ گھنٹوں تک اس سے عہدہ برآ ہونا ناممکن رہا۔ جب میں لاریسا میں داخل ہوا تو بازاروں اور کوچوں میں عجیب ہڑبونگ دیکھی توپخانہ پیدل فوج۔ فوج سواران۔ الغرض ہر قسم کے سپاہیوں کی ٹولیاں بے تحاشا سامان دبائے سکتے زمین پر لیٹی ہوئی تھیں اور بگلوں کی آوازوں یا زبانی احکام کو جو صفوں میں مرتب ہو جانیکے لیے دیئے جا رہے تھے کوئی شخص کچھ بھی سمجھ سکتا ہی نہیں۔ نظام ذاتی کا خاتمہ بالخیر ہو چکا تھا۔ شہر پہنچی رات کے دو بجے مراجعت کی خبر سنی۔ اور انہوں نے بھی اوسی وقت نگر کینگ لیکر راہ فرار اختیار کی۔ جس سے بھیڑ کی بے چونی دہشت اور طوفان بے تمیزی کے عناصر میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور اس سیلاب عظیم نے متلاطم سمندر کی پُر آشوب امواج بلا خیز کیطرح اندرون ملک کیطرف رُخ کر لیا۔ لاریسا سے بجانب جنوب کئی رقت انگیز واقعات مشاہدہ کئے جا سکتے تھے۔ خوفزدہ باشندے اور ماندہ و رستہ جاتی فوج کے منتشر دستوں سے مل رہے تھے۔ وہ اپنی سونے چاندی کے برتنوں اور زیورات کو جنہیں وہ گھروں سے اٹھا کر ساتھ لائی تھیں ناکارآمد اور ناچیز بوجھ سمجھکر راستہ میں پھینک رہے تھے۔ خورد سال بچوں کو اوٹھائے چلی جا رہی تھیں۔ باشندوں کا بیان ہے الغرض سب مال و متاع ضائع ہو گیا۔ قصبہ سمالی کے غضب آلود اور بپھرے ہوئے باشندوں نے چند بھگوڑے یونانی افسروں کو گرفتار کر کے انہیں گولیوں سے اڑا دینے کا عزم کیا۔ اجنبی نامہ نگاروں نے مداخلت کر کے اُن کی جانیں تو بچا دیں مگر رہائی نہ دلا سکے۔ باشندوں نے انہیں ایک باغ کی جھونپڑی میں بند کر کے مقفل کر دیا۔ کئی میلوں کی مسافت طے کر لینے کے بعد بھی ترک سر پر آ پہونچے کی آواز ہیبت و خوف اور دہشت پھیلا دینے کو کفایت کر جاتی تھی یہ احمقانہ بھاگ اگرچہ ایک وہمی تعاقب کنندہ کے خوف سے پیدا ہوئی تھی ترکوں کے حق میں بلاشبہ نہایت مفید تھی۔ انکے سامنے ایک ایسی فوج تھی۔ جو زیادہ تر ملیشیا کے آدمیوں سے مرکب تھی۔ اور ابھی سال میں اوسکی جمعیت تعداد مطلوبہ تک بڑھائی گئی تھی۔ اور جسکے افسر اپنے آدمیوں پر ناکافی اقتدار رکھتے تھے۔ اور جسکے سپاہی غیر مکمل تعلیم و تربیت یافتہ تھے۔ ایسی بے ربط اور بے نظام فوج میں نامسعود حوادثات کے ظہور پر افسروں اور سپاہیوں دونوں کا حواس باختہ ہو جانا لازمی امر تھا یونانی فوج کی قوت مدافعانہ پہلے ہی کچھ ایسی زبردست نہ تھی۔ متذکرہ صدر متوحشانہ مراجعت بجانب لاریسہ سپاہیوں کو اپنے افسروں پر اعتماد نہ رہ جانے۔ اور خود افسروں میں پولیٹیکل اغراض متضاد کی بدولت رنجش پیدا ہو جانے سے یہ فوج اور بھی کمزور ہو گئی۔ اور یونانی فوج آئندہ کارآمد ہو سکنے کے قابل نہ رہ گئی۔ صرف فوج ہی نہیں بلکہ مجاہدین کے حوصلے اور امنگیں بھی قطعی طور پر اپنی پہلی مساعی اور ناکامیوں کے بعد بالکل پست ہو گئیں۔

مسٹر ایلیس بارٹلٹ اپنی کتاب کے فصل ہفتم و ہشتم میں محاربہ پر ایک سرسری نظر اور محاربہ کے دوسرے دور کے عنوان سے فتح و قبضہ لاریسا تک کے مفصل حالات حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

محاربہ پر ایک سرسری نظر

میری رائے میں محاربہ مذکورہ بالا کی عام نظر ثانی کیلئے یہ موقعہ مناسب ہوگا۔ جزئیات اور تفصیلی حالات عام معلوم ہیں۔ محاربہ کے چند معرکوں کو میں نے بچشم خود میدان میں دیکھا۔ انکے حالات یونانی و ترکی ہر دو افواج کے ہمراہ چشم دید شاہدوں کی تحریر کردہ بیانات سے نہایت احتیاط اور غور و فکر کے ساتھ [illegible] انکا کیلئے فراہم مصالح و مواد موجود

کراکثر صورتوں میں فریقین کے جہدی تعصبات متنہا امساک والا اسلوب ہونیکی وجہ سے بہت ہی اختلاف بیانی پائی جاتی ہے تاہم ان سے صداقت کو اخذ کرلینا کچھ مشکل امر نہیں

مارچ ۱۸۹۷ء کے شروع میں ہی یہ واضح ہوگیا تھا کہ یونانی گورنمنٹ ترکی کو لڑائی پر اکسانیکا عزم بالجزم کر چکی ہے۔ اسنے کریٹ میں نہ صرف

یہ نہیں بلکہ خود ہی کہ پہلے ہفتہ میں ہی یہ امر واضح ہوگیا تھا مگر تب تک ابھی کنزرایل الاؤکو تاشتی تصفیہ ہو جانیکا کامل یقین تھا جو افسوس پورا نہ ہوا۔ اور یونان کو ترکوں کے ہاتھ

سے ایسا سبق ملگیا جو اسے کریٹ کی عملی آزادی کے باوجود سالہا کے دراز تک فراموش نہوگا اسوقت کی پولیٹیکل حالت کی نسبت جو عام رائے تھی۔ اسکا اندازہ ناظرین

کو مندرجہ ذیل مضمون سے جو پہلے ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کو کیل میں تحریر کیا تھا معلوم ہو جائیگا ۔ ترکی یونان اور وسطی یورپ جنوب مشرقی یورپ میں پولیٹیکل مطلع پھر

تاریک ہو رہا ہے۔ اور یہ تاریکی ایسی اچانک نمودار ہوئی ہے کہ یورپ سے مفصل حالات معلوم ہونے بغیر یہ نہیں کہ سکتے کہ اسکے اصلی اسباب و بواعث کا دریافت کرنا مشکل امر ہے۔ تاہم جہاں

تک قیاس کام دیسکتا ہے اس طوفان کی تہ میں بھی قبضہ مصر کا مسئلہ پنہاں نظر آتا ہے جنوری کے آخر میں فرانس جدید مصر کو لکھتا ہے۔ کہ تم براہ راست مصارف جنگ

سوڈان کیلئے انگلستان سے قرض نہیں لے سکتے۔ دو تین روز بعد روس فرانس سے ہم آہنگ ہوتا ہے اور چند دن بعد تاریں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کہ کریٹ

میں بد امنی شروع ہوگئی ہے۔ ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۶ء کے اخبار میں بعنوان رعایات سلطانی کا ذکر کرکے جو بات نگاں کریٹ کو عطا کیگئی تھیں۔ ناظرین کو یہ

خوشخبری سنائی تھی کہ جزیرہ مذکور میں اب پورا امن و امان ہوگیا ہے۔ اور ساتھ ہی عیسائی سلطنتوں کی سابقہ چالوں کو مد نظر رکھکر دعا مانگی تھی کہ خدا کرے

عیسائی دول اس امن کو برقرار رہنے دیں۔ افسوس جو اندیشہ اس حاشیہ جملہ میں ظاہر کیا گیا تھا وہ درست ثابت ہوا۔ کیونکہ ابھی باغیان کریٹ جنہوں نے مراحم

شاہی کے وصول ہونے پر اطاعت و وفاداری کی قسمیں اٹھائی تھیں چاہیے بھی نچنت نہ بیٹھے تھے اور کل عہد و پیمان کو چٹ کر کے فساد کھڑا کر دیا (جیسا کہ اغلب قیاس کیا گیا

ہے) کسی اجنبی طاقت یا طاقتوں کی اغوا سے پھر سے باغیانہ سرکشی و مظلومیت کو دکھانے پر کمربستہ ہوگئے۔ شروع فروری سے اس نا شدنی فساد کے متعلق ہونیکی

متعلق اتنی تو کسی خبر پہنچنے لگیں یہاں تک کہ مسلمان زیادہ تر قتل کئے گئے۔ اور عیسائیوں نے اکثر دیہات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کا ترکی

بہ ترکی جواب دینا۔ اور عیسائی یکادول اجنبیہ کو جہازوں کو بھاگنا شروع ہوتا ہے۔ اور ۱۴ فروری کو یونان نے بیچ میں پڑنے سے یہ معاملہ ایک سخت مشکل پیدا کر لیتا ہے۔

کریٹ کی پچھلے فساد میں زار روس کا سلطان المعظم کو باغیوں کی سرکوبی نہ کرنے دینا۔ بلکہ انسے اہالی کریٹ کو منہ مانگی رعایتیں دلادینا۔ مسٹر کرزن نائب وزیر خارجہ انگلستان

کا پارلیمنٹ میں موجودہ فساد کا باعث کو عیسائیوں کو تسلیم کرنا۔ اور سب سے بڑھکر شاہ یونان کا جو انگلستان کے شاہی خاندان کی نسبت جرمنی و روس اور ڈنمارک کے

شاہی خاندانوں کا اپنی ذات یا بیوی کی وجہ سے زیادہ تر قریبی رشتہ دار ہے۔ کریٹ پر جنگی جہازات اور سرحد ترکی پر فوجکا بھیجدینا یکل امور ایسے ہیں

جو بظاہر اس خیال کے منافی ہیں کہ موجودہ فساد کا باعث یہی مسئلہ مصر کا کچھ تصفیہ ہے اس کا دوسرا لفظوں میں مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ انگلستان کو بھی کچھ فکر نہیں تا

مگر ہم لوگوں نے کم از کم مسئلہ آرمینیا کے شروع ہونے کے وقت ہی سے انگریزی پالیسی پر بنظر تعمق غور کیا ہے اور معارف جنگ سوڈان کے پردہ میں مسئلہ مصر

کو چھیڑتے ہی کریٹ میں فساد ہو جانے کو اسطرح انگریزی پولیٹیکل شاطروں کا ہتھکنڈا سمجھینگے۔ جس طرح دوا دو کو چار سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہم کئی دفعہ

ظاہر کر چکے ہیں اور اب تک کسی واقعہ سے ہماری رائے میں تغیر پیدا نہیں ہو سکا کہ روس نے پطرِ اعظم کی وصیت کی اس حصہ کی تعمیل کو جو فتح قسطنطنیہ کے

متعلق ہے وصیت کے دوسرے حصہ کی تکمیل تک ملتوی کر دینا مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھا ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی اوسکا یقین واثق ہوگیا ہے کہ آخر الذکر

مدعا کے حصول کیلئے سلطنت عثمانیہ کا قیام اور موافقت لوازمات سے ہے۔ اسلئے برخلاف سابق جبکہ وہ خود سلطنت عثمانیہ میں تباہی کیا کرتا تھا

اب اوسکی پالیسی یہ ہوگئی ہے کہ ترکی کی طاقت کو ایسے خرخشوں میں صرف ہونے سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔ اور اسی پالیسی کو مد نظر رکھکر اسنے

تھیں یا پچاس ہزار ترکی فوج جمع ہو گئی یا رشل نے اس موقعہ کو بہتر کیا اور ترکی کیلئے پسند کیا نہیں بڑی عقلمندی ظاہر کی کیونکہ وہ اوس زاویہ کے اندر جو سلسلہ کوہ پنڈس کے یکبارگی جنوب کو ختم کیا جا بن رہا واقع ہے اور جو یونانی مقدونیہ کے مشرق حصہ سے مقدونیہ پر حملہ کرنے یا مغربی حصے دونوں صورتوں میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہونیکی جرأت نہ پڑی۔ چنانچہ جب ان لوگوں نے جنہوں نے اپنی ذاتی اغراض کو پورا کرنیکے لئے آرمینیا کے بیوقوف آرمینیوں سے کشتی اور بکھرامی شروع کرائی تھی یہ دیکھا کہ اس شورش سے مطلب بر آری نہیں ہوئی ۱۸۹۶ء کے اوائل میں کریٹ کے عیسائیوں سے بھی بغاوت کرادی کہ جو کئی مہینے رہی تو یونان کی گورنمنٹ (گو رعایا اور فوج میں ہنگامہ خود کسی شخص یا جہنوں کے ساتھ جو یونانی الاصل والانسب ہیں تھا) تو وہ بالکل خاموش بلکہ اپنے ملک سے مجاہدین کی روانگی کو روکنے کیلئے ساعی رہی۔ مگر اب فساد کے شروع ہوتے ہی گورنمنٹ یونان کا یا بن لیا طریق جسکی تفصیل ہم آگے کرینگے جزیرہ کریٹ کو جہاز اور تارپیڈو بھیج دیا جنہوں نے وہاں پہنچکر بلطائف الحیل ترکی علم کی سلامی اتارنے سے بہتیرا بچنا چاہا مگر نہ بچ سکے اور علانیہ کہدیا کہ ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اگر تعجب خیز ہے تو ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر رہا ہے کہ یونان اپنی تنگ ظرفی کیوجہ سے آخر اس شخص کے دام تزویر میں گرفتار رہیگا۔ یہ جو عرصہ سے دوسری سلطنتوں کو کئی دفعہ منہ کی کھانے کے باوجود سلطنت عثمانیہ کے برخلاف اکسانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب تک باوجودیکہ ممالک عثمانیہ کے تمام اندرونی صوبوں میں کامل امن ہو گیا ہے اور سلطان نے خود بخود ضروری اصلاحات نافذ کر دی ہیں نئے نئے منصوبے تراشنے سے بس نہیں کرتا۔ انگریزی پالیسی اور ڈپلومیسی کا جادو ایسا زبردست ہے اور اسمیں اثر دینے کی آنکھوں کیطرح ایسا جذبہ مقناطیسی ہے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور سلطنتیں یا قومیں بعینہ اسیطرح جسطرح کہ چھوٹے چھوٹے جانور خود بخود اس طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ انگریزی ڈپلومیسی انکو کا شکار بنجاتی ہیں اور اسکے گزند سے صرف وہی بچ سکتے ہیں جو اس سے زبردست ہوں یا اس سے اپنا پہلو بچائے رہیں۔ اسلئے اگر یونان پر جسکا بادشاہ پہلے ہی سے انگلستان کے شاہی خاندان کا قرابتدار اور خزانہ انگلشیہ کا وظیفہ خوار ہے اس کا جادو چلگیا ہو اور وہ طمع و لالچ میں آکر انگریزی پالیسی کا آلہ بنگیا ہو تو کوئی عجیب بات نہیں مگر یہ مرغوبہ آلہ اس پالیسی کو اس سے زیادہ کام نہیں دیگا کہ یورپ کی توجہ کو کچھ عرصہ کیلئے مصر کیطرف سے منعطف کر دے

یونان کے پاس کل پانچ چھوٹے چھوٹے آہن پوش جہاز ہیں جنہیں وہ حفاظت ساحل کا کام دینے والا (ڈیفینس) کہتے ہیں۔ بیٹل شپ (بحری جنگ کرنیوالا جہاز) کوئی نہیں۔ تین ان میں تقریباً پانچ پانچ ہزار ٹن ہیں اور وہ بہت ہی پرانے ہیں۔ دو نئے دو دو ہزار ٹن ہیں۔ تارپیڈو کشتیوں کی تعداد ستر ہے جنمیں چھ درجہ اول کی اور گیارہ درجہ سوم کی ہیں۔ بری فوج کی تعداد بحالت امن ۔۔۔۔۔۔ آدمی ۔۔۔۔ گھوڑے اور ۱۲۰ توپیں ہیں جو بحالت جنگ ایک لاکھ ہو سکتی ہے۔ بحری فوج کے ملاحوں اور بحری سپاہیوں کی تعداد ۵۰۰۰ ہے۔ ان اعداد سے صاف ظاہر ہے کہ یونان ترکی کے مقابلہ میں جو بحری طاقت میں دیگر جہازوں کے علاوہ ۱۵ بڑے آہن پوش جہاز جنمیں سے ایک ہزار ٹن کا۔ ایک ۹ ہزار ٹن کا اور ۱۴ چھ ہزار چار چار سو ٹن کے ہیں) اور ۴۳ تارپیڈو کشتیاں ہیں اور جو میدان جنگ میں ایک ہفتہ کے اندر دس لاکھ فوج لا سکتی ہے۔ سمندر یا خشکی میں ایک گھنٹہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اسلئے یا ہالی یونان کی شورا شوری کشتر دو ہمہ تنی بجا دول یورپ۔ کو یہ کہدینا مناسب سمجھا ہے کہ تم اس سے توقف کیسے ایک خاص معاملہ کیطرف سے تمہاری توجہ ہٹانے کیلئے کھڑا کیا گیا ہے راہ راست پر لانیکی کوشش کرو۔ گورنمنٹ عثمانیہ کو اس اطمینان سے کہ اسکے ہوا خواہوں کو بھی مطمئن رہنا چاہئے کہ کریٹ اور یونان کا قصہ یا غائب ہوگا یا باطل کا تنکا نہیں یا ہوگا اسیطرح یونانی بیڑہ کو آخر اپنی تمنا میں محسوس ہو پر لیا یا تو نابر کی حکام سے یہ دھمکی ملی ہے کہ اگر اس نے عثمانیہ علم کی سلامی نہ اتاری تو کنیا کو ناقابل فتح کی قلعہ کو وہ قبل کہ وہ فاستحکام کو اس نے اسکو تحت الثریٰ کو پہنچا دیا جائیگا ترکی نشان کی سلامی اتارنی پڑی۔ اسیطرح چند دن کے بعد وہ یونان کو واپس آجائیگا۔ اور

اونکی پیشقدمی کو وہاں سے بآسانی روکا جاسکتا تھا۔ مزید برآں تھسلی و مقدونیہ کی شاہراہ پر درہ ملونا کے قریب واقع ہونے کی وجہ سے وہاں سے جارحانہ پیشقدمی بھی بلا تردد ہوسکتی تھی۔ یونانی لاریسا اور ترکیالا میں اور نیز سرحد ایپرس پر بمقام آرٹا اپنی فوجیں جمع کرتے رہے۔ محاربہ کیلیے سب سے زیادہ تحریک ایک زبردست اور وسیع الاثر خفیہ انجمن موسومہ اتھنیکی ہٹیریا (قومی انجمن) سے ملی تھی۔ یہ انجمن گویا حکومت کے اندر ایک اور حکومت تھی۔ اور ایک وقت یونانی پالٹکس اور سیاست کی عنان تقریباً محض اوسی کے ہاتھ میں تھی۔ اوسکے ارکان میں یونانی پارلیمنٹ کے بے شمار ممبر اور یونانی فوج کے کثیر التعداد افسر شامل تھے۔ محاربہ سے ماقبل کی شاہی میں وہ باضابطہ گورنمنٹ سے زیادہ طاقتور تھی۔ اُس کے خفیہ احکام کی تعمیل سے انحراف کرنیکا کسی کو یارا نہ تھا۔ اُس یورش کنندہ جماعت کو جسکے کہ یونان پر حملہ کرنے سے ہی آتش حرب مشتعل ہوئی تھی اسی خوفناک انجمن نے مسلح۔ تیار اور ترکی علاقہ میں بھیجا تھا۔

اتھنیکی ہٹیریا

یہ اتھنیکی ہٹیریا بلا شبہ نہایت ہی خوفناک اور شدید شرارت انگیز جماعت تھی۔ اس خفیہ انجمن میں یونان کے تقریباً نصف نوجوان شامل تھے اور اس کے سرغنے اور محرک نہایت ہی حریص شہرت و طامع اور ساتھ ہی تقریباً بالکل غیر ذمہ دار تھے۔ یعنی بظاہر انصرام مہام سلطنت سے کسیطرح کا باضابطہ تعلق نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرح کی مسئولیت اور نیک و بد کی جوابدہی سے آزاد تھے۔ اس انجمن کے دباؤ کیوجہ سے شاہ اور شاہی خاندان کو بھی سازش میں مجبوراً شریک ہونا پڑا اور اس خوفناک تحریک کا مقدم بنیاد ہی کو وہ قابو میں نہ رکھ سکتے تھے۔ انجمن نے حکم جہاد دیا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہلاکت میں ڈالا ہوا نہیں سے بچا لینگے۔ اور انہی کی کوششوں سے یا [illegible] کریٹ بھی تھوڑے عرصہ کے بعد فتنہ و فساد سے باز آجائینگے۔ ظن غالب ہے کہ اس تفصیلی فارم ہوتے ہی دول یورپ اصل مادہ فساد یعنی مسئلہ کریٹ جو یونان کے امن و امان کو ہر وقت خطرہ میں ڈالنے کا موجب بن رہا ہے۔ ضرور قطعی فیصلہ کرینگی یا [illegible] کے مستقل قبضہ کی ضرورت کو تسلیم کر لینگی۔ اور یا انکو صلح و نرمی یا سختی [illegible] پر مجبور کرینگی۔

بہر حال اس معاملہ کا دوسرا رخ بھی ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس اعلان کے ظہور پذیر ہوتے ہی یونان [illegible] یونان کو ایسی زبردست تحریک و ترغیب دی گئی ہے کہ [illegible] سے باز نہ آتے۔ اس صورت میں ترکی کو جو جنگ [illegible] بھی ویسی طرح ہے جیسی کہ [illegible] کو سلجھانے کیلئے یونان کی سرکوبی کرنی پڑیگی۔ اور جب ایک دفعہ نائرہ حرب مشتعل ہوگیا۔ تو تمام یورپ میں [illegible] بارود کا میگزین بنا ہوا ہے۔ چاروں طرف سے آگ لگ جائیگی جو بتدریج کل دنیا میں پھیلکر [illegible] خاک سیاہ کر دیگی۔

واللہ اعلم بحقیقۃ الحالات

والی سالونیکا سے بھی قابل تعریف امداد ملتی رہی۔ اس قابل افسر کی کارگذاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً دو لاکھ فوج مع تمام ضروری سامان حرب و رسد کسیلاح کے توقف یا رکاوٹ کے بغیر اور حیرت انگیز صفائی اور درستی و باترتیبی کے ساتھ عین اوقات مقررہ پر حدود کو پہونچگئی۔ یہ ناظم پاشا اس حسن انتظام اور کامیابی کیلئے اعلےٰ ترین تعریف و ثنا کا مستحق ہے۔ سالونیکا متاسطر ریلوے لائن کا سٹیشن تھا۔ ترہ فیرا یہ سالونیکا سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ فوجی نقل و حرکت کیلئے انتہائی سٹیشن تھا۔ وہاں سے یہ سٹرک بار بردار ہی شروع ہوتی تھی۔ اور ہر ایک چیز بار کش جانوروں یا بیل ہی گاڑیوں اور چھکڑوں پر الاصونا جو تیس میل کے فاصلہ پر تھا پہونچائی جاتی تھی۔ مگر پھر بھی اصل فائدہ انجنیں سالونیکا ہی تھا۔ اگر ترکوں نے بحری طاقت کو کمزور نہ چھوڑا ہوتا اور سمندر کے راستے فوج و سامان بھیجتے تو ریل اور خشکی کے راستہ کی نسبت اونکا نصف سے بھی کم وقت اور روپیہ صرف ہوتا۔

یونانیوں کیطرح ان کا بھی قاعدہ انجنیں وولو تھا یہ بارونق بندر جو اتھنز سے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۸ میل لمبی لائن کے ذریعہ لاریسا سے اور اسی میل لمبی لائن کے ذریعہ فرسالوس ترکالا اور کالا باکا سے ملا ہوا ہے۔ دونو انجنیں سٹیشنوں میں ملتی ہیں۔ ۱۸ وولو سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اس اتصال کیوجہ سے جیسا کہ محاربہ میں ثابت ہوگیا۔ جنگی لحاظ سے نہایت اہم مقام ہے۔ بحری غلبہ کیوجہ سے یونانی باسانی و سرعت اپنی فوجیں جمع کرسکے۔ اونکی تمام افواج سمندر کے راستہ پائرس سے وولو بھیجی گئیں۔ اور وہاں سے ریل پر تھسلی کے اندرونی مقامات کو گئیں۔ اتھنز سے سرحد کو خشکی کا راستہ جاتا ہے وہ طویل ہونے کے علاوہ ناقص بھی بہت ہے۔ اگر سمندری راستہ کھلا نہ ہوتا تو یونانی بمشکل فوجیں فراہم کرسکتے۔ اس سے آسٹریا کی تجویز کی جو اوسنے مارچ ۱۸۹۷ء میں وولو اور پائرس کے بحری محاصرہ کیلئے پیش کی تھی۔ کمال معقولیت بالبداہت واضح ہوتی ہے۔ اس محاصرہ سے یونانی اجتماع افواج سے بالکل مسدود ہوجاتا۔ اور بالفاظ دیگر کوئی محاربہ ظہور میں نہ آتا۔ اور اس سے بڑھکر یونان کے حق میں کوئی بھی ہمدردی اور مہربانی نہیں ہوسکتی تھی۔ بنا بریں رڈیکل فریق اور حامیان یونان کی اوس خفیف سی تحریک کے خوف سے جو انگلستان میں پیدا ہوگئی تھی انگریزی گورنمنٹ کا محاصرہ کی شرکت کو منظور نہ کرنا نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔

دونو افواج کی جمعیت افتتاح محاربہ پر تھسلی اور پائرس کی سرحد پر تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار عثمانیہ اور نوے ہزار یونانی فوج جمع تھی۔ تمام عثمانیہ فوج کا سپہ سالار ادہم پاشا تھا۔ جس کا ہیڈکوارٹر ۲۰ اپریل تک الاصونا میں رہا۔ فوج مقیمہ اپائرس رشتہ مواصلت میں طبعی رکاوٹوں کے حائل ہونیکی وجہ سے ایک طرح سے ادہم پاشا کی کمان سے باہر تھی۔ اوسکے اعلےٰ کمانڈر احمد حفظی پاشا اور مصطفےٰ تھے۔ اول الذکر کا ہیڈکوارٹر یانینا کی مشہور قدیمی قلعہ میں اور آخر الذکر کا مقام لوروس تھا۔

لڑائی شروع ہونیکے وقت براہ راست ادہم پاشا کے زیرکمان جملہ اقسام کی نوے ہزار فوج تھی۔ جو حمدی حقی۔ نشاط خیری ممدوح۔ اور حیدر پاشا کے ماتحت چھ ڈویژنوں میں منقسم تھی۔ یونانی افواج مقیمہ تھسلی کا نام نہاد سپہ سالار ولیعہد تھا۔ اوس کے

دول عظام کو روانہ کیا۔ مگر سلطان المعظم لڑائی کرنے کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۵ اپریل کو سعادت رفت گذشتہ ہو گیا۔ اگرچہ یورپین اخبارات کی پیشگوئی یہی رہی کہ معاملہ بصلح طے ہو جائیگا۔ بہت تھوڑے تھا یہ خیال تھا کہ یہ تنازعہ با ضابطہ جنگ پر ختم ہوگا کیونکہ گو جو یسکی اوٹن لوگوں میں شامل تھا جو آخر اندازہ کر رہے رکھتے تھے لیکن امتحانات وار دولڑائی کی بہت کم توقع تھی کہ وہاں کے روز بروز کی خبریں یہاں پہنچیں کی طرف اب تک ترکی فوج کے ساتھ رہنے کیلئے کوئی نامہ نگار نہیں بھیجا گیا تھا صرف دو اخبارات ٹائمز اور ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار ادہم پاشا کے کیمپ میں موجود تھے۔ راشٹر ایجنسی کا قابل نامہ نگار مسٹر ایچ۔ اے گیوین اپریل کے شروع میں ادہم پاشا کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچا۔ کریٹ کی یورش کی خبر سنکر بیٹھے بلا توقف مزید میدان کارزار کو جانیکا عزم کر لیا۔ اور ۱۶۔ اپریل کو اپنے ملک سے روانہ ہو گیا۔

محاربہ کے تین دور ترکی محاربہ تھسلی کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ میدان کارزار کی طبعی بناوٹ اور جغرافی حیثیت کے تین دوروں میں منقسم ہے۔ پہلا دور اعلان جنگ اور ان معرکوں پر مشتمل ہے جو سرحدی گزاروں پر حد فاصل پہاڑوں کے قبضہ کیلئے ہوئے۔ یہ دور ۱۸۔ اپریل روز جمعہ سے شروع ہو کر جمعرات ۲۲۔ اپریل کو ختم ہوا جب کہ تمام ترکی کالموں نے یونانیوں کو کوہستانی دروں سے نکال کر تھسلی کے میدان کے دامن پر اپنے قدم جمائیے۔

دوسرا دور یارہ مانی پہاڑی لڑائیوں اور دورہ ریوینی کی تسخیر پر جو قبضہ ٹرنادوس ولاریسا کا باعث ہوئیں مشتمل ہے۔ اور دیسٹینو کی پہلی لڑائی بھی اسی میں شامل ہے۔ یہ ۲۳ اپریل سے شروع ہو کر ۲ مئی شنبہ کو ختم ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں ادہم پاشا نے کھلے میدان میں یونانی فوج کی قوت مدافعت کو قطعی طور پر پامال کر کے دارالخلافہ اور تھسلی کے کل شمالی نصف پر قبضہ و تصرف کر لیا۔ اور یونانی افواج بزودی تمام ویسٹینو، فرسالا، ترکالا کی لائن کو ہٹ گئیں جہاں وہ نہیں جمع پہنچ دیا گیا۔ ادہم پاشا تسخیر لاریسا کے بعد ۲۷ اپریل روز یکشنبہ و دیگر ہ ۵ مئی تک جبکہ انہوں نے یونانیوں کی تمام جدید لائن پر حملہ کیا عملی طور پر بیکار رہے۔ ۳۰ اپریل کو بروز جمعہ حقی پاشا نے ویسٹینو پر چھوٹا کام حملہ کیا وہ تسخیر کی خاطر نہیں وقوع میں آیا تھا۔ تسخیر کا مدعا صرف یہ تھا کہ یونانی پوزیشن کی دیکھ بھال اور راستہ تشخیص کیا جائے۔ مگر یہ دیکھ بھال خونریز ہو گیا اور معرکہ آرائی تک طول پکڑ گئی۔ یہ درست ہے کہ ترکوں کا گولہ بارود بہت کچھ خرچ ہو گیا تھا۔ اور دیگر ذخائر کے جمع کرنے میں بھی بہت دقتیں درپیش رہی تھیں لیکن ان سب باتوں کے لحاظ کے بعد بھی پیری رائے میں وس دن کا توقف بہت ہی زیادہ تھا۔

تیسرا دور محاربہ کا باقیماندہ حصہ پر مشتمل ہے جو ۵ مئی سے شروع ہو کر ۲۱ مئی کو ختم ہوا۔ جس عرصہ میں ویسٹینو۔ فرسالوس اور ڈومو کو کے سنگین معرکوں نے یونانی کل جنوبی تھسلی سے نکال دیئے گئے۔ سب سے زیادہ اور چاہنگدار لڑائیاں اسی دور میں ہوئیں۔ اور اسی میں ترکوں کو سب سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ ویسٹینو اور فرسالوس کی لڑائیوں میں اونکے اتنے شہید اور مجروح ہوئے کہ اس قدر باقی کل محاربہ میں نہ ہوئے۔ ان معرکوں میں یونانیوں کا بھی بہت نقصان ہوا

ترکوں کی پوزیشن لڑائی شروع ہونیکے وقت چھ ترکی ڈویژن جن میں تخمیناً ۵۰ ہزار آدمی تھے سرحد پر یا سرحد کے قریب موجود تھے۔ پہلا ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان ڈومینک میں۔ دوسرا

بالخصوص ہاؤس اور رسالہ میں یہ لوگ خوب رہے تھے۔ باقی لوگ بزدل محض تھے۔ ترک ابھی چھ سو گز کے فاصلہ پر تھے
کہ یونانیوں کا حصہ کثیر کیا یکایک پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا۔
یونانی توپخانہ تعداد میں کم مگر بہت اچھا تھا یا جاتا تھا توپیں کروپ اور افسر خاصے تربیت یافتہ تھے۔ فوج کیولری
نہ ہونے کے برابر تھی۔ ضیوں سے اور رسد رسانی کا انتظام بالکل ناقص اور سامان حرب پیچھے ذخیروں میں بالکل نا
کافی تھا۔ ملکی فوج کے علاوہ تقریباً پانچ سو اجنبی مجاہدین کا ایک دستہ تھا جس میں زیادہ تر اطالین اور انگریز تھے
اکثر اطالین کارروائیوں میں تو نہایت بزدلانہ رہا مگر مشق و مہارت سے اونکی حالت بعد میں بہت سنور گئی
انگریز مجاہدین نے معقول شجاعت و متانت دکھائی۔ بیقاعدہ افواج جنکو اتھینز کی ہتھیار یا فوج نے مرتب کیا تھا محض وردی اور
الٹی تلواروں کا باعث تھیں وہ جسطرح شیخیاں بگھارتے اور ٹسل کے پیچھے بیچ آگے ہوتے تھے اسیطرح میدان مصاف
سے پیٹھ پھیرنے میں سب سے پہلے ہوتے تھے اونکی یہ خاصیت ایسی عام مشہور ہوگئی تھی کہ جو جنگی نامہ نگار یونانی فوج کے
ساتھ تھے۔ وہ جس وقت ان بیقاعدہ سپاہیوں کو مصاف جنگ سے پیچھے ہٹتے دیکھتے اوسیوقت سمجھ جاتے کہ لڑائی کا اختتام
ایسا قریب ہے۔ اعلیٰ یونانی افسروں میں سے صرف جنرل سموئنسکی نے نمایاں کارگذاری دکھائی۔ عام مطعون کرنیل مانوس کو
اگر افسر سے کافی کمک پہنچی رہتی۔ تو غالباً وہ بھی اچھی کارگذاری دکھا سکتا۔
ترکی فوج کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار ہیں جو مسٹر کیلاگ مکھیم کی قابل تعریف مختصر سی کتاب سے اخذ کئے ہیں۔ مسٹر موصوف
کے بیان کے مطابق ایک ترکی ڈویژن میں تخمیناً ساڑھے بارہ ہزار آدمی یا چھ چھ ہزار آدمیوں کی دو دو بریگیڈ ہوتے ہیں
ہر بریگیڈ میں تین تین ہزار آدمیوں کی دو دو رجمنٹیں اور ہر رجمنٹ میں ساڑھے سات سات سو آدمیوں کی چار پلٹنیں اور
ہر پلٹن میں چار چار کمپنیاں ہوتی ہیں۔ مزید براں ہر ڈویژن میں ۱۲۰ سواروں کا ایک رسالہ۔ تین باٹریاں (فی
باٹری چھ توپیں و اسی آدمی) اور تخمیناً ایکسو چالیس غیر مصاف کنندہ ہوتے ہیں۔ کیولری رجمنٹ میں ایک ہزار
سوار یا دو دو سو سواروں کے پانچ رسالہ ہوتے ہیں۔ اور ایک آرٹلری پلٹن میں تین باٹریاں یا اٹھارہ توپیں۔

ترکوں کی صحت

ترکی فوج کا عجیب ترین خاصہ یہ ہے کہ ترکی سپاہیوں کی صحت بالعموم نہایت اچھی رہتی ہے۔ وہ
ایسی آبادی سے لئے جاتے ہیں۔ جو جنگی کاموں کیلئے دنیا بھر میں بہترین ہے۔ وہ یورپ اور ایشیا
کے عثمانی دہقانوں سے جو ادنگی اور سادہ روی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ بھرتی کئے جاتے ہیں۔ وہ بچپن سے سادہ
روٹی و صاف پانی پر پرورش پاتے ہیں مخدرات و منشیات کو کبھی چھوتے تک نہیں۔ اور گوشت بھی کم کھاتے ہیں
اس سادی غذا کے علاوہ وہ کھلے علاقوں اور عمدہ آب و ہوا میں رہتے ہیں۔ شہروں کی غلیظ اور مضر آب و ہوا
سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ ان بواعث سے ترکی دہقان کی جسمانی ترکیب و بناوٹ ایسی مضبوط ہو جاتی ہے کہ
تکان یا بیماری اوسپر کوئی اثر نہیں کر سکتی اور وہ قلیل ترین خوراک پر تماشۂ کارزار دکھا سکتا ہے۔ امراض متعدی سے

اعلان جنگ تاریخ ۱۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو سلطان المعظم نے منعقدہ مجلس کے بعد یونانی یورشوں کی وجہ سے یونان کے مقابلہ پر باقاعدہ جنگ کا اعلان کر دیا۔ پرنس ماوروکورڈٹو یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو راہداری کے پروانے دیدیے گئے۔ اور ٹرکی کے سفیر کو بھی ایتھنز سے بلا لیا گیا۔ یونانی رعایا مقیمہ ٹرکی کو حکم دیا گیا کہ سرزمین سے چلے جانے کیلئے چودہ دنوں کی مہلت دیجاتی ہے۔ اعلان جنگ کا فوری اور قریب ترین باعث یہ یورش ہوئی تھی جو ۱۵ اپریل کو یونانی باقاعدہ فوج نے ترکی چوکی مقام پر کی۔ یہ موضع وادی کے شمال میں جھیل کے قریب میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۵ اپریل کو فریقین میں یہاں باقاعدہ لڑائی ہوئی جس میں حمدی پاشا کے ڈویژن کی بارہ پلٹنیں شریک ہوئیں۔ اور بالآخر یونانی پسپا کر دیئے گئے۔ درحقیقت ۱۵ اپریل کی یونانی یورش کے وقت سے ہی کل سرحد پر لڑائی جاری تھی۔

معرکہ ملونا اس لڑائی کے ختم ہوتے ہی تمام سرحد پر نائرہ حرب یکایک مشتعل ہو گیا۔ اور مشرق کی طرف مرپروس سے لیکر جنوب مغرب میں ڈماسی سے پرے تک پچاس میل کی مسافت میں دونوں فوجوں کے درمیان جا بجا معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تقریباً ہر جگہ یونانیوں نے پیشدستی کی۔ اور شروع شروع میں اونکو جزوی کامیابی بھی ہوئی۔ درہ ملونا میں جہاں لڑائی کا سب سے زیادہ زور تھا انہوں نے ترکی گڑھی کا احاطہ کرکے کل درہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ ایک وقت ایسا تھا کہ ان میں بھی اترآئیں۔ اور عدالاسونا کی طرف بڑھنے لگے مگر ان کی پیشقدمی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی جو نہی چوتھے ڈویژن کے کمانڈر حیدر پاشا نے اور ہم پاشا کو حسب ہدایت اونپر تعجب انگیز حملہ کرکے اونہیں پیچھے پہاڑی چوٹیوں کی طرف بھگا دیا۔ یہاں درہ کی چوٹی پر نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ ترکی فوج نے ترکی گڑھی سے جس کے پاس سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ دشمن کا کمال مردانگی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ دشمن کا حلقہ اٹھا دیا۔ اور جس یا مقابل جو یونانی گڑھی تھی اوسکا قبضہ چار دفعہ فریقین میں منتقل ہوا لیکن بالآخر قطعی طور پر ترکوں کے تصرف میں آیا۔ ملونا میں یونانی اچھی طرح سے وہاں سوگا و ونڈی (کوہستانی) ترکوں کے مقابل تھے۔ جو باقی یونانی سپاہ سے قد و قامت اور شجاعت میں بہت فائق ہیں۔ ملونا میں یونانیوں پر فیصلہ کن حملہ ممدوح پاشا کرد (سوم ڈویژن) نے درہ کی بائیں جانب کرارہ کو برابر آگے بڑھ کر کیا۔ نشأت پاشا کی زیر کمان بریگیڈ نے تین گڑھیاں جو خاص ملونا کی گڑھی سے بجانب جنوب مغرب ہیں نوک سنگین فتح کیں۔

درہ ملونا کے معرکوں میں فریقین کا نقصان کثیر ہوا۔ ترک دو سو سے زیادہ شہید و مجروح اور یونانی کم از کم پانسو قتل و زخمی ہوئے۔ ملونا کی مقتول و مجروح یونانیوں کی تعداد کا اندازہ ایک ہزار کا کیا گیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ترکوں کا نقصان اس جنگ میں بھی زیادہ ہوا۔ شجاع دلاور و نبرد آزما حافظ پاشا اس موقعہ پر اپنے بریگیڈ کے آگے آگے جاتا ہوا شہید ہوا۔ رائٹر کے نامہ نگار نے اس جوانمرد کی مردانہ موت کے حالات حسب ذیل تحریر کیے۔ اس لڑائی کے مقتولین میں جنگ روم و روس کا ایک بہادر حافظ پاشا بھی شامل ہے۔ اسی برس کا پیر ہو چکے باوجود اوسکا جوش

جوانوں سے گھِرا ہوا تھا۔ وہ برہنہ سر اپنے سپاہیوں کے آگے آگے گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ جب گولیاں سپاہیوں کے سروں سے گزرنے لگیں تو اردلی نے عرض کیا "آپ گھوڑے سے نیچے اُتر آئیں"۔ شیردل حافظ نے جواب دیا "میں وسی کام ہیں گھوڑے سے نہ اُتروں گا۔ سب کیوں اُترو۔ ہمیں بچے بچے بڑھو چلو"۔ ایک منٹ بعد گولی اُسکے بائیں بازو پر لگی جو ہر چند لمحوں کے لئے اُس کا حسن اُکھڑ گیا۔ اُسکے ساتھیوں نے پھر گھوڑے سے اُتر کر واپس چلے جانیکے لئے عرض کیا۔ مگر بے سود۔ چند منٹوں کے بعد ایک دوسری گولی نے دائیں بازو کو پارہ پارہ کر دیا۔ تیسری گولی پیام اجل تھی۔ وہ سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے حوصلہ افزا فقرے کہہ رہا تھا کہ گولی عین حلق پر آ لگی۔ اور ریڑھ کی نس کو توڑ دیا جس سے طائر روح فی الفور قفس عنصری سے پرواز کر گیا"۔

ڈیلی نیوز ایسا متعصب اخبار بھی اس بیاسی سالہ شجاع و جوانمرد کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ اُسکے الفاظ حسب ذیل تھے "ہم کو شجاعت و بسالت کی کوئی کہانی اُس داستان سے بھی زیادہ مؤثر اور رقت انگیز ہو سکتی ہے۔ جو آج صبح موصول ہوئی ہے۔ اور جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حافظ پاشا کس طرح شہید ہوا۔ یہ شیردل اسی سالہ پیرمرد تھا۔ اکثر جوانمردوں اور بہادروں کے حالات مظہر ہیں کہ میدان جنگ میں اُنکی پرجوشی اور دلاوری اور جہاں معرکہ کا رن ہو وہیں پہنچ جانیکے باوجود عموماً انہیں کوئی صدمہ و آسیب نہیں پہنچتا رہا۔ اس بہادر کے ساتھ اسکے برعکس معاملہ گزرا جو بدرجہ غایت مؤثر اور تاسف خیز ہے۔ آخری گولی اس مجروح و خستہ جانباز کیلئے پیام رحمت تھی اُسنے اُسکی تکالیف کا فی الفور خاتمہ کر دیا۔ اور اُسے ایسی شاندار شہادت کا مرتبہ بخش دیا جسکا وہ متلاشی تھا۔ اور جسکی ہی خاطر اُسنے کمان کو چھوڑنا منظور نہ کیا تھا۔"

حمدی پاشا و معرکہ قریہ

انتہائی میسرہ پر حمدی پاشا نے بتدریج اُن یونانیوں کو جنہوں نے ترکی قلمرو میں داخل ہو کر قریہ پر حملہ کیا تھا۔ پسپا کر دیا۔ الاسونا سے اُسکے دو پلٹن فوج پیدل اور توپخانہ کی کمک بھیجی گئی۔ ۲۲ اپریل تک یونانی نیزروس اور ضلع ریپانی سے یکسر پیچھے ہٹ گئے تھے اس مراجعت کنندہ یونانی فوج کا ایک حصہ دریائے پینی اسکے اُس پل سے جو وادی ٹمپ کے پائیں تھا عبور کر کے جنوب مشرق کی طرف ساحل کے برابر برابر دیلو کو ہٹا۔ اور گذرنے کے بعد پل کو توڑتا گیا۔ سرعت گرفتاری اور مشکلات ابتدائی سے بہت ہی شکستگی ہوئی تھی۔ یونانی میمنہ کا حصہ کثیر درہ ریپانی کے راستے قلب لشکر کو جو ٹرناووس کے سامنے دلیلہ باقی کے درمیان صف آرا تھا ہٹ گیا۔

اُن بلندیوں پر جو جنوب مغرب میں ملوناسے دوماسی تک پھیلی ہوئی تھیں۔ تین دن تک متفرق لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں فشاطا پاشا کا ڈویژن مقیم سکادمیا اور خیری پاشا کا ڈویژن مقیم داسی پہلے تو یونانی حملوں کو روکنے میں مصروف رہا۔ پھر اُنہوں نے یونانی حملہ آوروں کو سکادمیا اور ریوینی وردوں کے راستے تھسلی کے میدان کو پیچھے ہٹا دیا۔

کوہی سلسلہ جو حد فاصل کا کام دیتا ہے۔ ملونا سے تخمیناً پندرہ میل تک بنیارگی جنوب کیطرف کو جھک گیا ہے

اور قطعہ ٹرناووس اُس ہموار میدان میں واقع ہے جو اس عظیم کوہی جھکاؤ کے جنوب مغربی دامن سے شروع ہوتا ہے
پس جس وقت سے خیری پاشا درہ ریوینی سے میدان میں داخل ہونیکے قابل ہوگیا۔ یونانی قلب لشکر کی حالت جو ٹرناووس
سے دس میل بجانب شمال ماتی سے ولیا تک پھیلا ہوا تھا نازک اور مراجعت اشد ضروری ہوگئی تھی۔ پہلے شروع شروع
میں خیری پاشا کو ہوسنکی کے پرزور حملے کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو ہی سنبھالے رہنا کسی قدر مشکل ہوگیا تھا مگر دوسرے کمانڈروں
کی ناکامی سے سولنسکی کی کامیابی بھی خاک میں مل گئی۔ اور ۲۳ اپریل کو اُسے مجبوراً اپنا دستہ درہ ریوینی کے راستہ لاریسا
ہٹا لینا پڑا۔ انشا حا پاشا کا ڈویژن مقیمہ سکوپیا۔ واسی لود آتونا کے درمیان کی گھاٹیوں اور کڑاروں سے یونانیوں
کو نکالنے میں مشغول رہا جس سے وہ ۱۸ کو فارغ ہوا۔ اس تاریخ صرف ایک مقام یعنی خیری کی سربناک اور تقریباً
صعب الحصول چوٹی جسکے پائیں میں ٹرناووس واقع ہے۔ یونانیوں کے قبضہ میں رہ گئی۔ ۱۷۔ اور ۲۳ کے درمیان
ترکوں نے اسپر کئی دھاوے کئے۔ گرچہ ۱۹۔ ۲۰۔ اور ۲۱۔ کو اُسپر لگاتار آتشبازی کیجاتی رہی۔ اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا پہاڑ
کی اطرافین عمودی ہی نہ تھیں۔ یونانیوں نے اسپر خوب مستحکم مورچے بھی تیار کرلئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ترکوں کے ان فضول حملوں میں
دو سو سے زیادہ شہید و مجروح ہوئے۔ گو تیری کو فتح کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی ترک اسے محصور کرکے بلا خدشہ
آگے بڑھ سکتے تھے کیونکہ گو وہ درہ سکوپیہ کے ناکہ پر واقع تھی۔ مگر ٹرناووس کے شاہراہ کی اُس مقام سے کوئی حفاظت نہ
ہوسکتی تھی۔ نہ وہ وہاں سے کسی طرح نزدیک تھی۔ بالآخر یونانی اس موقعہ کو ۲۳ اپریل کی رات کو جس رات کہ وہ بےتحاشا
و سراسیمہ وار لاریسا کو بھاگے تھے خالی کرگئے۔

یونانی فوج مقیمہ تھسلی محاربہ کے شروع میں یونانی فوج مقیمہ تھسلی جو تعداد میں ساٹھ ہزار سے متجاوز تھی
جیوش میں منقسم تھی جنکے ہیڈکوارٹر لاریسا اور تریکالہ میں تھے۔ جنرل مقریس اور
ماورومیکالیس انکے کمانڈر تھے۔ یونانی گو تعداد میں ترکوں سے کم تھے مگر ایک تو وہ پہاڑی سرحد کے اندرونی جانب پہنچے
دوم اُنکے پاس ترکوں کی نسبت عمدہ وسائل نقل و حرکت و آمد و رفت موجود تھے اُنکے سمندری قاعدۃ الجیش وولو سے
دو فوجی قواعد الجیش تک ریلوے جاتی تھی۔ چنانچہ اگر یونانیوں میں اسقدر لیاقت یا شجاعت ہوتی کہ وہ ترکوں کے طویل اور
متفرق خطوط مدافعت کے کسی ایک موقعہ پر کل طاقت مجتمع کرکے پرزور حملہ کردیتے تو باغلب وجوہ ترکوں کے حق میں اسکا نتیجہ
اچھا نہ ہوتا۔ مگر یونانی افسر نالائق محض تھے۔ اور یونانی جنرل سٹاف کی یہ حالت تھی کہ اُسنے سبقدستی چھوڑ محافظت کے
پہلو کیلئے بھی کوئی نقشہ یا پلین تجویز نہ کی ہوئی تھی۔ بقول مسٹر بنٹ بری جنرل مقریس کے زیرکمان بمقام لاریسا و
اُس سے شمالی علاقہ میں ۳۵ ہزار فوج تھی۔ نامہ نگار مذکور اس جنرل کی بہت تعریف کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ وہ خوش طبع
ہوشیار اور مستقل مزاج افسر تھا۔ اُسکی عمر ساٹھ سال سے متجاوز۔ اور قد لمبا تھا۔ شاہزادہ ولیعہد کے سپہ سالار اعلےٰ ہونے
پر وہ ساحت کا افسر اعلے بنایا گیا۔ جنرل ماورومیکالیس بھی طویل القامت اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر رکھتا ہے بقول مسٹر

برعکس وہ انتظامی معاملات میں بڑا سخت گیر ہے۔ مگر علمی لیاقت حربیہ میں مقربین سے کم ہے۔

ولیعہد و جنرل سمولنسکی

مسٹر مذکور شاہزادہ قسطنطین کی کم لیاقتی کا ذکر کر کے یونانی کمانڈروں اور جنرل سٹاف کو سخت مطعون کرتا ہے کہ وہ لاریسا کو محفوظ و مورچہ بند یا اسکی سرکوں کی ناکہ بندی کرنے سے سخت مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہوئے۔ ولیعہد پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اُسنے کسی لڑائی میں عملی حصہ نہ لیا۔ مگر میرے خیال میں ایسا کرنا سپہ سالاری کے فرائض میں داخل نہیں۔ مسٹر برلے جنرل سمولنسکی کی جو پولین الاصل اور ۵۴ سالہ ہے بہت تعریف کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اُسنے صرف سات کمزور پلٹنوں سے ایک ہفتہ تک ایک سالم ترکی ڈویژن کو درہ ریوینی میں داخل نہونے دیا۔ اور صرف اُسوقت اپنی جگہ سے ہٹا۔ جبکہ دوسری یونانی فوج ۲۳ اپریل کو دہشت زدہ و سراسیمہ ٹرناوس سے فرار ہوئی۔ جنرل مذکور کی قابلیت اور کامیابی کی نسبت میری فاتی رائے بھی یہی ہے

مسٹر برلے کی رائے

مسٹر برلے مراجعت کی ایک نمایاں ظلم کے متعلق بھی جو ولیعہد نے ۱۹ اپریل کی دوپہر کو صادر کیا تھا عجیب داستان سناتے ہیں۔ بظاہر یہ بمشکل اعتبار کیا جاسکتا ہو۔ مگر یونانی افسروں بالخصوص ہیڈکوارٹری سٹاف سے ایسی عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی رہی تھیں کہ اگر یہ داستان بھی درست ہو تو کچھ عجب نہیں۔ مسٹر موصوف کا بیان ہو کہ تین گھنٹوں کے ہی بعد اُس حکم کو منسوخ کر کے پھر آگے بڑھنے کا حکم نافذ کیا گیا۔ مگر دیلولا فوج گرتسووالی کی پہاڑی کو چھوڑ چکی تھی۔ اور دوسرے دن ترکوں سے اُسے پھر فتح کرنیکی کوشش میں جنرل ماورو میکالیس کے دو ہزار آدمی ضایع ہوئے۔ مسٹر برلے نے اپنی تحریروں میں دلیلر کے عوض موضع وردلی لکھا ہے جو صریح غلط ہے۔ وردلی موضع اباسکے قریب وادی ٹمپ کے دہانہ پر واقع ہے۔ اور دلیلر اباقی سے تخمیناً تین میل بجانب شرق اور ٹرناوس سے نو میل بجانب شمال مشرق واقع ہے۔

۲۳ مئی کی شام کو حمدی پاشا کی فوج کے دلیلر پر قابض ہونے سے ہی یونانی میمنہ شکست یاب ہوا تھا۔ اور لاریسا کی طرف مراجعت کرنا لازمی ہوگیا تھا۔ مراجعت یونانی فوج کو کمال تباہی سے بچانے کے لئے بیشک ضروری تھی۔ مگر اُسکے اندھا دھند بھاگڑ میں مبتدل ہوجانے کی کوئی وجہ موجود نہ تھی۔

مسٹر موصوف جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو میں یونانی فوج کے نظام اور اُسکے افسروں کے متعلق حسب ذیل رائے تحریر کرتے ہیں۔ "جنرل کریس نے اپنی ۵۰ ہزار فوج کو لاریسا اور ٹرناوس کے درمیان منقسم رکھا جالانکہ وہ اس سے غنیم پر جو ایک دوسرے سے میلوں دور دروں کے دہانوں پر مقیم تھا۔ حملہ کرنے کا کام نہایت آسانی سے لے سکتا تھا۔ یہی نہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ کرسکتا تھا۔ وہ ادہم پاشا کے الاصونا سے روانہ ہونے سے بہت پیشتر اپنی فوج وادی ٹمپ میں سے گذار کر کوہ اولمپس کی مشرقی ڈھالوں کے دامن دامن ترکی قلمرو میں داخل ہوسکتا اور یونانی بیڑہ کی مدد سے ترکوں کے میسرہ پر مؤثر حملہ کرسکتا تھا۔ یونانی دریائی بیڑہ اسکے عقب و شانہ دوسرے کو جا بجا چھاؤنی اور قصبوں

مسکن کر لیا اور تھیسلی کے حصہ کثیر کی حفاظت کا عارضی انتظام کر سکتے تھے۔ ایسا کرنے سے آگے کچھ حصہ پر دریا کا پانی پھیل جاتا جو ترکوں کی پیشقدمی میں بہت کچھ مانع ہوتا۔ اگر پل توڑ دئے گئے ہوتے تو ترک دریا سے بآسانی عبور نہ کر سکتے۔ اسی طرح اور سیکڑوں انتظام کئے جا سکتے اور کئے جانے چاہییں تھے مگر نہ کئے گئے۔ جنرل اورونڈالیس بھی اپنی پوزیشن سے ترکوں پر جو پوراسی سے کاناباکانک دہانوں یا ہڑوں کی ترکی جانب پر مقیم تھے۔ جیسا حملہ کرنا تھا جو اُسنے نہ کیا۔ حالانکہ جتنا ترکوں سے لڑائی کا وہ مشتاق تھا۔ ایسا کوئی اور یونانی نہ تھا۔ یونانیوں میں لڑائی کیلئے جو جوش پھیلا ہوا تھا۔ اُسکی کیفیت پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ مگر باینہمہ اشتیاق محاربہ کیلئے جسے خود انہوں نے برپا کیا۔ ان جوانمردوں نے کوئی معقول تیاری بھی اور ایسے تلیا اس شہید ہارہیں کو دے کہ اُنکے پاس نہ کوئی خبر رسانی کا صیغہ تھا۔ نہ نقشے اور دوربینیں تھیں اور سگنلنگ (آئینوں پر آفتابی شعاعیں ڈالکر مقررہ علامتوں کے ذریعہ باہم گفتگو کرنا) کے لئے کافی سامان تھا۔ اور افسر ایسے نالائق کہ اُن سے بدتر کبھی کسی فوج کو نصیب نہیں ہوئے کل کاکیشی (سفید رنگ) اقوام میں سپاہی جہاں تک مجھے تجربہ ہوا تقریبا یکساں اوصاف رکھتے ہیں۔ فوجوں کی باہمی قدر و منزلت اور کارزاری قابلیت میں جو کچھ فرق ہے وہ صرف افسروں اور تربیت کی وجہ سے ہے۔ جس ملک کی فوج کے افسر اچھے اور تربیت عمدہ ہوئی۔ وہ قابل ہوگئی۔ اور جس کے ویسے نہ ہوئے وہ برے اور نالائق نکلے۔ یونانی افسر جب تک ترکی گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ شروع نہ ہوتی بظاہر خوب جوانمرد دکھائی دیتے مگر اُسوقت ترکی تمام ہوجاتی اور فی الفور محفوظ جگہ جا چھپتے۔ بیشک بعض اُن میں ایسے بھی تھے جو اُسوقت ثابت قدم رہتے۔ اور بہادری سے اپنا فرض ادا کرتے مگر ایسے بہت ہی تھوڑے تھے اور وہ بھی جب کوئی گولہ اُنکے قریب جاکر پھٹتا تو نہایت عجز و خلوص سے اپنے جسموں پر صلیب کا نشان بناتے اور اپنے خطرہ سے متردد سے معلوم ہوتے تھے

مسٹر ڈلن کی رائے

مسٹر ای جے ڈلن یونانیوں کا مشہور خیرخواہ اور دوست جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ کنٹمپورری ریویو میں یونانی فوج پر بالفاظ ذیل سخت لعن طعن کی ہے۔

”یونانی گورنمنٹ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ یونانی فوج کو کارزار کے لئے مطلقاً کبھی تربیت نہیں دی۔ اکثر اعلیٰ افسر ایسے اوصاف کی وجہ سے مقرر اور ترقی یاب ہوئے ہیں جو میدان کارزار او کیمپ کی بجائے درباروں اور ایوانوں یا تفریحی جلسوں کے زیادہ حسب حال ہیں۔ اور کہ چند شاذ استثنایات کے علاوہ ایسے افسر شاذ ترقی کر سکتے ہیں اور نمایاں کارگذاری کی توان سے قطعاً امید نہیں ہو سکتی۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ وقتاً فوقتاً تکمیل تعلیم کے لئے جو نوجوان افسر ممالک غیر کو بھیجے جاتے رہے ہیں۔ وہ بلا استثناء سفارشی نہ تھے سبکے زبردست اور بارسوخ دوست اور لواحق تھے ملک میں موجود ہوتے تھے اور ذاتی لیاقت یا دماغی و ذہنی یا جنگی اوصاف کی بجائے زیادہ تر اپنی لوگوں کی سفارش پر بھیجے جاتے تھے اور بنا برین وہ ممالک غیر کی تعلیم و اقامت سے کوئی فائدہ اُٹھانے کی قابلیت ہی نہ رکھتے تھے۔ وہ اس سے بھی بخوبی واقف تھے کہ یونان میں جنگی تمرینات کا کوئی نام و نشان نہیں جانتا۔ اور کہ فوج کے کسی حصہ کو بھی اُن فرائض کے ایک شمہ تک کا سرانجام

کر سکتا نہیں سمجھا گیا۔ یہ اسے بوقت جنگ یکایک بہت بڑے پیمانہ پر سرانجام دینے پڑینگے۔ یونانی فوج کا سب سے نمایاں وصف یہ تھا کہ اُس میں نظام و اطاعت کا نام و نشان بھی نہ پایا جاتا تھا جو ادنےٰ افسر بننے کے شائق اور امتیاز حاصل کرنیکے موقعہ ملنے کے خواہاں ہوتے۔ اُن سے اُنکے اعلےٰ افسر بطور قاعدہ کلیہ بزمانہ امن کمال کج خلقی سے پیش آتے۔ اور یہ اعلےٰ افسر بجائے خود ہر وقت اپنے اعلےٰ افسروں پر نکتہ چینی ہی نہ کرتے رہتے۔ بلکہ یہ یقین رکھتے کہ جو بدتر سے بدتر الزام بھی اُنپر لگائے جارہے ہیں۔ وہ بالکل درست ہیں۔ ایسے یقین کا عام چلن پر جیسا بُرا اثر پڑسکتا اور پڑتا ہے اُسے بیان کرنیکی احتیاج نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بری و بحری فوج کو ہمیشہ انتخابی مشین کا اہم جزو سمجھا جاتا رہا ہے۔ اور وزراے اسکے افسروں وغیرہ کی رایوں کی مدد سے اپنا اپنے فریق کو برسر حکومت رکھتے رہے ہیں۔ قوم روپیہ ادا کرتی ہے۔ اور وزیر اعظم اسکو خرچ کرنیکے لئے آدمی منتخب کرتا رہی اور پھر یہ کبھی نہیں دیکھتا کہ وہ اُسے کس طرح خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ اس اصول پر چلتا کہ خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے دی ان لوگوں میں سے بعض شاہی خاندان کی سفارشوں پر مقرر اور ترقی یاب ہوتے ہیں اور بعض راسخ اشخاص کی دھمکیوں یا درخواستوں پر قابلیت اور لیاقت کے لحاظ سے کہ اعلیٰ اوصاف کے افسر فاتح ہوسکتا ہے بہت کم منتخب کئے جاتے ہیں

تمام سرحدی کراروں اور کوہی دروں پر ترکوں کے قابض ہوجانے سے لڑائی کا پہلا دور ختم ہوا۔

محاربہ کا دوسرا دور

محاربہ کا دوسرا دور ۲۳ اپریل سے شروع ہوکر ۴ مئی کو ختم ہوا۔ ماتی دلیلہ کی لڑائیاں بتاریخ ۲۳ اپریل یونانی فوج کی بھاگڑ مراجعت ٹرناووس لاریسہ۔ تریکالہ اور تمام شمالی تھسلی پر ترکوں کا قابض ہوجانا اس دور میں شامل ہے۔

معرکہ ماتی دلیلہ

۲۳ اپریل بروز جمعہ۔ ادہم پاشا صبح صاف دن کے ساڑھے نو بجے درہ ملونا پہنچے اور وہاں کے نقشے دیکھتے ہوئے کارروائیات مستقبلہ کی تجویز کرتے رہے۔ تمام نامہ نگاروں کو عام حکم مل چکا تھا کہ اُس دن کوئی تار نہیں بھیجا جا سکیگا جس سے اُنہوں نے قیاس کرلیا کہ آج کوئی اہم کارروائی ہونیوالی ہے۔ اُنکا یہ قیاس درست ثابت ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اطلاع پہنچی کہ انتہائی میسرہ پر حمدی پاشا ریانی سے میدان تھسلی میں داخل ہونیوالا ہے اور انتہائی میمنہ پر خیری پاشا ...... بوچی میں زرکوس یا ٹرناووس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

ساڑھے چھ بجے ۱۷ اپریل کو ممدوح پاشا تیسرا ڈویژن ایک مستقل بریگیڈ زیر کمان حیدر پاشا اور کیولری ڈویژن لیکر درہ ملونا میدان میں اتر گیا تھا۔ وہاں اُسنے چشمہ قمرہ دربند سے چاپیل بجانب غرب اپنی افواج کو صف آرا کیا اور ۲۲ کو مخالفین کے توپخانے بے اثر ہونے کو باری کرنے سے حقی پاشا ۱۷ اپریل کو ایک بریگیڈ لیکر ڈسکاٹا سے ملونا پہنچ گیا حیدر پاشا چھ دیوتھی ڈویژن سے درہ ملونا کی سڑک کو درست اور توپخانہ کے گذرنے کے قابل بناتا رہا مستقل بریگیڈ انتہائی میسرہ پر تھا۔ وہ اسی دن چھٹے ڈویژن زیر کمان حمدی پاشا سے ملحق ہوگیا۔

۱۱ بجے سے شروع ہوکر چار بجے تک شدت کے ساتھ گولہ باری ہوتی رہی۔ ترکوں کے پاس چھ اور یونانیوں کے پاس پانچ ایسی

مخالف توپخانوں میں تین ہزار گز کا فاصلہ تھا۔ ترکی توپیں قرہ درہ کے آب و خشک کے عین آگے کھلے میدان میں صف آرا تھیں۔ یونانی باتریاں اُس شاخ کوہ کے کنارہ سے شروع ہو کر جو کہ تیری کے جنوبی دامن سے میدان کو چلی گئی ہے۔ دائیں ہاتھ دلیلر کے قریب پھیلی ہوئی تھیں۔ وسط میں ایک مستطیل سی بلندی موجود تھی جس سے اُن یونانی توپوں کو جو وہاں نصب تھیں عمدہ پناہ ملی ہوئی تھی۔ آتشبازی پر بارود اور گولوں کا تو بہت خرچ ہوا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ترکوں نے چار گھنٹوں کی گولہ باری سے حالانکہ انکی توپیں بے پناہ تھیں۔ اپنے صرف تین آدمی مجروح ہوئے تسلیم کئے۔ دوپہر کے وقت انتہائی میسرہ پر بھی گولہ باری شروع ہوگئی۔ جس کے ساتھ سخت رائفلی آتشباری بھی شامل تھی۔ یہ آتشبازی دیہات قرہ چالی اور دلیلر میں اور ان کے ارد گرد ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دلیلر میں آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ اور آدھا موضع جل گیا۔ ماتی اور دلیلر دونوں جگہ آتشباری ۳ بجے کے بعد بند ہوگئی۔ مگر اُس وقت یہ نہ معلوم ہوسکا کہ آیا کسی فریق کو کچھ غلبہ حاصل ہوا ہے کہ اتنے میں ساڑھے چھ بجے کے قریب رائفلی باڑیں پہلے سے زیادہ تیزی اور شدت کے ساتھ شروع ہوگئیں۔ اس آتشباری کا کل زور چند متفرق مکانات پر جو دلیلر کے جنوب اور مغرب میں تھے مجتمع تھا۔ چند منٹوں کے بعد میں نے پیدل آدمیوں کو گھروں اور باغوں سے جلد جلد نکلکر دریا کی طرف جو دلیلر کے جنوب میں بہتا ہے۔ اور کچھ سواروں کو جنوب مغرب کی طرف ہٹتے جاتے دیکھا۔ یہ یونانی انفنٹری اور کیولری کی مراجعت تھی۔ ادہم کی افواج کی اس فتح نے یونانی میمنہ کو شکست دیا اور اُن کے لئے عام ہزیمت کو لازمی بنا دیا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ میں نے اس کل معرکہ کو درہ ملونا کی چوٹی سے ایسی صفائی کے ساتھ دیکھا کہ گویا ہمارے سامنے نقشہ بچھا ہوا تھا۔ رویٹر کا نامہ نگار ۲۳ اپریل کی سہ پہر کو یونانیوں کے ساتھ تھا۔ اُس نے معرکہ ماتی و دلیلر کی جو کیفیت تحریر کی ہے وہ متذکرہ صدر کیفیت کے بالکل مشابہ ہے۔ جسے میں نامہ نگار مذکور کے مراسلہ کو پڑھنے سے پہلے لکھا تھا۔ بقول اُس کے یونانیوں کے میمنہ میں بمقام دلیلر آٹھ پلٹنیں (دس ہزار آدمی) جنرل ماورومیکالیس کے زیر کمان میسرہ میں بمقام ماتی پانچ پلٹنیں (پانچہزار سپاہی)، اور توپخانہ میں چھ باتریاں (۳۶ توپیں) تھیں۔ مزید براں پانچ رسالوں کا ایک کیولری بریگیڈ تھا جس میں غالباً پانچسو آدمی تھے۔ اوبیردتیوں کی ایک پلٹن قلب میں ایک پست سی پہاڑی پر موجود تھی ترکوں کی جمعیت کا اندازہ وہ نو ہزار کرتا ہے۔ اور توپوں کی تعداد ۱۲ بتاتا ہے۔ ساری دوپہر ماتی کے سامنے فریقین میں سخت توپ بمبارزت ہوتی رہی۔ ایک بجے تین ترکی پلٹنوں نے قرہ چالی سے حرکت کر کے دلیلر کے قریب موضع کوتاری پر جو یونانی میمنہ پر تھا حملہ کیا۔ یونانی فوج زیر کمان میکالیس نے دیہ مذکور کی جوانمردانہ محافظت کی۔ یونانیوں کو کمک پہنچ گئی۔ اور وہ گو ترک تقریباً اڑھائی ہزار گز آگے بڑھ آئے۔ کوتاری پر برابر قابض رہے۔ چار بجے ترکوں نے یونانی میسرہ پر پھر گولہ باری کی مگر یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ اُنھوں نے ترکی باتری کو خاموش کرا دیا۔ کوتاری کا نام موسلر بھی ہے۔

فیصلہ کن کارروائی

دوسرے مراسلہ میں یہی نامہ نگار توضیح مزید کے لکھتا ہے کہ چار بجے یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ لڑائی ختم ہوگئی ہے۔ ترکوں نے دو باتریوں سے کوتاری اور دلیلر پر پھٹنے والے گولے چلائے

اور اُنکی پیدل فوج سے دو پلٹنوں کی کمک پہنچ جانے پر کوتادی اور ولیلر پر پھر حملہ کر دیا۔ یونانی سپہ سالار کو اس کو بھی خیال تھا کہ ترک پسپا کر دیے گئے ہیں کہ اتنے میں ترکی سواروں کی ایک جماعت کوتادی کی پشت پر کے جنگلوں میں سے نکلکر آ پہنچی اور اُن ترکی سواروں سے آملے جو ریسانی اور دره لی سے آئے تھے بالفاظ دیگر حمدی اور خیری کے ڈویژنوں کا باہمی مصافحہ ہوگیا۔ اسی وقت ولیلر اور کوتادی کو گولوں سے آگ لگ گئی۔ اُسوقت شام ہوگئی تھی۔ نامہ نگار نے سوچا کہ باقی لڑائی کل صبح ہوگی۔ وہ واپس چلا گیا۔ مگر یونانی رات کو ہی پیچھے ہٹ گئے اور اُن میں وہ بھاگڑ پڑگئی جسکا حال بچہ بچہ کو معلوم ہے۔

صرف اس لڑائی کی کیفیت درست درست یونانی فوج کے ہمراہی نامہ نگار بھیج سکے۔ اور کسی لڑائی کے ویسے درست حالات اُنہوں نے تحریر نہ کئے۔ یا نہ کر سکے۔ اِس بیان میں صرف ایک غلطی ہے جو آخری ترکی حملہ کے نتیجہ کے متعلق ہے۔ ولیلر کو فی الحقیقت ترکوں نے سات بجے ہی فتح کر لیا تھا۔ اور اسی فتح اور حمدی کے ڈویژن کی آمد نے لڑائی اور نیز شمالی تھسلی کی قسمت کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اسکے بعد یونانیوں کے لئے اپنی فوج کو سلامت رکھنے کے واسطے مراجعت ضروری ہوگئی تھی۔ اس دن کی لڑائی میں ترکوں کی طرف تخمینًا اڑھائی سو شہید و مجروح ہوئے۔ اور یونانیوں کی طرف تین اور چار سو کے درمیان۔

اُس دن ہم بہت رات گئی شیر کے ساتھ الاصونا واپس گئے۔ جہاں اُس طوفان بے تمیزی سے بالکل بےخبر ہو یونانی فوج میں برپا ہو رہا تھا آرام سے سو گئے ہو۔ میرے خیال میں یونانیوں کے لئے مراجعت کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا۔ پانچ ترکی ڈویژن مع کیولری و آرٹلری جنکی جمعیت کسی طرح ستر ہزار سے کم نہ تھی۔ لاریسا پر حملہ کرنے یا کھلے میدان میں جنگ کرنے کے لیے بآسانی یکجا فراہم ہو سکتے تھے۔ ترکی توپخانہ تعداد اور مہارت میں بہت فائق تھا۔ کیولری گو تھوڑی مگر خوب مضبوط اور یونانیوں کے معدودے چند سواروں سے بدرجہا زیادہ طاقتور تھی۔ مزید براں ایک چھٹا ڈویژن بالکل قریب تھا۔ اور بشرط ضرورت بلا تردد موقعہ پر پہنچ سکتا تھا۔ انکے مقابلہ پر یونانی لاریسا کی حفاظت کے لئے کسی طرح پچاس ہزار سے زیادہ فوج جمع کر سکتے تھے۔ اور اُن کے لئے شکست یقینی تھی جس شکست کا انجام یونانی فوج کی کامل بربادی یا گرفتاری ہوگا۔ سوا اسکے کوئی مطلب نہ ہوتا۔ البتہ دو باتیں سمجھ میں نہیں آئیں۔ ایک یہ کہ ۲۳ اپریل کی رات کو یونانی فوج میں وہ حیرت انگیز بھاگڑ کیونکر پڑی۔ اور دوم یہ کہ ترک فراری یونانیوں کے پیچھے پیچھے کیوں نہ رہے۔ اور اُنکی بھاگڑ سے کیلئے اُنہوں نے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔

لاریسا سے یونانیوں کی بھاگڑ

مسٹر پر ۲۳ اپریل کے رسالہ فورٹ نائٹلی میں یونانی بھاگڑ کی کیفیت بالفاظ ذیل تحریر کرتے ہیں۔ "کل فوج کوچ پر تھی اور میدان جنگ سے پانچ چھ میل آگے بڑھ گئی تھی یعنے ٹرناوس کے قریب پہنچ گئی تھی کہ یکایک اُسپر بلا وجہ متوحشانہ ہیبت مستولی ہوگئی۔ کوئی تو اسکی وجہ کچھ بتاتے ہیں اور کوئی کچھ۔

یونانی کیولری اور آرٹلری خیالی خطرہ سے بچنے کے لئے بے تحاشا اپنی فوج پیدل کی صفوں کو چیرتی ہوئی اندھا دھند لاریسا کو اُٹھ دوڑی۔ تاریکی میں کمال گڑبڑ پڑگئی۔ رائفلیں سر ہوگئیں۔ ایک دوسرے سے گتھم گتھا کیا گیا۔ آدمی ایسا ہوا [illegible]

روانہ کئے اور گاڑیاں اُلٹ دیگئیں جو تھوڑی دیر پیچھے تھا یہ ہوگئیں تمام فوج مختلف دستوں میں منقسم ہوکر بالکل ایک مجمع بے تمیزی بنگئی۔ اور سپاہی سب جا نتک اُنکی ٹانگوں میں بل تھا سڑکوں اور کھیتوں پر سے پاؤں سر پر رکھکر اُٹھ دوڑے ہتھیار کارتوس اور سامان از سرتاپا پھینکدیا گیا۔ افسر بطور قاعدہ کلیہ سپاہیوں سے زیادہ حواس باختہ ہورہے تھے۔ وہ گھوڑوں پہ آگے آگے جارہے تھے۔ اور جبتک فرسالیا وا ولنہ پہنچے دم نہ لیا۔ ہر ایک افسر حیرت انگیز بیشرمی کے ساتھ یہ کہتا جاتا تھا کہ لاریسا پہنچکر سپاہ کو روکا جاسکیگا۔ مگر وہاں پہنچکر بھی کوئی معقول کوشش نہکیگئی۔ اور یہ بھگوڑے پچھلی رات شہر میں سے ہوتے ہوئے اندھا دھند فرسالہ کی طرف بھاگے جاتے رہے۔ ہمنے کسی یونانی کو جنگی قانون کے مطابق اس بیشرمانہ بزدلی یا کسی اور نہایت ہی صریح بزدلی اور فراری کی پاداش میں گولی سے ہلاک کیا جاتا نہ دیکھا تاکہ دوسروں کو کسیقدر عبرت ہوتی۔ جو کچھ عرصہ پہلے یونانی فوج تھی۔ وہ اب نالایق بھگوڑوں کا ایک مجمع رہگئی تھی جسے ترکی کیولری کے تعاقب کے چلے آنیکا پختہ یقین ہورہا تھا۔ حالانکہ یہاں تک کسی ترک کا نام و نشان موجود نہ تھا۔ اس یقین نے اُن میں وہ طاقت پیدا کردی تھی۔ جسے صرف مایوسی اور سراسیمگی ہی پیدا کرسکتی ہے۔ وہ چوبیس گھنٹوں میں پچاس ساٹھ میل سفر پیدل طے کرگئے۔ لاریسا اور علاقہ متصلہ کے باشندے اس بلا ناگہانی سے ہی مبہوت و ششدر ہوگئے تھے کہ فوجی و ملکی حکام نے اُنکی بھی ہوش اُڑا دی [؟]۔ وہ اُنکو کسیطرح کی اطلاع یا نصیحت کرنیکے بغیر خود چلتے ہوئے اور اُنہیں اُنکے حال پر چھوڑ گئے کہ جو مناسب سمجھیں کریں

یونانی فوج کسطرح بھاگی

ادہم پاشا نے ۲۳ اپریل (جمعہ) کو یونانی فوج کی مراجعت کو منقطع اور اُسکا تعاقب نہ کرنیکی یہ وجہ مسٹر سٹیونس ڈیلی میل کے نامہ نگار کو بتائی۔ اگرچہ تشفی بخش نہیں مگر دلچسپ ضرور ہے "میں حیران ہوں کہ یونانی کیوں اپنی پوزیشن چھوڑ گئے۔ وہ قدرتاً نہایت مضبوط تھی اور اُسکو اور زیادہ مستحکم کرنے کے لیے انہوں نے کئی ہفتے اور لاکھوں روپیہ خرچ کئے تھے۔ اُن کا بیان تھا کہ وہ لڑائی کے بڑے خواہاں ہیں اور ہم سے مقابلہ کرنے کو تیار تھے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا وہ کیوں بھاگ گئے۔ مجھے اُن کی فراری کا سبب رنج ہے۔ اگر وہ صرف چھ گھنٹے اور ٹھیر جاتے تو میں اُنکو بالکل پامال کر دیتا"

ادہم ایسے کم سخن کے لیے جو باتیں کرنے والا نہیں بلکہ کام کرنے والا آدمی ہے یہ تقریر بہت ہی طویل تھی۔ اُنکا کمال سادگی کے ساتھ یہ تعجب ظاہر کرنا کہ یونانی اُنکے حلقہ میں گرفتار ہونے سے پیشتر بکمال رفتار ہی کیوں نہ وہ بھاگ گئے [؟]۔ مجھے بہت ہی دلچسپ معلوم ہوا۔ اگر اُن کے چہرہ پر کچھ بھی مسکراہٹ کے آثار پائے جاتے۔ یا وہ آنکھوں کو ایسا کہتے وقت کچھ بھی جھپکتے تو میں سمجھتا کہ وہ از راہ ظرافت یہ کلمہ کہہ رہے ہیں۔ برعکس ازیں پاشا موصوف [؟] نے نہایت متانت کے ساتھ آہستگی تمام ارشاد فرمایا۔ "ہمارے البانوی رجمنٹوں کی ایک بہت بُری عادت ہے۔ وہ گانے کے بڑے مشتاق ہیں۔ اور کوچ کے وقت برابر گاتے جاتے ہیں۔ اُن کی چھ پلٹنیں یونانیوں کے خط مراجعت کو منقطع کرنے کے لئے ایک گاؤں کی طرف بڑھ رہی اور حسب معمول گاتی جارہی تھیں کہ ایک پادری نے اُن کی آواز سُن لی۔ اور یونانی افسر کو عین بروقت متنبہ کردیا۔ ورنہ اس وقت وہ لوگ یہاں ہمارے ساتھ کھانا کھا رہے ہوتے"

ادہم پاشا اور ان کا اشاف ابھی آہستہ آہستہ فرسالے سے تھسلی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ہراول سواروں نے شنبہ کی صبح کو کوٹرنا دوس پر قبضہ کرلیا۔ انھوں نے شہر کو یونانی فوج اور باشندوں دونوں سے خالی پایا۔ صرف چھ خاندان باقی تھے جن کو کسی نے اذیت نہ پہنچائی۔ ادہم پاشا کوٹرنا دوس جانے پر رضامند کر لیے گئے۔ اور وہاں وہ ۲۴ کو دوپہر کے ۲ بجے پہنچ گئے۔ مگر جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ رات وہاں بسر کرنا مناسب سمجھ کر شام کو قرہ درہ واپس کر چلے گئے۔ یہاں اُنکے خیمے نصب کر دیے گئے تھے۔ اور تار کا سلسلہ بھی وہاں تک بڑھا دیا گیا تھا۔ وہاں سے لیکر ٹرنا دوس اور لاریسہ تک یونانی تار کا سلسلہ صحیح سالم موجود تھا۔ یونانیوں نے واپسی کے وقت سڑکوں یا سلسلہ تار کو کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا۔

۲۴ کی شام کو گرمبکوت پاشا نے جو ایک نہایت قابل جرمن افسر اور ترکی توپخانہ کا انسپکٹر جنرل ہے۔ ایک رسالہ سواران ساتھ لیکر بغرض اکتشاف پیش قدمی کی۔ اور اُسے اس کے دوران میں معلوم ہو گیا کہ یونانی لاریسا سے بھاگ گئے ہیں۔ چنانچہ دوسرے دن علی الصباح وہ اور سیف اللہ پاشا ایک بارہ اپنی توپخانہ کی اور کئی رسالے لیکر لاریسا کو روانہ ہو گئے شہر کے قریب پہنچکر اُنھوں نے شہر میں آتشبازی کی آواز سنی جس پر گرمبکوت نے چند گولے شہر پر چلائے جانے کا حکم دیا اور پھر وہ دونوں افسر دریا پینیاس کے کلاں سنگی پل سے گذر گئے۔ پل کے نیچے یونانی ڈائنامیٹ کی گئی تھی۔ ایک نیکبخت باشندے نے اُن کو اس کی اطلاع کر دی۔ اور گرمبکوت کے حکم سے ثابت بک نے اُسے وہاں سے ہٹا کر پانی میں پھینکوا دیا

دنیا بھر میں بہترین سپاہی

باقی ڈیلر لڑائی کے موقعہ پر تھا۔ اور گرمبکوت چند ترکی پلٹنوں کے پاس سے جو میدان تھسلی میں داخل ہو رہی تھیں گذرے۔ اسوقت اُس نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ "تم ان کوفتہ و ماندہ۔ غبار آلودہ بوسیدہ پوش اور لقوہ یافتہ۔ فاقہ پر گذارہ کرنیوالے اور بیحد قانع رجبوں عجزیہ سپاہیوں کو دیکھتے ہو۔ صاحبان میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ دنیا بھر میں بہترین سپاہی ہیں"۔

لاریسا کے مسلمان اور یہودی باشندوں نے نہایت گرمجوشی سے ترکوں کی آؤ بھگت کی اور بتایا کہ جمعہ دن سے جبکہ ملکی گورنر نے تمام قیدیوں کو رہا کر کے انہیں بندوقیں دیدیں۔ شہر میں عجب ہڑبونگ برپا رہی ہے۔

ادہم پاشا کو کامل قبضہ ہو جانے کے بعد اسکی خبر ہوئی ہم پہنچتے ہیں۔ وان سوتن برگ الیس اور ہمارا اسکو یٹ اتوار کو دوپہر کے ایک بجے گرمبکوت سے چار گھنٹے بعد لاریسا پہنچے لاریسا اسوقت سلطان المعظم کا یاور نجیب بک اور مشیر کا ایک یاور سرپٹ گھوڑے دوڑاتے پہنچ گئے لاریسا پینیاس (دریا) کے دائیں کنارہ پر آباد ہے۔ دریا نہایت تیزی کے ساتھ شہر کی مغربی اور شمالی جانبوں سے ٹکراتا ہوا بہتا ہے۔ شہر کے متصل اسکا پانی عمیق اور دھارا بہت تیز ہے اور دونوں طرف خوبصورت درختوں کی قطاریں اور سبزہ مرغزار موجود ہیں۔ سبز جامع مسجد سے جو لب دریا ایستادہ ہے۔ پل۔ دریا اور سپیرلی طرف سکندر خیر کا نظارہ حسن کو جو قدیم دریا سیراب کرتا ہے۔ کل یونان میں تھسلی بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ شہر کی عمارت بھی نہایت خوبصورت ہے کچھ مکان پرانی طرز کے اور کچھ نئی طرز کے ہیں جو اول الذکر

ایسے دلچسپ نہیں۔ محلسرا۔ قدیم حرمسرا شاہی (اسکی سرای)۔ قوناق (گورنر کا محل)۔ جو بڑے چوک میں واقع ہے۔ بنک اور ایلچی پول
یہ سب بڑے بڑے عالیشان مکانات ہیں۔ فرنچ طرز کے مطابق مربع شکل کے بڑے بڑے بنگلے بھی بیشمار ہیں جنمیں
سے بعض میں ترکی خاندان رہتے ہیں۔ تھسلی کے زمین کے حصے کثیر پر ابھی تک مسلمانوں کا ہی قبضہ و تصرف ہے [illegible]
سے بھی ابھی تک کئی مینار ایستادہ ہیں جو تھسلی پر صدیوں تک ترکوں کا قبضہ رہنے کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان میناروں
سے جہاں کہیں وہ ہوں منظر کی دلفریبی میں جو اضافہ ہوجاتا ہے۔ وہ سیاحان مشرق سے پوشیدہ نہیں۔ اکثر مینار
یونانیوں نے گرا دیئے ہیں جب سارے مینار کھڑے تھے اسوقت شہر کی خوبصورتی۔ ایسے بہت ہی بڑھی ہوئی تھی

لاریسا کی کیا حالت تھی

ہمنے لاریسا کو شہر خموشاں پایا۔ تمام مکان بلا مکین تھے۔ اکثر کے مالک انکو باحتیاط تمام مقفل کر گئے تھے اور دروازوں کے آگے کوئی نہ کوئی
روک رکھ گئے تھے۔ ان مکانوں کے کل دریچے بھی بند تھے۔ بعض کے دروازے ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور اندر تمام اسباب
بکھرا ہوا نظر آرہا تھا۔ شمال مشرقی جانب کا محلہ بالکل تاراج اور منہدم پایا گیا۔ یہ کل یونانی قیدیوں اور بیقاعدہ سپاہیوں
کی کارروائی تھی۔ جن بدذاتوں نے یوم و شب گذشتہ اپنے ہمقوم مردوں اور عورتوں کو بھی ستانے اور بے حرمت
کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرکے جو کچھ ہاتھ لگا اسے لوٹ لیا تھا۔ سٹیشن پر ہر قسم کا اسباب بکھرا پڑا تھا۔

۱؎ ترکی سپاہ کی خوش اطواری، فوجی مستعدی اور بینظیر تیاری اور یونانیوں کی بداطواری کے متعلق ٹائمز ایسے متعصب اخبار
کے نامہ نگار کو بھی شروع اپریل میں حسب ذیل اعتراف کرنا پڑا۔

”ترکی مورچے نہایت مضبوط اور ناقابل فتح ہیں۔ فوج کا سامان پوشاک سب طرح سے مکمل ہے اور سپاہی نہایت تربیت یافتہ
اور مضبوط بہادر ہیں۔ انکو ہر روز قواعد کرائی جاتی ہے وہ نہایت بشاش و خوش اور لڑائی کے بہت خواہشمند ہیں۔ کئی پلٹنوں نے
عہد کیا ہے کہ ہم تنخواہ نہیں لینگے۔ اور جبتک ضرورت ہو ملک و مذہب کی خدمت میں جنگ کرینگے۔ یونانی ضلع آرٹا کے مقابل ۲ ہزار
ترکی فوج جمع ہے تمام سرحد پر بہادروں کی چوکیاں مقرر اور کارآمد ناکوں کی حفاظت کیلئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر زبردست باتریاں
نصب کی گئی ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مقدونیہ کے دہقان بغاوت کر دینگے۔ وہ لوگ بالکل خاموش اور بڑی خوشی سے ترکی
افواج رسد رسانی میں مصروف ہیں۔ ترکی سپاہ بخوبی جانتی ہے کہ اگر اسے اجازت دیدیجاے تو وہ ۱۵ دن کے اندر یونانیوں کے
ایک ایک سپاہی کو تھسلی سے باہر نکالدیگی۔ سرحد مقدونیہ و یونان پر کوئی بچے جمع نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک لاکھ جرار و نبرد آزما اور
تجربہ کار بہادروں کا مجموعہ ہے۔ اکثر افسر نوجوان ترکی جماعت سے ہیں جو جانثاری میں دوسرے افسروں سے کم نہیں۔ ادہم پاشا
سپہ سالار کو فیلڈ مارشل کا اعلیٰ ترین فوجی عہدہ رکھتے ہیں ابھی عمر میں صرف ۵۲ برس کے ہیں گذشتہ جنگ روم و روس
میں پلیونا کے محاصرہ کے وقت شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے ماتحت پہلے وہ ایک پلٹن کے کرنیل اور پھر ایک
دستہ کے قائم مقام بریگیڈیر ہوگئے۔ اور بینظیر شجاعت اور کمال استقلال و تحمل کی وجہ سے بڑے نامور ہوگئے۔ ترکی نظام

وحشت زدہ باشندے۔ شنبہ کو جبکہ ہراساں و خوفزدہ سپاہ کا سیلاب شہر میں اُمنڈ آیا تھا ہزاروں کی تعداد میں
وہاں جمع ہوگئے تھے۔ خود سٹیشن اور اُسکا متصلہ میدان بیشمار صندوقوں۔ قولوں۔ ٹوکریوں اور ہر قسم کے
(تتمہ صفحہ سابقہ) رسد رسانی کو خفراری فوج ایسا معقول ہے کہ باوجودیکہ بذریعہ سمندر و ریل و سڑک طویل مسافت طے کرنی پڑتی ہے ہیں
(۲ اپریل) صرف الاصونا میں ایک لاکھ سپاہیوں کے لئے پندرہ دن کی خوراک و ساماں جمع ہوگئے ہیں۔ عبدالکریم پاشا
والی مناسطر اپنے صوبہ میں امن قائم رکھنے میں بڑی مستعدی دکھا رہے ہیں۔ بمقام سودورچ انھوں نے کئی اہلکاروں کو فوجی
رسد رسانی کے متعلق نامعقول سخت گیری کرنے پر قید کر دیا۔ اور اکثر قزاقوں کو گرفتار کر لیا ہے ۔

"یونان میں یونانی ترکوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے رہے ہیں۔ اور اُنکی بیحرمتی کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں
کرتے وہ لوگ ترکی ٹوپی کو دیکھکر ایسے جل بھن جاتے ہیں کہ کسی ترک راہ گذر کے سر پر اسے دیکھتے ہی اُسے فوراً اُتار کر پاؤں کے
نیچے کچلنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسکے برخلاف ترک اپنے علاقہ میں اپنی جبلی شرافت اور سچی تہذیب کا پورا ثبوت دے رہے ہیں۔ ان کے
فوجی صدر مقام الاصونا میں یونانی عیسائی بکثرت آباد ہیں۔ جنکے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ اور اُنکی عورتیں بلاخطر گلی کوچوں
میں پھرتی ہیں۔ کوئی اُنکی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ حتی کہ وہاں خود یونانی قونصل تک ابھی موجود ہے۔ اور یونانی جھنڈا
اُس کے مکان پر لہرا رہا ہے اور ترک اس سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے۔"

کیا دنیا میں کوئی دوسری قوم ایسی عالی حوصلگی دکھا سکتی ہے۔ ترکوں کی یہ عالی ظرفی فقط یونانی رعایا تک ہی محدود
نہیں رہی بلکہ جیسا کہ ناظرین کو تاروں کے مطالعہ سے معلوم ہوجائیگا۔ اُنہوں نے یونانی شہروں میں بحیثیت فاتح داخل ہوکے
پر بھی حیوانی مادہ کو اپنی طبعی انسانیت پر غالب نہیں ہونے دیا۔ مگر اس امر کا انکو کافی موقعہ بھی نہیں ملا۔ کیونکہ ہمارے نکو اندیش
اخبارات کے بہادر۔ متحمل اور فرشتہ سیرت یونانی بمصداق چور کی داڑھی میں تنکا۔ اپنے مسلمان ہموطنوں پر جور و ستم کرنیکا خمیازہ بھگتنے
کے خوف سے ترکی افواج قاہرہ کے تھسلی میں داخل ہونے سے پہلے ہی اپنے اپنے شہروں اور دیہات کو خالی کر کے جنوب کی طرف
بھاگ گئے۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اگر یہ بزدل بھگوڑے ملک کو چھوڑ کر نہ بھی فرار ہوتے تو بھی اُنکو کوئی اذیت یا تکلیف نہ پہنچتی۔

ایک دوسرے انگریزی اخبار کا نامہ نگار ایلاسونا سے ترکی فوج کے چشمدید حالات ۲۰ اپریل کو اس طرح لکھتا ہے۔ "میں نے کا سدیریا سے
جو ایلاسونا سے قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے اُترکر ۱۱ میل تک سڑک پر سفر کیا جو نہایت عمدہ حالت میں ہے سارا ملک اچھی طرح سرسبز ہے
اور موسم کھلا برف بہت کچھ پگھل گئی ہے۔ صرف پہاڑیوں کی چوٹیوں پر باقی ہے۔ راستہ میں ٹٹوؤں یا یابوؤں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھیں جن سے
ترکی فوج کی باربرداری کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ جانور نہایت سخت تعجب خیز طور پر جفاکش۔ بڑے بڑے بوجھ اُٹھا کر بعض اوقات
چالیس چالیس میل ایک دن میں طے کر جاتے ہیں۔ پیدل سپاہ نے بھی اپنے آپ کو اس موقع پر ہر طرح قابل اور جفاکش ثابت کیا ہے
کیونکہ ترکی جوان نہایت باقاعدہ کوچ کرتے ہوئے دو دن کا لگاتار سفر کے بندوقوں اور کارتوسوں کے گٹھڑ لادے ہوئے مقام مقصود
پیتانہ ام پہنچے ہیں۔ جس جس رستہ کو میں گذرا ہر ایک جوان نہایت تحمل اور پورا پورا سپاہی معلوم ہوتا تھا۔ بیمار تک نظر آتا تھا جو بہتیا دافل

پولنڈوں اور ترکوں کے لبہ سے پٹا ہوا تھا بدبخت شہری اپنا کل منقولہ اسباب ساتھ لیگئے تھے۔ مگر حکام نے بھر پوری یونانیوں میں اسباب ساتھ نہیں رکھنے دیا تھا۔ اور شہریوں کو سب سامان پیچھے چھوڑ جانا پڑا تھا جسے رہا شدہ قیدیوں اور بھگوڑے سپاہ کے نقطہ سے جو نیز شہر کی لوٹ میں شامل ہو گئے تھے۔ لوٹ لیا۔ بلکہ میں ایک بڑے ٹرنک پر مشہور ڈانگر یز خاتون مسٹر اور مسٹن چانٹ کا نام موٹے موٹے حرفوں میں نقش تھا۔ ایک انگریز نامہ نگار نے خاتون مذکور کی اس دلچسپ یادگار کا بمسرت تمام فوٹو اتار لیا

لاریسا میں ہر جگہ یونانیوں کی دہشت زدہ بھاگڑ کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ بدمعاشوں نے صرف متذکرہ صدر محلہ کو ہی لوٹ کر سراسر یا خالی نہیں کر دیا تھا۔ بلکہ دیگر محلوں کے اکثر مکان بھی لوٹ لئے تھے۔ بارکوں کا کچھ حصہ بھی جلا ہوا تھا ڈاکٹر و خدام تک یونانی مجروحین کو ہسپتالوں میں لاوارث چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ترکوں کو دس قلعہ شکن توپیں صحیح سالم قلعہ سے پانچ ہزار سے زیادہ گراس رائفلیں اور سامان حرب کی کثیر مقدار غنیمت میں ملی۔

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ ادہم پاشا نے اپنی فوج کو یونانیوں کی تقلید اور پیروی سے روکنے کے لئے پورا پورا انتظام کیا۔ البتہ البانیوں نے جو ہمیشہ سے شوریدہ پشت اور سرکش چلے آتے ہیں پہلی رات کسیقدر لوٹ کھسوٹ کرنیکی کوشش کی مگر ہیڈ کوارٹری سٹاف نے انکو فی الفور روک لیا کئی ارنوطوں کو بید کی سزا دیگئی اور دو کے لئے گولیوں سے مروا دیے جانیکا حکم صادر کیا گیا۔ مگر اس نہایت ہی سنگین سزا کو بعد میں معاف کر دیا گیا۔ اسوقت لاریسا میں جس قدر یورپین موجود تھے۔ وہ بلا استثنا اس امر کی شہادت دینگے اور تصدیق کرینگے کہ مشیر اور ان کے سٹاف نے نظام و امن قائم رکھنے کیلئے نہایت

لہ یہ خاتون انگلستان سے یونانی مجروحین کی تیمارداری کے لئے یونان گئی تھی۔

بقیہ صفحہ سابقہ۔ سپاہیوں کی فاقہ کشی اور بے لباس ہونیکی اڑی تھیں وہ بالکل لغو اور سراسر جھوٹ ثابت ہوئیں۔ کیونکہ انکی وردیاں اعلےٰ درجہ کی مکمل تھیں اور رفقاء کا سامان بے نقص اور مکمل تھا۔ سب سے بڑھکر تعجب انگیز سپاہیوں کا بے نظیر درجہ کا جوش اور سرگرمی تھی۔ بجائے اسکے کہ لوگ مضطرب آزردہ یا لاپرواہ ہوتے۔ لڑائی کے واسطے پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ دیہات اور ملکی خدمات پر مامور لوگوں کی بیشمار عرضیاں دن بدن چلی آ رہی ہیں۔ جن میں درخواست کہ ہمکو بطور والنٹیروں کے فوج کے ساتھ شامل ہونے کی اجازت دیجائے کل ایک چھوٹے سے گاؤں کے پاس سے میرا گزر ہوا جہاں پچاس تنومند جوانوں نے مسلمانوں کے ساتھ شامل ہونے کے واسطے درخواست کی۔ کرا دیرا اور ایلاسونا کے درمیان سرنجی سے آدھے راستہ پر میں گورنر کے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے ٹھیرا یہاں ایک وسیع ہسپتال تیار ہو رہا تھا۔ یہاں کئی ایک کروپ توپیں بھی معہ سامان گولہ بارود کے موجود تھیں۔ یہاں پہنچکر میں فوجی صدر مقام میں لیجایا گیا۔ جہاں ادہم پاشا کمانڈر انچیف غایت درجہ کی خوش خلقی سے میرے ساتھ پیش آئے۔ پاشا صاحب ایک چھوٹے سے مکان میں مقیم ہیں۔ داڑھی رکھتے ہیں۔ میانہ قد اور عمر کوئی ۵۵ سال کی ہوگی۔ چہرہ سے متانت بھرا غائر خوشخلقی نمایاں ہے اور سیدھی آنکھوں سے فہم و فراست ٹپک رہی ہے۔ تھوڑی فرانسیسی بول لیتے ہیں۔ اور اپنا مطلب اچھی طرح سمجھا سکتے ہیں

قابل تعریف اور بجد کوشش کی ہیں اس امر کی حلفا شہادت دیسکتا ہوں - کہ جبتک میں تھسلی میں رہا - ترکی فوج ہرقسم کی تاخت و تاراج سے قطعاً محترز رہی - اور رعایا پر خفیف سا تشدد بھی نکیا گیا - اکثر علاقوں میں دشلاً تہیل قیرلہ کے کناروں پر کثرت بارونق دیہات موجود تھے جو ہر قسم کے مویشی بھیڑ بکری - اور مرغیوں وغیرہ سے بھرے ہوئے تھے پچھلے دنوں میں ترکی سپاہیوں کو رسد کیطرف سے بہت دقت رہی - اور انہیں بہت کم غذا دستیاب ہوتی رہی - مگر حالانکہ انکی آنکھوں کے سامنے یہ بہتات اور اغذیا موجود تھی - اُن میں سے ایک شخص نے بھی کبھی رعایا کی کسی چھوٹی سی چیز تک کو ہاتھ نہ لگایا

ولیعہد یونان شاہزادہ ولیعہد بہادر کی نسبت ہمنے اڑیسا میں عجیب و غریب داستانیں سنی تھیں - اس میں کوئی کلام نہیں کہ اُسے بہت برا مشورہ ملا - میرے خیال میں شاید خود شہزادہ میں سپاہیانہ اور حاکمانہ مراجعت کا اس قدر مادہ نہیں جس قدر کہ اُنکا کوئی منظور نظر نیز طرار یاور - مگر ساتھ ہی اس امر کو بھی فراموش کرنا زیبا نہیں کہ ہزیمت فاش اور متوحشانہ بھاگڑ کے وقت تمام نظام و انتظام اور ادب و احترام مفقود ہو جاتا ہے - اور یہ یقینی امر ہے کہ یونانی سپاہیوں میں کئی سر باختہ اور ناراض آدمی موجود تھے - یونانیوں کا بھی فرانسیسوں کیطرح یہ ایک عادہ اور کلاسہ ہے - کہ خواہ انہیں اپنی ذاتی بزدلی اور نالائقی کی بدولت شکست ملی ہو - وہ کل الزام افسروں پر تھوپتے ہیں - اور یہ پکارنا شروع کر دیتے ہیں - "ہمیں ان لوگوں نے برباد کیا" الغرض خودسری اور واجب یا ناواجب خفگی یہانتک بڑھ گئی تھی - کہ بقول مسٹر برلے کئی سپاہیوں نے ولیعہد اور اُسکے سٹاف کی طرف بندوقیں سیدھی کر دیں - اور کہتے ہیں کہ امن و انتظام قائم ہونے تک بھگوڑے سپاہیوں کے کینہ حسد کے غیظ و غضب سے تاج و تخت یونان کے ولیعہد اور سپہ سالار کو بچانا ضروری ہوگیا - اور اس ضرورت کی وجہ سے ولیعہد بتاریخ ۲۴ اپریل اپنی فوج کو چھوڑ کر چلا گیا کر چنپت ہوگیا - گو یہ ضرورت ایسی نہ تھی کہ اس نامردانہ کارروائی کے لئے وجہ ہوسکے -

شنبہ کو علی الصبح جو ٹرین سب سے پہلے سٹیشن سے چھوٹی - اُس پر شہزادہ اور اُسکا سٹاف سوار ہوگیا - اور بدنصیبہ شہر ہی چھنے تمام گاڑیاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں باہر نکال دیئے گئے - فقط شہزادہ اور سٹاف ہی اس ٹرین پر سوار نہ ہوئے بلکہ اُنکے گھوڑے بھی اس ٹرین پر سوار کرا دیئے گئے - اور کل جماعت براہ ولیسٹنو فرسالہ کو روانہ ہوگئی جو ریل کے رستہ لاریسا سے پچاس میل سے زیادہ ہی - گر خشکی کی سڑک کے راستہ جو بالکل سیدھی جاتی ہے اور نہایت عمدہ حالت میں تھی صرف ۲۴ میل ہے جس مسافت کو گھوڑوں پر آسانی تمام چار گھنٹوں میں طے کیا جاسکتا ہے - فوج کے خوف و ہراس کو کم اور بھگوڑوں کو پھر مرتب کرنے کی کچھ کوشش کرنا - شاہزادہ بہادر کے فرض منصبی میں ہی داخل نہ تھا - بلکہ اُسکے مرتبہ اور شان کا بھی یہی اقتضا تھا - اگر اُس سے یہ نہ ہوسکتا تھا تو کم از کم اتنا تو کرتے کہ وہ اور اُسکا سٹاف سڑک سڑک بھگوڑوں کے ہمراہ فرسالہ کو جاتا جہاں ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا تھا -

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شاہزادہ کے مشیروں نے یونانی سپاہیوں کی خفگی سرباختگی اور بدحواسی دیکھکر رعت

ایسا کرنے کا مشورہ دیا اور بحالات موجودہ یہ مشورہ عین دانائی پر مبنی تھا۔ مگر اُسے بہادرانہ کوئی نہیں کہیگا۔ یونانیوں کی نالائقی اور بدذاتی میں مطلقاً کلام نہیں۔ پاپیرس کی ہزیمتوں کے بعد قوم و سپاہ نے کرنل مانوس سے جو وحشیانہ سلوک کیا اُس سے

سلہ اسی واقعہ اور دیگر معاملات حرب کے متعلق ایک نامہ نگار نے اپنے خیالات حسب ذیل ظاہر کئے تھے۔

ترکی جرنیلوں کے مقابلہ میں یونانی جرنیلوں کی ناقابلیت ؟ میں پچھلے خط میں تحریر کر چکا ہوں کہ میدان جنگ سے نئی خبریں آنیکی بڑی امید ہے سو ایسا ہی ہوا۔ کیونکہ جس وقت میں خط روانہ کر چکا۔ اُسکے تھوڑی ہی دیر بعد یہاں کے اخباروں میں بڑے بڑے موٹے حروف میں "ادہم پاشا کی واپسی" چھپا ہوا دیکھا۔ چونکہ تمام نامہ نگار جو کہ ترکی فوج کے ہمراہ ہیں ادہم پاشا کی قابلیت حسن تدبیر کی تعریف میں ایک ساتھ رطب اللسان ہیں۔ اسلئے انکے ایکانک واپس بلائے جانے سے اسکے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ترک تباہ کرنے کے لئے بڑھ رہے تھے واپس کرنے کی دیوانگی ایسے وقت میں جبکہ فتح و شکست میں شک ہو اور پھر ایسے جرنیل کو واپس طلب کرنا جس نے اپنی فوج کے ذریعہ سے تمام معترضین سے تعریف لی ہو کسی بڑی مصیبت کے آثار معلوم دیتے ہیں۔ یورپ کا مرد بیمار جو اپنی اس آخری کوشش میں اپنی زائل شدہ طاقت کو حاصل کرنا چاہتا ہے پھر ایک دفعہ سلطانی محل کی بدکرداری اور سازش سے اپنی سعی میں ناکام رہیگا ادہم پاشا کی جگہ لیونا کے بہادر غازی عثمان پاشا کی تقرری نے عین طوفان میں گھوڑے بدلنے کے خوفناک خطرہ کو کم نہیں کیا۔ تاہم مشیران سلطنت نے قسطنطنیہ میں ادہم پاشا کے تنزل کا بیڑا اٹھا لیا ہوا تھا۔ جس توقف کی وجہ سے ادہم پاشا کے دشمنوں نے اسے ناقابلیت اور بزدلی کا الزام لگایا تھا۔ وہ صرف اسلئے تھا کہ یہ زبردست آدمی ترکی فوج کی قوت کو ایک مرکز میں لاکر اپنے دشمن پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ ادہم پاشا کو طلبی کا پیغام پہنچا۔ لیکن وہ پیغام فتح کی خوشخبری سنکر منسوخ کر دیا گیا جس وقت اس کام کا انتظام مکمل ہوگیا تو یونانیوں کو جو چوکیوں کی فتح کو بڑی رنگین عبارتوں میں تحریر کر رہے تھے معلوم ہوگیا کہ جنگ ایک سائنٹیفک اصول پر بنایا گیا ہے۔ انکے جرنیل ترکی فوج کے جرنیل کے مقابلہ میں ہیچ۔ اور انکی فوج ترکی کے سامنے ناکارہ جیسا کہ وہ درہ ملونا پہ توپوں کے گولوں سے تباہ ہو کے بھاگے ویسا ہی وہ میدان ٹرناؤس سے پیٹھ دکھا گئے۔ وہ لاریسا کی حفاظت نہ کر سکے اور اس بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے کہ انہیں سر و پاؤں کی خبر نہ رہی اور تھسلی کے زرخیز علاقہ پر ادہم پاشا قابض ہوگیا۔ اس بے سروسامانی اور پراگندگی نے رہا سہا کام بھی بگاڑ دیا۔ درہ ویلی میں جس طرح یونانیوں کی فوج میسرہ نے ترکوں کی فوج کو روکے رکھا۔ اگر ان کا قلب بھی اسیطرح ادہم پاشا کے قلب کا مقابلہ کرتا۔ جو پہاڑ کے سانپ جیسے در و دیوار میں پیچ کھاتے ہوئے تھا تو اُسکا واقعات جنگ پر بڑا ضروری اثر پڑتا۔ اگر یونانی اُس درہ میں ادہم پاشا سے لڑتے اور اس درہ کی سلسلہ رسل و رسائل کو جو کہ [illegible] ہے توڑ دیتے تو ادہم پاشا کی حالت بہت ہی نازک ہوجاتی نہیں۔ اگر وہ صرف اڑے ہی رہتے تو اس صورت میں بھی اسکا سلسلہ رسل و رسائل کبھی خطرہ سے خالی نہ تھا۔ لیکن جب یونانی فوج کا قلب پیچھے ہٹا دیا گیا تو یونانی فوج میسرہ کے سلسلہ رسل و رسائل کو توڑ دینے کا خطرہ جاتا رہا۔ کرنل سماکی جو درہ ویلی میں یونانی فوج کا کمانڈر تھا ایک بہادر اور ہنرمند جرنیل ثابت ہوا۔ اسنے بھاگ جانے کے پہلے حکم کی کچھ پروا نہ کی۔ ایک دوسرا حکم ہوا جس کی اسنے تعمیل کی اور اپنی فوج کو

بخوبی ثابت ہو رہا ہے کہ یونانیوں کی یہ معاشانہ سیہ کاری اور خباثت کیا کچھ کر سکتی ہے۔ انگریز و دیگر تمام اقوام کے اجنبی نامہ نگاروں اور نیز اطالین و انگریز مجاہدین کی متفقہ شہادت سے ثابت ہو رہا ہے کہ یونانی ہزیمت یابی پر بالخصوص سخت بزدل مجنون ظالم اور مقتول ہو جاتے ہیں

بقیہ صفحہ گذشتہ) باقاعدہ واپس یونانی فوج میسرہ کی مدد کے لئے آ حاضر ہوا۔

"مقتول" دلیہد کونسل۔ گورنمنٹ۔ ایتھنز۔ یونانی افسر۔ باقاعدہ یا بے قاعدہ فوج والنٹیر انہیں سے کوئی ایک یونانی فوج کے لاریسا بھاگ جانیکا ذمہ دار ہو۔ تاہم یہ ایک نہایت ہی قسرمناک اور افسوسناک واقعہ تھا جس سے تاریخ یونان کے صفحے ہمیشہ کیلئے سیاہ رہینگے۔ اس بھاگ جانے کو یا شکست کو مراجعت کے لفظ سے پکارنا اسے ایک ایسے نام سے نامزد کرنا ہے جس سے اسکا کچھ تعلق نہیں۔ تمام دنیا کی فوجوں کی موقعوں پر اس اندھی اور دیوانہ گھبراہٹ سے تکلیف اٹھائی ہے۔ جنگ فرانس و پروشیا میں ایک موقعہ پر جرمن فوج اس گھبراہٹ سے بھاگ اٹھی کہ اسنے دیکھے منہ اٹھائے جانا قبول کیا لیکن مقابلہ کیلئے اپنے قدم نہ جمائے۔ نیز انگریزی افواج میں بھی کئی بار ایسی ہل چل پڑ چکی ہے۔ ایک کارسپانڈنٹ جو ان پناہ گزینوں اور انکے حیوانوں میں جنکو سوڈانی خوب لوگ جب چاہتے کوڑے لگاتے اور ایک راستے ہوتے جو پایوں کی طرح ہانکتے ہوئے انگریزی جنیل میک نیل کے ضربیہ سے سواکم کی طرف لے جا رہے تھے شامل تھا۔ بیان کرتا ہے کہ ان کی حالت ایسی متوحش اور سہمی ہوئی تھی جیسی کہ ان باقاعدہ اور بیقاعدہ فوج والنٹیر کا حال تھی۔ مرد عورت اور بچوں کی تھی۔ جبکہ وہ ایک دوسرے پر گرتے اور گرے ہوؤں کو پاؤں سے روندتے۔ گروہ در گروہ لاریسا سے فرسالہ کی طرف بے سر و سامانی سے بدحواس ہو کر بھاگ رہے تھے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ نہ ہی تو کوئی دشمن انکا تعاقب کر رہا تھا اور نہ ہی کوئی دشمن میلوں تک انکی نظر میں پڑتا تھا۔ ترکوں کے خون کی پیاسی یونانی فوج جنہوں نے سلاطین یورپ کی نصائح کی کچھ پرواہ نہ کی تھی۔ لاریسا میں سر کے بل گری۔ یہ اپنی سب سے مضبوط مورچوں کی حفاظت نہ کر سکی۔ اور ترکوں کے مقابلہ سے صرف اسیواسطے خوف زدہ ہو گئی کہ چند آدمیوں نے رات کے وقت باواز بلند یہ کہنا شروع کر دیا تھا "ترکوں نے ہمیں آ لیا" یہ امر ہے جو مراجعت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

"اس جنگ روم و یونان کی ایک بڑی بھاری خصوصیت یہ ہے کہ لڑائی کے حالات قریبًا مفقود الخبر رہیں جس وقت واقعی جنگ ہو رہی تھی۔ اس وقت فوج جانبین میں کوئی نامہ نگار موجود نہیں تھا۔ گو پہاڑی ٹٹوؤں پر سوار ہو کر دروں کے مشکل گزار رستوں پر چڑھنے کے نقشے حب وطن و ہتھاروں کے جنگی جوش کے بیشمار بیانات اور طرفین سے زخمیوں اور قیدیوں کے ساتھ طرز سلوک کی کہانیاں تفصیلیں شائع کی جا چکی ہیں۔ مگر جہانتک جنگ کے حالات جو ہمیں تاروں کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ صرف سرکاری رپوٹوں اور اخبارات سے اخذ کر کے درج اخبار کئے جاتے ہیں۔ جنگ اکثر توپ سے شروع اور سنگینوں کے حملے پر ختم ہوتا رہا ہے۔ اور عمومًا مبہم حالت سے لیکن کسی حالت میں معلوم نہیں ہوتا کہ نامہ نگار بوقت جنگ کسی طرف موجود ہوں۔ انہوں نے اپنے پیغام بھیجا ہے جب کوئی ایسا مضمون نہیں بھیجا جس سے وہ اپنا عندیہ خاطر خواہ ظاہر کر سکتے ہوں۔ ڈیلی نیوز نے جسے آرچی بالڈ فوربس کے زمانہ سے لیکر آجتک اس کام پر ناز ہے۔ شاید اوروں کی نسبت کچھ زیادہ لکھا ہو۔ گو ریوا ور ٹائمز کے نامہ نگاروں نے جو لاریسا میں بال بال بچ گئے تھے۔ اس تباہ کی بہت خوفناک تصویر کھینچی ہے تاہم اس مختصر سی لڑائی میں یونانیوں کی شکست۔ سقدر حیران کن شوالی نہیں۔ جس قدر جنگ کے نامہ نگاروں کی فراری۔ اسکا باعث غالبًا یہی ہو سکتا ہے کہ چونکہ جنگ سرحد پر بہت سے مقامات پر چھڑی ہوئی تھی۔ اور نامہ نگار اکثر اس مقام پر جاتے تھے جہاں کہ لڑائی کا زور ہوتا بقیہ

محبّان یونان کی شدت و غیظ و غضب

جب لاریسا کی فتح کی خبر انگلستان میں موصول ہوئی تو محبّان یونان انگریزوں کے گھروں میں ماتم برپا ہو گیا۔ اُنکے دماغ مختل ہو گئے اور عجیب و غریب ہذیان بکنے لگ گئے۔ بطور مثال ۲۷ اپریل ۱۸۹۷ء کی اخبار ڈیلی کرانیکل کے ایک لیڈنگ آرٹیکل کا کچھ اقتباس ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہندوستان کے اکثر اینگلو انڈین اخبارات کو حزن و اندوہ کا بھی اُسوقت کوئی حد و حساب نہ رہ گیا تھا۔ اُنکو بہادر یونانیوں سے جنکو مسیحیت کے پہلوان تصور کیا گیا تھا بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ مگر جب ایک ہفتہ میں ہی یہ کل اُمیدیں خاک میں ملگئیں تو ولایتی اخبارات کیطرح وہ عجیب مضحکہ انگیز ہذیان بکنے لگ گئے جس میں کچھ تو یونانیوں پر طیش ظاہر کیا جاتا اور کچھ پیچ و تاب کھا کھا کر کبھی ترکوں کو طعنے دیے جاتے اور انہیں بلقانی عیسائی ریاستوں کے اتحاد کی دھمکیاں دیجاتیں۔ بطور نظیر اس موقعہ پر متذکرہ صدر اخبارات کے چند مضامین مع اُن ایڈیٹوریل ریمارکس کے جو خادم قوم و ملت وکیل امرتسر نے اُن پر تحریر کئے بجنسہ ذیل میں درج کر دیے جاتے ہیں

یونان کی شکست اور ڈیلی کرانیکل (انگریزی اخبار کا نوحہ) جنگ روم و یونان کے چھڑنے سے پہلے ہی جیساکہ ہم ترکوں کے مفصل اور سچے حالات ہدیہ ناظرین کر چکے تھے۔ اُن سے بخوبی واضح تھا کہ یونان ترکوں کے سامنے مطلق کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور جو ایسی ہمت اس شجاع قوم عثمانی کی ظاہر کی تھی اس سے بھی ثابت تھا کہ حضرت امیرالمومنین اپنی طاقت سے بہت کچھ دبا کے رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اسی باعث انہوں نے متواتر یونان کی حمایت پر دول یورپ کو کہا کہ اس کو سمجھا دو۔ مگر حمایتی کی گرمی نے عراقی کو لات مارنے کی جرأت کرہی دی۔ اور باوجودیکہ ترکوں نے دول یورپ کی درخواست پر اس شوریدہ سر قوم کی پہلی خطا معاف کر دی تھی اور اسوقت تک عام حملہ کا حکم نہ دیا تھا جبکہ یونان کی باقاعدہ سپاہ باغیوں کے ساتھ ملکر ترکی کی سرحد عبور نہ کر آئی تھی۔ اور صرف اسی پر اکتفا کیا تھا کہ عثمانی جوانوں نے انکو ایک جنگل میں گھیر کر انکے ہتھیار چھین لئے۔ اور انکو مار بھگایا تھا مگر آخرکار ترکوں کو مجبوراً خود ہی اس نکمی سی بے حقیقت قوم کو سزا دینے کیواسطے جنبش کرنی پڑی۔ مگر وہ بھی اس طرح کہ جب یونانی اپنے سفلہ پن کے جوش سے اُبل کر سرحد عبور کر آئے تو ترکی سپاہ پہلے خود بخود پیچھے ہٹ آئی صرف اس غرض سے کہ دول یورپ کو بعد میں کوئی عذر نہ باقی رہے کہ پہل ترکوں کی طرف سے ہوئی تھی لیکن آخر کار وہی شل ہوئی۔ مگر ورنہ کا غصہ زیادہ دار کھلانے کی نشانی ترکوں کو حرکت کرنی پڑی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج ترک مقام وولو کے قریب موجود ہیں جہاں سے ایتھنز دارالسلطنت یونان صرف ستر میل کے قریب رہ گیا ہے۔

یورپین پریس اور نیوز ایجنسیوں نے اس موقع پر بھی معمولی اور عادی طرفداری تعصب اور غلط بیانی سے کام لیا۔ مگر صداقت چھپی نہیں رہ سکتی۔ لاہور کا روزانہ سول ملٹری گزٹ بھی یونانیوں کی اس زک پر بہت کچھ جھنجلایا اور کھسیانا ہو کر خود ہی یونانیوں پر لعن طعن کر رہا ہے۔ اور ان پر ہنسی اُڑا رہا ہے۔ مگر دراصل یہ اس نے ایک مرثیہ لکھا ہے۔ جس میں برابر سخت درد دل اور قلق کے ساتھ ساتھ (بقیہ صفحہ گذشتہ) اور وہ کسی مقام کی طرف اسوقت تک کوچ نہ کرتے تھے۔ جبتک انہیں معلوم نہ ہوتا کہ جنگ کا دلچسپ کرشمہ کہاں ہو گا اور جونہی کہ ادہم پاشا نے کسیطرف حملہ کیا وہ جیتا ہوا یونانیوں کے قلب تک جا پہنچا اور لڑائی ختم ہوئی جو کچھ باقی بچا تھا وہ نامہ نگار دیکھتے آتا تھا۔ یعنی ایک مقام پر تو شکست کے حضرات بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر جنگ کے باقاعدہ مہیب آثار وں کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔

یہ ہے آج کی خبر لیکن خدا کا شکر ہے کہ جنگی پہلو سے جیسا کہ ہم بعد میں بتائینگے۔ یہ امر ایسا برا نہیں جیسا کہ ہمدردی انسانی اور تہذیب کے
لحاظ سے ہے۔ البتہ آخرالذکر امور کے لحاظ سے یہ امر نہایت ہی خطرناک اور سخت رنجدہ ہے حکمران ترک (حالات آب سے مراد ہے
بقیہ صفحہ سابقہ) اب سب سے پہلے ترکوں کی سینے کا اول ہی ہم انکو ایلاسونا پر دیکھتے ہیں۔ جو انکی اپنی سرحد سے پار ہے۔ اور یہاں سے وہ
تھارسلی اور کرانیا کے جنوب مشرق سے درہ لونا سکے راستہ آگے بڑھنے کی دھمکی دے رہے ہیں پھر کئی دن کی سینہ توڑ لڑائی کے بعد
یکایک سنتے ہیں کہ ترک ایلاسونا کی جانب جنوب بمغرب ٹرناووس پر آ پہنچے۔ اور گو رپورٹ نے اس معاملہ کو اچھی طرح واضح نہیں کیا۔ اس سے
اور نیز یونانیوں کے نہایت سرعت سے لاریسا کو ہٹ جانے سے جو ٹرناووس کی جانب جنوب واقع ہے صاف ظاہر ہے کہ ترکوں نے
ایک اور ہی طرف سے سرحد میں گھسکر اور غنیم کے عقب پڑجانے سے یونانیوں کی ایک پہلو کی فوج کو ہی الٹ دیا۔ چنانچہ اس طرح پھر ایک مرتبہ
اس زمانہ میں بھی وہی فن جنگ کی استادی کھیلی گئی جسکا اظہار تھرماپولی[1] پر ہوا تھا۔ مگر لیونیڈاس[2] کے برعکس اس زمانہ کے یونانیوں کا وہ دل و
گردہ ہی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو غنیم کے نرغے میں پھنسا دیں۔ اور میدان کارزار میں شمشیر بکف ڈھیر ہوں۔ لیکن یونانیوں کی مراجعت
صرف لاریسا ہی تک ختم نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ مشکل ہی اس شہر تک پہنچے ہونگے کہ ہم سنتے ہیں کہ آگے بڑھتے ہوئے غنیم (ترکوں) کے
خوف سے ہی نکلکر بھاگے اور تھرسلی وذخیرہ فوجی سامان کا چھوڑکر اس طرح بھاگے کہ زمانہ حال کے یونانی شجاع و ہیرو ڈیوک آف سپارٹا آگے
آگے اور ساری فوج پیچھے پیچھے۔ پھر یہ حرکت آگے چل کر ایک اور نقطہ فرسالس اور تھیرز جو نقشہ سے واضح ہے۔ ترکی فوجیں اب فرسالس پہنچ گئی ہیں
جو لامیا کی طرف جو مغرب کا پہلو ہے واقع ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یونانیوں کو ہرگز یہ منظور گوارا نہیں کہ اپنی مراجعت میں جلد
آوروں کو اپنے آپ سے ایک قدم بھی آگے جانے دیں۔ یہ معلوم کرنا دلچسپ ہوگا کہ یہ کامیاب استادی فن جنگ کی کہاں تک ترکی کمانیرول
سامنے ہے جو ابتک کہا گیا کہ اس جنگ میں [illegible] تھسلی پر قبضہ دلا دیا گیا ہے۔ (اشارہ ہے ادہم پاشا کے ایجوٹنٹ جنرل اور
پاشا کے کمانیر کی طرف) اور کہاں تک یہ جرمن افسروں کی طرف منسوب کی جاسکتی ہے جنہوں نے ترکی فوج کو تعلیم و
تربیت دی ہے۔ بہر حال خواہ کچھ ہو اس فوج نے اپنی شہرت پھر یورپ میں ثابت کردی ہے کہ وہ تمام سرزمین مغرب میں سب سے بڑھکر اعلے
درجہ کی عالیشان ہے کیونکہ خود جرمن فوج بھی اس تھوڑے سے وقت میں جو انکو ملا ہے اس سے بڑھکر کچھ نہ کرسکتی۔ یونانیوں کی حرکت
کا دوسرا پہلو افسوسناک ہے جو تھسلی میں نصف ملا ہے تھی کچھ آگے ہے۔ چنانچہ اس طرح سے ایک ہفتہ میں ہی آدھا صوبہ یونانیوں کے ہاتھ
سے نکلگیا۔ اور یہ خود اپنے ہاتھوں ایسی تباہی اور بربادی کا طوفان اپنے سر پر لائے ہیں۔ جس کے روکنے کے واسطے کوئی معجزہ درکار ہے
اور ان ساتھ چھ دن کے معرکہ میں ان محبان وطن کے واسطے اگر کوئی بات قابل فخر و مایہ ناز ہے تو اتنا تو ہے کہ انہوں نے مراجعت کا کوچ بہت اچھا کیا ہے

[1] درہ تھرماپولی وہ مشہور درہ یونان کا ہے جس میں ۴۸۰ قبل مسیح ایک ہزار یونانیوں پر کمان یونانی جرنل لیونیڈاس اور تمام فوج
سلطنت ایران میں مشہور لڑائی ہوئی تھی۔ تین دن تک معرکہ گرم رہا یونانی مطلق زیر نہ ہوسکے۔ مگر آخر کو چوتھے دن ایک شخص نے دھوکہ دیکر ایرانی
فوج کو پوشیدہ راستہ سے پہاڑ کی دوسری طرف نکال لگیا اور اس طرح ایرانیوں سے فتح کی تعداد لاکھوں تک تھی۔ لیکن یونانیوں کو اس
میں دو طرف سے بند کر لیا۔ تمام یونانی ڈھیر ہوگئے کہتے ہیں کہ صرف ایک شخص زندہ بچا تھا۔ لیونیڈاس بھی فوج کے ساتھ پیادہ کھیت رہا تھا۔

ناظرین معاف رکھیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ مترجم) جیسے تمام اچھے آدمی کمال نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو زن و بچہ صغیر و کبیر مرد و عورت سب کو یکسر قتل عام کرانیوالا ثابت ہو چکا ہو جس کی ناگفتنی وحشی روز روشن کی طرح ہویدا ہو چکی ہے۔ جو انسان (حاشیہ صفحہ سابقہ) اب ہم بحری لڑائی کو لیتے ہیں۔ اور ہمارے خیالات پر یکایک تغیر لاحق ہو جاتا ہے۔ یونانی بیڑہ نے سرحد کی ہر ایک حد پر ہیبت کی سکے یا اپنی طاقت جمع کر دی اور اپنے حیطہ زد میں یونان ہر مقام پر کامیاب ہوتے رہے۔ یہ ہم سنتے ہیں کہ ترکی بیڑہ اتنک وارڈ نیلز (دردانیال) میں کھڑا ہے۔ کیونکہ کپتان اسکو سمندر میں چلاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اسبارہ میں بھی آغاز جنگ سے پہلے ہی ہم کچھ کچھ یہ سمجھتے ہیں کہ ترکی جہازوں کو گولڈن ہارن میں پچھلے ۱۱ برسوں سے کیڑے کھا رہے ہیں۔ مگر ہمکو یہ امید نہ تھی کہ یہ جہاز اس قدر ناقابل ثابت ہونگے۔ نتیجہ یہ ہے کہ یونانی بیڑہ کی مطلق مزاحمت نہ ہوئی۔ اور مشرقی ساحل پر اس بیڑہ نے جو سرسبز کام لیکر روانہ ہوا تھا۔ پاٹاموا اور لنوخوسی کے شہروں پر قبضہ کیا۔ اور ترکوں کے انتظامات کسریٹ کو برباد کر دیا۔ اگر یونانیوں نے اپنی طاقت کا تمام تر حد سے بڑھکر اندازہ نہ کیا ہوتا تو اتنک وہ صرف اسی قابل ہو گئے ہوتے کہ ترکی سلسلہ رسل و رسایل ہی کو منقطع کر دیتے بلکہ اس قدر کافی فوج خشکی پر اتار دیتے جو ان کے عقب میں بہت ہی بیت ناک ثابت ہوتی۔ کسی بیڑہ کا سلسلہ حد واقعہ ساحل پر بجز ایک فوج کے ساتھ متحد ہو کر کام کرنا حملہ کرنے کا ایک نہایت ہی خوفناک طریق ہے جس کا تصور میں آنا ممکن ہو سکتا ہے۔ خشکی پر ترکوں کی برتری بدرجہ اتم اس سے بڑھکر کسی اور امر سے ثابت نہیں ہو سکتی کہ وہ نہایت جرات سے اتنی گنجایش دیکھ سکتے تھے کہ انہوں نے اپنا سلسلہ رسل و رسایل تمام تر غنیم کے بیڑہ کی زد میں کھلا چھوڑ دیا۔ اور ادھر خشکی پر یونانی فوج کا یہ حشر ہوا کہ جدہر ترکوں نے رخ کیا۔ اس کے پیر اکھڑ گئے۔ اور حواس باختہ ہو گئی۔ یہ بھی قابل بحث ہے کہ ایک ایسی فوج کو جس کے انتظامات کسریٹ ایسے خفیف ہوں جیسی کہ ترکی فوج کے اور جس کا گذارہ اس لوٹ مار پر ہو جو اس کے دیا منے آجائے بحکمہ کسریٹ کے تباہ ہونے سے بھی چنداں دقت نہیں لاحق ہو سکتی۔

اب ہم مغربی ساحل کی طرف پھرتے ہیں اور ادھر بھی یونانیوں کا طریق جنگ اسی طرح دیکھتے ہیں۔ یونانی فوج نے ترکی قلعہ پر دیسا کو خاموش کر دیا۔ اور سمندر کے کنارے کنارے جزیرہ کارفو کے مقابل بڑھی اور یونانی خشکی کی فوج کے ایک پہلو کی بھی پشت پناہ بنی ہو جنیا کی طرف بڑھ رہی تھی۔ مگر یہاں پھر ثابت ہوا کہ ترکی سپاہ کا دل و گردہ تمام مجموعہ اُستادی فن جنگ سے برتر و اعلیٰ ہے۔ یونانیوں کا نہایت شجاعت سے مقابلہ کیا گیا۔ اور ابھی آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ انھوں نے شکست فاش کھائی۔ اس طرح صاف ظاہر ہے کہ اپنے بیڑہ کی مدد یونانیوں کو سرحد کے ہر ایک کنارہ پر بلحاظ فن جنگ کے فائدہ رہا ہے۔ مگر اس فائدہ سے ترکوں کی جنگی قوت کی برتری کے مقابلہ میں کچھ نہ ہاتھ آیا۔ ہمارے مشفق یہ تو ترکی دوستوں پر ہمکو بتایا گیا ہے کہ ترک بلحاظ توپ خانہ۔ رسالہ اور پیدل کے یونانیوں سے بدرجہا بڑہکر ہیں مگر یونانیوں کو ہر طرح معذور رکھنے کی تمام خواہش کو مدنظر رکھکر بھی اس میں کچھ کلام نہیں کہ ساٹھ ہزار فوج سے جو خود اپنے ہی پہاڑوں اور پہاڑی قلعوں اور کمینگاہوں میں جمع ہو۔ اور جس کے پہلو پر ایک خوفناک بیڑہ ہو جس کے سامنے غنیم کا عقب تمام تر اس سرے سے اُس سرے تک زد میں کھلا ہوا ہو یہ توقع ہونی چاہیے کہ وہ اچھی طرح لڑتی نہ یہ کہ بیسیتی کھاکر بھاگتی۔

اگر یونانیوں نے ذرا خفیف سا بھی کچھ عرصہ تک مقابلہ کیا ہوتا تو یقیناً بلقان میں شورش و فساد کے آثار صاف ظاہر تھے۔ اور سرکشی

اور قطعی فیصلہ کن تجاویز و تدابیر کے سوچنے میں مصروف بتایا جاتا ہے۔ یہ شخص فرحان و خنداں اپنی ڈکیتیوں اور موذی چالوں کو ایک چھوٹی سی عیسائی قوم کو پامال و معدوم کرنے کے لئے لگاتار بھیج رہا ہے اور ڈیوطا فتو عیسائی بادشاہ ایک طرح سے علانیہ (بقیہ صفحہ گزشتہ) گوسول نے دیگر اقوام کو غیرت اور جوش دلانے کے لئے کی ہیں لیکن اس اندھے متعصب کو یہ سوجھا کہ جس وقت اُن خلیفۃ المسلمین کے حکم پر چلنے والے بندے اس بھید سے (جس سے وہ قریباً پہلے ہی آگاہ ہیں) واقف ہو جائیں گے تو وہ اپنی تقویت اور دین متین کی حفاظت کے لئے کیا کیا کچھ نہ کرینگے۔ لیکن جب اُلٹے دن آتے ہیں ایسی ایسی افشا ہو ہی جایا کرتی ہیں بقول حضرت داغ سے تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی + بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی + دیگر آپ نے جہاد کا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن ہم بڑے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ریاستیں جنکا نام لے لیکر غلط جہاد وہ اپنی قلم سے نکال رہا ہے اور بیان کرتا ہے کہ وہ محض کسی پولیسی کی وجہ سے اس سچی جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس بے تعلقی کا اندازہ حضور نے غلط قیاس کیا ہے وہ ریاستیں جانتی ہیں کہ پرانے جہادوں کے کیا نتائج ہوئے تھے اور کس طرح اُنکے رچرڈ شیر دل بادشاہ انگلستان جیکل دول یورپ کی فوجیں جمع کر کے بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوڑانے کے لئے صلاح الدین پر حملہ آور ہوئے تھے اور صلاح الدین کی فوج ظفر موج کے سامنے لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ کھڑے ہوئے تھے

ہم سول سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ آئندہ جہاد کے مسئلہ کو نہ چھیڑیں۔ غالباً آپکو یہ تو معلوم ہی ہو گیا ہوگا کہ ۱۳ لاکھ ہندوں نے جہاد کیلئے حضرت سلطان المعظم امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سے درخواست کی ہے اور نیز ایران کی ۱۹ ہزار فوج خادم الحرمین الشریفین کی خدمت کیلئے سرحد آرمینیا پر منتظر احکام کھڑی ہے۔ کہیں ایسا نہو کہ دول نصاریٰ کو لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ اور بچاری نازنین لیڈیاں ہارپ (سارنگی) کی تاریں خوشی کی راگ بجانے کی بجائے اپنے سروں کے بالوں کی تاریں بنائیں اور جیسا کہ فادر ڈن کی شکست سے تمام سکاٹ لینڈ ماتم کدہ ہو رہا تھا۔ تمام یورپ ان پری پیکروں کے بینوں اور نوحوں سے مرثیہ خانہ بن جائے۔

ہم اپنے معزز ہمعصر سے التجا کرتے ہیں کہ اُن کی یہ آہ و زاری اور تیلیوں بجا کسی کام نہ آئیں گے۔ بہتر تو یہی ہے کہ وہ بجائے ایسے مضامین شائع کرنے کی اس معاملہ کے سلجھانے کی تدابیر پبلک کے سامنے پیش کریں۔ چونکہ دوسرے شخص کا بانی الضمیر وہ اسی طرز کلام سے ادا ہو سکتا ہے لہذا ہم سول کا ترجمہ بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"غنایم فتح" "ڈوموکوس سے (یونانی افواج کا) مراجعت کرنا اور سلطان کا بیچ کو دکھینا سہ ہفتہ جنگ کا انتہا خیال کیا جا سکتا ہے۔ اگر تمام طاقتیں بالاتفاق کارروائی کریں تو اب صرف غنیمت کی تقسیم باقی ہے۔ اگر کوئی واقعہ جنگ کو اسکی موجودہ حد سے بڑھانیوالا پیش نہ آگیا تو تمام یہ سارا مرتب تاریخ کیمیہ جنگ کے نام سے یاد کیا جاویگا۔ کیونکہ جیسا کہ پہلے لاریسا سے یکلخت مراجعت کے وقت کہا گیا تھا۔ یونان کی ہزیمت عام ثابت کر دی گئی تھی اور ترکوں کی فضیلت تسلیم ہو چکی تھی۔ اور جو کچھ کہ اس کے بعد واقع ہوا محض تباہی کا کشت ہونا تھا۔ اس دو ہفتہ جنگ نے ترمیم میں کوئی چیز سوائے جنگی کے اعلیٰ درجہ کے معلوم نہیں ہوئی اور نہ ایک یونانیوں کی ترقی حالی کی یہ وجہ ہے کہ سلطان کو کوئی مستعد قائد میں دلا سکے جنکی میدانوں کی اطاعت میں کوئی ایک بھی ... کی خوشی

اُسکی امداد کر رہی ہیں بلکہ اُن میں سے ایک نے تو اپنے افسر اولین صف جنگ میں لڑنے کے لئے بھیج رکھے ہیں۔ خدا کی شان اور نیرنگی قسمت سے آج یہ صورت پیش نظر ہے جبکہ کوئی عیسائی مشکل سے اعتبار کر سکتا ہے۔ مسلم و حبشی جیسیوں کی بہادرانہ مساعی اور جد و جہد بقیہ صفحہ گذشتہ کا کثیر التعداد ہوتا ہے سلطنت عثمانیہ ایک لاکھ ستر ہزار یونانی فوج کے مقابلے میں جس میں کل قابل جنگ آدمی شامل ہیں سات لاکھ فوج میدان جنگ میں لا سکتی ہے۔ البتہ ترکی تھسلی کی دور دراز سرحد پر اپنی تمام فوج اکٹھی نہیں کر سکتی تاہم یہ ظاہر ہے کہ اس جگہ یہ فوج نسبتاً یونانیوں سے بہت زیادہ ہے یعنی اسی ہزار کے مقابلے میں دو لاکھ یعنی ایک کے مقابلے میں دو سے زیادہ۔ ادہم پاشا نے اپنی اس زیادتی کو ہر موقع پر پورے پورے طور سے استعمال کیا ہے۔ بار بار درہ ملونا، ٹرینو، لاریسا، ویلسٹینو، فرسالہ اور اب ڈوموکوس پر فوج کے اس طرح پر پھیلا دینے سے کہ یونانی فوج اس میں گھر جائے اور اُن کا عقب خوف زدہ ہو جائے کی حکمت پر عملدرآمد کیا ہے اور ہر ایک موقع پر صرف خوف ہی کافی ہوتا رہا ہے۔

اب ذرا واقعہ کے یونانی پہلو پر چلئے۔ ظاہر ہے کہ محض ایک جنون ہونے کے باوجود بھی اُنہوں نے پیشتر اسکے کہ وہ لڑائی کرتے ضرور اس فوج کے اندازہ کا مقابلہ کرنے کے لئے قطعی خیال کر لیا ہوگا۔ انکا طریقہ دیوانگی یا حالت تجسس سے بہت دور نہیں ہے۔ ترک سرحد تھسلی پر اپنے موروثی دشمنوں سے جو کسی وقت یونان کی طرح ترکوں کے غلام اور انکی رعایا تھے۔ اور اب یونانیوں ہی کی طرح اُن کی ہر ایک مشکلات سے فائدہ اُٹھانے اور گذشتہ مظالم کا بدلہ لینے اور اپنے ذہن نشین فوائد کے حاصل کرنے کے لئے مشتاق رہتے ہیں گھرے ہوئے ہیں۔ سرویا، بلگیریا اور مانٹی نیگرو بھی ترکی پر حملہ کرنے کے وہی بواعث رکھتے ہیں جو یونانی رکھتے تھے۔ ہر ایک جگہ اپنی حدود کے پرے یونانی اپنے ہزارہا ہم مذہب اور ہم ملک آدمیوں کو دیکھتے تھے کہ ایک اجنبی کافر اور ظالم گورنمنٹ کا جوا پھینکنے کیلئے بڑی بے صبری سے تلملا رہے ہیں اور اُن کا ایک ہی وقت اس نئے جہاد میں شریک ہونا اس امر پر محمول ہے کہ قومی جذبات کو اُنکے سرداروں اور وزراء کی ڈپلومیٹک دور اندیشی نے روک رکھا ہے کیونکہ اپنے مربیوں کے باقاعدہ احکام کے جو یورپ کے بادشاہوں ہی میں سے ہیں فرماں پذیر ہیں۔ رومانیا جرمنی کے احکام کا پابند ہے۔ بلگیریا اور مانٹی نیگرو روس کے۔ اور سرویا روس اور آسٹریا کی سرپرستی میں ہے۔ لیکن آغاز جنگ کے وقت یونانی یہ امید کرنے کے ہر طرح سے حقدار تھے کہ لوگوں کے جذبات اور پیچھے دین کا جوش اور صدیوں کی موروثی نفرت بادشاہوں کی ڈپلومیسی یا دور اندیشی کے مقابلہ میں بہت زبردست ثابت ہوگی۔ اگر ریاستہائے بلقان ایک ہی وقت اپنی قسمت یونان کے ساتھ وابستہ کر دیتیں تو جنگ کسی اور صورت میں واقع ہوتا۔

رومانیا کی فوج بوقت امن ۵۰۰۰۰ ہزار ہے اور ضرورت کے وقت [illegible] ٹیریٹوریل فوج میدان میں لا سکتا ہے۔ بلگیریا کی فوج بحالت امن ۴۰۰۰۰ اور جنگ کے وقت ۱۲۰۰۰۰ ہو سکتی ہے۔ سرویا بھی اسی طرح ۲۰۰۰۰ اور ۱۰۰۰۰۰ فوج تیار کر سکتا ہے۔ مانٹی نیگرو کے پاس جو ریاستہائے بلقان میں سب سے چھوٹی ریاست ہے کوئی باقاعدہ فوج نہیں۔ لیکن وہ ضرورت کے وقت ۴۰۰۰۰ ہزار بے قاعدہ فوج مہیا کر سکتا ہے۔ اس طرح یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ پانچ ریاستیں ملکر ترکی کی فوج سے جو وہ میدان میں لا سکتی ہے کہیں زیادہ ہو سکتی ہیں۔ مزید براں ترکوں کو دشمنوں کے ملک میں جنگ کرنا پڑے گا حالانکہ تمام صوبجات ان کے پیچھے بغاوت کر دیتے ہونگے۔

بلقان کی تمام حدود سے پیچھے ہٹا دے گئے تھے۔ اب پھر یورپ میں ترکی اتحاد حیثیت سے پیشقدمی کر رہی ہیں ہلال صلیب کو دبائے چلا جا رہا ہے یعنی دنیا کا مقدس نشان اب نشان فتح و ظفر نہیں رہ گیا قسطنطین (بانی قسطنطنیہ) کو فرشتوں سے تسکین ضرور

بقیہ صفحہ گزشتہ کوئی قیام ممکن نہ ہوگا اور سلسلہ رسل و رسائل مسدود ہوگا۔ اور کوئی بیڑہ جہازات خوراک اور ذخیرہ بہم پہنچانے کیلئے موجود نہ ہوگا۔ یونانیوں کی پالیسی بظاہر یہ تھی - یہ صرف ایک ٹھیراؤ تھا جب تک ریاستہائے بلقان میں قومی جوش ٹھنڈا نہ ہو جائے اور وہ کھلے طور سے اُن کی طرف ہونے کا اظہار نہ کریں۔ یہ بات لاریب ہو جاتی اگر یونانی اپنے خیال کے لحاظ سے استقلال سے مقابلہ کرتے اور لاریسا کو پلیونا کر دکھاتے۔ لیکن جس گھبراہٹ سے یہاں اُن کو تباہ کیا - یہ اُن کی کوشش کے لئے سخت مہلک تھی۔ اور من بعد وہ اپنی حالت سنبھالنے کے ناقابل ہو گئے۔ اس لئے ہم کہ سکتے ہیں کہ یونانیوں نے محض محتاج استقلال ہونے کی وجہ سے وہ موقعہ ہاتھ سے کھو دیا ہے جس کی وہ کبھی اُمید کئے ہوئے۔

اب یہ سوال کرنے کا وقت ہے کہ مشرق کا مرد بیمار اس دلیرانہ جانداری کے غیر متوقع اور ناخوشگوار اظہار سے کیا حاصل کر لے گا؟ سلطان واقعی وہ وہ مطالبات کر سکتے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہے بہت مفروضہ نہیں - تاہم اس کے تمام ممکنہ مطالبات کو بلحاظ روپیہ اور رعایات بین الاقوام کی خوشنودی کے مطالبات کیمقدار نہایت ہی قابل گرفت ہیں۔ صرف سوال یہ ہے کہ کونسی طاقت اس واقعہ کو کافی سخت قرار دیکر بند کریگی اور وہ مجموعہ خود اس سوال میں اُلجھ جائیگی یا دنیا کی دولتیں ایسا کرینگی۔ ایک ہفتہ وار اخبار نے پچھلے دنوں بیان کیا ہے کہ اتحاد یورپ کیا ہے تین مطلق العنان - دو غلام - اور ایک بزدل۔ اور یہ بالکل سچ کہا ہے مطلق العنانوں میں آسٹریا اور غلاموں میں سے ایک اٹلی اتحاد ثلاثہ کے رو سے جرمنی سے بندھے ہوئے ہیں۔ فرانس روس کا غلام ہے اور انگلستان لارڈ سالسبری کی اس غلط پالیسی کی وجہ سے کہ وہ تن تنہا کچھ نہیں کرینگے جبتک سلطان نیچ پر اڑا ہوا ہے۔ اس لئے صرف دو نوجوان شہنشاہ ہیں جو اس واقعہ کیلئے کسی کام آ سکتے ہیں۔ اس کا کافی ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے کہ سلطان نے سفیروں کے مشترکہ نوٹ پر کوئی نوٹس نہیں لیا اور زار روس کے پہلے ہی اشارے سے اس نے فوراً جنگ بند کر دی ہے جس نے سلطان کو اول درجہ کے مدبر جنے اور روس سے مہربانی نے ریاستہائے بلقان کو روک سکا۔ بات یہ ہے کہ یہ دونوں ان اپنی دستکاریوں کے نتائج سے کافی طور پر ڈر گئے ہیں؟

اس مہینے کی ایک معاصر میں ایک نامہ نگار قسطنطنیہ سے دار الخلافہ کی حالات کی اندرونی جانب کے حاشیہ علم اور سلطان سے ذاتی واقفیت کیوجہ سے عبدالحمید کی یورپ کی عام رائے سے بہت ہی علیحدہ نظارہ پیش کرتا ہے لیکن یہی اقرار کرلیتا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو اپنی ناقدر کاروائیوں اور جنگ کی سختی کی وجہ سے اپنی پالیسی کو فتحمندانہ انجام کیساتھ نہایت مستقل رہا ہے۔ یہ نامہ نگار خیال کرتا ہے کہ عبدالحمید اول درجہ کا ڈپلومیٹ ہے جس کے پیش نظر ایک بڑا خیال رہتا ہے یعنی ہر ایک ملک اسلام کا خلیفہ بننے کا خیال۔ اسی مطلب کے لئے وہ جیتا ہے۔ ایشیا کی سلطنت کے لئے اس نے شاہر قسطنطنیہ بازاروں میں جیسا ہوا ہے کہ آرمینیوں کا قتل عام کیا گیا ہے۔ ان فرقہ واران پھر ایک مذہبی مسلمان آبادی میں جوش پیدا کر دیا ہے اور انہیں سلطان کا خیال دلا دیا ہے کہ عیسائی مسلمانوں کے

دیگر بشارت دی تھی کہ "اس نشان کی بدولت ہر وقت فتح و نصرت تیرے ہمرکاب رہیگی"۔ آج یونانیوں کیلئے جیسا کہ تمام
یورپ مشاہدہ کر رہا ہے۔ عیسےٰ مسیح کی صلیب یہ معنے رکھتی ہے۔ اس کی بدولت تو شکست یاب ہوگا قتل کیا جائیگا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جو ایک جنگی دین ہے قدرتاً دشمن ہیں۔ دس ہزار عیسائی خاص قسطنطنیہ میں سفیروں کی آنکھوں کے سامنے
قتل کر دیے گئے اور کوئی شخص سزایاب نہ ہوا۔ یہی نہیں بلکہ پر پالیسی [illegible] یہی اور دوسری جگہ پر اس کی کامیابی سے صرف اسکی اپنی
ملک کے مسلمانوں کی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی تعریف کو اپنی جانب کھینچ لیا ہے۔ نیز ہم نے ہندوستان ہی میں ابھی تھوڑے
اس تعریف کی بڑبڑاہٹ کو جس سے اس فتحمند ترکی کو مبارکباد دیجاتی ہے سنا ہے۔

قصہ کوتاہ سلطان نے ایک دینی جوش کی پالیسی اختیار کی ہے اور طاقتیں اس کے مقبوضات کو کاٹ کاٹ کر علیحدہ کرنے سے
بے نقص رکھکر اس بات کے دیکھنے میں مصروف رہی ہیں کہ اس پالیسی نے مشرق کے مرد بیمار کی رگوں میں نئی زندگی پھونکدی ہے۔ لڑائی
کے چھڑ جانے سے پیشتر مصر کے اخبار نے تحریر کیا تھا کہ فوج کبھی ایسی مسلح نہ تھی اور نہ میدان میں ایسی صحت کیساتھ ڈالی گئی تھی۔ اور
نہ ہی اس طرح پر اسباب بہم پہنچایا گیا تھا۔ جیسا کہ گذشتہ چند ہفتوں کے عرصہ میں ڈارڈنیلز کی مورچہ بندیاں گذشتہ دو سال کی
نسبت اتنی گنی مضبوط ہیں اور دیگر سرحدی قلعجات کرپ توپوں سے مسلح کئے گئے ہیں۔ اسیطرح قسطنطنیہ کی چٹلجا لائن کی مورچہ بندیاں
جو بحیرۂ اسود سے لیکر مارمورا تک پھیلی ہوئی ہیں مضبوط اور مسلح ہیں۔ سلطان کا یہ مدعا ہے کہ جنگ کو روکے رکھے اور اپنی تمام
تجاویز ڈپلومیٹک ہنرمندی سے بنا بنا چلا جائے لیکن وہ جنگ کی ضرورت کیلئے تیار ہے اور اس نے یقین دلادیا ہے کہ جنگ کی
تیاری کرنا امن کی ایک ضمانت تھی"۔ سلطان کبھی ایسا مضبوط نہیں ہوا۔ جیسا کہ وہ اس وقت ہے گذشتہ تین ہفتوں کے
واقعات سے اس اندازہ کی حرف بحرف تصدیق ہوتی ہے۔ اور اگر سلطان گذشتہ تین ہفتوں سے پیشتر مضبوط تھا تو وہ اب کیا ہے
جبکہ یونان تین ہفتوں میں فتح کر لیا گیا ہے۔ اور اس کی فوج کی جنگی شہرت پھر اعلےٰ درجہ پر قائم ہو گئی ہے؟

اب یہ سوال پوچھنا باقی ہے کہ ان دو شہنشاہوں میں سے ہر ایک کو اس نئی اور مشرق میں خوفناک سلطنت کو دلیری دیکر
اور کیا حاصل کرنا ہے۔ وہ بیحساب فوجوں سے کھلائے گئے ہیں جو کہ بالکل ان کے دائرہ قدرت سے باہر ثابت ہو گئی ہیں۔ اور اب وہ
دونوں ایک ہی وقت اس نتیجہ پر پہنچے معلوم ہوتے ہیں کہ اب انہیں زیادہ زبردست ترکی سے کچھ حاصل کرنیکی امید نہیں ہے جونہی کہ وہ
اس نتیجہ پر پہنچے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ لارڈ سالسبری بھی ان کی تائید کریگا۔ اور جونہی کہ یہ تینوں سلطنتیں متفق ہو گئیں تو پھر یہ ناممکن
ہے کہ سلطان کسیطرح سے سوائے اس ڈپلومیسی کے جس سے وہ آجتک اپنا کام لیتا رہا ہے انکی مخالفت کرے۔ یہ صرف اسی وقت
تھا کہ وہ کسی ایک یا دوسری سلطنت کو مداخلت کرنے کے مخالف کرا سکتا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ سلامتی میں تھا۔ ایک طرح اس کی
کامیابی اتحاد کیواسطے نجات ہے۔ تین مطالبوں میں سے جو اسنے کئے ہیں لعایا یعنی بین الاقوام کی منسوخی صرف یونان سے تعلق رکھتی
ہے۔ اور اسلئے وہ غالباً قبول بھی کر لیجائیگی۔ تاوان جنگ ایک کروڑ پونڈ یا سوا کروڑ روپیہ کی رقم سے ترکش فوج کو زیادہ
مضبوط بنانا ہوگا۔ اور اسلئے غالباً طاقتیں اس کی مخالفت کرینگی۔ حالیم ریلی کا یہ اظہار کہ وہ کوئی تاوان جنگ ادا نہیں کرینگے

انیا پہنچایا جائیگا۔ اور تاخت و تاراج کیا جائیگا" انگلستان بھی ان طاقتوں میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے کھڑے تماشا
دیکھ رہے ہیں شامل ہے پس ہم انگریز لوگ بھی اس جرم کبیرہ میں شریک ہیں"

(بقیہ صفحہ سابق) محض فضول ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ادا کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے اور واقعی نہیں ایک کروڑ پونڈ ادا
کرنے میں تاوان جنگ کی ادائگی کے واسطے بہت سی مشکلات پیش آئینگی۔ اسلئے اس کا غالباً نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک قلیل سی رقم
کیواسطے طرفین میں مصالحت ہو جائے گی۔ باقی رہا قضیہ سو تھسلی تو سوال ہی پیش نہیں لیکن تا حال پہاڑیوں کے قبضے کے بارے میں پیچ
ڈالا گیا ہے۔ اور کیونکہ الاسونا پہلے ہی ٹرکی کو دیدیا گیا تھا۔ اور وہ ہی فی الحقیقت سرحد کی کنجی ہے اسلئے اسطرف تھوڑی سی
پر کوئی خاص اعتراض نہیں۔ اب جبکہ تمام طاقتیں متفق ہیں یہ ناممکن ہے کہ وہ اس سے زیادہ منظور کرینگی جبتک ترکی اپنی غنائم ختم کر
حاصل کرنے کیلئے لڑائی کرنے پر تیار نہ ہو لیکن یہ بھی اسیطرح ناممکن ہے تاہم غنیمت کی اس طرح تقسیم کے بیجا موقعے جھگڑے کیواسطے
بعض حالات میں پھر ابھر آتے ہیں اور جبتک کوئی ایک امر غیر فیصلہ باقی رہگیا اسوقت یہ یورپ کیلئے ایک مخدوش مادہ رہیگا
رائٹر ایجنسی حسب معمول جیسا کہ اسلامی ممالک کے متعلق اسکا خاصہ ہے۔ اس لڑائی میں بھی عجیب بیکے پن کے ساتھ خبریں
بھیجتی رہی ہے جس پر انگریزی اخباروں کو بھی سخت زجر و توبیخ کرنی پڑی۔ بطور نمونہ ایک اینگلو انڈین اخبار کی تحریر درج کیجاتی
ہے بزم اغیار میں ہم نے اسے ایچ ۔ وردِ دل لاکھ چھپایا نہ چھپا۔ رپورٹر نے ترکوں کو کوسنے اور برا بھلا کہنے پر ادھار کھایا
ہوا ہے۔ جنگ کے نان و ترکی کے متعلق ایسی بے سر و پا اور لغو خبریں ارسال کرتا رہا ہے اور ابھی تک کر رہا ہے کہ خود انگریزی اخباروں نے بھی
اسے لعن طعن کرنا اور ڈانٹ بتانا شروع کردیا ہے۔ چنانچہ ۱۳ مئی کے روزانہ ہمعصر سول میں ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ ہم
بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

"آتھرس کے پہاڑ جہاں یونانی پسپا ہو کر آخر کار ہٹ آئے۔ ڈوموکوس کے جنوب جھیل زریرو کے ٹھیک دوسری جانب تھرموپلی
کے کسی قدر شمال مغرب میں واقع ہیں۔ اس طرح تین ہفتوں کے عرصے میں کہ لڑائی ختم ہوئی ہے۔ یونانی تمام طول و عرض تھسلی
یعنی ٹمپ کی گھاٹی سے لیکر تھرموپلی کی گھاٹی تک عملاً اور قطعاً نکال دیئے گئے ہیں۔ اُف یہ دونوں تاریخی نام ناپاک کئے گئے ہیں
اب چونکہ جنگ اختتام پر ہے اور جنگ ملتوی بھی کردی گئی ہے۔ اسلئے یہ لکھنا یہاں نامناسب ہوگا کہ کس طرح رپورٹر نے جنگ
کے بارے میں ہر ایک تار خبر بھیجنے میں یونانی طرفداری کو مد نظر رکھا ہے ہر ایک موقع پر جنگ کی ٹھیک تہ پر پہنچنے کیلئے ہر ایک
تار کی جو اس ملک میں آتی رہی ہیں کم از کم تین دن تک چھان بین کرنی پڑی ہے پہلے روز یونانیوں کا بے انتہا دلیری اور شجاعت
سے لڑنا اور ترکوں کا پسپا ہونا بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے روز ترکوں کے کثیر التعداد ہونے اور یونانیوں کے گھر جانے کے باوجود بھی
ظاہر کیا جاتا ہے کہ یونانیوں نے دن بھر اپنے قدم مضبوطی سے جمائے رکھے۔ اور آخر شب کسی مصلحت فن جنگ کی غرض
مراجعت کر گئے۔ لیکن تیسرے روز طوعاً و کرہاً یہ لکھنا پڑا ہے کہ یونانی شکست فاش کھا کر بے سر و سامانی کی حالت میں بھاگ
کھڑے ہوئے اور ترکوں نے بڑی سرگرمی سے انکا تعاقب کیا۔

ہم نے لاریسا اور اس کے قرب و جوار میں ایک ہفتہ بسر کیا۔ دو راتیں ہم موضع غرلی میں جو دلسٹینو سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے سویا۔ میدان متصلہ اور ارد گرد کی کوہستانی گھاٹیوں کی کئی دفعہ سیر کی۔ وادی مذکور کی سیر میں ہمارے ساتھ مسٹر مانٹگمری اور مسٹر بیرن ڈی سپڈ گرنگیلسٹن بھی تھے۔ اول الذکر اخبار اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار تھا نہایت ہی قابل اور محنتی محقق ہی۔ وہ ترکی نہایت وضاحت سے اور یونانی ایسی بول سکتا ہی جو سمجھی جا سکے۔ بنابریں وہ عثمانیہ سپاہیوں اور یونانی دہقانوں سے بلا تکلف گفتگو کر سکتا تھا۔ غیر زبانوں کا علم سیاح بالخصوص نامہ نگار کیلئے جیسا کچھ مفید ہی اسکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسٹر مذکور نہایت دلیر آدمی ہی۔ وہ ہر طرف بیباکانہ چلا جاتا۔ آخر ایکدفعہ یونانیوں نے اسکو اسیر کر لیا۔ اور اسکے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا۔ شروع شروع میں ترک اُسے بہت بے اعتباری کی نظروں سے دیکھتے رہے کیونکہ وہ ایشیاء کوچک میں پیدا ہوا تھا۔ اور ترکی ایسے لہجہ سے بولتا تھا جو ارمنی لہجہ کہلاتا ہی۔ مگر در اصل وہ پرانا اناطولی لہجہ و تلفظ تھا۔ اسوجہ سے ترکوں کو اُسکے ارمنی نژاد ہونیکا شک ہو گیا تھا اور قسطنطنیہ سے مشیر کو اس اشتباہ کی اطلاع دیگئی تھی۔ مگر میں نے مشیر اور اسکے شناخت کی غلط فہمی اور شبہ کو دور کر دیا۔

آسٹرین نامہ نگار } بیرن سپڈ گر نگیلسٹن جو آسٹرین اخبار فریم ڈن بلاٹ کا نامہ نگار تھا۔ کمال خوش طبع۔ رونق محفل۔ نہایت آزاد منش۔ ظریف مزاج۔ بیحد مستعد اور حد مناسب سے زیادہ نڈر اور بیباک تھا وہ ہمیشہ لڑائی کے موقعہ پر اگلی صف میں اور تا بمقدور سخت خطرہ کے موقعہ پر رہتا۔ کریٹ میں اُسے باغی عیسائیوں نے دو مرتبہ گرفتار کر لیا تھا۔ اور ایک دفعہ اُس کے گولی سے ہلاک کر دئے جانے میں کوئی شبہ نہ رہ گیا تھا وہ تھسلی میں بہت خوش تھا مختصر

بقیہ صفحہ سابقہ } ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یونان کیساتھ دوستانہ ہمدردی ہو تو ہو لیکن یہ ہموار کی بات نہیں ہی یہ اس عجیب و غریب مرکب کی ایک جزو ہی جسے برٹش کیرکٹر یا مقتضا طبیعت انگریزان کہا جاتا ہی جو بعض بعض صورتوں میں تو بہت ہی پریکٹیکل ہی اور بعض بعض صورتوں میں بودی اور قیاسی باتوں کیطرف اس حد تک مائل ہو جاتا ہی کہ صحیح اور بدیہی باتوں کو تسلیم کرنے سے بھی عار کرتا ہی وہ ہنر کی قدر دانی میں کشتب کی چھوکریوں کی بھونڈی بھینڈی گڑیوں کی لعبت چینی پر ترجیح دیتا ہی جو اس قدر مہمل معلوم ہوتی ہی کہ گویا اسے بولی۔ اور گاہ اخلاقی معاملات میں اس قدر نابلد بنجاتا ہی کہ سیدھے سادے قانونی امر کو صاف طور پر سمجھنے سے بھی کنارہ کشی کر جاتا ہے چونکہ یوٹر کو اس امر سے بخوبی آگاہی ہی کہ انگریزوں میں بہت ایسے لوگ ہیں جو یونان کی فتح کو پسند کرتے ہیں اسلئے اُن کو خوش کرنے کیلئے جہاں تک اس سے ہو سکا یہی تحریر کرتا رہا کہ یونانی فتح پا رہے ہیں اور خواہ مخواہ زر اور وقت دونو کے سر پر چڑھ رہا ہی۔ یوٹر کی خبروں کی مثال بعینہ ایسی ہی جیسے کوئی زہرہ جبین لوگوں کو پھسلانے کیلئے دام فریب بچھاتی ہی اور کوئی شخص اُسکے دھوکہ میں نہیں آتا۔ کیوں صاف صاف بلکہ تحریری اقرار کر لیا کہ یونانی سرگرد نالائق بدمعاشوں کا ایک گروہ ہیں اور اُنکے سپاہی زیادہ تر نہایت ہی بُرے آوارہ گرد و نبرد ہوں کے جنکے سر کم نہیں اور ضرر یہ کہ انکی خاطر خواہ گوشمالی ہو گئی ہی اور وہ بہت بُری طرح کچلے گئے ہیں ۔

معہ ہذا ہم یہ کو تھا سل میں یوٹر کے حبیب کی خودی قلعی کھلتی ہی کہ یونانی کی شکست فن جنگ کے ذو موکوس پہ نہیں ٹھہرتی بلکہ تمام یونانی فوج کو شکست فاش ہو گئی

سامان کے ساتھ آیا۔ اُسکے پاس گھوڑا زین۔ یا ہتھیار کچھ نہ تھا جرمن نامہ نگاروں کو انگریزی نامہ نگاروں کیطرح بیش قرار تنخواہیں نہ ملتیں اور وہ اپنے انگریزی رفقا کے لوازمات عیش و راحت کو سخت تعجب حیرت اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن بیرلت رشک و حسد سے اعلیٰ و ارفع تھا۔ اُس کی طبیعت ہر وقت مسرور و مبتہج اور پیشانی خندہ رہتی۔ اُسنے محاربہ کے آخری واقعات کو بھی اچھی طرح سے دیکھا۔ مگر آخر مسٹر مانٹگمری کیساتھ ملیدرس کے قریب یونانیوں کے پنجے میں پھنس گیا۔

لاریسا سے وادی ٹمپہ بہت مسافت پر ہے۔ جب ہم گئے اُس وقت دھوپ بھی بہت تیز ہو گئی تھی۔ رو ڈوٹ بیک اور چار سوار ہمارے ہمراہ تھے۔ اُسوقت وادی مذکور میں کوئی ترکی دستہ متعین نہ تھا۔ وہ ترکی بعیدی چوکیوں سے بہت بعید تھی اور بدوران محاربہ ہم سے پہلے صرف ایک مرتبہ ترکی فوجیں اس دلفریب خوشگوار وادی میں دکھائی دی تھی۔ بے نظیر مستعد و چالاک اور رہبر حاضر و ناظر سیف اللہ بک ہم سے پیشتر لاریسا سے سافیبی (چاکراس) تک جاکر واپس لوٹا تھا۔ دو دفعہ میں راستہ میں کئی یونانی دہقان بسرعت تمام لاریسا کو جاتے ملے۔ وہ اُن سطح مرتفع سے جو وادی ٹمپہ کے جزیروں کے قریب ہیں آ رہے تھے۔ اور یہ شکایت کرتے جا رہے تھے کہ ولاک (والیشی) اور گیگ (ارنوط) پہاڑوں سے اتر کر انکے دیہات میں گھس گئے ہیں۔ اور مویشی و پارچات لوٹ رہے ہیں۔ اُنہوں نے کسی کو کوئی جسمانی اذیت نہیں پہنچائی۔ مگر جو کچھ انہیں پسند آتا ہو اُسے نہیں چھوڑتے۔

میری رائے میں تاراج کنندگان میں والیشی کوئی نہ ہوگا۔ بلکہ خالص البانیوں کا ہی کوئی دستہ تھا جو بطور خود کچھ لوٹ کھسوٹ کرنے کیلئے فوج سے جدا ہو گئے۔ یہ دہقان ادہم پاشا کے پاس یہ درخواست کرنے جا رہے تھے کہ دیہات کی حفاظت کیلئے ترکی سپاہیوں کا پہرہ بٹھا دیا جائے۔ موضع بابا میں جو وادی کے دہانہ پر ایک کلاں بستی ہے ہمیں صرف مرد باشندے ملے۔ پادری کو ساتھ لیکر وہ ہمارے استقبال کو آگے آئے اور بڑے تپاک سے ہماری آؤ بھگت کر کے یہ خیال کہ ہم ترک افسر ہیں باضابطہ طور پر اطاعت کا اقرار کیا اور پھر محافظت کی درخواست کی۔ ان دیہاتیوں پر اب تک کسی نے یورش نہ کی تھی۔ مگر وہ دیہات ملحقہ پر ارنوطوں کی تاخت و تاز کی خبروں سے بہت سہمے ہوئے تھے۔ اور اُن کے خوف سے اپنی تمام عورتوں اور بچوں کو قصبہ ابھی لاکیا میں جو اوسا کی بلند چوٹی پر واقعہ ہے بھیج دیا تھا۔ اور پوط دریا کے شمالی کنارہ پر چند میلوں کے فاصلے پر سے جاتے تھے جب ہم واپس آ کر اسی رات ہم نے ادہم پاشا کو کل ماجرا سنایا۔ مگر مشیر ممدوح نے ہمارے کہنے سے پہلے ہی دیہاتیوں کی درخواست پر نظام سپاہیوں کی ایک کمپنی وہاں روانہ کردی ہوئی تھی۔ ایک ہفتہ بعد جب دوسری مرتبہ ہمارا گذر وادی میں سے ہوا تو یہ سپاہی وہاں متصرف تھے اور باشندے اُنکے برتاؤ سے بہت خوش و مطمئن تھے ہم وادی کے بیچوں بیچ وہاں تک جہاں سے کہ وہ کھلے بیدو تیرے نہایت خوبصورت مرغزار میں پھیلنی شروع ہو جاتی ہے بڑھتے گئے۔ مگر چونکہ بہت دیر ہو گئی تھی پینیاس کے پل تک نہ جا سکے اور بنا بریں تحقیق نہ کر سکے کہ آیا پل کے توڑ دیئے جانے کی خبر درست ہے۔ دامن وادی سے ہم سات گھنٹوں میں لاریسا واپس پہنچے۔ اُسوقت آدھی رات ہو چکی تھی۔ اور مسٹر ہو مرکیٹ تو سخت تکان زدہ ہو گئے تھے۔

ترکی و یونانی نقصان

مسٹر کلاؤ گیچم ٹائمز کے نامہ نگار کی روایت کے مطابق جبکہ ترکی ہیڈ کوارٹر سٹاف میں بہت ہردلعزیزی پیدا کر لی تھی۔ اور بسا اوقات اُسے نہایت اہم خبریں اور خفیہ حالات بتا دیئے جاتے تھے۔ ۲۵ راپریل یعنے لاریسا کے قبضہ تک ترکوں کے صرف چار سو شہید اور مجروح ہوئے یونانیوں کے نقصان کا بھی مسٹر مذکور تقریبًا اسی قدر اندازہ کرتا ہے لیکن اگر چار سو سے صرف مقتولین ہی مراد ہوں اور مجروحین اُن میں شامل نہ ہوں۔ پھر بھی یہ تعداد قابل اعتبار نہیں عقل کبھی باور نہیں کر سکتی کہ پچاس پچاس میل لمبی سرحد پر ملونا، کرتیری، ریونی اور ولیلر وغیرہ کی جو جانگداز اور خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ اُن میں ترکوں کے صرف چار سو آدمی ضائع ہوئے۔ اگر یہ تعداد درست ہے تو ان لڑائیوں کے نہایت ہی سخت ہونے کے متعلق جو حالات دونوں قوموں کے نامہ نگار اخبارات میں شائع کرتے رہے تھے اُن کی صداقت پر سخت حرف آتا ہے میرے خیال میں لڑائی کے پہلے دور میں فریقین کا نقصان دو ہزار سے کم نہ ہوا جن میں تخمینًا پانچ پانچ سو آدمی دونو طرف سے قتل ہوئے۔ اور باقی زخمی۔

ادہم کی شاباشی

ادہم پاشا کو جب فتح لاریسا کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے فوج کی ترتیب جدید کیلئے ۲۵ راپریل کو احکام نافذ کر دیئے۔ خیری پاشا اور اول ڈویژن کو دو کوس پرے لاریسا سے بجانب جنوب غرب اور تربالا کی نصف راہ میں واقع ہو بڑھنے کا حکم ملا نشاط پاشا اور دوسرے کو خیری پاشا کے بعد پیشقدمی کرنے کا حکم دیا گیا۔ ممدوح پاشا اور تیسرے ڈویژن کو لاریسا جانے کی ہدایت کر دی گئی۔ اور پانچویں اور چھٹے ڈویژن کو (جو حقی و حمدی کے زیر کمان تھے) لاریسا کے بائیں ہاتھ کی طرف سے چکر کاٹ کر شہر سے پانچ میل بجانب شمال ہٹ کر کھلے میدان میں ڈیرہ ڈالنے کا حکم ملا۔ حیدر پاشا اور چوتھی ڈویژن کو جس نے ملونا کی لڑائی میں سب سے زیادہ کام دیا تھا۔ درہ میں ہی راستے کے اندر گرد رہنے دیا گیا۔ کیولری ڈویژن کو بھی بجانب جنوب پانچویں اور چھٹی ڈویژن سے آگے کھلے میدان میں قیام کرنے کا حکم دیا گیا۔

مگر افسوس جو کارروائی سب سے مقدم اور ضروری تھی۔ وہ نہ کی گئی یعنی ولسٹینو پر جو یونانیوں کے نئے خط مدافعت پر نہایت اہم مقام تھا فی الفور بجمعیت کثیر پیشقدمی کرنی چاہیئے تھی جو نہ کی گئی۔ وہاں دونو فرسالو اور لاریسا کی ریل کی لائنیں ملتی ہیں۔ پہاڑی دروں اور لاریسا کی تسخیر کی خبر پہنچنے پر جلالتمآب نے بتاریخ ۲۵ راپریل ۱۸۹۷ع الاصونیہ لشکر ہمایوں کے کمانڈر انچیف مارشل ادہم پاشا کو بوجہ اُن کی بہادری اور غیرت اور عاقلانہ خدمات اور صداقت کے نشان امتیاز اور بوجہ غیرت و شجاعت اور عاقلانہ خدمات کے الاصونیہ لشکر ہمایوں کے پہلے ڈویژن کے کمانڈر جنرل خیری پاشا اور دوسری ڈویژن کے کمانڈر جنرل نشاط پاشا اور تیسرے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حیدر پاشا اور پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جنرل حقی پاشا اور چھٹے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حمی پاشا اور چھٹے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حمدی پاشا کو مرصع نشانِ عثمانی عطا فرمائے گئے۔ اسی تاریخ سے ایک دن پہلے عثمانیہ بنک کے جنرل منیجر ایڈگار وینسنٹ کی درخواست پر عثمانیہ بنک کو پچاس مجروحین کی تیارداری کا سامان بھیجنے اور فوجی ہسپتال میدان جنگ میں کھولنے کی اجازت بخشی گئی گو پولیس بنک کو یہ مشفقانہ کام بہت بڑھا یا چنانچہ اکیلے دو سو کوس کے محاذ پر جا پہنچی کئی سو مجروحوں کی تیارداری و مرہم پٹی کی۔

ملتی ہیں۔ ولسٹینو کے فتح ہوتے ہی دولو تقریباً اور فرسالوس قطعاً بے پناہ ہوجاتا۔ اور یونانی کبھی ان کو بچا نہ سکتے اور
اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر ترک فی الفور ہماری جمعیت کیساتھ ولسٹینو پر حملہ کرتے تو باغلب وجوہ بلا مزاحمت اس کمال
اہم موقعہ پر قابض ہوجاتے۔ دس دن بعد حملہ کرنیکا یہ نتیجہ ہوا کہ ادہم پاشا کو ولسٹینو سے سمولنسکی کو نکال لینے پر کئی سو بہادر
آدمی ضائع کرنے پڑے۔ میں مشیر کی خدمت میں یہ عرض کرنے سے نہ چوکا کہ وہ اپنی فوج میسرہ کو بلا توقف ولسٹینو اور دولو
پر بڑھادیں۔ مشیر ممدوح نے فرمایا کہ میں تمہاری صلاح سے اختلاف نہیں کرتا۔ مگر میری تجویز یہ ہے کہ بظاہر ڈرپوک بنکر
اور جلد جلد پسپاقدمی کرکے یونانیوں کو کھلے میدان میں حملہ کر لڑائی کرنے کا حوصلہ دلاؤں۔" میرا قول ہے کہ یہ تجویز
بالکل خود بیہودہ تھی۔ یونانی شجاعت اور اوصاف سپاہیانہ میں ناقص اور ان سے معرا ہیں۔ مگر عیاری اور
مکاری میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ وہ ایسی بیوقوفی کب کرسکتے تھے کہ اپنے محفوظ پہاڑی موقعوں اور مورچوں
کو چھوڑ کر کف دست ہموار میدان میں ادہم پاشا کے مقابلہ پر آجاتے اور اسے یہ موقعہ دیتے کہ وہ انہیں بالکل معدوم
کر دے۔ ادہم پاشا کا یہ خیال عجب مضحکہ خیز تھا کہ وہ بیکاری سے یونانیوں کو دام فریب میں پھنسا سکیگا۔ کیا وہ اندھے تھے
اور یہ نہ دیکھ سکتے تھے کہ پاشائے موصوف کے پاس نوے ہزار شاندار عثمانی موجود ہیں۔ اور نیز کیا وہ میدان تھسالی کے
دامن پر ترکوں کے جوہر بہت ہی اچھی طرح سے نہ دیکھ چکے تھے کہ پھر کھلے میدان میں انکے سامنے آنیکی جرأت کرتے ایلیس
جیسے کم عمر لڑکے کو بھی یہ خیال نہایت عجیب معلوم ہوا۔ اور ہم سب بھی جبکہ ایک استاد ازحد متین اور کم گو شیر نے خلاف معمول
بڑے جوش میں آکر اپنی تجویز کی توضیح و تشریح کی بمشکل تبسم کو روک سکے۔ اسوقت میرے اور ایلیس کے سواء دو نامہ نگار بھی
مشیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے خیال میں مشیر کے توقف کی دراصل یہ وجہ نہ تھی۔ اور نہ ہی اسوجہ کو وہ خود بھی درست
وجہ سمجھ کر ہوتے تھے۔ بلکہ ہمارے تقاضا پر جو دلیل معذوری کی انہیں سب سے پہلے سوجھ گئی وہی بتادی۔ فی الحقیقت
اس کا سبب کچھ اور ہی اور ایسی عذر کہ بدرجہا زیادہ اہم تھا لیکن جو واقعی باعث سامان حرب اور گولہ بارود کی
قلت تھی۔ ادہم ایسا خوش اخلاق اور فراخ دل آدمی ہے کہ میری رائے میں وہ جواب دینے سے انکار کرکے دوسرے کی دلشکنی
کرنا کبھی پسند نہ کریگا کسی نہ کسی حجت سے اسے خوش کر دینا ضروری سمجھتا ہے

اس موقعہ پر یہ بتادینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ادہم پاشا سے بڑھکر شریف اور کامل جنٹلمین کبھی عالم خیال میں
بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ وہ عثمانی شرفا کا بہترین و کامل نمونہ۔ باوقار۔ رحمدل۔ کم گو۔ رہنما اور ساتھ ہی کمال
خوش طبع و ظریف مزاج ہے۔ ہر شخص ادہم کا ثنا خواں اور اسپر فریفتہ تھا وہ ایک ایسا آدمی ہے جس کے وعدہ پر
تم کامل بھروسہ کر سکتے ہو۔ اور جو اپنے عزت و ناموس پر ذرا سے الزام یا بہتان کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے
اسے نہایت ہی انتھک کام کرنیوالا دیکھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ کبھی سوتے ہی نہیں۔ دو دو بجے رات گئے
اور پانچ پانچ بجے صبح کے سویرے کے وقت میں نے اسے بیدار اور کام میں نہایت مصروف دیکھا۔ شاذ و نادر ہی میں نے انکو آرام کرتے ہوئے پایا

پنچ۔ اے گرین۔ نامہ نگار انٹرنیشنل ہجی ... اسٹیٹسمین نامہ نگار ڈیلی میل ہملٹن ولیڈن نامہ نگار مارننگ پوسٹ

بقیہ صفحہ گذشتہ کی تحریر مع ایک معصری رائے کے حسب ذیل ہے۔

درویشوں کو انکے پہلے حملہ میں شکست دیکر جب ہماری فوج امدرمان کیطرف بڑھی تو ہمیں بھی کرنل لیوس کے حبشی بریگیڈ کو ملا تھا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ بائیں طرف جبل سرغام کے نشیب میں انگریزی کسکے شاگرد پیشہ اور حبشی ملازم سفید پوش جو اس جنگ میں جنکو ہماری اتواپ یا لی ہنری مارٹن بندوقوں کی گولیوں نے زخمی کردیا تھا پھرتے ہوئے نظر پڑے یہ لٹیرے رائفلوں بھالوں اور سونٹوں سے مسلح تھے یہ خدا جانے انکو کسطرح ملگئے تھے بدقسمت زخمی جو نزع کی حالت میں جسطرح ہوسکا رینگ کر اپنے جسم کو موسم گرما کی سخت دھوپ سے بچانے کیلئے چٹانوں اور جھاڑیوں کے سایہ میں لیگئے تھے ان حبشی ملازموں نے بڑی بیرحمی سے ان کو سونٹوں اور گولیوں سے روانہ عدم کیا۔ یہ بزدل ملازم درویشوں سے اس قدر ڈرتے تھے کہ زمین پر پڑی ہوئی لاش کے قریب پہنچنے سے پہلے اسپر چند گولیاں سر کر لیتے تھے اور جب اس طرح اطمینان ہوجاتا کہ وہ بالکل بیجان ہے تو اسکے قریب جاکر اسلحہ اور کپڑے اسکے جسم سے اتار لیتے چونکہ یہ پیشہ ور لوٹنے کی احتیاط کے بغیر بے پروائی سے زخمیوں پر گولیاں چلاتے تھے اسلئے اکثر گولیاں ادھر ادھر نکل کر خود ہمارے سپاہیوں کیلئے باعث خطر ثابت ہو رہی تھیں۔ چنانچہ وارک رجمنٹ کے چار آدمی ان بے پناہ گولیوں سے مجروح ہوئے۔ واقعی یہ بے لگام شاگرد پیشہ کا انگریزی سپاہ سالار کی آنکھوں کے سامنے اسطرح قتل و غارت کا بازار گرم کرنا نہایت شرمناک تھا۔

یہ قتل عام صرف عربی زخمیوں تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ مجروحوں کے قتل کرنیکا حکم عام دیدیا گیا تھا۔ خواہ ایسا حکم دیا گیا تھا یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ سوڈانی شاگرد پیشہ نے اپنے راہ میں بیسیوں زخمیوں میں ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ درویش چند گزوں کے فاصلہ پر ریت پر پڑے تھے۔ ان پر بیدردی سے گولیاں چلائیں سنگینوں کے وار کئے گئے انکو نہیر کے ہیا کوں سے روانہ عدم کردیا گیا۔ ایک حبشی نے ایک نوکدار بھالا اٹھایا اور یہ دیکھکر کہ ابھی اسکے مالک میں کوئی دم باقی ہے آنکھ دور سے اسکے چہرے میں چبھو دیا اور پھر اپنا بوٹ اسکے سر پر رکھکر زور سے ابن خان آلود لکڑ یا الگ آگے بڑھا۔ وہ عرب جس کیقدر شاعہ پر چم توڑ رہے تھے فوراً گولیوں سے چھد کر روانہ عدم ہوئے بعض اوقات اس قدر قریب سے گولیاں چلائی جاتی تھیں کہ زخمیوں کے کپڑے کی پشت کی جلنے کی بو سے دماغ پھٹا جاتا تھا سوڈانی ملازم ایسی لاشوں پر سنگینیں آزماتے تھے جنکا مرغ روح بہت عرصہ پہلے پرواز کر چکی تھی۔

اس کشت و خون کے عمل میں آنیسے کسی کو مجال انکار نہیں لیکن اسکے متعلق تین سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا زخمیوں کو ہلاک کرنا ذاتی بچاؤ کیلئے تھا؟ اسپر مسٹر ٹلیڈٹ حسب ذیل ریمارک کرتے ہیں۔

محاربات سوڈان کے تجربوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلم زخمی درویش کے قریب پہنچنا خطرے سے خالی نہیں ہے ایسی مثالیں بھی مل سکتی ہیں جنمیں زخمی دشمنوں نے انگریزی سپاہیوں کو نشانہ اجل بنایا ہے خود ایک گارا کو جو زمین پر زخمی پڑا تھا۔

دمن مشرف و مترجم جرمن مصنف مسٹر شافہ فسر نے لڑائی کا پہلا دور مہدی فتح لاریسا پر ختم کیا ہے اور لشمیلد باڑ ثلث فتح لاریسا کو دوسرے دور میں شامل کرتے ہیں۔ مگر میں نے جرمن نوبیندہ کی تقسیم کو صحیح سمجھکر موصوف کی تقسیم کا خیال نہیں کیا اور انکی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے اُٹھتے اور انگریزی دستہ پر گولی چلاتے دیکھا لیکن گولی نقصان پہنچانے کے بغیر ہمارے سروں کے اوپر سے گذر گئی۔ ایک اور موقعہ پر ایک درویش نے دفعتاً اٹھکر پے در پے کئی مصری سواروں پر پہار رسید کئے قبل اسکے کہ اسے روانہ عدم کیا جاتا تھا۔ وہ سات آدمیوں کو مجروح کر چکا تھا۔

بہرکیف ایسی مثالیں جنمیں زخمی درویشوں سے ہماری فوج کو گزند پہنچی۔ نہایت کم ہیں۔ پس ان شاذ و نادر وقوعات پر زخمیوں کے قتل عام کا حکم دیدینا کسی طرح بھی جائز متصور نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک شخص جو سوڈان کے محاربات کا کسیقدر بھی تجربہ رکھتا ہوگا۔ وہ تسلیم کریگا کہ اگر کوئی زخمی کسی سپاہی کو نشانہ اجل بنانے کیلئے بندوق اُٹھائے یا بھالا مارنے کا ارادہ کرے تو سپاہی پر اسکا خون مباح ہو جاتا ہے لیکن غیر مسلح نہتے اور بیکس و بےبس جنبیوں کو تلوار کے گھاٹ اُتارنے کے جواز پر کوئی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔ افسوس ہے کہ ام درمان میں بعد جنگ ایسی ہی خوفناک حالت دیکھنے میں آئی۔ اور مجروح درویشوں کو جو میدان میں غیر مسلح بحالت زار پڑے تھے۔ ان پر نہایت بیدردی سے سنگین آزمائی گئی اور انہیں نشانہ بندوق بنایا گیا۔

دوسری دلیل یہ پیش کیجاتی ہے کہ درویش ہمیشہ قابو پاتے پر ہمارے زخمیوں کو قتل اور مقتولوں کی اعضاء جدا کر دیتے تھے۔ بلاشبہ انگریزی فوج کا یہ دعویٰ صحیح ہے لیکن کیا تل الکبیر کے سامنے ہماری اس قبیح حرکت کی خبر درویشوں کو نہ پہنچی ہوگی کہ گو انہوں نے زخمیوں کے اعضا تو جدا نہیں کئے مگر ان کو قتل ضرور کر ڈالا اور وہی الزام انگریزی فوج پر بھی لگا سکتے ہیں مزید برآں ایک مہذب شائستہ فوج جو ایک یورپین سپہ سالار کی ماتحتی میں ہو اس سے ایسی حرکات کا وقوع میں آنا اسکی شان سے بیاستبعد ہے۔ نیز اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مہدی اور اسکے خلیفہ نے کسی یورپین یا گورے چمڑے کے قیدی کو حالانکہ انہوں نے خود اسکے برخلاف ہتھیار اُٹھائے تھے قتل کرنا پسند نہیں کیا۔

ایک زخمی درویش اسوجہ سے کہ دشمن کے ہاتھ سے بچنے کی موت مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ نہایت خوفناک ہو جاتا ہے اور قبل اسکے کہ بیرحم سنگین اسکے جسم میں داخل ہو کر اسکی زندگی کا خاتمہ کرے وہ ایک اور کافر کو قتل کرکے ثواب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن مجھے اس خیال کی صحیح تسلیم کرنے میں کلام ہے اگر جنگ تل الکبیر اور سوڈان کی ابتدائی لڑائیوں میں ہم زخمیوں سے ایسی بدسلوکی نہ کرتے تو زخمی ہم سے مہذبانہ سلوک کی توقع رکھکر کبھی ہمارے سپاہی کی بندوق یا بھالے سے جان لینے کی کوشش نہ کرتے۔ ایک افسر جسے میں جانتا ہوں بیان کرتا ہے کہ مقتول درویشوں کی قطاروں کے قریب گھوڑا دوڑاتے ہوئے گذر رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک درویش نے بڑی تکلیف اور مشکل سے اپنے آپکو اُٹھا کر افسر مذکور کی طرف بندوق پھینکا۔ جب افسر نے چلا کر اسے بندوق کو ہاتھ سے رکھدینے کیلئے کہا اور زخمی کو بھی یقین آگیا۔ کہ وہ اسکی جان لینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ تو اس نے فوراً بندوق پھینکدی اور عبا کا دامن اُٹھاکر اپنے موت کی مسکراہٹ سے اپنے جسم کا مفلوج نچلا حصہ دکھلایا۔

کتاب کا ترجمہ بھی فتح لاریب ایک حصہ اول میں شامل کر لیا ہے۔ آغاز بہار سے لیکر ۲ اپریل تک کے واقعات کا جو دلچسپ خلاصہ کیلن نے متعدد آرٹیکلوں میں شائع کرکے ساتھ ہی ساتھ اکثر تمام غلط فہمیوں اور نادرست روایتوں کی بھی اصلاح کر دی تھی (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جسے ترکیب چھپنے والے گورے نے تقریباً دو حصوں میں کاٹ دیا تھا۔

مسٹر بینٹ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ لڑائی میں کچھ نہ کچھ قتل ضرور ہوتا ہے ہم ... قتل و خونریزی سے کچھ چارہ نہیں فی الواقع جبتک انسانی نیچر موجودہ حالت پر رہیگی۔ اسوقت تک فتح کے نشہ یا دشمن کی پرزور مدافعت کیجانب سے حدِ جنگ کو ملحوظ رکھنا نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ انسان کے خون میں گرمی اور حدت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور انسان قتل و خونریزی پر بالطبع راغب ہوتا ہے۔ مگر یہاں زخمی درویشوں کے قتل کے بارہ میں دشمن کے اعلیٰ درجہ کے جنگی جوش و خروش یا سخت مدافعت کی کوئی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔

ایک ایسی لڑائی میں جس میں انگریزی فوج کا دو فیصدی اور درویشوں کا ساٹھ فیصدی نقصان ہوا ہو۔ انگریزی فوج کو اس قسم کے وحشیانہ جوش کے اظہار کیلئے کوئی وجہ ترشے کی گنجایش نہیں ملسکتی۔ نہایت سخت اور طول طویل خونریز لڑائی کے بعد کسی مہذب سپاہ کا خوفناک دشمنوں کے خون کا پیاسا بنجانا ممکن ہے لیکن یہاں تو حالت ہی مختلف ہے۔ نہ تو سخت لڑائی ہی ہوئی اور نہ انگریزی فوج کا کچھ زیادہ نقصان ہوا۔ اگر کسی شخص کی انگریزی سپاہ کے صرف پانچ سو آدمیوں کے نقصان پر درویشوں کے چھبیس ہزار سپاہیوں اور افسروں کے مقتول و مجروح کرنے سے بھی تسلی نہ ہو تو اسے انسان کی بجائے خونخوار شیر کہنا چاہیے۔ دوئم یہ کہ کیا قاتل سوڈانی تھے؟ اسپر مسٹر موصوف لکھتے ہیں کہ اس بزدلانہ کام کا حصہ صرف کالے سپاہیوں پر بس نہ تھا۔ بلکہ خاص ہمارے انگلستان کے سولجروں نے بھی اس غیر سپاہیانہ کام میں حصہ لیا۔ میں نے ایک ضعیف العمر اور سفید ریش بوڑھے ترک کو دیکھا جو دہنی ٹانگ میں زخم کھا کر چیت پڑا ہوا تھا۔ اسنے غالباً خلیفہ کی بقیہ سپاہ کیساتھ امدرمان کیطرف بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ مگر زخم نے اسے چلنے نہ دیا۔ اس سے آٹھ گز پیچھے اس کا لڑکا جسکی عمر سترہ سال کی ہوگی اسی قسم کے زخم سے زمین پر پڑا تھا۔ باپ بیٹا دونوں نہتے تھے۔ باوجود اسکے ایک ہائلینڈر گورے سپاہی نے اپنی صف سے آگے بڑھکر بیرحمی سے اسکے سینہ میں اپنی سنگین چبھو دی۔ مظلوم درویش نے بیٹے پر رحم کیلئے گڑگڑا کر التجا کی اور دوبارہ ضرب سے بچنے کیلئے جوش دیوانگی میں دونوں ہاتھوں سے سپاہی کا خنجر پکڑ لیا۔ اسطرح اسکے اپنے جسم کے خون سے اسکے دونوں ہاتھ رنگین ہو گئے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ قتل عام سپہ سالار کے حکم سے وقوع میں آیا تھا؟ اگر یہ بات نہ تھی تو کیا افسروں نے اس افسوسناک قتل کے انسداد کے بارہ میں ذرا بھی اشارہ نہیں کیا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے اگر سپہ سالار کے حکم سے اس سفاکی کا ارتکاب کیا گیا تھا تو پھر اسکے روکنے کے متعلق افسروں کی کوشش فضول اور غیر مؤثر ہوتی۔ بخلاف اسکے مجھے یقین ہے کہ افسر زخمیوں کے بےرحمانہ قتل کو دل سے ناپسند کرتے تھے۔ اگر انہیں اپنے منشا کے مطابق کارروائی کرنے کی آزادی ہوتی تو فوراً اس قتل کو روک دیتے۔

مسٹر بینٹ دو انگلش افسروں کی انسانی ہمدردی کی مثال یوں رقمطراز ہیں۔

جنگ روم و یونان

یونان کی خودسری اور دول یورپ کی باہمی نا اتفاقی آخر اپنا رنگ لائے بغیر نہ رہی اور بعد اپریل [illegible] روم اور یونان میں باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ ٹرکی کو قانون بین الاقوام کے رو سے اسیوقت یونان پر حملہ کر دینے کا حق حاصل ہو گیا تھا جبکہ فروری گذشتہ میں یونان کے جہازات مخالفانہ نیت سے کریٹ کی سمندر میں اور اسکی کچھ فوج خود جزیرہ میں داخل ہو گئی تھی لیکن سلطان المعظم نے ایک وقت معین و مناسب

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جن میں بیس عورتوں کے سوا معصوم بچوں کی بھی لاشیں تھیں دو عورتیں اور ایک آدمی دریا کے کنارے کھڑے تھے۔ ایک توپچی انہیں دیکھ کر بولا کہ میں ابھی اس مرد کو ان عورتوں سے جدا کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی یکسم توپ سے ٹاٹا کی آواز آئی۔ دھواں صاف ہونے کے بعد ہم نے دیکھا تو وہ تینوں مرے پڑے تھے۔

وہ عورتیں ایک درویش کی لاش پر رنج و اندوہ کے آنسو بہا رہی تھیں کہ ایک غیر کمیشن یافتہ افسر نے دیدہ و دانستہ ان میں سے ایک عورت کو ریوالور سے ہلاک کر ڈالا۔

ان امور کے تذکرہ کے بعد یہ کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ دریائے نیل کی بائیں طرف بلا ضرورت [illegible] نے پیشقدمی کے وقت فاقہ کش دہقانوں سے بلا قیمت سامان رسد حاصل کیا۔

یہ سنکر غالباً کوئی شخص متحیر ہوگا کہ امدرمان پر قبضہ کرنیکے بعد تمام شب سوڈانی سپاہ آزادی سے شہر میں گشت کرتی رہی رات بھر گولیاں چلنے کی آواز آتی رہی جب کوئی سوڈانی سپاہی رائفل ہاتھ لیکر لوٹنے کے ارادہ سے نکلتا ہے تو اسے کسی کے ننگ و ناموس۔ جان و آبرو کا ذرا بھی پاس نہیں ہوتا۔ تین روز تک مفتوحہ شہر لٹتا رہا شہر میں داخل ہونے والے دیکھتے تھے کہ سپاہیوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں لوٹ کے مال و اسباب سمیٹ لی ہوئی جا رہی تھیں۔ ۲ ستمبر کو مجھے دو یورپین سپاہیوں کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا جو زبردستی سوپچیں کا ایک تھیلا چھینکر ایک طرف جا رہے تھے۔ ایک دیسی ملازم اپنے آقا کے واسطے کچھ قیمتی کپڑوں کے تھان چند مصحف بجواہر اور ایک ہاتھی دانت لایا اسکے آقا نے کہا کہ اگر اسے ہاتھی دانت کی قیمت معلوم ہوتی تو وہ نصف درجن سے کم نہ لاتا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کے بیت المال (خزانہ) میں اسے داخل ہونیکا موقع مل گیا تھا۔ [illegible] کی موجودگی یا اسکے اغماض سے دیسی اور یورپین سپاہیوں نے ایک ایسے شہر کو خوب جی بھر کر لوٹا جسکی حوالگی کو انکے سپہ سالار نے باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا تھا۔ یکدن دھوپ کی گرمی ایسی تیز تھی کہ میں چند لمحوں کیلئے سایہ دار جگہ میں ٹھیرنے پر مجبور ہوا۔ [illegible] بازار ایک مکان میں داخل ہو کر میں نے ایک بوڑھے آدمی سے نصف گھنٹہ کے آرام کیلئے بچھونے کی درخواست کی۔ یہ بستر اور بکرے کی کھال اس گھر کی کل کائنات تھی۔ جسے غارتگر پیچھے چھوڑ گئے تھے۔

اس دوران میں لوٹ کھسوٹ کے علاوہ اور بیہودہ حرکات ظہور میں آئیں۔ ۷ ستمبر کو ایک عرب شیخ میرے خیمہ میں آیا اور شکایت کی کہ

تک خاموش رہنے کی اپنی قدیمی اور نہایت ہی ضروری پالیسی بکار بلند کر دول یورپ کو اُنکی صلاح و مشورہ مجوزہ اصلاحات کا نفاذ رہا جتانے کیلئے خاموشی اختیار رکھی لیکن ساتھ ہی یونان کی اس انتہائی کے جواب میں اپنی طاقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وہی سپاہی میری بیوی کو معہ چھوٹے بچے کے زبردستی اپنے کیمپ میں لیگئے ہیں جو تین میل کے فاصلہ پر لب دریا واقع ہے میرا نوکر اس معاملہ سے آگاہ تھا اس نے عرب کے بیان کی تائید کی اپنے عرب کو کچھ چاول اور بسکٹ دیکر ادھم سے سلاطین پاشا کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ اگر اس سے ہوسکے تو وہ اس کی دادخواہی کرے اور عورت اور اسکا بچہ عرب کو واپس دلائے نیز میرے ملازم نے بتایا کہ گزشتہ شب اسکے ایک دوست کو اس جگہ ایک ترکی سپاہی نے مار ڈالا کہ اس نے روپیوں کی تھیلی دینے سے انکار کیا تھا۔

جہاں تک ایک چشم دید بیان دوسرے بیان کی بالکل تردید کرتا ہے وہاں تو ناظرین مجبور ہیں کہ ان میں سے ایک کو جھوٹا سمجھیں لیکن خیال ہوتا ہے کہ مسٹر بینیٹ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ بالکل جھوٹی اور بے بنیاد داستان لکھتا کہ جس میں اسکی اپنی قوم کے سپاہیوں اور افسروں پر بیرحمی اور سفاکی کا الزام عائد ہوتا تھا۔ ہاں اس کی طرز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی داستان کے بیان کرنے میں مبالغہ اور جوش سے کام لے رہا ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ لڑائی میں حلوا نہیں بٹتا۔ اور علاوہ اسکے ہر سپاہی کا حق ہوتا ہے کہ اگر فریق ثانی کا سپاہی اسپر حملہ کرے تو وہ اسکو مار ڈالے۔ چنانچہ مجروح سپاہی حملہ کرے اور اسکو وہ سزا نہ مار دے لیکن اسکا اعتراض اس بات پر ہے کہ نہ صرف سوڈانی شاگرد پیشہ ہی کو کھلم کھلا بندوقوں اور نیزوں سے مجروح [illegible] اور [illegible] درویشوں کو برملا مار دیا گیا۔ بلکہ خود گورے سپاہی مجروحوں کو قتل کرتے رہے جس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ فوجی افسروں کی مرضی کے سوا ایسا نہیں ہوسکتا۔ اتنی بات تو کپتان لیڈیس نے بھی مانی ہے کہ میدان جنگ کے مجروحوں کو مار دینے کے سوا چارہ نہ تھا پھر اُسنے جنرل کچنر کی تائید کیسے کی۔

مسٹر بینیٹ کی یہ رائے نہایت معقول ہے کہ جب مفتوح درویشوں کو یقین تھا کہ وہ بہرنوع دشمن کے ہاتھ پڑ کر قتل کئے جائیں گے مارے جائیںگے تو ایسی حالت میں اگر کسیانے ہوکر انہوں نے مرنے سے پہلے اپنے خیال کے مطابق ایک آدھ کافر کو مار کر مرنے .... کا ارادہ ٹھان لیا تو بالکل قدرتی بات تھی البتہ اگر انہیں یقین ہوتا کہ دشمن کی قید میں پہنچ کر وہ مارے نہیں جائینگے۔ تو انکے مجروح گولیاں چلاتے۔ اسنے یہ بھی لکھا ہے کہ فاتح فوج کے کسیانے ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی کیونکہ انہیں سے فیصدی دو سے زیادہ جان کا نقصان نہیں ہوا تھا بلکہ مفتوح کے ساٹھ فیصدی نقصان جان۔

....

... دیئے عند منافاتح فوج کو حبشی سوڈانیوں سے ضرور زیادہ شائستگی رحمدلی اور انسانیت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ مسٹر [illegible] کرنٹ اسواھی کی تاویل صحیح کرتا ہے جس شخص نے [illegible] (مسٹر بینیٹ) کا آرٹیکل پڑھا ہے واضح ہوتا ہے کہ [illegible] ایک حبشی [illegible] ان معاملات کی نسبت پیدا کی جو جنگ کے بعد پیش آئے [illegible] کی [illegible] وہ اس کی

سے ثابت کردیا ہے کہ ان سلطنتوں کی اغراض اسبارہ ایک دوسرے سے ایسی متضاد اور متغائر ہو گئی ہیں کہ وہ کوئی کام باہمی ملی اور متفق الرائے ہو کر نہیں کرسکتیں اسلئے کامل یقین سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس مہم دول عظام میں جو بظاہر سب بلکہ یونان کو بچانے اسپر آمادہ اٹھی رہی تھیں جیسا ایک ضرور دوسرے یونان کی پشت ٹھونکتی رہی ہیں اسوقت ایک ایسی سلطنت کا نام انگلستان بتایا جاتا ہے اور دوسری سلطنتوں کے افعال بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہیں تاہم دول یورپ کی ایمانداری اور وقتی پر کلیتہ اعتبار کرلینا سخت غلطی ہے اس میں کوئی کلام نہیں کہ جو حقیقی اور دائمی تعلق بالفعل ترکی میں ثابت ہوا اور جہاں انسانی عقل قیاس سکتی ہو یا انسانی فطرت پر اعتبار ہو سکتا ہو۔ یہ سلطنت ایسی ہے سلطنت عثمانیہ کی جو پہلا انہیں کی خیر خواہ ہے تو پھر کیسا کی جن اسبابات کا سخت افسوس ہے کہ کل مسلمانوں کو ہونا چاہیئے کہ یونانی مفسدین کی شورہ پشتی اور کریٹ میں مسلمانوں کے گلا کاٹنا سرگشت دونوں نے سلطان المعظم کو آخر اپنی پالیسی تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا اور جب انکو یقین ہو گیا کہ زیادہ دیر تک خاموش رہنا ممالک صوبجات ممالک محروسہ میں بھی جہاں یونانی رعایا کی آبادی کچھ کم نہیں ہے شورش برپا کردینے کا موجب ہوگا۔ اور یونانی حملہ آوروں کی گوشمالی نہ کرنے سے سخت خطرات پیدا ہونیکا قوی احتمال ہے تو حضرت امیر المومنین نے افواج قاہرہ کو ترکی جوابی حملہ کا حکم دیا میدان جنگ سے جو خبریں اس ہفتہ موصول ہوئی ہیں تاروں کے کالم میں درج ہیں میدان جنگ سے صحیح خبروں کا پہنچنا مشکل ہے اگر ہر ایک فریق اپنے حق میں مفید خبر مشتہر کرتا ہے لیکن اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ترکی افواج بہت جلد یونان کی فوج کا جو اسوقت سب کی سب سرحد پر جمع ہے قلع قمع کرکے صوبہ تھسلی پر قابض ہو جائیگی اور اسپر قبضہ ہوتے ہی ظن غالب ہے کہ اول تو خود یونان یورپ سے صلح کرادینے کا ملتجی ہوگا ورنہ یورپ کی کوئی نہ کوئی سلطنت ضرور بیچ بچاؤ کرکے ترکوں کو خاص ایتھنز تک پیشقدمی کرنے سے روکدیگی۔ یورپ کیطرف سے ایسا ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے سنہ ۱۸۷۶ء میں سرویا نے جب بغاوت کرکے ترکی علاقہ پر حملہ کیا تھا اور ترکی افواج نے بہت جلد اسکو ہزیمت پر ہزیمت دیکر اسکے دار الخلافہ بلگریڈ پر پیشقدمی شروع کردی تھی تو جھٹ روس نے بیچ میں کود کر عارضی صلح کرادی تھی ہاں اسوقت اتنا فرق ضرور ہے کہ یورپ کی بعض دول عظام ایک دوسرے کیساتھ جنگ کے منہ پر [illegible] ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ اس جھگڑے کی آڑ میں آپس میں گتھ جانے کیلئے کوئی بہانہ ڈھونڈھ رہے ہیں۔ اکثر لوگ تعجب سے نظر ڈالتے ہیں کہ ترکی کی سرحد پر کوئی لاکھ فوج جمع ہے اور یونان کی کل فوجی طاقت صرف پچاس ساٹھ ہزار ہے۔ [illegible] ترکی فوج کل یونانی لشکر کا کام تمام نہیں کرسکی اسکا اصل جواب یہ ہے کہ یونانی فوج مضبوط پہاڑی مقامات میں قابض ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایسے مضبوط مقامات سے حملہ آور فوج اسکی تعداد خواہ کسقدر زیادہ ہو گھنٹوں یا دنوں میں بچاؤ کرنیوالی فوج کو نہیں نکال سکتی۔ اسکے واسطے کچھ مہلت درکار ہوتی ہے [illegible] انشاء اللہ [illegible] سرحدی مقامات کے فتح کرنے اور یونانی فوج کا ستیاناس کرنے میں ابھی اور پانچ سات روز صرف کرنے پڑینگے۔ اسکے بعد [illegible] جنوبی کونہ تک کل علاقہ صاف اور یونان ترکی حملہ کے سیلاب کو روکنے سے بالکل عاجز [illegible] ہوگا۔ ناظرین [illegible] خبریں اس مضمون کی بھی پائینگے کہ یونانی بیڑے نے [illegible] ترکی بندرگاہوں کو برباد کر رہے ہیں۔ ان خبروں کے غلط ہونے کی وجہ بابت ان خبروں کیساتھ ہی تاروں کے کالم میں لکھا

درج کردی گئی ہیں۔ آجکی تاروں میں رائیٹر ایجنسی نے ایک اور شگوفہ چھوڑا ہی کہ ترکی بیڑہ جہازات جو ۲۰ مارچ کو قسطنطنیہ سے روانہ
ہوا تھا ابھی تک ڈارڈنیلز میں پڑا ہوا ہی اور اسکے کپتانوں نے رپورٹ کی ہی کہ ہمارے جہازات سمندر میں جانیکے قابل
نہیں لیکن ناظرین اسلامی خبروں میں پڑھ لینگے کہ عرصہ ہوا بیڑہ مذکور کا نصف حصہ سالونیکا اور دوسرا سمرنا میں پہنچ چکا ہی اور
خبروں میں ترکی آہن پوش جہازات جو کچھ کرتب سمندروں میں کر رہے ہیں اسکی کیفیت درج کر دی گئی ہی۔ اگر ترکی جہاز سمندر
میں جانے کو قابل نہیں تو وہ کسی نیتے ہوئے کریٹ میں کس طرح پہنچ گئے اور کیونکر وہاں یونانی جہازوں کو گرفتار اور کریٹی
باغیوں پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ علاوہ ان رپورٹوں کے جنگی خبر بیورو بتاتا ہے آہن پوش حمیدیہ کے کپتان نے باب عالی پر
رپورٹ کی ہی کہ میرا جہاز جنگی جہازوں کی اوسط رفتار سے نصف میل تیز چلتا ہی یہ اسی جہاز کی کیفیت ہے جو سنہ ۱۸۸۵ء میں
تیار ہونے کے بعد اب پہلی مرتبہ سمندر کو گیا ہی تو جو جہاز قبل ازیں سمندر میں سینکڑوں مرتبہ گشت کر چکے ہیں انکی نسبت
یہ اعتراض جس قدر بے بنیاد ہوسکتا ہی اسکی تشریح کی ضرورت نہیں۔

آج ہی کی تاروں میں ناظرین شیر بیشہ غازی عثمان پاشا کے سپہ سالار مقرر ہونے کی خبر دیکھینگے۔ اس تار کا یہ مطلب
نہیں کہ مارشل ادہم پاشا اس منصب جلیلہ کے قابل نہیں پائے گئے یا یونان کی طاقت ایسی زبردست ہے کہ اسکے زیر کرنے کیلئے
غازی عثمان پاشا جیسے کمانڈر کی ضرورت پائی گئی ہی۔ غازی عثمان پاشا کا نام ہی دشمنوں کا دل دہلانے کیلئے کافی ہی
اب ان کی ذات خاص موجودگی کا جو اثر پڑیگا وہ محتاج بیان نہیں لیکن جہانتک قیاس ہوسکتا ہی اس نامور ہیرو کی
تقرری ان وجوہات سے نہیں ہوئی۔ بلکہ غالباً اسلئے کہ سرحد یونان پر اسوقت تقریباً کئی لاکھ فوج جمع ہو چکی یا ہوجانیوالی
ہے اور اس قدر جرار فوج کی اعلیٰ کمان جو ہماری ہندوستان کی تمام فوج سے تعداد میں زیادہ ہو صرف ایک مارشل پر چھوڑ
دینی کبھی مناسب نہیں۔ اسکے واسطے نہایت تجربہ کار معتبر اور بلند مرتبہ افسر چاہئے جو عثمان پاشا سے بڑھکر اور کون ہوسکتا
تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا یہ جنگ صرف ترکی اور یونان تک ہی محدود رہتا ہی یا کہ اس عالمگیر جنگ کا جس کا کل دنیا کو انتظار ہے
پیش خیمہ ثابت ہوتا ہی۔ اسکے متعلق پیش از وقت کوئی رائے زنی کرنے کی نسبت واقعات کا منتظر رہنا انسب معلوم ہوتا ہی
اور بصورت موجودہ اس امر کی کوئی پختہ رائے قائم کرسکنا بھی قریباً محال ہی (از وکیل ۲۰ اپریل ۱۸۹۷ء)

مصر میں سلطان اعظم کی مالی امداد کے لئے بڑے جوش کے ساتھ چندہ جمع ہو رہا ہی بقول مصر
جامع العلوم ایک سیاح کے بروئے اپنا ہی پیٹ پالنے والے مسلمان ہیں کہ کروٹ تک نہیں لیتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ بالکل نادار ہیں
لیکن جب کبھی روپیہ صرف کرکے دنیا کے کمانے کی امید ہوتی ہے۔ تو پھر انہی مفلسوں کے پاس کہاں سے دولت اُبل پڑتی ہی
کوئی نہیں عیاشی کا نیا طریقہ بتا دے تو بیوی کا پاجامہ بھی بیچ ڈالیں لیکن اب دین کی خیر پر تکیہ رکھا ہوگا تو ان کی جوتی سے
اس غفلت کے جرم میں دنیاوی نتیجہ تو کچھ عرصہ بعد انکو خود ہی معلوم ہو جائیگا لیکن عاقبت کی بات معلوم کرنا بھی کوئی دشوار بات
نہیں ہی خیر ہی آخر مصری بھی تو مسلمان ہی ہیں یا کوئی فرشتہ ہیں؟ اسکندریہ کے ایک کانڈرے اپنی کل نقدی و اسباب بطور چندہ

مسلمانوں کو چاہیئے کہ اگر انمیں کچھ جوش اخوت ہی اور وہ حصول ثواب کے طالب ہیں تو قربانی کی سب کھالیں اس کام خیر میں دیدیں جو صاحب اس کار خیر میں شریک ہونا چاہتی ہیں وہ قربانی کی کھالیں ہماری دفتر میں بھیجدیں انکو باضابطہ رسید دفتر ہذا سے دیجائیگی اور مجموعی رقم رسید باضابطہ ترکش قونصل جنرل متعینہ بمبئی سے منگوا کر شایع کیجائیگی۔ جو صاحب کھالیں دفتر ہذا میں ارسال فرمائینگے انکی تحریر پر بعد وضع حق الخدمت بھی دیا جائیگا۔ بیرونجات میں جو صاحب اس نیک کام میں حصہ لینا چاہیں وہ کھالوں کو فروخت کرکے نقد روپیہ دفتر ہذا میں بھیجدیں۔ بارسوخ اصحاب بالخصوص خریداران اخبار وکیل کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کی کھالیں جمع کرنے سے اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

ہمنے تجویز کی ہی کہ اب کے عید الاضحٰی کی نماز کے موقعہ پر امرتسر کی عیدگاہ میں مسلمانان مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کے امدادی چندہ کیلئے صندوق رکھا جائے۔ امید ہی کہ اور شہروں کے مسلمان بھی اسکی تقلید کر کے سعادت دارین حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔

ہمعصر چودھویں صدی لکھتا ہے کہ بمبئی کے ہندوؤں نے زیادہ دلچسپی سے اسبات کا مشورہ ہو رہا ہے کہ اعلیٰحضرت سلطان المعظم کو حال کی فتح کی مبارکباد کا تار انجمن اشاعت کی ہندو پارٹی کیطرف سے وزیر جلیل خلافت پناہ کے نام روانہ کیا جائے۔ اور ہمعصر جامع العلوم مراداباد جسکے ایڈیٹر ماسٹر انبا پرشاد صاحب ہیں بہت زور سے ترکوں کے امدادی چندہ کی تحریک کر رہا ہے اور نہایت پرجوش الفاظ میں مسلمانوں کو غیرت و حمیت دلا رہا ہے۔ مگر افسوس! مسلمان نام کو مسلمان ہیں کہ چندہ دینا اور مبارکباد کے تار بھیجنا تو درکنار خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا مانگتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ البتہ سندھ اور برار سے بعض تحریریں دعا اس ہفتہ ہمارے دفتر میں پہنچی ہیں اور جس دلی جوش اور خلوص صداقت سے اعلیٰحضرت سلطان المعظم کیلئے وہاں دعائیں مانگی جاتی ہیں اس سے پایا جاتا ہی کہ وہاں کے مسلمانوں کے دلوں میں ابھی بہت کچھ نور ایمان باقی ہی۔ ایک منظوم دعا جو سندھ سے موصول ہوئی ہے اسکے چند اشعار ہم ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور استقامت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

مومنو تم اب بدرگاہ خدا	ہاتھ اٹھا کر سب دل سے کرو دعا	ساتھ میرے تم بھی اے شائق	میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو
اپنے دل کو جانب حق کر رجوع	التجا کیجیے خدا سے با خشوع	یا الٰہی یا اله العالمین	مہر ختم انبیا شہ مرسلین
کرو سلطان عالیشان کی	حضرت سلطان بن سلطان کی	یعنی سلطان الزمان عبد الحمید	ابن شاہ نامور عبد المجید
جو کہ ہے خادم ترے دربار کا	اور ہے خادم حرمین الشریفین	اسکا ہو حامی و ناصر خدا	واسطے شافع امم صلی علیٰ
واسطے صدیق و صادق ابوبکر	روم کے سلطان کو دے فتح و ظفر	واسطے عادل عمر کے یا اله	کر شکست اسکے دشمن تباہ
واسطے عثمان بن عفان کے	شادماں خاقان بن خاقان ہے	واسطے حیدر امام المتقین	با ظفر ہووے امیر المومنین
آمین	واسطے خاتون جنت فاطمہ	سلطنت ترکی ہو دائم قائمہ	اور وکیل ہو رہا ضعفی سلامہ

جنگ روم و یونان کا پہلا عشرہ

مشہور مثل ہے کہ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے یہی نوبت یونانیوں پر گذری ہے۔ یورپ کے ہمدرد بیچاروں کی تو سانس نہیں گویا آنکھیں جاتی رہیں۔ اور یورپین پریس کی راستبازی کا نتیجہ تھا کہ دنیا پر ظاہر کر دیا تھا کہ ترک بھوک کے [illegible] ہیں سپاہیوں کو تنخواہ نہیں ملتی۔ جو دیا وہ بالکل نہیں۔ توپیں زنگ آلودہ ہیں۔ بس ایک حملہ ہوا نہیں۔ اور یونانی ترکوں کو معہ قسطنطنیہ سے نکال باہر کردینگے لیکن ع اب بھی اس آنکھیں تھوڑی سی شرم باقی ہے۔ اب وہی متعصب یورپین پریس کان دبا کر مجبوراً اخلاقی طور پر اپنے جھوٹ اور دھوکا دہی کا اقرار کر رہی ہیں۔ یونانیوں کی جو تہذیب شائستگی بھری صفات [illegible] کے متعلق ظاہر ہوئی ہیں۔ انکی نسبت سب سے پہلے ہم ایک انگریز نامہ نگار قاہرہ کی چٹھی سے چند فقرے یہاں اخذ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ یہاں یونانیوں میں انتہا درجہ کا جوش ہے۔ دھڑا دھڑ چندہ جمع ہو رہا ہے۔ میدان جنگ سے یونانیوں کی طرف جو تار آتا ہے سراسر جھوٹ سے لبریز ہوا اور یونانیوں کا اس پر ایمان ہوتا ہے۔ یورپین پریس میں ان خبروں کی تردید ہوتی ہے اور جو اصلی حقیقت معاملہ کی یورپین پریس میں ظاہر کرتا ہے اسپر یونانی لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ اور اپنی قوم کی طرف سے جو جھوٹی اور اکثر غلط خبروں پر کامل اعتبار رکھتے ہیں۔ دار السلطنت ایتھنز سے جو خبر آتی ہے اور جنپر یہاں کے یونانی خوب [illegible] صرف کرتے ہیں وہ بے شرمی اور بیحیائی کے درجہ جھوٹ ہوتے ہیں۔" ان خبروں کا نتیجہ یہ تھا کہ جس شخص کو اصل معاملہ معلوم ہو وہ ان سے بجز ہنسنے اور کچھ یقین نہیں کرسکتا کہ [illegible] فتح ہوگیا یونانی جینا کے دروازہ پر پہنچ گئے اور [illegible] ترک جینا سے کہ [illegible] جسقدر علاقہ ہے سب یونانیوں کے باپ دادا کی ملک بنگیا ہو تھا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پروسیا کو یونانی جہازوں کے ہاتھوں نہایت خفیف سا نقصان پہنچا تھا کہ ترکی توپوں نے تمام یونانی بیڑہ کا منہ پھیر دیا اور ترک دی آرٹا کا ترکوں کے قبضہ میں آنا بالکل معمولی بات ہوگئی۔ کرنل منوس کے ماتحت مقام [illegible] پر یونانیوں کو ترکوں نے خوب ہی بھگا کر مارا۔ یہ مقام جینا اور آرٹا کے عین وسط میں ہے۔ اب ہم یہاں (قاہرہ میں) آخری جنگ کی خبر لینے منتظر ہیں جسکا مطلب یہ ہوگا کہ فرسالہ پر یا اسکے جوار میں فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ ترکوں نے وولو پر قبضہ کرلیا۔ آرٹا فتح ہوگیا۔ اب صرف ترکی فوج ایتھنز پر حملہ آور ہے۔

اسکے بعد یہی نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں ایک اخبار فرنسیسی زبان میں شائع ہوتا ہے جس کے معاون اور سرپرست یونانی ہیں۔ اسمیں ایک بیرسٹر صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ "ترکوں کو سرحد یونان اور [illegible] روکنا اور وہاں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا سراسر غلطی تھی۔ اصلی مقام جہاں انکو روک کر یونانی ان پر شکست [illegible] تھا" لیکن اب اسکے بعد سنئے کہ "مناسب مقام ترکوں کے روکنے اور انسے جنگ کرنیکا ایتھنز تھا۔ اور اسکا کچھ مضائقہ نہیں کہ ترک باقی تمام ملک یونان پر قبضہ کرلیتے۔ بہرحال یونانیوں کو پایہ تخت پر تمام جمعیت فراہم کرکے انسے لڑنا مناسب تھا۔" آخر میں نامہ نگار مذکور [illegible] انگلش والنٹیئر جو یونانی سپاہ کی [illegible] شامت کی [illegible] پر چلی گئی یہاں [illegible] سے انکی

مٹھ بھیڑ ہوگئی۔ البانوی افسر نے اپنے جوانوں کو مخاطب کرکے کہا۔ ان لوگوں کیلئے کارتوس خراب کرو صرف تلوار انکی خبر لو چنانچہ
البانویوں نے ۲۷ یونانی معہ اٹالین والنٹیروں کے کاٹ کر رکھ دیئے۔ اور بمشکل ۳ سو جان بچا کر بھاگ سکے!

یہ ذکر بھی کردینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ شاہ یونان سے حال ہی میں ایک فرانسیسی اخبار کے نامہ نگار نے ملاقات کی۔ شہنشاہ نے
بہت کچھ کسیانا ہوکر سوالوں کے جواب دیئے ہیں اور اپنی فوج کی نامردی پر بہت واویلا کی ہے۔ مگر ایک بات خاص طور پر یہ
بیان کی ہے کہ جو کچھ بعض یورپین سلطنتوں نے میرے ساتھ کیا اسکی قلعی کھولنے کا ابھی موقع نہیں ہے۔ اور جب وقت ہوگا ظاہر ہونگے
تمام دنیا کو وہ چالبازیاں اور فریب معلوم ہوجائینگے جنکا میں شکار بنا ہوں!

غرض سرحد پر ترکی فوجیں جمع تھیں اور یونانی بزدلانہ حملوں سے انکو تنگ کر رہے تھے۔ مگر ترکوں کا تحمل تھا کہ سوائے اپنے
بچاؤ کے انہوں نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا۔ صرف یہ ملحوظ تھا کہ قسطنطنیہ سے لڑائی کا حکم ابھی تک موصول نہ ہوا تھا۔ ادھر پاشا موصوف
باب عالی کو اطلاع دیتے تھے کہ سپاہ کا روکنا دن بدن مشکل ہوتا جاتا ہے۔ مگر حضرت سلطان المعظم اپنی حسب عادت تحمل اور بردباری کو
حتی الامکان ہاتھ سے نہ دینا چاہتے تھے۔ آخرکار ۱۷ اپریل کی شام کو سفیر متعینہ ایتھنز نے وزارت صیغہ خارجیہ یونان کو ذیل کا نوٹ پیش کیا
یونان کی زیادتی اور چھیڑ کے باعث دونوں سلطنتوں میں سفارتی تعلقات قطع ہوگئے ہیں۔ یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ و دیگر
قونصلوں کو سلطنت عثمانی سے چلے جانے کا حکم ملا ہے۔ اور اسیطرح ترکی سفیر متعینہ یونان کو قسطنطنیہ واپس آنیکا حکم موصول ہوا ہے۔
اس اعلان کے بعد تمام رعایا یونانی کو لازم ہے کہ ۱۵ دن کے اندر ترکی عملداری سے چلی جائے اور عثمانی رعایا کو بھی جو سرزمین یونان میں
سکونت پذیر ہے حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی پندرہ دن کے اندر عملداری مذکور چھوڑ دے۔

۱۸ اپریل کو سفیران عثمانی کو جو یورپ کی اور سلطنتوں کے دربار میں متعین تھے ایک گشتی مراسلہ بھیجا گیا جسمیں مفصل کیفیت واقعات
تازہ کی مندرج تھی۔ اور یونانیوں نے جو کرانیا پر یورش کی تھی اسکا ذکر تھا اور اس امر کا اعلان تھا کہ یونانی باقاعدہ سپاہ ان حملہ آوروں
کے ساتھ شریک تھی۔

اس گشتی مراسلے میں اس امید کا اظہار کیا گیا تھا کہ دول عظام سے یورپ اپنے انصاف کو مدنظر رکھکر اس بارہ میں متفق ہونگی کہ
جنگ کی تمام ذمہ داری یونان کے سر ہے۔ اور آخر میں یہ درج تھا کہ ترکی کو فتح کی مطلق خواہش نہیں۔ بلکہ ایک تازہ ثبوت اسکی
امن پسندی کا یہ ہے کہ وہ اپنی فوجیں سرحد سے ہٹانے پر رضامند تھی۔ اگر یونان اپنی فوجیں سرحد اور کریٹ سے بلا لے۔

۱۸ اپریل کو سرحد پر جو حالت تھی وہ اس شام کی ایک تار سے واضح ہوجاتی ہے جو درہ ملونا کے دامن میں واقع
ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار نے بھیجا تھا۔ اور جو حسب ذیل ہے میں ابھی کارپاستہ سے آیا ہوں جہاں تمام دن کشت و خون ہوتا رہا
صبح کو میں یہاں سے چلا تھا اور تین گھنٹہ سفر کرکے کارپاستہ پہنچا۔ گولہ باری جاری تھی۔ اور میں حمدی پاشا کے خیمے کے پاس اچھی طرح دیکھ
سکتا تھا۔ پاشا موصوف تنہا فوج کے کمانڈر ہیں۔ خود چونکہ وہ پہاڑیوں پر جو ہزار فٹ کی اونچی ہیں سرحد کی بالکل ہیں جنگ کے درمیان
[illegible] انہوں کی حیثیت سے یونان کی باقاعدہ فوج شامل ہے [illegible] سرحد [illegible] آئی۔ اور وادی کو [illegible]

بڑھتی چلی گئی - مگر آج علی الصباح سہ ترکی بٹالین نے انکی خوب خبر لی اور انکو سرحد پار بھگا دیا - مگر یونانی ادھر سے نکلکر ایک پہاڑ پر
پھر جم گئے - اور دس بجے پھر لڑائی شروع ہوئی - حملہ آوروں میں ایک معقول تعداد سسلی کے والینٹروں کی بھی ہے - دو گھنٹہ بعد یونانیوں
نے ترکوں پر حملہ کیا - مگر ترک سپاہی نہایت متحمل رہے اور برقرار بلاکسی قسم کے اظہار جوش کے اپنی جگہ جمے کھڑے رہے - اور صرف اپنا بچاؤ
کرتے رہے - اور اسطرح انکا کثیر نقصان ہوا - میرے سامنے تھوڑی ہی دیر میں ۲ زخمی افسر اور ۵ افسروں کی لاشیں فوج سے باہر
نکالی گئیں - ابتک مفصل تعداد مقتولوں کی معلوم نہیں کیونکہ ہسپتال میں صرف زخمی لائے جاتے ہیں - ساڑھے چار سو تک پہنچ گئے ہیں زیادہ نہیں
ہوا - راستہ میں اور بھی زخمی ملے جو ہسپتال میں لائے جا رہے تھے - میں ابھی کنارہ ہی میں تھا کہ حمدی پاشا کے پاس ادہم پاشا کا ایک
تار پہنچا - بدیں مضمون کہ جنگ کا اعلان ہو گیا ہے اور کل صبح حملہ کیا جائیگا - اس خبر پر ترکوں کا جوش قابل دید تھا - اور جنگ کے
تک ہائے کے نعروں سے تمام پہاڑ گونج رہے تھے -

ریوٹر کا خاص نامہ نگار اپنے ایک تار میں جو اسنے اسی دن سہ پہر کو درہ ملونا کے دامن سے روانہ کیا تھا - ۱۸ تاریخ کی جنگ
کی کیفیت اسطرح بیان کرتا ہے - اسوقت درہ ملونا پر قبضہ کرنے کیلئے میدان کارزار گرم ہے - اور سخت کشت و خون ہو رہا ہے - ترک نہایت
استقلال سے قدم بڑھا رہے ہیں - اب تمام لب کوہ پر یونانیوں کے پاس صرف دو مورچے رہ گئے ہیں - ساڑھے دس بجے ادہم پاشا نے ریزرو بلا
اور انکو درہ کے دہن میں ٹکڑیاں لگا دی گئیں - دو مرتبہ توپخانہ لانے کیواسطے ترکوں نے کوشش کی مگر زمین کی ناموافقت کی بنا
دو ہی ٹکڑیاں البانیا اور سالونیکا کی جنہیں اسوقت لڑ رہی ہیں - ترک نہایت برقراری طبیعت اور قایم المزاجی سے لڑ رہے ہیں
ان میں بیہودہ جوش یا غضب کا بالکل نشان تک نہیں ازسرتا پا متانت ٹپک رہی ہے - اور قدم قدم پر بے نظیر شجاعت اور مردانگی
ظاہر ہو رہی ہے - ۲ گھنٹے گذرے ہیں اور لڑائی برابر جاری ہے - ترکی توپخانہ سے اعلیٰ درجہ کی مشاقی اور تجربہ کاری ظاہر ہو رہی ہے
ترکی توپوں سے تین میل اور ۲ گز پر نشانہ بیٹھنا تعجب ناک ہے - نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں ترکوں کے قابل لوگوں نے یونانیوں کے
پیر اکھاڑ دیئے - ۳ گھنٹے ہوتے ہیں کہ میدان کارزار گرم ہے - شام سر پر آ گئی - اور ابھی تک کشت و خون جاری ہے - ترکوں کا
نقصان بہت ہی خفیف ہے - ۳۰ جوان مرے ہیں اور کوئی ۵۰ زخمی ہوئے ہیں حالانکہ غنیم کیطرف صرف ایک ہی پہاڑی پر ۱۰۰
لاشیں پڑی گئی ہیں - ہسپتال کا انتظام قابل تعریف ہے - ترکی سپاہی کہتے ہیں کہ یونانی شراب پیئے ہوئے ہیں - تھوڑی تھوڑی دیر
بعد انکو شراب پلائی جاتی ہے جو یہاں سے صاف نظر آ رہا ہے - فریقین جان ہار کر کوشش کر رہے ہیں کہ سب سے بہتری کیواسطے عمدہ جگہ مل جائے -

یہی نامہ نگار ۹ بجے رات کو لکھتا ہے - ۸ بجے ترک کلی طور پر تمام درہ پر متصرف ہو گئے - ادھر ادھر کی پہاڑیاں بھی انہوں نے تسخیر
کر لی ہیں - جنگ میں جو بہادری اور استقلال ترکوں نے دکھلایا ہے اسکی تعریف کا حق نہیں ادا ہو سکتا - میں ترکوں کی مستقل مزاجی
اور شجاعت کا اثر اور دیکھکر حیرت سے تصویر بنا ہوا تھا - لڑائی کے عین زور شور کے موقعہ پر بھی انکا استقلال اور متانت اور نیز دلاوری قابل
تعریف تھی - بطور مثال کے میں اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتا ہوں - ۴ ترک سپاہی حملہ آوری کا کوچ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے
اور اپنی فوج سے جدا ہو گئے تھے - سامنے سے یونانی گولوں اور گولیوں کا مینہ برس رہا تھا - اولوں کیطرح گولے پڑ رہے تھے مگر آگے بڑھتے گئے

اور فوج سے علیحدہ ہو جانیکے یہ نہایت خود اختیاری اور استقلال سے آگے بڑھ گئے۔ ایک گولی لگی اور گرا۔

دوسرا اور تیسرے کے بھی گولی لگی اور گر گئے مگر چوتھا اسیطرح اپنی طبیعت پر قابو کئے ہوئے اور استقلال سے اپنی جان کی ذرہ بھر بھی پرواہ کئے بغیر آگے ہی بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ یونانی پسپا ہوگئے۔ ایک نامہ نگار کمانڈر انچیف کی نسبت لکھتا ہے۔ لڑائی جسوقت عین زور شور پر تھی منظر نہایت دلچسپ و قابل دید تھا۔ ادہم پاشا معہ اپنے شاندار اسٹاف کے نہایت نمایاں اور خوبصورت مجمع نظر آرہا تھا۔ اردلی رپورٹیں لاتے اور احکام لیجاتے نظر ہوتے تھے۔ اور گاڑیاں زخمیوں سے بھری نہایت سرعت سے لیجائی جاتی تھیں۔ سپاہیوں کے ہیبتناک چہرے بارود سے سیاہ ہو رہے تھے اور اکثروں کے خون سے رنگے ہوئے تھے۔ ادہم پاشا نہایت متانت اور استقلال سے اپنی دوربین کے ذریعہ لڑائی کے ہر ایک پہلو پر اور ہر طرف برابر نظر دوڑا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سی رپورٹیں میدان جنگ میں مختلف افسروں کے پاس سے موصول ہوتی تھیں۔ کاغذ کے چھوٹے چھوٹے پرچوں پر تھیں یہ خونوں کی چھینٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ افسر اور سپاہی یکساں بارود اور گرد میں لپٹے ہوئے ہیں۔ دو دن اور دو راتیں گذری ہیں کہ انکو سونا نصیب نہیں ہوا اور نہ کھانا۔ فرد پاشا جو توپخانہ کا کمانڈر ہے نہایت بارعب شاندار افسر ہے۔ توپوں کا کام انتظام اور درستی یابت ایسے ہیں اسقدر قابل تعریف ہو سکتا ہے۔ پہر کی دوپہر تک ترک تمام درہ پر مسلط تھے۔ اور یونانی ہٹتے گئے۔ اسکا نتیجہ تھا کہ ہوتے ہوتے تمام چوٹیاں ترکوں کے حوالہ کرگئے۔ ترکوں نے جو مورچے لئے ہیں ان میں استقلال کا اظہار کیا جو بے نظیر ہوا ہے۔ اور پانچ مرتبہ ایک پہاڑ پر ہوئے چھاپے مارے۔ اور آخر کار فتح کرکے چھوڑا۔

رپورٹر کا نامہ نگار ایسکے بعد لکھتا ہے صرف ایک یونانی بٹالین جو عقب میں تھی ایک چھوٹی سی پہاڑی پر باقی ہے جسپر حملہ کرنے کی اب ترک تیاری کر رہے ہیں اور تین بیٹریاں پہاڑی توپوں کے مقابل میں ایک ٹیلی پر لیجا رہے ہیں۔ تمام سپاہی نہایت خوش و خرم ہیں اور کھیل رہے ہیں۔ بچوں کیطرح ہنستے اور گاتے توپیں چڑہاتے لئے جا رہے ہیں۔ ایک اور بیٹری پہاڑ پر بیٹھی ہوئی یونانیوں پر نیچے میدان میں گولہ باری کر رہی ہے جس سے بکثرت یونانی مر رہے ہیں۔ میں اپنی آنکھوں سے گو انکو یونانی بٹالین میں گر گر کے تڑپتے دیکھتا ہوں جو ایک دوسرے کے پیچھے تڑپتے جا رہے ہیں۔ آج ترکی لائن میں ترکی لائن میں گیا۔ پہلے حسین پاشا آفندی پر جو بیٹے۔ تمام ترکی فوج میں ہر دلعزیز افسر ہیں پہلے ہی سے ان سے ملا تھا اور ابھی جنگ نہیں چھڑی تھی۔ ایک بٹالین کی کمان انکے پاس تھی۔ اور مجھسے نہایت درجہ کی خوش خلقی اور مروت سے پیش آئے تھے۔ اب پوچھنے لگے کہ اسوقت کالج ہوکر لڑائی میں مصروف ہوں۔ نہ کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے۔ شام کو دو بٹالین انکے زیر کمان یونانیوں کے مورچوں پر حملہ کی تیاری کر رہی تھیں کہ انہوں نے سپاہیوں کو مخاطب کرکے چند الفاظ کہے اور آخر میں بولے بس اب جنگو خدا تعالیٰ سے حمیت ہو وہ حملہ کرنیکو تیار ہو جائیں۔ اتنا ہی کہنا کافی ہوگیا اس فقرہ نے جادو کا کام کیا۔ سپاہی نعرہ لگاتے ہوئے مورچہ پر جا پڑے۔ بلکہ چھ سو ایسے بھی جو بارود گولی لا نہیں سکتے تھے مصروف تھے اسوقت نکل کر چھپے ہوئے چھپاک۔ پیش پیش ہو کر انکے ساتھ شامل ہوگئے۔ چنانچہ اسطرح ان جوانوں نے نیچے جاکر سنگینوں کی نوک پر مورچہ فتح کرلیا۔

وہاں سے تھوڑے فاصلہ پر ایک مورچہ تھا اور یونانی نہایت دلیری سے تمام دن اسکو غنیم کی دستبرد سے بچاتے رہے۔ مگر دو گھنٹہ تک

مفت ضائع ہو گیا کیونکہ ترکی سپاہی جو دو دو کر کے حملہ پر جا رہے تھے اپنے آپ کو فوجی قاعدے کے مطابق بچائے جاتے تھے برخلاف اسکے یونانی جو پرا باندھے ہوئے سامنے کھڑے تھے ترکوں کے توپخانہ کی زد سے بالکل نہ بچ سکے اور ترکوں کی ایک گولی بھی ضائع نہ گئی۔ ترکی افسر کی اس ہوشیاری اور یونانیوں کی حماقت کا یہ نتیجہ ہوا کہ انکی صفیں بالکل ٹوٹ گئیں اور اُن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور بہت سراسیمگی اور بدحواسی میں اُنہیں میدان جنگ سے بھاگنا پڑا اور ترکوں نے بڑی پھرتی اور سرعت سے یکے بعد دیگرے اُنکے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ اتنی بڑی لڑائی میں ترکوں کے فقط دس جوان کام آئے اور ۸۰ زخمی ہوئے اور یونانیوں کے مقتولین و مجروحین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ میسرہ کا یہ انتظام کر کے ترکی کمانڈر نے دو دستے پیادہ فوج کے قلب پر بھیج دیئے جنہوں نے جا کر انکو نہایت کشت و خون کیساتھ پسپا کیا جب قلب اور میسرہ پر یونانیوں کو ایسی فاش شکستیں ہوئیں تو ترکوں نے آسانی کیساتھ پاس کے دو قصبوں پر قبضہ کر لیا۔ یونانیوں کی یہاں تو یہ گت ہوئی اب اُس فوج کا حال سنیے جو مقام ندیرہ سے بڑھی تھیں۔ اُنہوں نے اوّل مقام ڈماسی میں سخت شکست کھائی جب وہاں سے پسپا ہوئی تو چاہا کہ دیکلا پر قبضہ کریں مگر وہاں سے بھی ترکوں نے مار کر بھگا دیا۔ حمدی پاشا جس نے پہلی دو شکستیں دی تھیں۔ ان بھگوڑوں کا تعاقب کرتا ہوا اپنے صدر مقام کاریا سے مارشل ادہم پاشا کی فوج میں جا ملا اور دونوں جنرلوں نے باتفاق ہمدگر سنیچر کے روز صبح کے وقت ٹرنوس پر قبضہ کر لیا۔ جسے یونانیوں نے ایک دن پہلے بوقت شب بلا کسی حملہ کے ڈر کے مارے خالی کیا ہوا تھا۔ اُسی روز یعنی سنیچر کو جو تار ادہم پاشا نے قسطنطنیہ کو بھیجا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ سیڈاکی کا پہاڑ جو بڑا کارآمد مقام شمال میں واقع ہے۔ ہمارے سپاہیوں نے ۳۰ ماہ حال کو لے لیا ہے۔ حمدی پاشا کی فوج کل مقام کاریا سے آکر مقام طاری میں ہماری فوج سے آملی ہے اور ہماری فوج نے قصبہ ٹرنیوو پر جو لاریسا سے ۵ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔ آج کے روز قبضہ کر لیا ہے۔

ادہم پاشا نے جو دوسرے روز یعنی اتوار کو سرکاری طور پر قسطنطنیہ کو مراسلہ بھیجا تھا اُسکے الفاظ یہ ہیں۔ "لاریسا حضرت اقدس کے قدموں کے تلے ہے۔ ہمارے دستہ سواران نے اُس پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا ہے۔ یونانی مارے خوف کے چھوڑ بھاگے ہیں اور بہت سا سامان جنگ اور بارود یہاں ہاتھ لگا ہے۔" ادہم پاشا خود متعجب ظاہر کرتے تھے کہ یونانیوں نے ایسا مضبوط مقام کیونکر ایسا چھوڑ دیا۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ سب کچھ اُس حکمت عملی کا ثمرہ ہے جو ترکی کمانڈر نے بعد فتح دلیلر کی تھی اور وہ یہ تھی کہ مارشل ادہم پاشا نے بعد فتح دلیلر یہ حکم دیا تھا کہ ترکی میسرہ اپنے آپکو ایک ہلال کی صورت میں قائم کر کے یونانیوں کے عقب کو روکے تاکہ انہیں واپس جانا مشکل ہو مگر البانیا کے سپاہی جو شبخون کرنا اور خاموشی کیساتھ حملہ آور ہونا خلاف وضع لڑائی موجب عار سمجھتے ہیں انہوں نے بجائے اسکے کہ اس حکم کی تعمیل اندھیری رات میں چپ چاپ کریں یہ کیا کہ کوچ کے وقت پر آواز بلند گانا شروع کیا جسکی آواز سے یونانی خبردار ہو گئے۔ اور اپنے آپکو نرغہ میں پھنستا دیکھکر محض اس آواز سے ایسے ڈر کر بھاگے کہ صبح کے وقت انکی [illegible] موجود نہ تھا۔ مارشل ادہم پاشا نے بطریق استہزا و تمسخر اپنی زبان میں یہ بھی کہا۔ "کہ ان البانیا کے سپاہیوں کی [illegible] نے [illegible] کر دی اور یونانیوں کو بھاگنے کا موقعہ مل گیا۔ ورنہ میں آج شب کو ضرور کراؤن پرنس کو اپنے خیمہ میں

مہماں کرتا اور انہیں ناچار میرے ساتھ ڈنر کھانا پڑتا" بعد فتح لاریسا اگرچہ یونانیوں کے پاس شاباشی کی چوٹی تھی۔ لیکن جب انہوں نے لاریسا کا حال سنا تو وہ ایسے بیدل ہوئے کہ بھاگتے ہی بن آئی۔ اس مقام پر بھی ترکوں کو بہت سامان غنیمت اور اسباب حرب اور خوراک ہاتھ آیا۔

اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ جو یونانی فوج کے ساتھ ہے۔ وہ لاریسا کی فتح کی نسبت اس طرح پر قمطراز ہے جو سراسیمگی اور بے ترتیبی لاریسا سے واپسی کے وقت یونانی فوج میں واقع ہوئی ہے۔ وہ غلط فہمی کے سبب سے وقوع میں آئی کمانڈر انچیف اور اُن کے سٹاف نے جب دیکھا کہ ترکی رسالہ ہمارے میمنہ کا ستیاناس کر رہا ہے اور ہم متواتر حملوں کی تاب نہیں لا سکے بلکہ ہمارے پاؤں اکھڑنے والے ہیں تو انہوں نے حکم دیا کہ شام ہوتے ہی فوجیں لاریسا میں واپس آجائیں یہ حکم بذریعہ برقی روشنی کے اس یونانی فوج کو بھی پہنچایا گیا جو پہاڑوں پر پڑی ہوئی تھی۔ ساڑھے آٹھ بجے شب کے یہ حکم پہنچا اور فوج نے اسی وقت حرکت شروع کی سپاہیوں کا یہ حال تھا کہ سارے دن کے تھکے ماندے بھوک اور تشنگی سے عاجز ہو رہے تھے علاوہ ان سب باتوں کے ترکوں کے توپخانہ نے ان کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ایسی بدحواسی کی حالت میں وہ اس برقی روشنی کے حکم کو یہ سمجھے کہ ترکوں نے کل پہاڑی مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ سمجھنا ہی ان کی بدحواسی کے لئے کافی تھا۔ کہ یکایک ایک آواز آئی کہ ترکی رسالے پیچھے چلے آتے ہیں۔ بس آواز سے ان کے رہے سہے اوسان خطا ہو گئے۔ اور سراسیمگی اور بے ترتیبی اور بدحواسی کمال کے درجہ کو پہنچ گئی زیادہ غضب یہ تھا کہ اندھیری رات میں جب دوست و دشمن کو تمیز کرنا ناممکن تھا۔ اپنے سایہ سے بھی ڈر لگتا تھا۔

اس یاس کے عالم میں ایک دستہ سپاہیوں کا لاریسا میں ایک بجے رات کے پہنچا۔ اُن کے پہنچنے کی خبر لاریسا میں دفعتاً پھیل گئی اور شہر کے باشندے اسوقت اپنا اپنا زیور باندھ باندھ کر بھاگ گئے کہ شہر خالی ہو گیا صبح کیوقت کراؤن پرنس بھی سواری بیٹھ لاریسا کو روانہ ہوئے (کیوں نہ ہو سے از صدف گوہر شاہوار نیاید بیروں بصدا تیکہ تو از خانہ بدر بستہ آئی)

اسی روز یعنی اتوار کو صبح کے چھ بجے عساکر عثمانیہ نے لاریسا پر قبضہ کر لیا یہاں ترکان کو چھ بڑی توپیں اور بہت سا اسباب حرب اور خوراک علاوہ ایک پہاڑی توپخانہ اور بہت سے قیدیوں کے ہاتھ لگا۔ ترکی کمانڈر نے داخل ہوتے ہی مختلف حصوں میں سواروں کے دستے یہ حکم دیکر روانہ کیے کہ اگر یونانیوں میں سے کوئی بقیۃ السیف رہ گیا ہو تو ان کا تعاقب بھی بے تکلف کر دو۔ مارشل ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی سخت احکام جاری کر دیئے کہ کوئی سپاہی کسی کا مال وغیرہ نہ لوٹے اور کسی قسم کی دست اندازی نہ کرے اس حکم کی یہانتک تعمیل ہوئی کہ ایک ترکی سپاہی جسے ایک قمیص ایک کھلی ہوئی دکان سے ہاتھ لگی تھی خود قید کیا گیا۔ اور قمیص مالک کو حوالے کی گئی۔ یونانی زخمیوں کی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ ریڈکراس ہاسپٹل کے سپرد کئے جائیں۔ اور اُن سے ترکوں نے نہایت شائستگی اور رحمدلی کے ساتھ سلوک کیا

یہی کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ قریب چار سو قیدی ترکوں کے پاس آئے۔ اور قریباً پانچ سو شہر کے باشندے بھی لاریسا میں آئے جن کے ساتھ ترکوں کا برتاؤ نہایت قابل تعریف ہے۔

کوتینسوالی سے درہ الیاس کے رستہ بڑی جمعیت کیساتھ گھوڑے مارتے ہوئے آرہے ہیں اس لئے اس مقام سے فوراً بھاگ جانا چاہئے
چنانچہ تعمیل اس حکم کے کل یونانی فوج بھاگ گئی ہے میسرہ کے چند بقیۃ السیف رجمنٹیں تو پہلے ہی فرار ہوگئی تھیں - رہا قلب اور میمنہ سو وہ
لاریسا کیطرف فرسکار کی سڑک کے رستہ سے نوک دم بھاگ رہے ہیں اور کرون پرنس اور جنرل اسمولنسکس وہاں پہلے ہی سے پہنچکر اپنے ڈیرے
ڈال چکے ہیں - معلوم ہوا ہے کہ یہ فیصلہ آٹھ بجے شب کے ہوا ہوگا کیونکہ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے یہ حکم ہوا تھا کہ تمام لشکر کے
والنٹیر لاریسا کیطرف بھاگ جائیں - چنانچہ وہ فوجی آئین کے مطابق نصف شب کو وہاں پہنچے -

اس بھاگڑ کا سبب جو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یونانیوں کے میمنہ کو جو تحت کمان کرنیل سمولنسکی تھا ترکوں نے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا تھا اور انکو ترکوں کے بڑھ جانے سے واقعی جان کے لالے پڑ گئے تھے اور میسرہ کو جو کوتنسوالی کے پہاڑوں پر تھا ترکوں نے پہلے ہی
شکست دی تھی - چونکہ میری گاڑی خط وغیرہ لیکر پہلے ہی لاریسا کو روانہ ہو چکی تھی اس لئے میں نے اور لفٹننٹ ولیسٹرن نے عزم
کر لیا کہ ہم پیادہ ہی جا پہنچینگے ابھی ہم کوئی میل بھر چلے ہونگے کہ السٹریڈ لنڈن نیوز کے کارسپانڈنٹ گاڑی میں سوار ہمیں ملے -
اُس نے مجھے اپنی گاڑی میں بیٹھنے کو کہا اور ہم نے اُسکی دعوت کو قبول کیا - کوئی میل یا ڈیڑھ گئے ہونگے کہ ہمیں اسی رستہ میں یونانی
سپاہی بھاگتے ہوئے دکھائی دیئے اُنکی حالت ناگفتہ بہ تھی پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے تھے چار دن کی شبانہ روز محنت شاقہ اور ترکوں
کی سخت آتشباری نے اُنہیں بالکل بیکار کر رکھا تھا - اُن کے چہروں پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں اور ہوش و حواس بالکل مفقود تھے - وہ
ایسے دبک کر چپ چاپ جا رہے تھے - گویا اُنکے مُنہ میں زبان نہیں - حالانکہ یہ اُنکی عادت کے خلاف ہے - رات سخت اندھیری تھی
اور ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا تھا - فقط جنوب و مشرق کیطرف موضع لوٹاری اور دلیلر میں جو آگ لگ رہی تھی - وہ ہمارے لئے
روشنی کا سہارا تھا - رستہ میں کہیں یونانیوں کے توپخانے اور اُسکے متعلق گاڑیاں اور خچروں کی قطاریں اور ہزاروں اسباب
کے صندوق دکھائی دیتے جو ترکوں کی زبردست آتشباری سے جو ایک بہادر سے بہادر فوج کو عاجز کر دینے کی قدرت رکھتی ہیں
بے ترتیب پڑے تھے ان کے ساتھ ہی بہت سی گاڑیاں دکھائی دیں - جن میں یہاں کے باشندے کھچا کھچ بھرے تھے اُنکے شور
واویلا سے کلیجہ دہلتا تھا بیکس عورتوں اور معصوم بچوں کی حالت نہایت درد انگیز تھی - اور اس طوفان بے تمیزی میں فوجی اور غیر
فوجیوں میں کوئی تمیز نہ تھی - سب کے سب یکجا بکمال بیقاعدگی اور پریشانی کے ساتھ بھاگنے میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے - اس
مصیبت میں اور دولی رنگروٹوں کی مایوسانہ چیخیں زخموں پر نمک کا کام دیتی تھیں - جس مقام پر قزل کار اور ٹرنوو کی سڑکیں ملتی
ہیں وہاں بہت سے آدمی جمع ہو گئے - اور بباعث قلت مکان آس پاس کے مزروعہ کھیتوں کا سخت نقصان ہوا -

اب یہ بھگوڑے اپنی جانکاہ مصیبتوں کو بھول گئے اور بجائے اپنے حال پر نوحہ کرنیکے افسروں کو ان کی نالائقی کے
واسطے گالیاں دینے اور ملامت کرنے لگے اور وہ وہ لعنتیں اور پھٹکاریں دیں کہ جن کا کوئی ٹھکانا نہیں

اسوقت ہماری گاڑی نہایت آہستگی کیساتھ ہزاروں ناکردہ گناہ اور مسکین عورتوں اور بچوں میں سے گذر رہی تھی جنکے سر پر
اسباب کی گٹھڑیاں لدی ... ہوئی تھیں - اور جو کمال بے ترتیبی اور سراسیمگی سے اپنی جانیں بچانے کے لئے نکلے تھے - ان میں سے بعض

تو وحشت زدہ ہو کر بھاگتے جاتے تھے اور بعض مارے خوف و ہراس کے قدم تک نہ اٹھا سکتے تھے۔ یہاں پر ہمیں ٹائمز کا کارسپانڈنٹ
ملا اور ہم نے اُسے اپنی گاڑی میں بٹھا لیا۔ کیونکہ اُسکا اپنا گھوڑا اور سارا اسباب کھو گیا تھا۔ اور وہ خود بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں تک
پہنچا تھا۔ میں نے اُسے اشارہ سے دکھایا کہ یونانی درہ بوغازی پر برقی روشنی کے ذریعہ سے اپنے سپاہیوں کو واپسی کا حکم دے
رہے ہیں میں ابھی یہ دکھا چکا تھا کہ اتنے میں ایک سخت شور ہوا جسنے فوج کے رہے سہے اوسان بگاڑ دیئے یہ آواز اُس سڑک کیطرف سے اور آس پاس
کے کھیتوں سے آ رہی تھی جہاں تمام فراری قافلے مفلوک یونانیوں کے جا رہے تھے پہلے تو کوئی مفہوم اُس آواز کا معلوم نہ ہوا۔ مگر بعد میں
جب آواز قریب تر ہو گئی تو یہ سنائی دیا "کہ ترک آپہنچے" ابھی اس وحشتناک خبر کے حق و باطل قرار دینے کا وقت ہی نہ ملا تھا۔ کہ اتنے میں کوئی
دس بارہ گھوڑے بے سوار و کچھ بگٹٹ دوڑتے ہوئے دکھائی دیئے جو بائیں طرف سے سرتوڑ آ رہے تھے اور اُن کے ساتھ بہت سے
سپاہی بھی تھے جو کمال بدحواسی میں بآواز بلند کہتے جاتے تھے کہ "بھاگو بھاگو ترک آپہنچے" ایسے وقت میں جبکہ تاریکی اپنے پورے جوبن پر تھی
اور بھاگنے والوں کے دل پہلے ہی سے اندر ہی اندر بیٹھے جاتے تھے اور ہوش و حواس غائب ہو رہے تھے۔ اور قسمت میں کوئی دستگیر و یاور
کا بھی نظر نہ آتا تھا جسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کہ سکیں اس ہولناک آواز نے صور اسرافیل کا کام کیا جس کا یہی نتیجہ ہوا کہ سب
کے سب یکبارگی آگے کو ٹوٹ پڑے اور وہ بے ترتیبی عمل میں آئی جسکا معرض بیان میں آنا ناممکن ہے لوگ کمال بیرحمی سے جانوروں کو
تیز چلنے یا آگے سے ہٹ جانے کیلئے مار رہے تھے۔ عورتیں اور بچے اور جوان و سپاہی ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے
اور ہر ایک دوسرے پر بھاگنے میں سبقت کرتا جاتا تھا۔ سینکڑوں اس چپقلش میں زمین پر گر پڑے اور گاڑیوں گھوڑوں اور آدمیوں کے تلے
آکر کچلے گئے۔ بیسیوں چھکڑے جن میں فوجی سامان اور دیگر خانہ داری کے اسباب بھرے تھے الٹ گئے اور انکے ساتھ ہی گھوڑے بیل خچریں گدھے
کیسے کیسے طعمۂ اجل ہو گئے۔ ہماری گاڑی پر بھی دو سپاہیوں نے سوار ہونیکا ارادہ کیا جب ہم نے انہیں منع کیا تو انہوں نے چاہا
کہ اپنی بندوقوں سے ہمیں مار ڈالیں چنانچہ جب وہ دھمکی دیکر سوار ہو گئے تو اُن کے بوجھ سے ہماری گاڑی جسپر آگے ہی فوق الطاقت بوجھ
لدا ہوا تھا اُلٹا ہو گئی اور ہم سب کے سب گر گئے اور گاڑی بالکل چکنا چور ہو گئی میری ٹانگ میں ضرب آئی مگر اُسی حال سے افتاں و خیزاں
چل پڑا۔ یہاں میرے سب ساتھی اندھیرے میں مجھسے جدا ہو گئے۔ فقط ایک ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مجھے مل گیا باقی نہ معلوم کہاں رہے
اسوقت یہ جگہ میدان محشر کا نمونہ تھا۔ جسے قیامت صغریٰ کہنا مبالغہ میں داخل نہیں۔ بدحواس سپاہی جگہ جگہ آس پاس کے زمیندار رعایا
اپنے ہموطنوں پر گولیاں چلانے لگے۔ چاروں طرف سے بندوقیں چل رہی تھیں اور مظلوم عورتوں اور بے زبان حیوانوں کے سینے اُن کے
آماجگاہ بنے ہوئے تھے میں نے اپنی آنکھوں سے درہ شپکا اور پلونا کے مشہور و معروف کشت و خون دیکھے ہیں۔ لیکن یہ خونستان
بے نظیر ہی جو یہاں آکر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ عمر بھر یاد رہیگا۔ تمام میدان میں ان بزدلوں کی بندوقوں سے چراغاں ہو گیا تھا۔
میں ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کا ایسے وقت میں ساتھ قائم رکھنا ضروری سمجھکر اسے ایک کھائی کیطرف سڑک کے ایک کنارے پر
لے گیا۔ مگر وہاں بھی دم لینے کی مہلت نہ ہوئی اور لوگ ہم پر آپڑے اور ایسا ریلا کیا کہ ہم دونوں خندق کے اندر گر پڑے اور دس بارہ
آدمی مجھ پر آپڑے۔ جب میں نے مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور اٹھ کھڑا ہوا تو یکایک ایک سپاہی نے بلا وجہ مجھ پر اپنی

اثر اتنا باقی رہا کہ اب لوگ ادھر اُدھر بازاروں میں پھرنے لگے اور آئندہ تدبیر کرنے پر مائل ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس امر کا صحیح اندازہ بہت مشکل ہے کہ کتنے آدمی اس دار و گیر میں کام آئے بعض ۵۰۰ بعض ۰۰ تخمینہ لگاتے ہیں۔ لیکن صحیح تعداد قائم کرنا بہت مشکل ہے البتہ اتنا لکھنا خالی از مبالغہ ہے کہ بہت سی گاڑیاں لاشوں سے لدی ہوئی جا بجا نظر آتی تھیں۔

پانچ اخباروں کے کارسپانڈنٹ اس مصیبت میں گرفتار ہوئے تھے۔ اور حُسنِ اتفاق سے پانچوں صحیح و سالم جانبر ہوئے ان میں ایک ٹائمز کا اور دوسرا السٹریٹڈ لنڈن نیوز کا اور تیسرا مانچسٹر گارڈین کا اور ایک سویڈن کے ایک اخبار کا اور پانچواں میں تھا۔ ڈیلی کرانیکل کے کارسپانڈنٹ نے یہ ہوشیاری کی کہ رات بھر ٹرلو میں رہا اور جہاں سویا تھا۔ اس مکان کی کھڑکی پر یونین جیک (نشان انگریزی) اس غرض سے لٹکا دیا کہ جب ترک آئینگے تو مجھے انگریز سمجھکر چھوڑ دینگے۔ وہ ہم سے کسی قدر بعد لاریسا میں پہنچا۔ السٹریٹڈ لنڈن نیوز کے کارسپانڈنٹ کی سب تصویریں نقد و جنس اور اسباب غارت ہوگیا۔ اور وہ فقط بیک بینی و دو گوش لاریسا تک پہنچا

صبح کے وقت ایک فرانسیسی گھوڑے نے لاریسا کے چوک میں یہ شور مچانا شروع کیا کہ یونانیوں کی اس واپسی میں ایک فوجی حکمت مد نظر تھی۔ مگر یہ اُسکی فضول گوئی ہے۔ بات تو یہ ہے کہ جہاں جہاں یونانیوں نے ترکوں کا مقابلہ کیا ہے وہاں وہ مستعدی سے لڑے رہے مگر اُن کا جنرل ترکی جنرل کی لیاقت اور تدبر کے پایہ کا نہ تھا۔

کہاں اُس نوجوان کے ناز کی طاقت تمہیں مومن ابھی سر مشق تو ہو جورِ چرخِ پیر تو کھینچو

اُس کی چال زبردست پڑی اور یہ میدان ہار گیا۔

اُس وقت افسروں نے یہ کوشش کی کہ اپنی پراگندہ فوج کو حتی الامکان ترتیب دیکر جنوب و مغرب کے راستے فارسلا پر جمع کریں چنانچہ بہت سے بھوکے سپاہیوں کو بے آب و دانہ روانہ بھی کر دیا بعض اُن میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے روٹی کا ٹکڑا جمعہ کے دن جنگ کے [illegible] کھایا تھا

اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ سرحد کی ساری لائن جو سمندر سے مقام ریونی تک تھی وہ یونانیوں کے ہاتھ سے نکل گئی ہے البتہ ریونی سے لیکر پیورس تک ابھی یونانیوں کا قبضہ ہے۔ اگر ادہم پاشا کو یہ خبر ہوتی تو وہ ضرور اپنے سواروں کو آگے بڑھاتا اور ریلی کیپارتسا و دیلوا اور لاریسا کی ریلوے لائن قطع کر دیتا مگر چونکہ ایسا نہ ہوا۔ اس لئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اُسکو خبر نہ تھی یا کوئی اور گہری حکمت ہوگی۔ اتنے میں ایک تار اس مضمون کا آیا کہ زخمی سپاہیوں کو ایک اسپیشل ٹرین دولو بھیجدو۔ اور ایک اور اسپیشل ٹرین میں کراؤن پرنس مع اپنے سٹاف کے فارسلا کو براہ ولسٹینو روانہ ہوئے۔

جس وقت یہ خبر عام ہوئی کہ لاریسا سے بھاگنا چاہئے اُس وقت کی حالت سخت دردانگیز تھی اور رات کا سماں پھر آنکھوں میں آگیا اور وہی نقشہ پھر دکھائی دینے لگا ہزاروں باشندے عالم یاس میں دم بخود کھڑے تھے [illegible] گلے پکڑ کر لوگوں کو دکھاتے تھے جس سے اُنکی مراد یہ تھی کہ ترک آکر ہمارے گلے کاٹ ڈالینگے مگر اس وقت اس خوفناک نظارہ پر ترس کھانے یا غور کرنے کی فرصت کسے حاصل تھی؟ ہزاروں آدمی شہر سے باہر فارسلا کی سڑک پر غول کے غول سخت [illegible]

بعض خوش نصیبوں کو اسباب اور بچوں کے لئے گاڑیاں اور چھکڑے مل گئے تھے مگر اکثر عورتیں اور ننھے ننھے بچے پاپیادہ اسباب کی گٹھریاں سر پر لادکر روتے پیٹتے اور دھاڑیں مارتے جا رہے تھے اور ہر ایک کی زبان سے یہ کلمہ نکل رہا تھا کہ ہائے بیچارے یونان تیرا کیا حال ہوا جس سے یہ مراد تھی کہ وہ فقط اپنی تباہی نہ سمجھتے تھے - بلکہ قوم کی غارت خیال کر رہے تھے -

اسکے بعد ایک اور سپیشل ٹرین ردلو کیطرف روانہ ہوئی جسمیں فقط چھکڑے لگے ہوئے تھے - اس گاڑی میں قریب تین ہزار باشندے سوار ہوئے جنمیں اعلیٰ ادنیٰ کی کچھ تمیز نہ تھی باہر کے والنٹیروں نے اپنے ذمہ اُن لوگوں کی حراست لی جو بباعث ضعف یا ناتوانی اس ٹرین میں سوار نہ ہو سکتے تھے - اُسوقت ان بیکسوں کی مایوسانہ نگاہیں دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں - جو بار بار پھر کر وحشت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ کہیں سرکیشیا کے سوار نہ آپڑیں بہت سے لوگ بلا انتظار کسی ریل کے اوّل وقت پاپیادہ چلے گئے انمیں سے جہانتک ممکن ہوا راستہ میں ایک گاڑی پر سوار کئے گئے جو مقام وولو سے محض اسی غرض سے روانہ کیگئی تھی - ڈیڑھ پہر دن کے لارلیسا بالکل خالی ہوگیا چونکہ لارلیسا میں انتظام رسل رسائل مفقود تھا اسلئے میں وہاں سے وولو چلا گیا جو چالیس میل کی مسافت پر واقعہ ہے جہاں میں سنیچر کے روز قریب سہ پہر پہنچا - وہاں جا کر میں نے ویسی ہی وحشت اور اضطراب کا معاینہ کیا جو لارلیسا میں تھا - ہزاروں آدمی جانیں بچانے کیخاطر لحظہ بلحظہ جمع ہوتے جاتے تھے اور عام طور پر یہ بات شہرت پذیر تھی کہ ترک تھوڑی دیر میں یہاں پہنچا چاہتے ہیں - بندر میں سوائے ایک سرکاری جہاز کے اور کوئی سٹیمر نہ تھا - اور یہ جہاز بھی اُسی دن محض زخمیوں کو سوار کر کے ایتھنز لیجانیکے واسطے آیا ہوا تھا - البتہ چھوٹی چھوٹی بہت کشتیاں تھیں جن میں متموّل اور آسودہ آدمیوں کو اُنکے اسباب سمیت جگہ مل گئی جو جزیرہ یوبیا اور دیگر جزائر کیطرف بھاگ گئے اُن لوگوں کیا وجود جدوجہد کے سرکاری جہاز کی ڈیک پر بھی جگہ نہ مل سکی - میں نے چاہا کہ وولو سے تار بھیجوں - مگر یہ نہ ہوسکا اسلئے میں نے عزم کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر کسی ایسے مقام پر جاؤں جہاں سے خط و کتابت ممکن ہو - چنانچہ ایک کشتی بھی مل گئی لیکن جب میں اسکے اندر بیٹھ گیا - تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے بڑے زور سے شور و غل کیا کہ باہر آجاؤ یہ کہتے ہی بہت سے آدمی حملہ کر کے میری کشتی کے اندر آگئے اور مجھے زور سے باہر نکالا - اُن کی غرض اس سے یہ تھی کہ جب ہم جان بچا نہیں سکتے تو کسی اور کو بھی ایسا موقع ملے چنانچہ اُنہوں نے زور سے آواز دی " ہم سب ایک ساتھ مرینگے "

اُسوقت مسٹر مرلنی انگریزی وائس کونسل نے مسٹر ایجرٹن سفیر انگریزی متعینہ ایتھنز کو تار دیا کہ یہاں صورت بہت نازک ہوگئی ہے اور اُن سے درخواست کی کہ ایک جنگی جہاز ہماری حفاظت کے لئے بھیجدو

اب زخمیوں کو دونوں ہسپتالوں یعنی فوجی ہسپتال اور مسٹر رالی اور مس رائجر اور رڈنبر کے ہسپتال سے گھاٹ پر لیگئے اسمیں بھی خوف تھا کہ کہیں ابھی جہاز پر بھی باشندے اسیطرح حملہ کریں اسلئے اُنکو بندرگاہ میں لیگئے اور زخمیوں کو ڈاکٹروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار کر کے وہانتک پہنچایا جو جہاز جس کا نام تھسلیا تھا تو پچھلے شب کے وقت سو روانہ ہوا جہاں فقط چھ زخمی سپاہی مس رائجر اور ڈنبر کے چارج میں رہے - مگر بعد میں یہ لوگ بھی انگریزی کونسلر کے پاس آگئے اور مسٹر رالی نے یہ حوصلہ دکھایا کہ اپنے ہسپتال سے نہ نکلے [illegible] لوگوں کے وحشت و اضطراب کی وہی حالت رہی اور دوسرے روز اتوار کو علانیہ

یونانیوں کا ایسٹر تھا لیکن لوگوں نے کوئی خوشی کا اظہار نہ کیا جو اس دن کو ہمیشہ رہا کرتی تھی اس روز حالانکہ ایک توپ بھی لاریسا
سے پہنچ گئی۔ مگر لوگوں کی وحشت میں کچھ کمی نہ ہوئی
اس توپ کو کوئی گھوڑا یا کوئی اور جانور کھینچ کر نہ لایا تھا بلکہ چند آدمی اور بہت سے لونڈے لئے آتے تھے اور ایک سپاہی
ان سب کا نگران تھا۔ بعد میں چند توپیں وولو سے جہاز میں روانہ کی گئیں اس سے لوگوں کو کوئی اطمینان نہ ہوا۔
رات کے وقت بہت سی کشتیاں غائب ہو گئیں۔ چونکہ مجھے کوئی اطمینان نہ تھا کہ ایتھنس میں کس وقت پہنچ سکوں
اسی لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر پولس میں جو جزائر اوری میں واقع ہے چلا جاؤں جب میں وہاں
پہنچا تو مجھے مستقیم ایڈی سوس میں چلا گیا۔ وہاں ایک اور کشتی لی جس پر سوار ہو کر مقام کالکس میں پہنچا اسکے پہنچکر
ایک اور کشتی لی اور اس میں بیٹھکر اوروپس میں پہنچا یہاں سے براہ خشکی میں ایتھنز میں پہنچا اور حالت میری یہ تھی کہ کامل
چار روز اور پانچ شب میں میں نے اپنے کپڑے یا بوٹ نہیں اتارا تھا۔

ایک انگریز والنٹیر کے مشاہدات

اخبار ٹائمز کا کاسپانڈنٹ متعینہ ایتھنز حسب ذیل لکھتا ہے: مجھ کو جنگ مالی کے دلچسپ حالات ایک ایسے شخص سے بہم پہنچے ہیں

جو خود لڑائی میں شریک تھا۔ یہ شخص ایک انگریز والنٹیر تھا جو اب ایتھنز کے ہسپتال میں ایک زخم سے بیکار ہو کر پڑا ہوا ہے۔ اور یہ زخم اسی جنگ میں لگا
تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ہم فی والنٹیر لاریسا کی بارکوں میں بدھ کی شام تک ٹھیرے ہوئے تھے وہاں ایک ہفتہ تک ان کا یہ حال رہا
اور وہ سب کے سب اس بوجہ تعویق کے اکتا گئے آخر الامر نصف شب کے وقت کوچ کا حکم آگیا اور لوگ خوش خوش روانہ ہوئے
مگر انہیں کیا خبر تھی کہ آگے کیا ہوگا رستہ سخت ناہموار تھا اور جابجا پتھر اور سنگریزے پڑے تھے اور سب کے سب ابھی آبلہ پا ہو گئے
تھے بعضوں کا تو یہ حال ہوا کہ اس آبلہ پائی کے سبب سے وہ آگے جا نہ سکے اور مجبور ہوئے کہ وہیں رہ جائیں طلوع آفتاب کے وقت ہم
ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جو یونانیوں کے مورچہ منصوبہ مقام مالی کے مغرب میں واقع تھا ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ترکی توپخانہ
سے آتشباری کا آغاز ہوا۔ مگر چونکہ یہ والنٹیر پہاڑیوں کی آڑ میں تھے اسلئے وہ گولوں کے زور سے محفوظ رہے دونو طرف توپیں چلتی
رہیں مگر تعجب ہے کہ یونانی افسر بکثرت مارے گئے یہانتک کہ ہر پانچ یا چھ گشت میں ایک افسر ضرور رہا کرتا تھا جمعرات کو فقط توپ
کی لڑائی رہی اور ایک بندوق بھی فریقین میں سے کسی نے نہیں چلائی شب کو یونانیوں نے اپنی پیادہ فوج کو چند مستحکم مقامات
پر متعین کر دیا کیونکہ احتمال تھا کہ ترک شبخون کرینگے جب آتشباری بند ہوئی ہم نے چاہا کہ ذرا آرام کریں مگر خیموں کے نہ ہونیکے سبب
اپنی اپنی کمبل لیکر زمین پر پڑ رہے جہاں سے بہت بری حالت میں اٹھے بدن پر لرزہ تھا اور سردی کی ماری انگلیاں ٹھٹھر گئی تھیں۔ دو دفعہ
میں شور ہوا کہ ترکی فوجیں ہماری پیادہ فوجوں پر حملہ کر رہی ہیں پہلی لڑائی تو نہایت مختصر تھی فقط بیس ہزار گولیاں چلیں دونو میں
ترکوں کو ہزیمت ہوئی۔ اور نہیں [illegible] جمعہ کی صبح کو معاملات کی صورت میں کوئی تغیر واقعہ نہ ہوا تھا۔
اور دونو فریق اپنے مقامات پر قائم تھے طلوع آفتاب کے وقت فریقین کے توپخانے نے آتشباری شروع کی۔ مگر ترکوں

جہاں قریباً گانڈر ہوتا ہو اگرچہ ان دنوں میں خشک پڑا تھا میں بخوبی جانتا تھا کہ مجھے ضرب آئی ہے مگر ایسے نازک وقت میں پڑے رہنا حزم اور احتیاط
سے بعید تھا۔ یا یوں کہیں کہ خود اپنی مرگ کا بیعانہ لینا تھا۔ اسلیے بہتر یہی سمجھا ہر قدم پر ٹھوکریں کھاتا میں لالیسا میں جا پہنچا یہاں تک کیا بیان
کروں کہ کس درجہ بے انتظامی اور بدسلیقگی تھی غرض جس وقت میں ایک بازار میں افتاں و خیزاں جا رہا تھا تو یک لخت غول کے غول سپاہیوں نے
ایک شراب خانہ کا بیچ کیا اور مجھی بھی اُس میں دھکیل دیا وہاں جا کر میں نے شراب پی جب وہاں سے نکلا تو رستہ میں ایک مکان مجھے دکھائی دیا میں بے تکلف
اُسکے اندر چلا گیا اور ڈیوڑھی کے پاس فرش پر اندر پر بیٹھ گیا چونکہ تکان راہ اور ضرب کے درد کے مارے چور ہو رہا تھا۔ مجھے وہیں نیند آگئی جب
کچھ عرصہ کے بعد میں بیدار ہوا تو اب مجھے معلوم ہوا کہ میرے زخم خوردہ ٹانگ میں بالکل جنبش نہیں خوش قسمتی سے مجھ کو وہاں ایک انگریزی اخبار کا
کارسپانڈنٹ دکھائی دیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا۔ ابھی ایسے گئے ہوئے کوئی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ وہ اپنی گھوڑی کو سرپٹ دوڑاتا ہوا میرے
پاس آیا اور یہ بولا کہ خبر سنائی ہیں کہ باغی ترک شہر کے بڑھے آتے ہیں۔ میرا اس جگہ پر مزید قیام خالی از خطرہ نہیں اسلئے میں جاتا ہوں میں نے
ہمت کر کے اپنے ہاتھ بڑھائے اور اُسکی گھوڑی کی گردن میں ہاتھ ڈال کر ساتھ چلنے کو تیار ہوا۔ اُسنے بھی ناچار گھوڑے کو مہمیز کیا اور میں اسی لنگڑاتی
سے اُسکے ساتھ چل پڑا۔ آگے چل کر حسن اتفاق سے ایک اور انگریزی کارسپانڈنٹ صاحب کے پاس ایک بائیسکل تھا۔ اُس نے مجھے اُس پر بٹھا
دیا اور میں نے ایک ٹانگ سے اُسے چلایا اور اسطرح خدا خدا کر کے ریلوے سٹیشن پر آ پہنچے یہاں وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور میں ایک گاڑی
میں بیٹھ گیا۔ ریلوے سٹیشن پر ایک ہولناک مجمع تھا۔ فوجی اور ملکی افسر عورتیں بچے دیہاتی اور شہری سب ملے جلے تھے اور گاڑی میں
جگہ حاصل کرنیکے لئے ایکدوسرے جان کے دشمن بنے ہوئے تھے سپاہی نہایت بزدل اور کمینہ پن سے معصوم بچوں اور بیکس عورتوں کو زور سے نکال
نکال کر آپ انکی جگہ لے لیتے تھے بیقاعدگی اور سراسیمگی اس زور پر تھی کہ جو سپاہی سٹیشن پر نگرانی اور انتظام کیلئے متعین ہوئی تھی وہ بجائے پہرہ
دینے کے خود ہی گاڑیوں میں کود پڑے اور جنہیں اندر جگہ نہ مل سکی وہ سب کے سب چھتوں پر جا بیٹھے اور جنہیں شومئے اعمال سے چھت بھی میسر
نہ ہوئی۔ انہوں نے یہ کمال کیا کہ ان بالانشینوں پر بے دریغ گولیاں چلائیں (واہ رے ہمدردی اور افسوس ہے حب قومی) اور ان صدر نشینوں نے
بھی اُن کا جواب گولیوں سے بخوبی دیا۔ اور اسطرح گاڑی سٹیشن سے چل گویا روندتا جا رہا گیا یا ایک میدان کارزار تھا جو حرکت کر رہا تھا۔
جو لوگ اس گاڑی میں نہ جا سکے انکی مایوسی اور خود غرضی سخت دردانگیز تھی۔ اُن کے چہروں پر مردنی چھا گئی اور اس وحشت میں دور تک امید
اُس وقت سے ہونے لگا جب گولیوں کی آواز شہر کے لولے کے قریب تر آنے لگی کیونکہ یقین ہو جاتا تھا کہ ترک اب بالکل متصل آگئے
ہیں۔ بہت سے افسر اور سپاہی ہوا سا میں جانے کے لئے سٹینو میں اتر پڑے جب ہم ددلو میں پہنچے تو ریلوے سٹیشن پر
قریب ایک ہزار آدمی کے محض اپنے احباب اور عزیزوں کے نیک و بد کے حالات دریافت کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے
میں وہاں سے ریڈکراس ہسپتال کے انتظام میں چلا گیا۔ جہاں مجھے بہت آرام ملا۔

ہمارا خاص کارسپانڈنٹ مقام [illegible] پہنچایا [illegible] لکھتا ہے کہ کل (جمعہ) پانچ بجے صبح کے لوئی مرولہ میں ساری رات
کو بیچ کر کے چاہتا تھا کہ اس درے کے اگلے سرے پر قبضہ کرے جو ترک خود بخود چھوڑ گئے تھے کہ یکایک ترکوں نے جنگی جمعیت سات
ہزار جوانوں کی تھی اُسپر حملہ کیا۔ یونانی فوج باوجود کمی کے اور پانچ شام کے سات بجے تک مقابلہ میں کھڑی رہی مگر جب شام ہوئی دو بارہ

اور سامانِ جنگ بھی پاس نہ رہا تو ناچار پیچھے ہٹنا پڑا۔ یونانیوں کے ڈیڑھ سو سپاہی کام آئے اور زخمی بھی بہت ہوئے آج
صبح ہفتہ کو یونانی دو رجمنٹیں پیادوں کی اور ایک ایونزنی رجمنٹ اور چھ توپیں پھر میدان میں لائے اور ترکوں نے خود بخود
پھر یہ مقام چھوڑ دیا ہے۔ ترکوں نے سب یونانی قیدیوں کو مسخ اور قتل کر دیا ہے مگر قسطنطنیہ میں اس آخری خبر
کی تکذیب نہایت حقارت سے کی جاتی ہے (احمد عطے المرادی)

افواج منتیٰ جینا کے کمانڈر نے قسطنطنیہ میں یہ تار دیا ہے کہ ہفتہ کے روز ساڑھے سات گھنٹہ کی سخت لڑائی کے
بعد ہماری فوج نے قلعہ مینش پونار پر قبضہ کر لیا ہے جہاں یونانیوں نے مورچہ بندی کر رکھی تھی اور جس جگہ پر وہ ہماری سرحد مقام
نوروس سے عبور کر کے قلعہ نشین ہو گئے تھے بعد اس فتح کے ہماری فوج نے مقام پینچی پیگوڑا پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔
یونانیوں کے تین سو آدمی اس لڑائی میں کام آئے اور ۲۱۹ زخمی ہوئے اور ۲۲ زندہ گرفتار ہوئے اور ترکی
سپاہیوں میں سے ۱۸ شہید اور تین زخمی ہوئے اور ہماری فوج کو بہت سی بندوقیں اور سامان حرب ہاتھ لگا۔

اب یونانیوں نے قریب جوار کی مقامات پر مورچہ بندی کی ہے ہمارا نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں البانیہ کے سپاہی کسی بات پر بگڑ بیٹھے
تھے اور شہریوں کو بھی دھمکایا تھا مسلمانوں نے نکلنا شہر چھوڑ دیا تھا اکثر غیر ملکی قونصلوں نے اطلاع دی کہ عیسائیوں کی حالت
نہایت نازک ہو اور ہمیں بھی اپنی جان کا خطرہ ہو کیونکہ والی شہر نے باشندوں کو بندوق اور بارود نہیں دینا تاکہ ان البانیا کی مردوں کو
نکال باہر کریں۔ امیر سفیران ممالک غیر نے بابعالی میں درخواست کی کہ بہت جلد شہریوں کی حفاظت کا انتظام کیا جاوے لیکن اب وہی
سپاہی رستے پر آگئے ہیں۔ اور ان کا آدمیوں کا حکم ہے کہ اب وہ نہیں راہ راست انصاف یہاں تو یہی نوع انسان کی ہمدردی نے فرشتہ طینت
سفیروں کو بابعالی میں درخواست دینے کے لئے مجبور کیا کیونکہ عیسائیوں کو تقیہ یاد ہوگا تھے کہ وہ مسلمانوں کو قتل و غارت کریں
اس وقت وہ صفات ملکی کہاں گئے تھے جب سرباز مسلمانوں کی ٹوپیوں کے پھندنے اکھاڑتے تھے اور انہیں برا
گالیاں دیتے تھے سچ ہے۔ ع تم وہ ظالم کہ خوشی کو فغاں کہتے ہو ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو

ایتھنز کی حالت

اگرچہ پیرس کی طرف سے کچھ بری خبریں موصول نہیں ہوئیں مگر پھر بھی یہاں کی حالت سخت نازک ہے
مجلس وزرا نے شہر کے باشندوں کے پاس درخواست کی کہ سب مسلح ہو کر سرحدی فوج کی امداد
کریں اور سنا ہے کہ فقط ایتھنز میں تیس ہزار بندوقیں جمع ہو گئیں نیز برصیغہ داخلیہ نے حکم دیا ہے کہ تمام قلعوں میں فوجی جماعتیں قائم کی جائیں
سرحد پر نئی فوجیں بھیجنے کا اہتمام بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ اور ایتھنز کی پولیس بھی اس کام کیلئے مسلح ہو رہی ہے شہری پولیس بھی جنگ پر
بھیجی جاتی ہے مگر چونکہ قیدیوں نے جیلخانوں کے قفل توڑنے کا ارادہ کر لیا تھا اس لئے یہ تجویز بالفعل موقوف رہی۔ مونٹ نگالیس
کے قید خانہ سے ایک سو قیدی زنجیریں توڑ کر بھاگ گیا ہے۔ شاہ یونان نے جمعہ کے روز ایک فرمان جاری کیا ہے کہ
نیشنل گارڈ کے وہ دستے جو ۱۸۸۶ء اور ۱۸۸۴ء میں قائم ہوئے تھے مسلح ہو جائیں۔

۲۲ اپریل یونانیوں کا گڈ فرائیڈے تھا اس دن حسب معمول ہزار دن آدمی رفنب کونسٹیٹیوشن چوک میں پادریوں کی سواری

کا تماشہ دیکھنے جمع ہوئے اور شاہ بھی اپنی ملکہ سمیت گرجے میں نماز پڑھنے چلے گئے لشکریت کا سماں واقعی دید تھا جب بشپ و پولین کو فرقے کے
پادریوں نے .... وہاں آواز بلند بازار میں کھڑے ہوکر فوجوں کی فتح و ظفر کیلئے دعا مانگی لوگ چپ چاپ اس دعا کو سنتے رہے
مگر کبھی کبھی کوئی نوحہ و بکا کی آواز جو عزیزان رفتہ کی یاد میں بے اختیار نکل جاتی تھی ساری مجلس کو درہم برہم کر دیتی تھی مگر دوسرے دن یعنی
ہفتہ کو جب مقام ہاٹی کی تباہی کا حال معلوم ہوا۔ تو ساری خوشی جو یونانی جہازوں کی کارروائیوں کی کہی جاتی تھی ملیا میٹ ہوگئی اور
بجائے خوشی اور فرحت کے بیدلی اور یاس ہر ایک کے چہرے پر نظر آنے لگی اور ہر ایک متنفس کے دل میں ایک عجیب وحشت اور ہراس
پیدا ہوگیا یونانی بھی عادات اور خصائل میں فرانسیسیوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں وہ اخبارات جو ابھی کل ہی بادشاہ کی تعریف اور ستائش
میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے اور کہتے تھے کہ اسکی بدولت ہمیں یہ دن نصیب ہوا ہے کہ ہم میدان میں ایک صلیبی جنگ از سر نو
تازہ کرنیکے قابل ہوگئے ہیں آج بیلا اسی بادشاہ اور اسکے ولیعہد بلکہ کل خاندان شاہی کو برا بھلا کہنے سے عار نہیں کرتے اور بعض تو ولیعہد
پر بطرح دل کے بخار نکال رہے ہیں یہ ریلی کا قول ہے کہ لاریسا اور ٹرینو و یونانیوں نے محض ولیعہد کے سٹاف کی نالائقی کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے
جنرل گرانڈی بھی بہت سے اٹالین والنٹیر ساتھ لیکر ہفتہ کے دن پہنچ گیا ہے لوگوں نے بڑی تپاک سے اس کا استقبال کیا ہے

دول عظام

عام خیال ہے کہ اگرچہ بعض سلطنتیں بیچ بچاؤ پر آمادہ ہیں اور دل سے چاہتی ہیں کہ یونان کا معاملہ صلح و صفائی
سے انجام پذیر ہو اور آنچ نہ لگے مگر انہیں تامل اسی بات میں ہے کہ جب تک یونان خود درخواست صلح نہ کرے اور اپنی فوجیں
کریٹ سے واپس نہ بلائے تب تک اس بات کا صورت پذیر ہونا ناممکن ہے جرمنی کا ایک سرکاری اخبار لکھتا ہے اگر یورپ کی دول عظام پھر صلح کرانے پر
مائل ہوں تو بلحاظ حالات ناخوشگوار ضرور ہے کہ یونانیوں سے کوئی اقرار لیا جاوے کہ وہ دول عظام کی تجویز کے لفظ بلفظ کاربند ہونگے۔ روما دار السلطنت اٹلی میں
معتبر اور مستند آدمیوں کی یہ رائے ہے کہ یونانی عمداً اس لڑائی کو اس غرض سے طول دینگے کہ شاید دول یورپ میں کچھ بدمزگی یا اختلاف پیدا ہو جاوے
کونٹ مرولیف وزیر خارجہ روس نے جو مراسلہ دول یورپ کے نام بھیجا ہے اسمیں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اول
کوئی سلطنت جنگ روم و یونان میں مداخلت نہ کرے۔ دوم جو فیصلہ دول یورپ نے کریٹ کا کیا ہے وہ بدستور بحال و برقرار سمجھا جاوے
پیرس میں بدھ کے روز ایک نیم سرکاری خبر حسب ذیل شایع ہوئی ہے۔ عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ صلح کی کوشش بڑی سرگرمی
جاری ہے اور پیرس لندن سینٹ پیٹرز برگ اور روم (اٹلی) کے وزرا کسی اچھے موقع کے منتظر ہیں کہ معاملہ صفائی پذیر ہو جاوے
جرمنی کو ہر ایک معاملہ سے برابر اطلاع دی جاتی ہے اور وہ بھی دوستانہ معاملہ سے ناراض نہیں اور یہی حال سلطنت آسٹریا کا ہے
جنرل اسمولنسکی نے اپنی ایک تقریر میں جو اس نے مقام بولٹن ہفتہ گذشتہ میں کی تھی یہ بیان کیا ہے کہ [illegible] مسٹر گلیڈسٹون کے پاس سے [illegible]
مجھ سے یہ کہا ہے کہ تم جہاں جاؤ لوگوں کو میری طرف سے یہ پیغام دو کہ یہ لڑائی فقط اس وجہ سے اختیار کی گئی ہے کہ یونانیوں کو تھسلی میں لڑنے کا شوق تھا
ان سلطنتوں نے کریٹ سے وہی سلوک کیا ہے جو ترکی کیا کرتے تھے اور انہوں نے ہی یونانیوں کو تھسلی سے نکال کر باہر کیا ان سلطنتوں کی حمیت
شرافت کا احساسات [illegible] محض اس قائم رکھنے کیلئے [illegible]
[illegible]

بے نامرد معصوم بچوں اور عاجز بیکسوں کو محض اس الزام پر کہ وہ کلمہ توحید پر ہیں بے تحاشا قتل و غارت کرتے رہتے اور نیز سے بچوں کو مسلمان
سے ایک کلمہ خیر نکلا نیز اسنشنا شاید یہ تھا کہ ترکوں کے ہاتھ سے سارا ملک یکے بعد دیگرے اور نیز سے عیسائیوں کی گیدڑ بھبکیوں سے
نکل جاوے - مگر شاید تجھے معلوم نہیں ہے ؎ چراغے را کہ ایزد برفروزد　کسے کو تف زند ریشش بسوزد

ہمیں ٹائمز کے انتخاب پر تعجب آتا ہے کہ اس نے اپنے اخبار میں دول عظام کا عنوان جما کر دو سلطنتوں کی رائے کا اظہار کر کے
اسی ذیل میں اس مفعول النسب اور مطرود ستمبہا سے ہوئے بدھے کے ہذیان کو بھی جگہ دی ہے حالانکہ ایسی رائے کے اظہار کا زیادہ
تر موزوں موقع وہ تھا جہاں لندن کے پاگل خانوں اور وہاں کے ساکنین کے حالات تفنن طبع کیلئے درج اخبار کئے جاتے ہیں -

قسطنطنیہ

رائٹر کا کارسپانڈنٹ متعینہ قسطنطنیہ حسب ذیل لکھتا ہے اس ہفتہ میں عزت پاشا کا تنزل ایک ایسا واقعہ ہے جو فی الجملہ
کسی قدر وقعت رکھتا ہے ظاہرا وجہ اس تنزل کی یہ ہے کہ عزت پاشا نے ادہم پاشا کی وزارت کو سلطان کے دل میں بروقت
گوشگذار نہ کیا - ان تاروں ادہم پاشا نے بارگاہ عالی میں یہ عرض کیا تھا کہ یونانیوں نے ہماری قلمرو میں حملہ کیا ہے اسلئے میری یہ التماس ہے کہ مجھے اجازت عطا ہو
میں ان کا مقابلہ کروں عزت پاشا نے ان تاروں کو محض اس غرض سے دبا رکھا کہ اس اثنا میں شاید مصالحت ہو جاوے - بعض کا یہ بیان ہے کہ عزت پاشا کے تنزل
کا باعث وزیر صیغہ جنگ ہوا ہے - وجہ یہ ہے کہ عزت بے نے وائرلیس تار گھر کو کہا کہ جسقدر تار ادہم پاشا کی طرف سے آیا کریں وہ بجائے وزیر صیغہ جنگ کے
میرے پاس بھیجے جائیں - ہمارا یونانی کارسپانڈنٹ خبر دیتا ہے کہ ایڈمرل ہوجی پاشا نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا ہے کہ اگر جہازوں کو ڈارڈنلز سے عبور کر کے نکلنے کا
حکم ہوا تو میں اپنا استعفا داخل کرونگا - کیونکہ وہ جنگ کے قابل نہیں (اول تو یہ خبر یقیناً غلط ہے اور راوی بھی بے اعتبار ہے - لفظ یونانی اسکی صداقت کی
کافی شہادت ہے اور اگر اسکا بالفرض محال صحیح ہو تو اس عیسائی امیر البحر کی نامردی اور بیوقوفی قابل صد نفرین ہے - نامردی اسلئے کہ لڑائی کا نام
سنتے ہی بھاگنے کو تیار ہو اور بیوقوفی اسلئے کہ اگر جہاز نکمے تھے تو آپ نے کونسا تیر مارا کا جہاز ترکوں کی نذر کیا تھا جسکے معاوضہ میں آجتک بیٹھے ہوئے تنخواہ کھا رہے ہیں)
بابعالی نے جمعہ کے دن ۱۲ اپریل پولیس یونانیوں کی طلب کیں اسی دن دول عظام کے سفیروں نے جمع ہو کر یہ قرار دیا کہ بابعالی کی خدمت میں لکھا جاوے کہ یونانی
رعایا جو صیغہ خارجیہ اور ہسپتالوں اور قونصلوں اور کلیساؤں کے پاس ملازم ہے انہیں سلطنت عثمانیہ میں رہنے کی اجازت دیجاوے اور نیز یہ بھی قرار
دیا کہ اگر انہیں اخراج ہی کرنا منظور ہو تاہم کسیقدر نرمی برتی جاوے فقط قسطنطنیہ میں چالیس ہزار اور کل قلمرو عثمانیہ میں دو لاکھ یونانی آباد ہیں
جمعہ کے دن قسطنطنیہ کی تمام مساجد میں یہ نوٹس پڑھکر سنایا گیا تھا کہ امن پسند یونانیوں سے کوئی مسلمان مزاحم نہ ہو کیونکہ جنگ فقط فوجوں میں ہو رہی
ہے - جو سرحد پر کام کر رہی ہیں (یہ اس شخص کا کام ہے جسے گلیڈسٹون نے دیو بصورت انسان کا خطاب دیا تھا محمد عربی علیہ السلام کی بھی تعلیم تھی اور اسکے
خلیفہ برحق کیلئے بھی علیٰ الخصوص موزوں تھا - والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین اگرچہ عثمانیہ سرکاری دفتروں میں سفارتوں کی
بیجا دست اندازی یا سفارش ناگوار گذری - مگر بابعالی نے اتنا منظور فرما لیا ہے کہ جو یونانی قونصلوں کے پاس ملازم ہیں ہسپتالوں میں نوکر
ہیں یا ڈاکخانوں میں ہیں وہ بلاد عثمانیہ میں رہ سکتے ہیں (اس سے ظاہر ہے کہ مذہبی مقامات کے مجاور یا صیغہ خارجیہ کے متعین
موقوف اور جلا وطن ہو گئے ہیں اور واقعی ایسا ہونا اقتضائے حکمت اور حزم تھا) .

ہمارا کارسپانڈنٹ متعینہ استامبول لکھتا ہے کہ ترکوں کے پاس ماسوائے روپیہ کی کمی نہیں ان کا خزانہ معمور ہے پانچ لاکھ پونڈ قرضہ سے

انتظام انہوں نے لا[illegible] ہوسوں کے [illegible] کی کفالت پر کیا ہے اور نیز یہ بلا کہ پونڈ ترکی چندہ میں سے باقی خزانہ میں نقد موجود ہے - اور یہ چندہ فقط فوج کی امداد کیلئے ہوا تھا ۔

۲۸ اپریل کو تین چالیس انگریز انجینئر بطرف الٹیمیٹم روانہ ہوئے اور اس کمیٹی نے جو لنڈن میں اس کام کیلئے مقرر ہوئی تھا خرچ ادا کیا خاص لنڈن کے ایک شیخ والے نے پچاس اور آدمیوں کے سفر خرچ ادا کرنیکا وعدہ کیا ہے بنگھم کے لارڈ میئر کو سرکاری طور پر حکم آیا ہے کہ جتنے آدمی وہ کو تم یونان کیلئے بھرتی کرتے ہوئے تاون انگلستان سے روس کا جانا ہے بسبب [illegible] الٹیمیٹم نے اپنا عزم روانگی فسخ کر دیا ہے (جو چلے گئے بلکہ میدان میں جا کر وہ وہ کارنمایاں کئے جنکا ادنیٰ نمونہ اسی اخبار میں دیا گیا ہے اسکی معافی نہ معلوم اس ایکٹ کی کس دفعہ سے قیاس گیا)

بلگیریا اور سرویا

بلگیریا والوں نے درخواست کی تھی کہ سلطنت عثمانیہ متعدد نہیں بلکہ اور برات عطا کرے اور نیز انکو سکونت اور بسنے میں تجارتی ایجنسی مقرر کرنیکی اجازت دیجائے سلطان المعظم نے رضامندی ظاہر فرمائی - مگر روسی سفیر نے بلگیریا والوں کو ڈانٹ بتائی کہ یہ وقت ایسی درخواستوں کا نہیں اور علاوہ بریں اگر اسکا نتیجہ کچھ برا ہوا تو اسکا خمیازہ بلگیریا کو اٹھانا پڑیگا آخر الامر سلطان المعظم نے فرمایا کہ بعد اختتام جنگ یہ معاملہ پیش ہوگا - کران پانچ مقامات میں نہیں ایک پر حق دیا جائے

سرویا کے [illegible] ایام میں کے دن حضرت سلطان المعظم نے شاہی فرمان اس مضمون کا عطا کیا ہے کہ ولایتہا سے سرویا اسکے [illegible] ایک [illegible] سے ہوسکتے ہیں ۔

یوم جشن المسلمین

ایک شہور مقولہ ہے و اسکے بعد [illegible] ہیں بلکہ جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں ہر جگہ وفتح تو کہاں کی نمونہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو ۲۰ مئی ۱۸۹۷ء کا جو جشن ہوا ہوگا کیونکہ اس دن جو انہوں نے سلطانی فتح کی خوشی میں منائی ہے اسکی کیفیت مدت العمر انکے دماغ میں تازہ رہیگی ۲۷ مئی ۱۸۹۷ء کو ہماری مطبع سے شیخ غلام محمد مالک اخبار وکیل کیطرف سے ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کیا گیا کہ بمبئی کے مسلمانوں کی تقلید میں یہاں بھی مسلمان اس فتح عظیم کے حصول پر بارگاہ الٰہی میں شکریہ ادا کریں اور حضرت سلطان المعظم کی خدمت اقدس میں مبارکباد کا تار روانہ کریں اس اشتہار کا شائع ہونا تھا کہ لوگوں کی عقیدتمندی اور ارادت نے حقیقی جوش کی صورت اختیار کی اور ہزاروں ارادتمند غول کے غول اس ثواب آخرت میں شامل ہونیکے لئے نہ فقط میاں محمد جان صاحب مرحوم کی مسجد میں (جہاں جمع ہونیکی دعوت تھی) جمع ہوئے بلکہ دیگر مساجد میں بھی بکثرت جمع ہوئے - مگر میاں صاحب مرحوم کی مسجد کا نظارہ واقعی قابل دید تھا اس دو منزلہ عالیشان مسجد میں سب فرش وفروش اور سائبان وغیرہ ضروریات لگائے گئے تھے جسکا اہتمام ہمارے مکرم مسٹر محمد امام الدین منیجر وکٹوریہ میڈیکل ہال کے سپرد تھا - اور جنہوں نے اپنے کار مفوضہ کو نہایت سلیقہ اور قابلیت سے انجام دیا اور اس مبارک کام کے انتظام اور انصرام میں اپنے ضروری بیچ کے کاموں کو محض حمیت قومی کے لحاظ سے نظر انداز فرمایا جزاک اللہ ۔

ابھی بارہ بجنے کو تھے کہ لوگوں کی آمد شروع ہوئی لو بڑے زور سے چل رہی تھی اور آفتاب نصف النہار بھی بارش الشعاع کی افواج قاہرہ کیطرح پوری گرمیوں پر تھا مگر پسینے ارادتمندوں کی حقیقی ارادت اور عقیدتمندی کیلئے یہ کیا اس سے دوگنی حرارت

بھی مانع نہ ہو سکتی تھی چنانچہ لوگوں نے مطلق اس گرمی کا خیال نہ کیا اور شہر کے پرلے سرے اور مقامات بعیدہ سے آکر وقت پر لکیہ
وقت سے پہلے شامل ہوئے انکے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ ہمارے بھائی سی تمازت اور شدت حرارت میں بے آب و دانہ
تیس تیس گھنٹے دشمنوں کو مارتے اور ان سے لڑتے اور توپیں بندوقوں کی زد اٹھاتے پہاڑوں پر چڑھے رہتے ہیں ہمیں
مسجد کے بیس بائیس زینے چڑھنے میں کہاں کی تکلیف ہوگی ابھی ایک بج کچھ عرصہ باقی تھا کہ مسجد میں باوجود بہت وسیع
ہونے کے تل رکھنے کو جگہ نہ تھی چنانچہ اول مولوی غلام سید صاحب دہلوی نے وعظ فرمایا جس میں اخوت اسلامی کے حقوق نہایت
قابلیت اور متانت سے بتوضیح بیان کئے بعد ازاں خریطہ نماز سے فارغ ہو کر مولوی ولی محمد صاحب مشہور واعظ جالندھری
نے ممبر پر جلوہ افروز ہو کر سامعین کو اتحاد کی تحریص اور ترغیب نہایت موثر الفاظ میں کی۔ در آیۂ کریمہ فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوبِکُمْ کی
تفسیر بڑی معقولیت سے فرمائی۔ اس کے بعد حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین کی بقا استحکام دولت
اور فتح و نصرت کیلئے نہایت عجز اور جوش سے دعا کی گئی۔ اس وقت کی رقت اور خضوع اور خشوع واقعی دیکھنے سے تعلق رکھتا
تھا۔ بیساختہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہے جاتے تھے مختصر یہ کہ اسکے بعد مولوی غلام سید صاحب نے پھر اٹھکر
سامعین کو تار کا مضمون جسکا روانہ کرنا تجویز تھا سنایا سب نے بالاتفاق اس پر اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ جمہور نے اس وقت
یہ قرار دیا کہ حضرت اقدس کی خدمت عالی میں یہ تار روانہ کیا جاوے۔

بعد ازاں مولوی عبد السبحان صاحب نے اپنی دلاویز وعظ سے حاضرین کو داخل حسنات کیا اتنے میں نماز عصر کا وقت آگیا
اور کل حاضرین نے مولانا و بالفضل اولانا مولوی غلام رسول صاحب مفتی اور امام مسجد کے پیچھے فریضہ عصر ادا کیا۔ اور بعد
از نماز عصر بھی دعا بھی خضوع و خشوع کے ساتھ مانگی گئی۔ نیز گورنمنٹ انگریزی کے بقا اور دولت کیلئے دعا مانگی گئی جسکے
سایۂ عاطفت میں ہمیں یہ آزادی حاصل ہے کہ ہم خلیفۃ المسلمین کے ساتھ اسطرح علی الاعلان اظہار عقیدتمندی اور
خلوص کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد یہ مبارک مجمع قریب چھ بجے شام کے رخصت ہوا اگرچہ لوگوں کا جی ابھی سیر نہ ہوا تھا
اور بیٹھے رہنا اور بہانہ چاہتے تھے۔ شام کے وقت شہر کی بہت مسجدوں بلکہ مسلمانوں کے مکانوں پر روشنی کیگئی۔ اکثر
مساجد میں وعظ کی مجلسیں بھی زور شور سے ہوئیں۔

فہرست کتب

مفروضہ مظالم آرمینیا یہ کتاب مولوی محمد انشاء اللہ صاحب کی تالیف ہے۔ اس میں عالیدماغ اور فاضل مؤلف نے سوالات متعلقہ ٹرکی او رمسئلہ آرمینیا کے مختلف پہلوؤں پر بدلائل شائستہ و براہین بالیستہ بحث کی ہے۔ تمام صاحب جنہوں نے اس کتاب کے مضامین کو پڑھا ہے نہایت زور سے اسکی جامعیت اور بسیط ہونیکی تعریف کی ہے اردو زبان میں ایسی جامع کتاب جو روم کے متعلق پولیٹیکل حالات کامل آگاہی دے سکے آجتک کوئی تالیف نہیں ہوئی ہے۔ عہدنامہ برلن عہدنامہ سین سٹیفانو خطوط نپولین بوناپارٹ۔ تقریر گلیڈسٹون وغیرہ کے علاوہ آرمینیا کا نقشہ بھی شامل کردیا ہے ہر انصاف پسند کو علی العموم اور مسلمانوں کو علی الخصوص یہ کتاب ضرور دیکھنی چاہئے۔ (عہ)

واقعات روم یہ کتاب ایک بیانداز امریکن انگریز کی تصنیف ہے جسکو مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب میں وہ تمام ترقیاں درج ہیں جو موجودہ سلطان کے عہد میں ہوئی ہیں۔ اس باب لائق مصنف نے کوئی صیغہ بغیر ذکر کے نہیں چھوڑا دیوے کے حال سے شروع کیا ہے اور تمام ضروری محکموں کی کیفیت نہایت وضاحت سے سمجھائی ہے اس میں فاضل مترجم کے نوٹ اصل کتاب کے لطف کو دوبالا کئے دیتے ہیں۔ اس کتاب کو دیکھنے کے وقت غور سے پڑھنے والا ایسا محو ہو جاتا ہے کہ گویا وہ خود ٹرکی میں بیٹھا ہوا ہر صیغہ اور محکمہ کی پڑتال کر رہا ہے اس کتاب اور مفروضہ مظالم آرمینیا وغیرہ کے دیکھنے کے بعد ٹرکی کے متعلق حالات بہت ہی کم معلوم کرنا باقی رہ جاتا ہے جو وہاں خود جاکر دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں (۱۲/۱)

محاربات پلیونا یہ کتاب ایک انگریز نوجوان نے جو ۱۸۷۷ء میں سترہ برس کی عمر میں بطور والنٹیر عساکر عثمانیہ میں داخل ہوکر غازی عثمان پاشا شیر پلیونا کے ماتحت پلیونا کے قیامت تک یاد رہنے والے قیامت خیز معرکوں میں شریک رہا تھا ۱۸۹۵ء میں بزبان انگریزی تحریر کی تھی اس کتاب کا ترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد نے ابنائے ملک کو ان معرکوں کے مفصل حالات سے آگاہ کرنیکے لیئے اردو زبان میں کیا ہے اور حسب ضرورت جابجا مفید حواشی بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ نیز محاصرہ پلیونا کے چاروں محاربوں کے رنگین نقشے بھی دیدیئے ہیں۔ کتاب کے تین حصے ہیں۔ قیمت فی حصہ (عہ)

قسطنطنیہ اسکتاب میں اسلامی دارالخلافہ کی گذشتہ تاریخ دینے کے بعد شہر کی موجودہ کیفیت وہاں کی پبلک عمارات اور شاہی عمارات دلفریب سینری او رمنظر اور ترکوں کی موجودہ طرز معاشرت اور خلقی اوصاف دربار سلطانی وارکین دربار کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے اور ضمناً آب و ہوا کی طبعی خاصیت بھی واضح کردی گئی ہے۔ اس کتاب میں انگلستان کے مشہور سیاح اور مورخ مسٹر موریس کرافورڈ اور لیڈی سیمور صاحب کی کتابوں کا ترجمہ دینے کے علاوہ گبن ڈمسنڈ بیرا ایڈورڈ کریسی اور دیگر مستند یورپین و ٹرکی مورخین کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ قیمت عہ

مفصل فہرست آدھ آنہ کے ٹکٹ آنے پر مفت ارسال کی جاتی ہے۔

منیجر اخبار وکیل امرتسر

تمام شد

ہر قسم کی ترسیل زر مشتہر کے نام ہو

نمونہ کے پرچہ کے لیے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے

اخلاقی، تمدنی، ملکی، قومی، مذہبی، پولیٹیکل، معاشرتی علاوہ فوجی، تجارتی، تعلیمی و صنعتی مسائل پر بحث کرنیوالا ہندوستان کا ... ہر ہفتہ

اخبار وطن لاہور

دفتر جمیلیہ ایجنسی لاہور سے اس قومی خادم اور محب ملک کے قلم سے ۱ جنوری ۱۹۰۱ء سے شائع ہوتا ہے جس کے پرزور آرٹیکلون سفید پوش ہمدردون اور ان ہمدردونکی کامیابی نے ملک کے نامی گرامی قدر دانون اور مشہور معاملہ فہم ناظرین کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ دنیا بھر کی ضروری اور دلچسپ خبرون کے نہایت جلد اور سب سے پہلے بہم پہونچانے مین اپنا نظیر نہین رکھتا۔ اسلامی دنیا کے حالات معلوم کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ہے۔ اسکی طرز تحریر۔ آزادی۔ سچی ہمدردی۔ اعلیٰ درجہ کے لٹریچر نے ثابت کر دیا ہے کہ یہی ایک اخبار ہے جس کو اخباری دنیا مین لاثانی ہونے کا دعویٰ ہے

اسکی اشاعت کے مقاصد یہ ہین:-

جو امور ملک اور قوم کی تمدنی۔ اخلاقی حالت کی اصلاح اور ان کو ممتاز و معزز اقوام و ممالک کے ہم پلہ بنانے مین ممد ہون۔ اون کو اہل ملک کی خدمت مین پیش کرے۔ اور حاکم و محکوم کے اُن تعلقات کو بیان کرے جو رعایا کی جان نثاری اور حکام کی رعایا پروری کے اصل الاصول ہین۔ اسکے ضمن مین رعایا کے واجب مطالبات اور جائز حقوق گورنمنٹ کے حضور مین عرض کرے۔ اور گورنمنٹ کی حکمت عملی جو انتظام ملک سے متعلق ہے۔ اس سے رعایا کو آگاہ کرے اور جو غلط فہمیان کسی فریق کیطرف سے عمل مین آئین ان کے اظہار مین نہایت شائستگی اور آزادی کے ساتھ ایسا طریق عمل اختیار کرے جو بدظنیون کے دفعیہ اور استحکام سلطنت کا باعث ہو علاوہ برین فوجی۔ زرعی۔ تجارتی و صنعتی معلومات

مفید و ضروریہ کا باہم پہونچانا اسکا اہم فرض ہوگا جس کے لیے اب تک کل ملک مین کسیطرح کا انتظام موجود نہین - اور بالخصوص اسکا فرض اہم ہوگا کہ کل اہل وطن ہندو مسلمانون عیسائیون وغیرہ جملہ اقوام مین برادرانہ اتفاق قایم کرنے اور آئے دن کے باہمی نزاع سے جو نقصان ایک دوسرے کو پہونچتے ہین ان کے دور کرنے مین کوشش کرے ∴

شرح قیمت

	سالانہ	ششماہی
ہندوستان سے باہر کے لیئے	۱۰ شلنگ	۵ شلنگ
امراء سے	عـہ ر	ے ر
دیگر معاونین سے	للعہ ر	ہار
کم استطاعت طلبار سے بشرط تصدیق	سکہ	عاؔ

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر اخبار جاری نہین ہو سکتا

المشتہر

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ

مالک حمیدیہ ایجنسی و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور